رشتے دل کے

تحریر : عروج بٹ

****

"بھیو آپ کو یقین ہے نہ کہ بابا نے اسی جگہ کا ایڈریس دیا تھا؟"

یہ ایک چھوٹے اور تنگ مگر صاف ستھرے محلے کا منظر ہے جہاں ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی بلیو جینز، وائٹ گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے، ساتھ بلیو ہی سٹالر گلے میں لٹکائے پریشانی سے اپنے ساتھ کھڑے نفوس کو مخاطب کر کے بولی جو کہ رشتے میں اُس کا بھائی لگتا تھا،،

"ہاں یہی ایڈریس ہے اُففف اتنی گرمی ہے یہاں پتہ نہیں یہ مڈل کلاس لوگ کیسے رہ لیتے اتنی گرمی میں"

وہ ارد گرد ایک تنقیدی نظر ڈالتا اُکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا اور موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا،، ارد گرد اکا دُکا لوگ کھڑے تھے جو حیرت بھری نظروں سے اُن کے حلیے کو گھور کر دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ لوگ کم از کم اس علاقے میں رہنے والے تو بلکل نہیں لگ رہے تھے،،

اونہو وزی بھیوا ایسے نہیں کہتے آپ نہیں جانتے پر ان لوگوں میں ہماری" نسبت زیادہ صبر و تحمل ہوتا ہے ویسے بھی انسان کو ہر ماحول میں رہنے کا عادی ہونا چاہیئے کیا پتا یہ وقت ہم پر بھی کبھی آسکتا ہے اسی لئے کسی کی بے بسی کا "مزاق نہیں اُڑانا چاہیئے

اووو پلیز نینو بند کرو اپنے لیکچر ایک تو پتہ نہیں تمہارے سر سے یہ غریبوں" "کی ہمدردی کا بخار کب اُترے گا

وہ اپنی ہیزل گرے آیئز بے زاری سے گھماتا ہوا بولا اور کال سُننے لگا،، نینا نے دائیں بائیں سر ہلایا جیسے کہنا چاہتی ہو آپ کو سمجھانا ہی بیکار ہے،،

"چلو"

وہ اُس کا ہاتھ پکڑے کچی مٹی سے بنی سڑک پر احتیاط سے چلنے لگا چونکہ دو دن پہلے ہونے والی بارش کے باعث مٹی گیلی تھی،، دس منٹ کی مسافت کے بعد وہ ایک چھوٹے سے مگر نفیس گھر کے سامنے آ رکے،، تمام راستے نینا تو نیلی آنکھوں میں اشتیاق بھرے ارد گرد بنے چھوٹے چھوٹے گھروں کو دیکھنے لگی جبکہ اُس کی بے زاری حد سوا تھی،، زی نے آگے بڑھ کر گھر کی بیل بجانی چاہی مگر ایک زوردار بجلی کا جھٹکا لگنے سے یکدم پیچھے ہوا اور کراہ کر اپنا بازو سہلانے لگا،،

"زی بھیو"

نینا تڑپ کر اُس کی جانب بڑھی،،

"ہے ریلیکس نینو ٹھیک ہوں میں"

اُس کی نیلی آنکھوں میں چمکتے موتیوں کر دیکھ کر زی اُس کے گرد بازو حمائل کر کے پچکارتے ہوئے بولا،،

"پر آپ کا بازو"

وہ سوں سوں کر کے معصومیت سے اُسے دیکھنے لگی،، اُس کی شکل دیکھ کر بمشکل زی نے اپنا قہقہہ روکا،،

ٹھیک ہوں میں ڈائن بابا سے ڈانٹ پرواتے وقت تو کبھی اتنا پیار نہیں دکھایا"

"

وہ خفا شکل بناتا ہوا بولا تو نینا کھکھلا کر ہنس پڑی،، زی نے سکون بھری سانس خارج کی،،

"آپ کام ہی ایسے نہ کیا کریں کہ آپ کو ڈانٹ سُننی پڑے سمپل"

وہ دانت نکلاتے ہوئے بولی تو زی نفی میں سر ہلاتا ہوا دروازہ کھٹکھٹانے لگا البتہ بیل کو ہاتھ لگانے کی غلطی اُس نے پھر نہیں کی،، ابھی تیسری بار وہ دروازہ کھٹکھٹاتا ہی کہ کوئی نرم و نازک وجود دروازہ کھولتے تیزی سے اُس سے ٹکرایا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتا زی نے تیزی سے اپنے کسرتی بازو اُس کی کمر میں حائل کئے اُسے گرنے سے بچایا،، نینا نے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ

لئے اور حیرت سے اپنے بھائی کی بانہوں میں پڑی اُس نازک سی لڑکی کو دیکھنے لگی جو گرنے کے ڈر سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئی تھی،،

****

"اے ے ے ہنیہ اووووہنیہ پتہ نہیں کدھر مر گئی کلموہی کہا بھی تھا شفیق کو نہ دیکھا اتنی شفقت مگر نہیں ہمیشہ غلط وقت پر ہی اپنی شفقت دیکھاتا ہے پوری دُنیا میں حُسن کو زنگ لگ گیا تھا جو ایک ہی کلموہی پر دل ہار بیٹھا اُس سے ایک اور کلموہی نے اِس دُنیا میں جنم لے لیا اے ے ے ہنیہ بس کر دے ہم بازار جا رہے ہیں تیرا رشتہ لینے نہیں "

ایک ادھیڑ عمر خاتون ایک ہاتھ کمر پر رکھے ایک ہاتھ میں بٹوہ پکڑے غُصیلے تاثُرات سجائے مسلسل کسی کو کوسنے میں مصروف تھی،،

"آپ کے منہ میں گھی شکر دادو"

بلیک لونگ شرٹ ساتھ بلیک ہی ٹرائوزر پہنے سر پر ریڈ اور بلیک امتزاج کا ڈوپٹہ جمائے براؤن آنکھوں میں سُرمے کی ایک پتلی سی لکیر لگائے سمپل سے بلیک سینڈل پہنے سیرھیاں اُترتے ہوئے ہانیہ چہکتے ہوئے بولی،،

"استغفر اللہ توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا جیسی ماں ویسی بیٹی بے شرم کہیں کی "

اپنے دونوں ہاتھ کانوں کو لگائے دادو نے ایک بار پھر پتھر سے سر پھوڑنے کی کوشش کی،،

ارے دادو بس کر دیں میری مری ہوئی ماں کو کوسنا جب زندہ تھی تب تو" چین سے جینے نہیں دیا اُنہیں اب جب وہ بیچاری اس دُنیا سے کوچ کر چکی ہیں " تب بھی آپ انہیں کوس رہی ہیں

ہانیہ منہ بنا کر بولتی اور اپنے چھوٹے سے کیچن میں داخل ہوئی اور فریج سے پانی کی بوتل نکال کر منہ کو لگائی،،

کیسی قینچی کی طرح زُبان چلتی تیری اگر اچھی تربیت کی ہوتی تو یہ حال نہ ہوتا" خود تو چلی گئی پر ساتھ یہ تحفہ دے گئی میری. بچی کُچی زندگی اجیرن کرنے کے لئے ہنہہ"

دادو کو اُس کی بات کچھ ہضم نہ ہوئی اس لئے جوابی وار کرنا ضروری سمجھا،،

کم تو آپ نے بھی اُن کی زندگی اجیرن نہیں کی مجھے اچھی طرح یاد ہے اماں" نے بتایا تھا کیسے آپ نے اُن کی سہاگ رات کا ستیاناس کر دیا نہیں یہ بات نہ کبھی سُنی نہ دیکھی کہ ساس صاحبہ بجائے بہو اور بیٹے کو کچھ دیر اکیلے چھوڑنے کے اُن کے درمیان میں جا کر سو گی کہ مجھے میرے شفیق کے بغیر نیند نہیں آرہی ڈرائونہ خواب دیکھ لیا وغیرہ وغیرہ جیسے میں آپ کو جانتی نہیں

ارے ے ے ے آپ تو اُن دونوں بیچاروں کو دو پل سکون کے نہ لینے دیئے "بھائی اب سزا تو ملنی ہی تھی نہ چاہے میری حسین صورت میں ہی سہی

ایک ہاتھ سے پراندہ جھٹکتے وہ ایک ادا سے بولی اور دادو کا خون جلانے میں ایک کثر باقی نہ چھوڑی،،

"بس زیادہ زُبان درازی نہ کر چل اب باہر سے رکشہ بھی پکڑنا ہے"

وہ وقت کے مد نظر بات کو رفع دفع کرتی ہوئیں بولیں،،

ہاں تو میں تو کب سے تیار بیٹھی ہوں آپ کے ہی ہار سنگھار ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے جانے کس بُڈھے کے نصیب پھوٹنے والے ہیں اب اللہ بخشے ہمارے دادا کو کیسے اتنے سال برداشت کر لیا"

"ہنیہہہہ"

دادو کی چنگھارتی آواز سُنتے ہانیہ نے کھلکھلاتے ہوئے باہر کی جانب دور لگا دی،، اس نے دروازہ کھولتے تیزی سے باہر بھاگنا چاہا کہ سامنے کھڑے چٹان نُما وجود سے ٹکر گئی اور گرنے کے ڈر سے اپنی براؤن کانچ سی آنکھوں کو سختی سے بھینچ کر اُس پر اپنی گھنی پلکوں کی جھالڑ گرا لی،،

"ہے مس یو آر سیو اوپن یور آئیز"

(Hey Miss! You are safe . Open your Eyes)

گھمبیر مردانہ آوازاور مردانہ کلون کی خوشبوارد گرد محسوس کرتے ہانیہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور ٹکر ٹکراُس کے چہرے کو دیکھنے لگی،، چھے فُٹ سے نکلتا قد،، کسرتی بازو جواُس کی ہاف سیلوز بلیک شرٹ سے نمایاں ہو رہے تھے جن میں نیلی نسیں ضبط کے باعث اُبھری ہوئی تھیں،، سُرخ وسفید رنگت،، ہیزل گرے آئیز،، براؤن بال جواُس کی حندہ پیشانی پر شان بے نیازی سے بکھرے ہوئے تھے،،

"اگر میرا جائزہ لے لیا ہو تو مہربانی فرما کر اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائیں" زی دانت پیستے ہوئے بولا،، اُسے رہ رہ کر اس لڑکی پر غُصہ آ رہا تھا جو بغیر ارد گرد کا خیال کئے بے شرموں کی طرح اُسے گھورے جا رہی تھی،، اُوپر سے اپنی پشت کی جانب سے آتی نینا کی دبی دبی ہنسی کی آوازوں نے آگ میں پیٹرول چھڑکنے کا کام کیا،،

" اوہہ سوری"

ہانیہ ہڑبڑا کر اُس کے کندھوں سے ہاتھ ہٹاتی دور ہوئی،،اور حیرت سے اُس خوبرو نوجوان اور اُس کے پیچھے کھڑی اُس نیلی آنکھوں والی گڑیا کو دیکھنے لگی،،زی نے بے زاری سے آنکھیں گھمائیں،،

"اسلام علیکم بھاب۔۔۔میرا مطلب لڑکی نویرہ بیگم کا گھر یہی ہے"

زی کی بھابھی لفظ پر خطرناک گھوری کے باعث گھوری پر نینا نے بمشکل مُسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بات مکمل کی،،

"جی وہ میری سوتیلی ماما تھیں"

"تھیں"

اُن دونوں کو جیسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا،،

جی تھیں ابھی وہ چچا حمید کے گھر ملاد پر گئی ہیں آپ بتائیں آپ کو کس سے ملنا ہے"

وہ اپنا پراندہ گھوماتی لاپرواہ انداز میں بولی،،نینا نے شکر بھری سانس خارج کی جبکہ کہ زی نے انگارہ ہوتی آنکھوں سے اُس پاگل لڑکی کو گھورا،،

اہہ چلیں میں آپ کو سب بتاتی ہوں پر اس سے پہلے پلیز ہمیں اندر بُلا لیں"
"ورنہ سورج انکل سارا خون نیچور لیں گے

نینا آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت سے بولی،، ہانیہ نے حیرت سے اُس کا سُرخ ہوتا چہرہ دیکھا اور دروازے کے ایک طرف ہو کر اُنہیں اندر آنے کا راستہ دے دیا،، اندر داخل ہوتے گہری ہیزل گرے آیئز اور براؤن کانچ سی آنکھیں ٹکرا کر چار ہوئیں دونوں کی دھڑکنیں تھمی تھی پر زی نے بروقت خود پر اپنا مخصوص سرد خول چڑھایا اور نظریں پھیرتا قدم بڑھاتے ہوئے آگے کی جانب چل دیا وہیں ہانیہ بھی اپنی بے اختیاری پر خود کو کوستی ہوئی دروازہ لاک کرتے اندر کی جانب بڑھ گئی،،

ہنہہ ایٹیٹیوڈ تو ایسے دیکھا رہا جیسے کسی سلطنت کا مالک ہے گرے چلغوزہ"
"کہیں کا

ہانیہ بڑبڑا کر رہ گئی،،

****

"آپ لوگ کون ہو بیٹا اور کہاں سے آئے ہو جاہانیہ جا کر مہمانوں کے لئے ٹھنڈہ شربت بنا کر لا"

وہ سب اس وقت ایک چھوٹے مگر صاف ستھرے ڈرائینگ روم میں موجود تھے،، جہاں ایک صوفے پر نینا اور زی بیٹھے تھے اور انکے مقابل دوسرے صوفے پر دادی تشریف آور تھیں جبکہ درمیان میں ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی،، زی تو لاپرواہی سے موبائل میں غرق تھا جبکہ نینا پریشانی سے ہاتھ مسل رہی تھی اور ہر دو منٹ بعد زی کو گھوری نواز رہی تھی،، جبکہ ہانیہ دادی کے ساتھ ہی صوفے کے کونے پر بیٹھی تھی بغیر اُن کی گھوریوں کو خاطر میں لائے بھئی اُس کا گھر ہے وہ جیسے مرضی بیٹھے اُٹھے کھائے پیئے بھلا اس کا اُن اجنبیوں سے کیسا رشتہ جو اُن کے سامنے شریف سگھڑ اور معصومیت کا لبادہ اُوڑھ کر بیٹھ جائے اور اُن کی جی حضوری کرے بقول ہانیہ کے،، دادی کا حکم سُنتے ہوئے ہانیہ نے اُسے ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے

نکالا،، براؤن آنکھوں میں حیرت اور تجسس لئے وہ ان دونوں کو ایکسرے کرتی نگاہوں سے گھور رہی تھی،، نینا نے حلق تر کیا کیوں کہ زی کے ڈھیٹ پن سے اُسے یہ تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بات شروع نہیں کرتے والا اور مزید خاموشی خطرے سے خالی نہیں تھی کیا پتا یہی دادی جو ابھی شربت پلا رہی ہیں وہی دھکے دے کر گھر سے نکال دے،،

"دیکھیں ہم یہاں ایک بہت ضروری مقصد کے تحت آئے ہیں"

نینا نے اپنی سوچوں پر لعنت بھیجتے بات کا آغاز کیا،،

ہم نویرہ بیگم میرا مطلب خالہ کے رشتہ دار ہیں مطلب وہ رشتے میں ہماری"

"خالہ لگتی ہیں

ان دونوں کی گھوریوں سے نینا بُری طرح کنفیوز ہوئی۔

"پر نویری نے تو بتایا تھا کہ اُس کی کوئی بہن نہیں وہ اکلوتی ہے"

یکدم دادی کی بات کرنے کی ٹون بدلی اور رہانیہ کے ماتھے پر بھی ننھے ننھے بل نمودار ہوئے۔

"وہ میرا مطلب کزن ہیں وہ ہماری ماما کی"

نینا نے گڑبڑا کر وضاحت دی اور اپنی پیشانی سے پسینے کے ننھے ننھے قطرے صاف کئے۔

"پر اُس کی ساری کزنوں کی تو رخصتی ہو گئی ہے"

"ہیں پر کہاں"

"جہنم میں"

جواب ہانیہ کی طرف سے آیا تھا۔

نینا نے حونقوں کی طرح اُن دونوں کو دیکھا۔

ارے نہیں وہ ہمارے ماموں میرا مطلب خالہ کے ماموں مطلب ہماری ماما" کے بابا نے بھاگ کر شادی کی تھی نہ تو نانا نانی نے اُن سے سب رشتے ختم کر دئے تھے اور یہ ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ اُن کے بیٹے ہیں اور پھر خالہ اور ماما پیدا ہو گئے اُن کی آپس میں دوستی ہو گئی پھر جُدائی ہو گئی اور پھر ہم دونوں "بھی پیدا ہو گئے پھر آج ہم خالہ سے ملنے آ گئے

نینا نے نہایت رسانیت سے جواب دیا،، جبکہ اس کی بات سُنتے ہوئے دادی اور پوتی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا،،

اور اب اتنے سالوں بعد تمہاری ماں کو تمہاری خالہ کی یاد کہاں سے اور "
"کیوں کر آ گئ

دادی نے مدعے کی بات کی،، وہیں نینا کی ہتھیلیاں نم ہونا شروع ہو گئ،، اُس نے زی کو ایک زور دار ٹہوکا دیا جس پر اُس نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا،،

آگے کی بات آپ کر و لاڈ صاحب آپ پر بھی کچھ فرائض عائد کر کے بھیجے "
"گئے ہیں

وہ اُسکے کان میں گھنستی دانت پیس کر بولی،، زی نے بے زاری سے اپنی ہیزل گرے آئیز گھومائیں،، صوفے پر ٹانگ ہر ٹانگ چڑھائے وہ شہزادوں سی آن بان رکھتا بے نیازی سے بیٹھا ہوا تھا،، اوپر سے اُس کا قاتلانہ ایٹیٹیوڈ،، ہانیہ پہلو بدل کر رہ گئ،

ہنھہ منحوس سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو اب اتنا بھی کوئی شہزادہ گلفام نہیں "

" ہے اٹیٹیوڈ تو ایسے دیکھا رکھا جیسے او باما کا بیٹا ہو

وہ دل ہی دل میں تلملاتی اور اپنے ناخُن دانتوں میں کتر کتر کرنے لگی،، زی نے ایک تیز نظر اُس پر ڈال کر پھیری اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا،، پر اس دوران ہانیہ کے دل زوروں سے دھڑکنے لگا،، وہ اپنے دل کی آواز سے بُری طرح سٹپٹاتی اُٹھی،،

"وہ شربت لے کر آتی ہوں"

دادی کی گھوری پر وہ بوکھلاتی ہوئی بولی اور اندر کی جانب دور لگادی،، زی کی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا،،

آپ بزرگ ہیں دانا ہیں تو یقیناً عقل و فہم کو خاظر و ناظر رکھ کر فیصلہ کریں " گیں زیادہ مجھے بولنے کی عادت نہیں اور سُنتا میں اپنے باپ کی بھی نہیں یہ کچھ کاغزات ہیں انہیں غور سے پڑھیں،، سمجھیں اور سوچیں،، ہاں سوچنے کے لئے آپ کے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔۔

اُس نے ایک طائرانہ نظر اپنی گھڑی پر ڈالی

کیونکہ ان پانچ منٹ کے بعد ہمیں کچھ ضروری کام کرنے ہیں اُمید ہے "

آپ سمجھ گئی ہوں گی اور اگر نہ بھی سمجھیں تو ہمارا اُس سے کوئی لینا دینا نہیں

کیونکہ ہم نے جو کرنا ہے سو کرنا ہے کسی کے باپ کی ہمت نہیں کہ وہ

" ہمارے کام میں روڑے اٹکائے یور ٹائم سٹارٹڈ ناؤ

زی نے اطمینان سے اپنی بات مکمل کی نینا نے حیرت سے اُس کا گنڈوں والا انداز دیکھا وہ سمجھا کم اور دھمکا زیادہ رہا تھا،، دادی نے ایک تیکھی نظر اس آوارہ اور بگڑے ہوئے لڑکے پر ڈالی اور سامنے میز پر رکھے دستاویزات ایک ایک کر کے پڑھنے لگی،، جسے پڑھتے ہوئے اُن کی چہرے کا رنگ تاریک ہوتا جا رہا تھا وہیں زی کا اطمینان قابلِ دید تھا،، نینا نے پریشانی سے لب دانتوں تلے دبا گئی،،

****

"اوئے انوا سے سہی سے نیل دے"

"کیا یار عیشو مسلہ کیا ہے ؟ اتنا تو نیل و نیل کر دیا ہے"

انو عیشو کو کپڑے واپس ٹب میں پھینکتا دیکھ کر جھنجھلاتے ہوئے بولی۔

یار انو دے دے نہ نیل سہی سے تا کہ اس منحوس کام سے ہماری جان"

"چھوٹے اور ہمیں بھی کچھ سکون کے پل میسر ہوں

واشنگ مشین میں بھرے شفاف پانی میں سرف ڈالتی امبر حسرت آمیز لہجے

میں بولی۔

"ہنہہ چھوٹ ہی نہ جائے جان"

انو اپنے نہ نکلنے والے آنسو صاف کرتی کپڑوں کو دوبارہ نیل بھرے ٹب میں

ڈبونے لگی۔

ہاں تو جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ نہ کام چوروں کی طرح بس باتیں ہی کرے جا"

"رہے ہو ایک مجھے دیکھو لگتا کپڑے نہیں اینٹیں اُٹھا کر رکھ رہی ہوں

بھاری بھر کم بیڈ شیٹس کو سپنر میں رکھتی عیشال روہانسی لہجے میں بولی۔

بکواس بند کرو تم تینوں منحوس یہ میں ادھر صبح سے آلو بیچ رہی ہوں کیا سب" سے زیادہ کام تو میں کر رہی ایک تو منحوس گرمی اتنی ہے کپڑوں کے ساتھ "میرا خون بھی خُشک ہو جانا

ایک ہاتھ میں خالی ٹب پکڑے سیڑھیاں اُترتی سنا یا یقیناً چھت پر کپڑے ڈال کر آ رہی تھی۔ وہ ان کے قریب پہنچتی ٹب زمین پر عیشال کے گرد پھینکتی روندو آواز میں بولی، ان تینوں نے اُسے قدرے ہمدردی سے دیکھا،، بیچاری پوری پسینے میں بھیگ چُکی تھی،،

"ہاں یار آج تو سورج انکل نے انی ڈالی ہوئی ہے"

ڈوپٹے سے پسینا صاف کرتی انابیہ بے زار لہجے میں بولی اور نیل رنگے کپڑے صاف پانی میں ڈال کر اچھی طرح اُنہیں بھیگونے لگی،، تو باقی سب نے بھی اُس کی تائید کی،، امبر نے مشین میں اچھی طرح جھاگ بنتا دیکھ کر کپڑوں کا ایک آخری حصہ اُس میں ڈال کر سکون بھری سانس حارج کی،، اُن سب کے چہرے پر فاتحانہ مُسکراہٹ نے بسیرا کیا یقیناً اب سب کپڑوں کی لاشیں

اپنے ٹھکانے لگنے لگیں تھیں،،عیشال نے بیڈ شیٹس اچھی طرح سپن ہوتا دیکھ کر اُسے بمشکل باہر نکال کر نیچے ٹب میں رکھیں،،سنایا نے ٹب دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی کمر پر ٹکا دیا اور منہ بسورتے ہوئے سیڑھیوں کے زینے طے کرنے لگی،،امبر اپنا کام پورا کرتی مشین سے جھاگ ہوالے کپڑے نکالتی انابیہ کے گرد رکھے ٹب میں پھینکتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی،،

"یار امبی جلدی سے ٹینک بنا اور دیکھ چولھے پر رکھا گوشت بُھن گیا کہ نہیں"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے"

چھت پر سے آتی سنایا کی آواز سُنتے امبر بھی بلند آواز بولی،،انابیہ بھی جلدی جلدی امبر کے مشین سے پھینکے ہوئے کپڑوں کو ٹب میں اچھی طرح دھوتی نیل میں بھگو کر عیشال کے ساتھ رکھی باسکٹ میں ڈال کر اندر بڑھنے ہی والی تھی کہ پیچھے سے آتی عیشال کی آواز پر دانت پیس کر رہ گئی،،

"انو چل جلدی سے روٹیاں ڈال اور سلاد بنا"

"کیا یار ررر انسان ہوں میں کوئی مشین نہیں کم از کم نہانے تو دے"

اپنے لہجے میں دنیا جہان کا دُکھ سموئے انابیہ مسکینیت سے بولی تو عیشال نے ٹیڑھی نظروں سے گھورا۔

"اچھا اور نہانے کے بعد تم کہو گی کیچن میں گرمی بہت ہے اور میرے کپڑے دوبارہ خراب ہو جائیں گے اسی لئے پہلے روٹیاں ڈالو پھر بے شک نہا لینا"

باسکٹ میں رکھے کپڑے سپینر میں ڈال کر اُسے اون کرتی عیشال اطمینان سے بولتی انابیہ کو سر تا پیر جلا گئی۔

"اُففففف کیا مُصیبت ہے بنا رہی ہوں"

وہ پاؤں پٹختے ہوئی غُصے سے بڑبڑاتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی، عیشال نفی میں سر ہلاتی ہوئی صحن میں رکھے ٹب سمیٹنے لگی اور مشین کے پائپ پر سے ڈھکن اُتار دیا جس کے باعث سفید اور مختلف رنگوں کے امتزاج کا

جھاگ ملا کالا پانی تیز دھار سے باہر نکلا اور صحن میں بنے ایک ہول میں چلا گیا،، یہ ہے خان ولا کی داستان،، چار بہنوں کی داستان،، جو آپس میں جنگلی بلیوں کی طرح لڑتی تھیں،، مگر ان کی آپس میں محبت بھی بے مثال تھی،، زمانے کی تلخیوں سے دور،، یہ چاروں اپنی زندگی پُر سکون طریقے سے گزار رہی تھیں،، وہ الگ بات ہے کہ ہر اتوار کپڑے دھوتے وقت اُٹھتے بیٹھتے ان کی موت واقع ہوتی کسی میں دیوداس کسی میں دکھی آتما کسی میں گوپی بہو اور کسی میں مولا جٹ کی روح آجاتی پر اگلے دن سب سیٹ ہو جاتے،، بظاہر تو سب ٹھیک تھا،، پر کہتے ہیں نہ ہر خاموشی کے پیچھے ایک بھی ایک ایسا طوفان آنے والا تھا طوفان چھُپا ہوتا ہے،، ان کی زندگیوں میں جس سے سب کچھ بدل جانا تھا،، ہر شہ،، ہر چیز،، قسمت کے کھیل شروع ہونے والے تھے،، پر وہ چاروں ان سب سے بے نیاز ہنسی مُسکراتی کھلکھلاتی اپنی شرارتوں میں مگن تھیں،،

****

وسیع نیلے آسمان تلے وسیع سر سبز زمین پر جہاں ہلکی ہلکی دھوپ نے بسیرا کیا تھا وہیں روئی کے گالوں جیسے بادل اپنے پر پھیلائے سورج سے آنکھ مچولی کا کھیل کھیل رہے تھے،، چڑیا اور دیگر پرندے اس صبح آفتاف کے وقت چہچہاتے ہوئے اپنے رزق کی تلاش میں کوشاں تھے،، یہ لاہور کے ایک ایک نہایت خوبصورت اور پُر کشش علاقے کا منظر تھا جہاں ہر سُو خاموشی کا ڈیرا تھا مگر فلحال ابھی پانچ منٹ مزید گزرے اور اس سناٹے جیسے ماحول کو چیرتی ہوئی دو لڑکیوں کی آوازیں گونجیں،،، دونوں زندگی سے بھرپور کھلکھلاتی آوازیں،، قدرت کا عجیب شاہکار تھیں وہ دونوں،، جن کی صورت بلکل ایک جیسی تھیں بس آنکھوں کا رنگ مختلف تھا، وہ دونوں بچوں کی طرح چھلانگیں لگاتے ہوئے آگے پیچھے دوڑ رہے تھے،، بلکل ٹام اینڈ جیری کی طرح،، جس میں جیری آگے بھاگتی ہوئی لائٹ براؤن آنکھوں والی لڑکی

تھی جو اپنے پیچھے بھاگتی ہوئی دوسری گہرے ہرے رنگ کی آنکھوں والی لڑکی یعنی ٹوم کو منہ پیچھے کرتے زبان چراتی ہوئی اُس کے غُصے کو مزید اُبال دے گئی اور دوڑ میں تیزی لگادی،، ارد گرد اکا دُکا لوگ جو کھڑے اپنے کاموں میں مگن تھے شور پر ایک نظر ان کو دیکھتے سر جھٹکتے واپس اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے گویا یہ منظر اُن کے لئے کچھ خاص نیا نہ ہو،،

منال منال رُک جا منحوس انسان آج میں تیرا قتل کر دوں گی کمینی کدو" " کیے کے منہ والی پالک گو بھی لہسن گائے کے گوبر

وہ ہری آنکھوں والی لڑکی اُسے مسلسل کوستی ہوئی آخر میں چلائی اور دوڑتے دوڑتے ہی اپنی چپل ہوا میں اچھال کر ہاتھ میں پکڑی اور کمال مہارت سے اُسے قہقہے لگاتی منال کی کمر پر مارنا چاہا پر بدقسمتی سے منال پھُرتی سے راہ پھیرتی وائٹ پیلس کے اندر بھاگ گئی اور وہ ہیل والی چپل ٹھاہ کی آواز کے ساتھ برابر والی حویلی میں رہنے والی شمائلہ آنٹی کے سر پر لگی جو اپنے گیٹ کے باہر ہی کرسی لگائے منہ پر کالا ماسک لگائے آنکھوں کو کھیرے سے ڈھکے

کانوں میں ہینڈ فری ٹھوسے شاید دھوپ سینکنے کی غرض سے بیٹھیں تھیں پر ہر روز کی طرح وہ ان شیطانوں کی اندھا دھند لڑائی کا شکار ہو گئیں،،

"او تیرا بیرا غرق"

مناہل بلند آواز بڑبڑائی،،اسی دوران شمائلہ آنٹی نے چنگھارتے ہوئے سُن ہوتے سر کے ساتھ پیچھے دیکھا پر میدان خالی دیکھ کر دانست پیستی رہ گیئں،، آج توان شیطان کے چیلوں کو سبق سکھا کر ہی رہوں گی "وہ غُصے سے " غُراتی ہوئی اپنی حویلی کا گیٹ پار کر کے اندر چلی گئیں،،پر اس بار اُن ہے ہاتھ میں مناہل کی چپل بھی تھی،،اور چہرے پر شیطانی مُسکان،،

اب تو میرے پاس ثبوت بھی ہیں دیکھتے ہیں کیسے انکار کرتے ہیں ان کے دا"

"جی

شمائلہ آنٹی نے تفکر سے سوچا،،بے چاری کو ایک ٹھوکر کھا کر عقل نہیں آئی تھی شاید اسی لئے طوفان سے ٹکرانے چلی تھیں،،

"بلی چل جلدی ایمر جنسی ہو گئ ہے"

منال مناہل کو زبردستی گھسیٹتی ہوئی بیک یارڈ میں لے گئی،، چار منزلوں پر محیط وائٹ پیلس اپنا شان وسوکت میں اعلیٰ نمونہ اور شاہکار تھا،، چوتھی منزل پے ایک کمرے سے کھڑکی کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس میں سے ایک لمبی سی رسی کھڑکی کے ایک پٹ سے مضبوطی سے بندھی ہوئی تھی اور اُس کا ایک سرا نیچے زمین تک باآسانی پہنچ رہا تھا۔

"اب بتائے گی اب ہوا کیا ہے؟؟"

منال کو اپنے پیٹ کے گرد رسی باندھتے دیکھ کر مناہل دانت پیس کر بولی،، منال نے اچھی طرح رسی باندھ کر کسی کہ مناہل کراہ اُٹھی،،

"جلدی کر ٹائم نہیں ہے ابھی اندر جاتے ہوئے میری نظر گھڑی ہر پڑی"

منال سنگین لہجے میں بولی تو مناہل نے اپنا حلق تر کیا،،

"تو کیا 7 بج گئے"

وہ سہمے لہجے میں بولی۔ تو منال نے نفی میں سر ہلایا،،

"ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں"

"تو منحوس بتا کیا رہی ہے جلدی پکڑ مجھے"

منال کی بات سُنتے مناہل کے اوسان خطا ہوئے، منال نے جلدی سے پیچھے سے اُس کے گرد مضبوطی سے حصار باندھ لیا،، تو مناہل نے اپنے دونوں پاؤں دیوار پر رکھتے ہوئے ہاتھوں سے رسی کھینچتے ہوئے اوپر کی جانب احتیاط سے چڑھنے لگی،،

"منحوس جلدی چل دو منٹ رہ گئے 7 بجنے میں"

منال اُس کے کان میں چلائی تو مناہل کا دل کیا اُسے دھکا دے کر تیسری منزل سے نیچے پھینک دے،،

"ابے چُپ کرامی جان کا کمرہ ہے اگر اپنی سانس کی آواز بھی اُن تک پہنچی نہ تو اپنی موت پکی ہے پھر تیرا خواب میرے چالیسوے کے چاول کھانے کا اور میرا خواب تیرے چالیسوے کے چوال کھانے کا ادھورا رہ جائے اور پھر "شمائلہ آنٹی ہم دونوں کے ختم کی دیگ کھائیں گیں وہ بھی فری میں

مناہل دبی دبی آواز میں چیخ کر بولی تو منال نے فوراً اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ لی،، مناہل احتیاط سے امی جان کے کمرے کے گرد پہنچ ہر سائیڈ ہوتی اوپر کی جانب چڑھنے لگی کہ کمرے سے اندر آتی آوازوں پر ٹھٹھک کر رُکی،، اب دونوں کے کان اندر کی گفتگو سُننے میں محو تھے،،

"یہ امی جان کے کمرے سے کسی مرد کی آوازیں کیوں آرہی ہیں"

منال مناہل کے کان میں گھنس کر بولی،،

"منہوس فون پر بات کر رہیں"

مناہل کو اُس کا یوں خلل ڈالنا ناگوار گزرا تبھی دانت پیستی ہوئی بولی،، منال سر ہلا کر رہ گئ،،

جی میں آپ کی بات اچھی طرح سمجھتی ہوں ہر وہ دونوں ابھی بہت معصوم ہیں ناسمجھ ہیں میں اُن کے ساتھ یہ زیادتی کیسے کر سکتی ہوں"

اور یہاں ان دونوں کے کان کھڑے ہوئے اور معصوم اور نا سمجھ لفظ سُنتے دونوں کا ہارٹ اٹیک آتے آتے بچا پر ابھی وہ اپنی حیرت ایک سائیڈ رکھے آگے والی بات سُننے کے لئے متجسّس تھیں،،

میں کچھ نہیں جانتی وہ میری بیٹیاں ہیں سرینہ ملک کی بیٹیاں ملکوں کا خون " ہیں وہ اُن کو میں آپ کے نام نہاد رشتہ داروں کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتی میرا " فیصلہ وہی ہے جو اوّل سے تھا ہے اور آخر تک یہی رہے گا

سرینہ بیگم دھیمی آواز میں غُرائیں،، اور یہاں ان دونوں کے چہرے کا رنگ اُڑا،،

"کون ہے یہ منہوس جو ہماری امی جان کو بلیک میل کر رہا"

منال کا چہرہ غُصے سے سُرخ ہوا،، اُس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ فُون کرنے والے کو اُس کے گھر میں گھُس کر مارے،،

" شٹ اپ "

مناہل درشتگی سے بولی امی جان کی ایک بات وہ منال کی وجہ سے وہ واضح سُن نہ سکی کیونکہ منال کا چہرہ اُس کے کندھوں پر تھا اور اُس کی آواز اُس کے کانوں میں گونجنے کی وجہ سے اُن کی ایک بات اُس سے مِس ہو گئ،، منال اپنا سامنہ لے کر رہ گئ،، اسی دوران اندر سے آوازیں آنا بند ہوئیں یہیں مناہل اور منال کا دل دھڑکنا بند ہوا،، مناہل نے بے اختیار رسی کھینچنا شروع کی،، اور کمرے کا دروازہ دھڑام کی آواز کے ساتھ کھلا،، سرینہ بیگم نے ان دونوں کو بے خبر سوتے دیکھ کر گہری سانس خارج کی اور کھڑکیوں پر سے پردے ہٹائے پنک اور وائٹ کمبینیشن سے سجا یہ کمرہ خوبصورتی میں اپنی ایک مثال تھا،، ایک بار پھر دروازہ بند ہونے کی آواز گونجی اور کچھ پل بعد مناہل اور منال نے کمفرٹ اپنے اوپر سے ہٹائے،، اور سیدھا ہو کر گہری گہری سانسیں لینے لگیں،،

"آج تو بال بال بچے"

مناہل اپنے پیٹ کے گرد رسی کھولتے تاسف بھرے لہجے میں بولی،، تو منال نے بھی اُس کی تائید کی،،

"ویسے تجھے کیا لگتا ہے امی جان ہم سے کون سی بات چُھپا رہی ہیں"

ایک ہاتھ تھوری پر ٹکائے منال براؤن آنکھوں میں تجسّس سموئے بولی تو مناہل کا دھیان بھی اُن باتوں کی جانب چلا گیا،،

اچھا تو یہ سب چھوڑ جلدی سے تیار ہو پھر کوئی جُگار لگا کر شمائلہ آنٹی سے اپنی" "چپل بھی واپس لانی ہے

مناہل سب باتوں کو رفع دفع کرتی بولی،، منال کے چہرے پر پھیلتی شیطانی مُسکراہٹ دیکھتی مناہل نے ٹھٹھک کر اُس کی جانب دیکھا،،

"ڈونٹ ٹیل می؟؟ تو چپل کیسے لائی"

وہ تکیہ گود میں رکھتے حیرت سے بولی،،

محترمہ شاید آپ بھول گئی ہیں شمائلہ آنٹی کے گھر اور ہمارے گھر ایک ہی" "پائپ سے پانی کا سسٹم اٹیچ ہے

"تو"

مناہل نے آبرو اُچکائی تو منال نے مسکراہٹ دباتے نفی میں سر ہلایا مناہل کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں،، اسی دوران ساتھ والی حویلی سے کسی کے چیخنے کی آوازیں گونجیں،، دونوں نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور خاموشی سے بیڈ سے اُٹھیں اور کھڑکی میں جا کر باہر جھانکا بے چاری شمائلہ آنٹی جو اپنا ماسک دھونے واشروم گئی تھیں ہینڈ شاور فُل سپیڈ میں رکھتے اُس کا رُخ اپنے منہ کی جانب کیا اور اون کر دیا مگر اُس سے نکلتا انتہائی گرم آگ اُگلتا پانی اُن کی دل خراش چیخیں نکال گیا اور وہیں ان دونوں کا شیطانی سے بھرپور قہقہ گونجا،،

"منال مناہل"

وہ بلند آواز دھاڑیں،، تو اُن دونوں نے بمشکل ہنسی ضبط کرتے کھڑکی بند کی پر ایک دوسرے کی شکل دیکھتی پھر کھلکھلا کر ہنس پڑیں،،

"ویسے اچھا کیا اسی قابل ہیں یہ ہمالیہ آنٹی"

مناہل ناک سکوڑ کر بولی،، تو منال ہنستی ہوئی تیار ہونے چلی گئ،، اُس نے چپل شمائلہ آنٹی کو لگتے دیکھ لیا تھا پر شمائلہ آنٹی کا چپل اندر لے جانا اُسے آگ لگا گیا بدلہ لینے کا خیال. آتے ہی اُس کے آنکھوں کی چمک بڑھی اُس نے نہایت چالاکی سے گرم پانی کا نل کھول دیا اور اُن کے درمیان بنی چھوٹی سی دیوار پھلانگتے دوسرے حصے آئی اور نہایت چُپکے سے مناہل کی چپل اُچکتی ہوئی وہاں سے فرار ہو گئ،،

تو وو شاہ ویز جانزادہ کون ہیں آپ ؟؟ آخر کیا تعلق ہے آپ کا امی جان ہے "

"اور ہم سے ؟؟ بلکہ یہ کہنا اچھا ہو گا کہ مجھ سے

گہری ہری آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں،، منال کا ذہن تو وہ اس بات سے ہٹا چکی تھی پر اپنا دھیان کہیں اور نہ لگا سکی،، اُس نے سرینہ بیگم کے منہ سے کچھ الفاظ سُنے تھے جن میں شاہ ویز خانزادہ کا نام پُکارہ گیا تھا وہ مزید بھی جان لیتی مگر منال نے بیچ میں ٹانگ اڑا دی،، اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹکتے وہ وارڈروب کی جانب بڑھ گی اور اپنے اور منال کے لئے ڈریس نکال

لیا،،دونوں ایک جیسے ڈریسز،،وہ خود بھی تو ایک جیسی تھیں،، شکل صُورت،،پسند ناپسند بس منال کول مائنڈڈ تھی جبکہ مناہل کو غُصہ بہت جلدی آجاتا اور پھر وہ اگلے کو اُس کی اوقات بتانے میں ایک پل نہیں لگاتی تھی،،اور ایک اور واضح فرق جو اُن میں تھا وہ تھا آنکھوں کا منال کی آنکھیں لائٹ براؤن تھیں جبکہ مناہل کی گہری ہری مُقابل کو چاروں شانے چت کر دینے والی آنکھیں،، سُرخ و سفید رنگت،،اناری گال،، تیکھا ناک،،وہ گڑیا جیسی دیکھتی تھیں،، معصوم،،پر حقیقت کیا تھی وہ تو یا دونوں بلکل کسی وہ دونوں یا شائلہ آنٹی بہتر جانتے تھے،،

****

" ہانی پلیز چُپ کر جاؤ ہم تمہیں اغوا کر کے نہیں جا رہے "

نینا کا دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے،، عجیب مُصیبت میں پھنس گئ تھی وہ،، سمجھا سمجھا کر تھک گئ تھی وہ پر ہانیہ کی عقل میں بات آ ہی نہیں رہی تھی،،

"ہاں تو یہ اغوا نہیں تو کیا ہے؟؟ ایکدم سامان پیک کر کے گھر سے نکلا دیا تُم لوگوں نے؟؟ آخر مجھ معصوم کا قصور کیا تھا؟؟"

ہانیہ جو ٹھنڈہ شربت بنا کر لائی تھی کہ ڈرائینگ روم میں دادی اور اُن دونوں کو کھڑے دیکھ کر چونک اُٹھی،، دادی کے چہرے سے ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی بڑا فیصلہ کر کے اُٹھیں ہیں،، جبکہ نینا اور زی کے چہرے پر اطمینان کا راج تھا،،

"دادی"

ہانیہ کا دل جانے کیوں زوروں سے دھڑکا،،

"ہانیہ اب تمہارے ساتھ میرا سفر بس یہیں تک تھا جتنی خدمت تمہاری کرنی تھی ہم نے کرلی اب بس بہت ہو گیا میں تمہیں مزید اس گھر میں

برداشت نہیں کر سکتی یہ رہا تمہارا سامان اُٹھاؤاور نکل جاؤان لوگوں کے

"ساتھ میرے گھر سے

"دادی۔۔"

ہانیہ کے پیروں تلے زمین کھسکی پھڑ پھڑاتے ہوئے لبوں سے صدمے سے

اُن نے یہ الفاظ ادا کیئے،،

****

"ہانیہ جاؤیہاں سے چلی جاؤ"

دادی سخت لہجے میں بولیں،، یکدم ہانیہ کے تاثُرات بدلے اپنی تھوڑی تلے ایک ہاتھ ٹکائے پُرسوچ انداز میں اُس نے سب چیزوں کا جائزہ لیا بلیک کلر کا سوٹ کیس جو کہ دروازے کے ساتھ پڑا تھا یقیناًاِسی سوٹ کیس میں اُس کا

سامان رکھا گیا تھا،، پھر اُس کی آنکھوں میں ایک مخصوص قسم کی شرارتی سی چمک اُبھری اور ہونٹوں پر مُسکراہٹ نے بسیرا کیا،

"یار دادی پہلے ہی بتادیتی یہ کسی فلم کی شوٹنگ چل رہی ہے،، ان لوگوں کا آنا پھر مجھے کچن میں بھیجنا پھر یقیناً انہوں نے میری غیر موجودگی میں آپ کو بلیک میل کیا ہوگا،، اے بُڑھیا اگر اپنی عزت چاہتی ہے تو شرافت سے اس لڑکی کو ہمارے حوالے کے دے نہیں تو انجام اچھا نہیں ہوگا "

اپنے ڈوپٹے کے کمر سے باندھے ایک ہاتھ کمر پر رکھتے اور دوسرا ہاتھ ہوا میں لہراتے ہانیہ نے ڈرامائی انداز میں کہا،، یقیناً اُس کے اندر کا ایکٹر کا کیڑا جاگ چُکا تھا،، اور جب اس اندر کا یہ کیڑا بیدار ہوتا تو یہ بھول جاتی کے سامنے کون ہے اور کون نہیں،، نینا کا منہ حیرت سے کھلا اور وہیں دادی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں شاید سمجھ چکی تھیں آگے کیا تماشا ہونے والا ہے،،

"پر یار آپ ایک غلطی کر گئیں"

اب کہ اُس نے قدرے افسوس سے کہا،، وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی زی کے مُقابل جا کھڑی ہوئی جو کب سے خود پر کرے ضبط کے پہرے بٹھائے اس کی فضول گوئی سُن رہا تھا،، ورنہ دل تو چاہ رہا تھا ایک دو جھانپڑ لگائے اُس کے کان کے نیچے،، پر دادی اور نینا کی موجودگی کا احساس کرتے وہ محض مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا،،

ہممم تو مسٹر گنڈہ آپ اس گھر میں نویرہ بیگم یعنی میری سوتیلی ماں کے رشتہ دار بن کر تشریف کا ٹوکرہ اُٹھا کر لائے ہیں،، اب اگر وہ میری سوتیلی ماں ہیں تو میں اُن کی سوتیلی بیٹی ہوئی بھئی اگر آپ میرے پھوپھا کے بیٹے بھی ہوتے تو "چلو وو وو کوئی نہیں میں آپ کے ساتھ چلی بھی جاتی پر ر ر ر ر ر ر ر ـــــ

اُس نے سوچنے کے انداز میں ایک اُنگلی تھوڑی پر ٹکائی،، نینا کی حیرت ختم ہو چُکی تھی اب وہ مُسکراہٹ ضبط کرتے ہانیہ کی نوٹنکی دیکھ رہی تھی،، اُسے تو حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ زی اتنی آسانی سے اتنی باتیں کیسے سُن سکتا ہے یقیناً اگر ہانیہ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اپنا منہ تڑوا چُکا ہوتا. پر وہ ہانیہ تھی،، سنگل پیس،، ڈھیٹ مخلوق،،

"بھائی آپ تو گئے"

نینا دل ہی دل میں افسوس کر کہ رہ گئ،،

وہ کیا ہے نہ میں کوئی عام لڑکی نہیں جو کہے پلیز ز،،، ہیلپ،،، بچاؤ،،، کوئی تو" مجھے بچالو میں ایک بے بس معصوم لاچار حسینہ ان گنڈوں کے چنگل میں پھنس گئی ہوں کوئی تو بچاؤ،، کوئی تو مدد کرو و،، پلیز ز ز ز ز،، ہیلپپپپپ ایک ہاتھ ماتھے پر ٹکائے اور ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہانیہ نے مظلوم ہیر وئین بننے کی ایکٹنگ کی،،

پر افسوس صد افسوس،، میں ہانیہ شفیق احمد ہوں،، میں راستے نہیں" ڈھونڈتی بلکہ راستے مجھے خود ڈھونڈتے ہیں،، میں ایسی جگہ قدم نہیں رکھتی جس سے میں ناآشنا ہوں،، مجھ پر کوئی زبردستی نہیں کر سکتا کیونکہ میں ہانیہ ہوں تُم لوگ کیا سمجھتے ہو تُم مجھے ڈراؤ گے اور میں ڈر جاؤں گی،، تو یہ تمہاری،،

زی نے بغیر کچھ بولے سائیڈ پوکٹ سے گن نکالتے اُس کی پیشانی پر ٹکا دی،، اور یہاں ہانیہ کی ایکٹنگ کا کیڑا فوت ہو گیا،، نینا نے پریشانی سے آگے بڑھنا چاہا پر زی نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا،، وہ پریشانی سے اپنے لب کُچلنے لگی،، دادی تو اس ڈرامے سے تنگ آتیں کب سے اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئیں تھیں،،

اررے رے آپ تو سیریس ہی ہو گئے مسٹر گنڈہ میں تو مجاک کر رہی تھی" ویسے بھی ہم کزن لوگ ہیں چاہے دور پار کے ہی سہی چلیں اب اس کھلونے کو نیچے رکھ دیں خواہ مخواہ چل گی تو ایوں کسی معصوم اور خوبصورت لڑکی کی جان چلی جائے گی آپ کی وجہ سے ایک جوان کمسن کلی جیسی معصوم۔۔۔۔

"شٹ اپ"

زی پوُری شدت سے دھاڑا، ہانیہ جو ہڑ بڑاہٹ میں جو منہ میں آیا بولے چلے جا رہی تھی زی کے غُصے کو مزید اشتعال دلا گئی، وہ زچ آ گیا تھا اس کی بک بک سُنتے ہوئے،، عجیب ڈھیٹ قسم کی لڑکی تھی،، اُس کا معصوم سا دل اُس کی دھاڑ سُن کر سُوکھے پتے کی مانند لرز کر رہ گیا،، وہیں نینا نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونسیں،،

"جسٹ شٹ اپ،،، پاگل ہو تم ؟؟ عقل نام کی چیز نہیں ہے تُم میں،،، کب سے کیا بکواس کر رہے ہیں ہم،،، بیگ اُٹھاؤ اور جا کر گاڑی میں بیٹھو اور اگر اب تمہاری چوں کی آواز بھی نکلی تو بغیر وارن کئے اس پسٹل کی ساری گولیاں تمہارے بھیجے میں تار دوں گا"

وہ سرد لہجے میں دھاڑا،، اُس کے لہجے میں واضح وارننگ محسوس کرتے ہانیہ نے حلق تر کیا اور اپنی پیشانی سے پسینے کے چمکتے ہوئے ننھے ننھے قطرے

ڈوپٹے کی مدد سے صاف کئے وہیں زی نے بے زاری سے اپنی نظروں کا

زاویہ بدلا،،

وہ گنڈہ بھائی میں نے ایک اور بات پوچھنی تھی دیکھیں اب آپ مجھے اغوا کر"

"رہے ہیں تو نکاح کریں گے کہ نہیں

ہانیہ کی زبان دوبارہ پھسلی،،نینا نے منہ میں انگلیاں دبائی،، کیا اس لڑکی کو اپنی
جان پیاری نہیں تھی،،
وہ محض سوچ کر رہ گئ،،زی کا چہرہ پل پل بھر میں سُرخ ہوا،،شدید غُصے کے
عالم میں،،یہ پہلی لڑکی تھی جو حمزہ غازان احمد عُرف زی کو سب سے زیادہ
غُصہ دلانے میں کامیاب ہوئی تھی،،وہیں ہانیہ اُس کی ہیزل گرے آئیز میں
دوڑتے سُرخ ڈوروں کو دیکھتے لمحے بھر کو مبہوت رہ گئ،،دھڑکنوں کا شور
پھر سے کانوں میں گونجنے لگا،،

"گنڈے بھائی آپ اتنے پیارے ہیں نہ کون سی کریم لگاتے ہیں"

ایک ہاتھ کی مُٹھی بنا کر تھوڑی تلے ٹکائے ہانیہ اشتیاق سے بولی،، نینا کا چہرہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں بُری طرح سُرخ ہوا،، زی نے ٹھٹھک کر اُس کی جانب دیکھا مگر اُس کی ہرنی جیسی آنکھوں میں معصومیت دیکھتا دانت پیس کر رہ گیا،، پہلے اُسے نکاح کرنے کا کہہ کر اب بھائی بنا لیا،، یہ سوچ کر زی کی رگیں اُبھری،، وہ خطرناک تیور لیے ہانیہ کی جانب بڑھا ہانیہ نے صوفے کی دوسری جانب چھلانگ لگانی چاہی مگر زی نے بروقت اُسے کمر سے پکڑ کر کندھے پر ڈال دیا،، اور باہر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ ہانیہ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا،، زی نے زچ آ کر اُسے دوبارہ نیچے اُتارا،، اور ایسے نظروں سے گھورا کہ اب کیا ہوا میری ماں،،

"وہہ وہ میرا موبائل"

ہانیہ منہ بسورتے معصومیت سے بولی،،اور یہاں زی اور نینا کے پیروں تلے زمین نکلی،،

"واٹ ربش"

زی بھوکے شیر کی طرح دھاڑا اور اُسے دوبارہ کندھے پر ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا،،

"ارے ے ے بھائی رُکیں"

نینا بوکھلاتی ہوئی اُس کے پیچھے بھاگی اور جاتے جاتے ہانیہ کا موبائل لے جانا نہیں بھولی،،اب گاڑی اپنے راستے رواں دواں تھی،،زی تنے اعصاب لیے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا،،اُس کے ساتھ ہی نینا سر جُھکائے بیٹھی تھی،،اُن کا یہ سفر آسانی سے گزر جاتا اگر ہانیہ اُن کے ساتھ نہ ہوتی،،ہر آدھے گھنٹے بعد اُسے اس بات کا غم یاد آجاتا کہ وہ اغوا ہوگئی ہے اور پھر اُس کی بین بین شروع ہوجاتی زی تو زی اب تو نینا بھی اس سے حد درجہ زچ آگئی تھی،،

"کوئی قصور نہیں ہے تمہارا ہمارا ہی قصور ہے"

نینا دُکھی ہوکر بولی،،تو ہانیہ نے سوُں سُوں کرتے گاڑی کی سیٹ کر دونوں پاؤں ٹکائے اور اپنے ڈوپٹے کو چادر کی طرح اوڑھتی سمٹ کر لیٹ گئی،،

"گُڈ نائیٹ"

کچھ دیر بعد گاڑی میں ایک سُریلی سی آواز گونجی،،نینا اور زی نے بروقت پیچھے دیکھا،،دونوں پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا،،ایک نظر اس عجیب مخلوق کو دیکھتے نینا تو اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گی پر زی محض دانت پیس کر رہ گیا،،

"سٹوپیڈ"

وہ زیرِ لب بڑبڑاتا ہوا گاڑی کی سپیڈ تیز کر گیا،اور نینا موبائل میں مصروف ہو گئ،،

****

"اچھا سنا یا یار میں ہاسپٹل کے لئے نکل رہی ہوں گھر کا دروازہ لوک کر دینا"

گیٹ کے پاس کھڑی نیوی بلیو گھٹنوں تک آتی فراک ساتھ بلیک ٹاؤزر کالی گہری بڑی بڑی آنکھوں میں سُرمے کی ایک پتلی سی لکیر لگائے خود کو چادر

سے اس طرح ڈھکا تھا کہ محض آنکھیں ہی واضح ہو رہی تھیں کندھے پر ہینڈ بیگ لٹکائے وہ سنایا سے مخاطب ہوتی بولی،،

"ہاں ٹھیک ہے"

اسی دوران چھت سے سنایا کی آواز نمدار ہوئی،،انابیہ نے ٹھٹھک کر چھت کی جانب دیکھا جہاں وہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی،،

"یہ تم چھت پر کیا کر رہی ہو"

وہ مشکوک انداز میں بولی،،تو سنایا نے اپنا ماتھا پیٹا،،

"اب ے ے اووو ایزی ہو و کپڑے اُتار رہی ہوں رسیوں سے"

سنایا دانت پیس کر بولی تو انابیہ نے اووو کہہ کر سر جُکایا،،

اچھا میں جا رہی ہوں اچھی طرح دروازہ لوک کر لینا اور تُم نے آن کو ایکسٹرا "
"کیز دے دیں تھیں نہ گھر کی

انابیہ نے اپنے بیگ میں تمام سامان چیک کرتے ایک بار پھر استفسار کیا،،سنایا نے بے زاری سے اپنی آنکھیں گھومائیں،،

" ہاں میری ماں دے دی تھیں اب تو دفعہ بھی ہو جا"

سنایا تنگ آ کر بولی تو انابیہ تیکھے چُتونوں سے اُسے گھورتی ہوئی چلی گئی،،سنایا سر جھٹک کر جانے ہی لگی تھی کہ نیچے سے آتی آواز پر دانت پیس کر رہ گئی،،

"کیا ہے اب"

وہ انابیہ کی پُرکا سُنتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی،،ایک تو گرمی کا اثر تھا دُوسرا گھر کا کوئی بھی کام کرتے وقت ان چاروں کی شکلوں پر بارہ بجے ہوتے،،

ہاں وہ میں کہہ رہی تھی اگر تم غریبوں نے کچھ منگوانا ہے تو ابھی بتادو بعد" میں میسج کرکے دماغ خراب نہ کرنا میرا اپتا بھی میرے پاس اتنا فالتو ٹائم نہیں ہوتا آخر کو فیوچر کی کامیاب ترین ڈاکٹر انابیہ جُنید خان ہوں "

وہ بے نیازی سے بولی اور آخر میں فخریہ گردن اکڑائی،،سنایا نے افسوس سے سر ہلایا،،

"ابے ے اووو جیلی ڈاکٹر اپنی جیلی ڈگری کا بھرم نہ کسی اور پر جما اور چُپ چاپ یہاں سے کھسک جا ورنہ دی بوکسنگ چیمپین اینڈ دی فیوچر بوکسر سنایا جُنید خان کا ایک مُکہ تیرے بتیس کے بتیس دانت توڑ کر رکھ دے گا اور یقیناً کسی دوندی ڈاکٹر سے کوئی مریض علاج نہیں کروائے گا"،،

سنایا نے نہایت اطمینان سے اُس آسمان سے اُٹھا کر زمین پر پٹکھا،، انابیہ نے دانت پیستے ہوئے اُسے دیکھا،، ایک باکسنگ کی ہی وجہ سے وہ اُس سے مار کھا گئی ورنہ چوُریاں تو اُس نے بھی نہیں پہنیں تھیں،،

"ہنھہہ دھیان سے کہیں سوتے ہوئے تمہیں کوئی زہر کا انجکشن نہ لگا دے"

انابیہ نے ایک بار پھر گردن اکڑا کر کہا،، تو سنایا نے استرائیہ انداز میں سر جھٹکا،،

"ابھی کوئی مائی کالال پیدا نہیں ہوا جو دی باکسر سنایا جُنید خان سے پنگا لے اور اپنی جان گوا بیٹھے"

سنایا نے خالص گنڈوں والے انداز میں کہا،،

"اُفففففف میرے اللہ اتنی دیر کروا دی ایک تو تُم بھی نہ ساری باتیں میرے دروازے پر کھڑے ہوتے ہی یاد آجاتی ہیں خود تو کچھ کرتے نہیں ہیں لوگ اور دُوسروں کو اُن کا کام بھی نہیں کرنے دیتے عجیب ناکام کے نا کاج کے دُشمن اناج کے"

موبائل میں ٹائم دیکھتی انابیہ ہڑبڑا کر باہر کی جانب بڑھی پر جاتے جاتے سنایا کو چڑانا نہیں بھولی،،

"ابے اوو منحوس عورت یہ ناشتہ پانی شام کا کھانا رات کا کھانا تیرا ابا قبر سے آکر نہیں بناتا آئی بڑی کام کی نہ کاج کی منہ والی"

سنیانا تلملاتی ہوئی بولی،،پر انابیہ جاچُکی تھی،،

"تُتی"

سنایا زیرِلب بڑبڑاتی ہوئی رسیوں سے کپڑے اُتارنے لگی،،

****

وہ پارک میں بینچ پر بیٹھی اِدھر اُدھر کے ماحول کو اپنی گہری نظروں سے دیکھتی اپنے نئے شکار کی تلاش میں تھی۔۔جب اسکی نظر ایک شخص پر آ رُکی۔جو پارک کے گیٹ کے پاس وائٹ شرٹ بلیک پینٹ اور بلیک ہی ہڈی پہنے کسی سے موبائل پر بات کر رہا تھا۔۔چہرے کے تاثرات تنے ہوئے تھے،، ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو اُس کی شخصیت میں چار چاند لگا گئی تھی،،اُسے وہ بہت پرکشش سادہ اور خوبصورت لگا،،

وہ جو کب سے اُس کا جائزہ لے رہی تھی اٹھی اور اپنا رُخ باہر کی جانب کیا کیونکہ اُسے اپنا بہترین شکار مل گیا تھا۔۔اُس شخص کے قریب پہنچ کر وہ اپنی ہنسی دباتی انجان بننے کی ایکٹنگ کرتی اُس کے کندھے سے ٹچ ہوئی،،وہ شخص جو موبائل پکڑے اپنی باتوں میں مصروف تھا اپنے کندھے پر ٹکر لگنے کے باعث اپنی نظریں گھما کر اُس کی جانب دیکھا جو خونخوار نظروں سے اُسے ہی گھور رہی تھی۔

"اندھے ہو کیا نظر نہیں آتا یہ آنے جانے کا راستہ ہے تمہارے چچا نانا باپ بھائی کا نہیں مطلب خود ہی جان بوجھ کر بیچ میں ایسے کھڑے ہو جیسے تمھارے سوا یہاں سے جانے کا حق کسی کا نہ ہو شرم نہیں آتی معصوم لڑکیوں کو ٹکر مارتے ہوئے "

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے طیش سے بولی،،اور وہ جو بیچارہ اسکی پٹڑی جیسی زبان دیکھ حیران تھا اور پھر رہی سہی کسر جو اینڈ میں خود کو معصوم کہہ رہی تھی،، ہلکے گلابی رنگ کی لانگ شرٹ پر وائٹ جینز کے ساتھ وائٹ اور گلابی شرنگ کا ڈوپٹہ لیے لانگ ہیل پہنے بہت پر کشش اور معصوم بلکل گڑیا لگ رہی تھی۔۔

"اووووہیلووووو آنکھیں نیچے کرو ورنہ آنکھیں گلابی کر دوں گی گلابی رنگ مجھے ویسے بھی بہت پسند ہے""""

اپنی بڑی بڑی آنکھیں پٹپٹاتے وہ معصومیت سے بولی آنکھوں میں شرارت برقرار تھی۔۔

وہ کیسے کروں گی" وہ اسکی معصومیت دیکھ کر حیرت سے بولا،،"

ایسے """اُس نے ایک نظر ارد گرد دیکھتے اپنی ایک انگلی اس کی آنکھ میں""" دے ماری،،

ااہھھہ یہ کیا کیا االڑکی" وہ جو دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا اُس کے اس عمل" سے بھونچکا کر رہ گیا، اُسکے ایسے کرنے سے اُس کی آنکھوں میں پانی آگیا اور آنکھیں ہلکی ہلکی گلابی ہوئیں،، وہ حیرت سے اپنی آنکھیں کھولتا اس کے کئے

گئے عمل کی وضاحت لینا چاہتا تھا اُس کے اگلے جُملے سے اُسے اور حیرانگی ہوئی،،

"اب میں تمھارے گال بھی گلابی کروں گی"

اسکی ہلکی ہلکی لالی سموئے آنکھیں دیکھتی وہ مسکراتی گویا ہوئی۔۔اور اپنا ہاتھ اسکے گال پر رکھ کر تھپڑ دے مارا۔۔اور جلدی سے وہاں سے پارک کے پچھلے حصے میں بھاگ گئی جہاں اس کی جڑواں یقیناً اسی کے انتظار میں تھی،،اور وہ انسان جہاں تھا وہی کا ہو کر رہے گیا۔جو کچھ اسکے ساتھ ہوا تھا وہ بلکل اچھا نہیں تھا۔ایک لڑکی اس کے ساتھ اتنا کچھ کر گئی اسے اب تک یقین نہ آیا،،

****

آسمان نے کالی چادر اُوڑھ لی تھی،، ٹمٹماتے ستارے بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہو گئے تھے،، کالے بادلوں نے پورے آسمان پر ڈیرا جمار کھا تھا،، فضا میں آہستہ آہستہ خنکی بڑھ رہی تھی،، ہر پانچ سے چھ منٹ کے وقفے کے بعد زوردار قسم کی بجلی چمکتی تو آسمان گویا یوں روشن ہو جاتا جیسے خون میں نہایا ہو،، بے انتہا سُرخ،، ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ بگڑتا ہوا موسم کسی بات کا شدت سے احساس دلانا چاہتا تھا،، جیسے کچھ بہت بُرا،، بہت بھیانک ہونے والا ہے،، کچھ تھا جو پوشیدہ تھا،، کچھ تو تھا جو دل مسلسل بے چین تھا،، اُس کا ننھا سا دل سہم گیا تھا،، جیسے آنے والے خطرے کو جان گیا ہو،، اُس کی نیلی آنکھوں میں ڈر اور خوف کی پرچھائیاں واضح تھیں،، اُس کا نازک سا جسم اب خوف کے سائے دھیرے دھیرے کانپ رہا تھا،، دماغ میں کچھ یادیں کلک ہونے لگیں،، اُس کی زندگی کی بدترین یادوں میں سے ایک،، بارش تو خُدا کی رحمت ہوتی ہے پر وہ واحد تھی جسے بارش سے بے انتہا نفرت تھی،، ہاں اُسے نفرت تھی ہر اُس چیز سے جس کی یاد اُس سے جُڑی ہو،، اُسے نفرت تھی اُن

ننھی ننھی بُوندوں سے ،، اُس مٹی کی گیلی خوشبو سے ،، اُس بارش کی دلکش مہک سے ،، جس کی وہ کبھی دیوانی ہوا کرتی تھی ،، ہاں وہ بارش ہی تو تھی جو اُس سے اُس کا سب کچھ چھین کر لے گئی ،، وہی بے رحم بارش جس کے ہر قطرے نے اُس کے جسم کا سارا خون نچوڑ لیا تھا ،، جس کی ہر بوند نے اُس کی بے بسی کا مزاق اُڑایا تھا ،، جس کی چنگھارتی ہوئی بجلی کی کڑک نے اُس کی آواز کو حلق میں دبا یا تھا ،، ایک ایک پل ازیت ناک تھا اُس برستی بارش کا ،، جس نے اُس کی ہنسی ،، خوشی ،، کھلکھلاہٹ سب چھین لیا تھا ،، آج نا جانے کیوں اُسے ویسا ہی خوف محسوس ہوا ،، ویسی ہی ہیبت طاری ہوئی جیسے کچھ سال پہلے ہوئی تھی ،، ویسی ہی سرسراہٹ ، ویسی ہی سرگوشی ،، ویسی ہی خوشبو ،، اُسے دھیرے اُسے اپنے سحر میں اپنے ارد گرد محسوس ہوئی ،، جیسے کوئی دھیرے دھیرے جکڑ رہا ہو ،، کچھ تو تھا جو ہونے والا تھا ،، کچھ تھا جو اُسے جکڑ رہا تھا ،،

"نینا"

اپنے نام کی پُکار سُنتے اُس نے ہونٹوں پر بمشکل مُسکراہٹ سجائے زی کی طرف دیکھا جو ہیزل گرے آئیز میں فکر سموئے اُسے ہی دیکھ رہا تھا،، نینا کو بے اختیار اُس پر پیار آیا،، اپنی نیلی آنکھوں میں چمکتی نمی چُھپانے کے لئے اُس نے دھیرے سے پلکیں جھپکائیں،، وہیں زی کے دل پر گھونسا پڑا تھا جیسے اُس کی پلکوں پر نمی دیکھ کر،، اُس نے سختی سے لب بھینچے،، جی چاہا ابھی اُس شخص کے ٹُکرے ٹُکرے کر دے جس کہ وجہ سے اُس کی نازوں سے پلی بہن ازیت میں تھی،،

"تُم ٹھیک ہو"

وہ کچھ توقف کے بعد بولا،، وہ جانتا تھا کہ اس قسم کے موسم میں اُس کی حالت کیسی ہو جاتی،، کیوں کہ وہ اُس کا ہمراز تھا،، اُس کا محافظ،، اُس پر جان

چھڑ کنے والا،،اُس کا پیارا ساخو برو بھائی،،نینا نے لبوں پر دھیمی مُسکان سجائے سر اثبات میں ہلایا،،وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنے بھائی کو پریشان کرے،،کتنے عجیب تھے نہ وہ دونوں بہن بھائی،،ایک وہ تھا جو کبھی اُس کی آنکھوں میں نمی نہیں آنے دیتا تھا،،پر جس وقت وہ ازیت میں تھی سسک رہی تھی،،وہ اُس کے قریب نہ تھا،،کیسی ستم ظریفی تھی یہ قسمت کی،،ایسی جگہ وار کیا کہ وہ دنگ رہ گیا،،کاش کاش وہ کوئی جادو گر ہوتا جو اُس کی ساری بُری یادوں کو مٹا دیتا،،ہر وہ بے بس تھا،،پر اُسے اس حال تک دکھیلنے والوں کو کتےؔ کی موت مارنے کا اعظم تو کر چُکا تھا،،پر ہر بار ظالم کی رسی دراز کر دی جاتی اور وہ اُس کی گرفت سے نکل جاتے،،پر وہ کوشش کرتا رہے گا،،جب تک جسم میں سانس باقی رہے گی،،وہ کوشش کرتا رہے گا،،اپنی بہن کی ازیت کم کرنے کی ہر ممکنؔ کوشش کرتا رہے گا،،ایک وہ تھی جو اپنے ہی بھائی سے اپنی مشکلؔ،،اپنی ازیت چُھپانا چاہتی تھی،،وہ جانتی تھی اُس کے بھائی کی جان ہے اُس میں،،اُسے پریشان دیکھ کر وہ بھی پریشان ہو جائے گا،،جب وہ

ازیت میں ہو گی تو اُس کے زی بھائی بھی برابر کی ازیت سہیں گے،، اور اُسے اپنا بھائی بے حد عزیز تھا، اُس کی خوشی،، اُس کا اطمینان،، اُس کے لئے اپنے خوف اپنے ہر احساس سے بر تر تھا، پر وہ شاید یہ نہیں جانتی تھی کہ جس سے وہ اپنے دل کا حال چھُپانا چاہتی ہے وہ تو ہر چیز سے واقف ہے،، یکدم پیچھے سے کسی کی سرگوشی گونجی،، دونوں نے چونک کر پیچھے دیکھا، اس وجود کو تو وہ بلکل فراموش کر بیٹھے تھے،،

"دادی میں نہیں دھو رہی یہ برتن میری سکن خراب ہو جاتی ہے ان منحوسوں کی وجہ سے"

ہانیہ نیند میں بڑ بڑائی،، جہاں اُس کی بڑ بڑاہٹ سُن کر نینا کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی،، وہیں وہ کوفت زدہ ہو کر پہلو بدل کر رہ گیا، پندرہ منٹ بعد گاڑی ایک ہوٹل کے سامنے رُکی،،

"میں ہوٹل میں بُکنگ کر کے آتا ہوں سفر بہت زیادہ ہے ہم یہاں رات گزار کر صُبح کو روانہ ہو جائیں گے جب تک میں واپس نہ آجاؤں تب تک گاڑی سے ہرگز باہر مت نکلنا چاہے کوئی بھی سچویشن ہو"

اپنا والٹ اور پسٹل جیب میں رکھتا وہ نہایت سنجیدگی سے نینا سے بولا،،

"جی بھائی آپ بلکل فکر مت کریں میں باہر ہرگز نہیں نکلوں گی"

نینا نے اُس کو یقین دلایا،، پر درحقیقت اُس کا اپنا دل سہم رہا تھا،،

"فکر مت کرنا میں بس پانچ منٹ میں واپس آجاؤں گا"

اُس کے دل کے حال کو جانتا ہوا اُسے تسلی دیتا ہوا بولا،،

"جلدی آیئے گا"

نینا دھیمی مُسکراہٹ کے ساتھ بولی تو زی ایک نظر اُسے دیکھتا ہوا گاڑی سے اُترا اور باہر سے گاڑی لوک کر کے ہوٹل کی جانب بڑھ گیا،، وہ گہری سانس خارج کرتی سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگا گئ،، ابھی اُس نے آنکھیں بند ہی کیں تھیں کہ بجلی کا ایک بار پھر زوروں سے کڑکی اُس کا دل سُوکھے پتوں کی طرح لرز کر رہ گیا،، اُس نے دہل کر باہر دیکھا جہاں بارش زوروں سے شُروع ہو چُکی تھی،، مسلسل آیت الکرسی کا ورد کرتے ہوئے اُس نے اپنی خوف سے لبریز آنکھیں سختی سے بھینچ لیں،، ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے کہ گاڑی کا شیشہ بجا اور یہاں نینا کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا،،

"بھائی"

اُس کے لبوں سے بے اختیار یہ ادا ہوا،،اپنی آنکھیں سختی سے بند کئے وہ باہر دیکھنے سے انکاری تھی جیسے دیکھے تو پتھر کی ہو جائے گی،،اپنے تیز تیز دھڑکتے دل کے ساتھ وہ حمزہ کے واپس آنے کی دعائیں مانگنے لگی،، کہ گاڑی کا شیشہ بجنا بند ہوا،،اُس نے اپنی پانیوں سے لبریز نیلی آنکھیں آہستہ سے کھولیں،،وہ جو چیز اُس نے دیکھی اُس کے پیروں تلے زمین نکال گئی،، فضا اُس کی دلخراش چیخوں سے گونج اُٹھی،،

****

یہ منظر ہے سبزی منڈی کا جہاں ہر طرف گہما گہمی اپنے عروج پر تھی،،لوگ سبزیاں خریدنے اور بھاؤ تاؤ کرنے میں مصروف تھے،،بہت سے لوگ آسمانوں سے باتیں کرتے ان سبزیوں کے ریٹ سے قدرے پریشان نظر

آرہے تھے،،ایسے میں وہ ایک سبزی والے سے بات کم اور لڑائی زیادہ کرنے میں مصروف تھی،،

"دیکھیں میں آپ کو کہہ رہی ہوں نہ مجھے یہ ٹماٹر پچیس روپے میں ہی چاہیئے،،اتنی بھی مہنگائی نہیں ہے جتنی آپ لوگوں نے کررکھی ہے اور میں تو ہمیشہ سے ہی سبزیاں آپ کی ہی ریڑھی سے لیکر جاتی ہوں"

وہ کسی تو ڑا تنے مہنگے ٹماٹر نہیں لینے والی تھی جبھی آنکھوں میں معصومیت لئے صفائی سے جھوٹ بولی،،ریڑھی والے نے حیرت سے آبرو اُچکائی اُس نے تو کل ہی اپنی ریڑھی لگائی تھی،اُس کے سفید جھوٹ پر وہ تاسُف سے سر ہلا کر رہ گیا،،

"دیکھیں آپ جو بھی کہہ لیں میں تو آپ کو ٹماٹر پچاس روپے کلو کے حساب سے ہی دوں گا"

وہ اپنی بات پر زُور دیتا ہوا بولا،، وہ جو ابھی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سامنے سے آتی میڈیا رپورٹر کی ٹیم دیکھتے چُپ ہوئی کیونکہ وہ اسکی ہی طرف بڑھ رہی تھی،، اُسے بچپن سے ہی ٹی وی پر آنے کا شوق تھا،،اُس کی یہ ننھی سی خواہش یوں پوری ہو گی اس نے یہ کبھی سوچا نہ تھا،،

"جو تو ناظرین ہم موجود ہیں لاہور کی سبزی منڈی میں،، جہاں حکومت کا کہنا ہے کہ گھبرانا نہیں ہے وہیں سبزیوں کا ریٹ مزید بڑھا کر حکومت نے عوام کو مزید ایک زوردار جھٹکے سے نوازا ہے،، آئیں ہم جانتے ہیں اپنے ساتھ کھڑی اس پیاری سی نوجوان لڑکی سے ہاں جی تو آپ بتائیں مہنگائی کم ہوئی کہ

نہیں ؟؟لوگوں کا کہنا ہے کے آج کل مہنگی بہت ہے،، جس کی وجہ سے انہے "پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا اس بات میں کتنی سچائی ہے

مکمل اِنٹروڈکشن دینے کے بعد اُس رپورٹر نے مائک کا رُخ اِس کی طرف کرتے ہوئے سوال پُوچھا،،

میں کیا بولو آپ کو آج کل جو مہنگائی ہے نہ میں تو سوچ کر ہی اتنی پریشان" ہوں مجھے سمجھ نہیں آتا اتنا پیسا لیکر انہیں کیا ملنا ہے ؟جو یہ فالتو میں ہی اتنی بحث کرتے ہیں عورتوں سے،، یہ سب کچھ تو یہی رہ جانا،، قبر میں تو خالی ہاتھ "ہی جانا ہے سب نے

اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے جو منہ میں آیا وہ فر فر بول دیا،، اور میڈیا رپورٹرز اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کے چکر میں سُرخ ہوئی،،

"ابھی آپ دیکھیے گا کسے میں یہ ٹماٹر پچیس روپے میں لیتی ہوں کیونکہ کہ آج کل ہوشیاری کا دور ہے نہ کہ معصوم لوگوں کا "

وہ میڈیا ٹیم جو اس کا پوائنٹ اُف ویو جان کر شکریہ کہہ کر آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ وہ انہے روکتی ہوئی ایک اعظم سے بولی،، پہلی دفعہ آرہی تھی ٹی وی پر ایسے کیسے جانے دیتی انہے،،اور خوش بھی بے تحاشا تھی کے جب اسکے دوست دیکھیں گی تو کتنی واہ واہ ہو گی اس کی،،، میڈیا ٹیم بھی تجسس کے مارے رُک گی اُور کیمرے کا رُک دوبارہ اُس کی جانب کر دیا،،

"دیکھیں انکل میں آخری بار کہہ رہی ہوں مجھے ٹماٹر چاہیے تو بس چاہیئے وہ بھی پچیس روپے میں "

وہ اپنے چہرے پر پیاری سی مُسکراہٹ بکھیرے سبزی والے کو دیکھ کر معصومیت سے بولی،، نوجوان سبزی والے نے خود کو انکل کہے جانے پر دانت پیسے،، اور بغیر کوئی بحث کیئے ٹماٹر تولنے لگا،، پتا تھا وہ نہیں ماننے والی،، پر وہ بھی شاید مہا ڈھیٹ تھا،، نہایت ہوشیاری سے آدھے کلو ٹماٹر تول کر شاپر میں ڈالے اور اُس کی جانب بڑھا دیا،، اُس لڑکی اور چھوڑ کر باقی سب نے حیرت سے اُس کی یہ حرکت دیکھی، جبکہ لڑکی اپنے رُخ کیمرے کی جانب کیئے کھڑی تھی اسی لئے اُسے کچھ معلوم نہ ہوا،، لڑکی پہلے تو اس کے اتنی جلدی رضامندی دینے پر حیران ہوئی تھی،، پر سمجھی کہ شاید میڈیا والو کو دیکھ کر ڈر گیا،، سبزی والے سے ٹماٹروں والا شاپر پکڑ کر چہرے پر فاتحانہ معصوم مُسکراہٹ سجائے اپنے پرس سے پچاس کا نوٹ نکال کر اُس کی جانب بڑھایا،، جسے سبزی والے نے اطمینان سے تھام لیا اور واپس پچیس روپے اُسے کے ہاتھ میں تھما دیئے،، میڈیا رپورٹر خاموش کھڑے انہے دیکھ رہے تھے، حیرت اور تجسس کے مارے ارد گرد کے لوگ بھی ان کے گرد جمع ہو

گئے تھے،،وہ سمجھے تھے کہ وہ لڑکی لڑے گی،بحث کرے گی پر اُس لڑکی کا اگلہ جُملہ اُنہیں اس بات کا یقین دلا گیا کہ وہ معصوم ہونے کے ساتھ ساتھ بیوقوف بھی ہے جو ایک بار بھی شاپر کا وزن محسوس نہیں کیا،،

"شکریہ آپ کا جو اپنے میری بات مانی،،دیکھا آپ سب نے کیسے آج کل کے حالات کے مطابق چلنا پڑتا ہے،یہ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مانتے پر مجھ جیسی بندی انہے اچھے سبق سکھا سکتی ہے "

اُس کا گُلابی چہرہ خُوشی سے کھل اُٹھا اور پھر وہ ایک پیاری سی مُسکراہٹ سے سب کو نوازتے ہوئے خوشی سے گویا ہوئی،،جیسے پتا نہیں کتنا عظیم کام سر انجام دیا ہو،،اور پھر ٹاٹا کرتی آگے بڑھ گئ،،پیچھے وہاں کھڑے ہر شخص کے مُنہ سے ہنسی کا فوارا چھُوٹا،،سبزی والا اُس کے بیوقوف بن جانے پر جی جان سے مُسکرا دیا،،

"جھلی"

وہ زیرِ لب بڑبڑاتا ہوا اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہوگیا،، پر شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ قسمت اُن کی مُلاقات دوبارہ کروانے والی ہے،،

****

انابیہ جو رکشے میں بیٹھی ہاسپٹل جارہی تھی بیگ سے موبائل کی میسج ٹون سُنتے اُس نے بیگ سے موبائل نکالا،، میسج سنایا کا تھا،،

"اوئے جعلی ڈاکٹر ایک کلو ٹماٹر لیتی آنا واپسی پر ہانڈی بنانی ہے"

اُس کا میسج پڑھ کر انابیہ نے دانت پیسے،، اور ضبط کرتے ہوئے اوکے کا میسج بھیجا،،

"بھائی زرا قریب ہی سبزی منڈی کی طرف موڑ لیں"

انابیہ نے رکشے والے کو سنجیدگی سے کہا،، شُکر تھا اُسے رکشہ ڈُھونڈنے میں دیر لگی تھی ورنہ ابھی تک وہ ہاسپٹل کا آدھے سے زیادہ راستہ طے کر چُکی ہوتی،، تو وہ جی باجی کہتا ہوا رکشہ سبزی منڈی کی جانب موڑ گیا،، سبزی منڈی کے قریب رکشہ رُکا تو وہ رکشے والے کو پانچ منٹ انتظار کرنے کا کہتی اندر کی جانب بڑھ گئی،،

"پتہ نہیں باجی کدھر رہ گئیں"

اُسے انتظار کرتے آدھا گھنٹا ہونے کو تھا تبھی وہ سر کُھجا کر بولا،، تبھی وہ اُسے دور سے آتی دیکھائی دی،، چہرہ تو ڈھکا ہوا تھا پر بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جیسے مُسکرا رہی تھیں،،

"چلو بھائی اب ہاسپٹل کی طرف لے چلو"

ٹماٹروں کا شاپر بیگ میں رکھتے وہ رکشے میں بیٹھتی خُوشی سے بولی تو رکشے والے نے رکشہ ہاسپٹل کی جانب گھما دیا،،

"اب دیکھنا سب جل کر کوئلہ ہو جائیں گے مجھے ٹی وی پر دیکھ کر"

وہ دل ہی دل میں خوشی سے بولی تھی،،

**********""""""""""""""

"چل چل جلدی چلا کہیں وہ پیچھے نہ آرہا ہو"

مناہل بار بار پیچھے دیکھتی منال کو ہدایت دینے لگی،،

"کیا بات کر رہی یار مجھے تو لگتا وہ کھڑے کھڑے فوت ہو گیا ہو نا"

سائیکل کی سپیڈ تیز کرتے منال کی کھلکھلا کر بولی،،

قسمے بیچارے کی شکل پر ایسے بارہ بجے ہوئے تھے مجھے تو بہت افسوس "ہوا"

پیچھے بیٹھی مناہل دبی دبی ہنسی ہنس کر بولی اور ساتھ ہی مصنوعی افسوس بھی کیا،،

"ہائے ے ے کیا سوچا ہو گا اُس نے ایک حسین لڑکی میرے قریب آئے گی اور کہے گی ہیلو ہینڈ سم اپنا نمبر تو دینا پر ہم نے اُس کے سارے خواب مٹی میں ملا دیئے اور اُس بیچارے کی آنکھیں اور گال بھی گُلابی کر دیئے"

منال شیطانی ہنسی ہنس کر بولی،،

"اے ے اے ے روک روک"

مناہل ایک دم ہڑ بڑا کر بولی تو منال نے جلدی سے سائیکل پر بریک لگائی اور پیچھے مڑ کر آبرو اُچکائی،،

"وہ سامنے دیکھ"

مناہل نے اُس کا منہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر سامنے کی جانب کیا،،اُن کے ٹھیک سامنے ایک ہوٹل کا منظر تھا جہاں باہر ایک ٹیبل پر ایک کپل بیٹھا ہوا تھا شاید محبت بھری سر گوشیاں کیں جا رہی تھیں اور ماحول بھی خاصا پُر سکون معلوم ہو رہا تھا،، مگر آخر کب تک ،،اُن دونوں کی آنکھوں میں شیطانی سی سی چمک ابھُری،،

"نیا شکار"

وہ دونوں ایک ساتھ بولتیں اور کھلکھلا کر ہنس پڑیں،، منال نے گلے میں لئے سٹالر کو نقاب کے سٹائل میں لیا لائٹ براؤن آئیز کو کالے چشمے سے ڈھانپا اور جینز کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی اُس کے ٹیبل کے ٹھیک سامنے جا بیٹھی اور مابائل کا کیمرہ اون کر دیا،، جہاں سے سارا منظر واضح ہو رہا تھا،، مناہل نے سائیکل ایک شاپ کے پیچھے چُھپا کر دی،، اور ہونٹوں میں مُسکراہٹ دبائے اُس ٹیبل کی اور بڑھ گئ،،

"زلیل انسان،، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھوکا دینے کی"

ٹیبل کی بجنے والے ہاتھ اور اُس کے لقب پر دونوں نے جھٹکے سے اُس چھوٹی سی گُلابی گُڑیا کو دیکھا جو اپنی خوبصورت سی ہری آنکھوں میں چنگاریاں بھرے اُس لڑکے کو دیکھ رہی تھی،، لڑکا تو لڑکا لڑکی بھی کچھ پل کے لئے اُسے دیکھ کر مبہوت رہ گئی،، پر اُس کے الفاظ سُن کر دونوں ہوش میں آئے،،

"مس کون ہیں آپ دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے شاید میں تو آپ کو جانتا بھی نہیں"

وہ لڑکا اپنی گرلفرینڈ کی گھورتی نظروں کو محسوس کرتا حلق تر کرتا مناہل سے بولا،، مناہل نے اُس کی پتلی ہوتی حالت دیکھ کر بمشکل ہنسی ضبط کی،،

"کون ہوں میں ؟؟ کمینے پنچ انسان میں وہ ہوں جس کو تم آدھی رات کو میسج کر کے پوچھتے تھے میلے باُبو نے تھانا تھایا اور پچھلے ہفتے کیا کہہ رہے تھے ڈارلنگ میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں آپ کے پل تو میرا ایک ایک لمحہ بے چین ہوتا میرے دل کو قرار نہیں آتا آپ کی آواز سُنے بغیر اور دھوکے سے مجھ سے میرے پچاس ہزار بھی ہڑپ لئے تجھ جیسے انسان کو تو میں اپنا گارڈ بھی دکھنا پسند نہ کروں پر آج تجھے ایک اور معصوم کے جزبات کے ساتھ

کھیلتا میرا خون کھول گیا ارے اتنی معصوم لڑکی لگ رہی ہے اور تُم جیسے ٹھرکی آوارہ لڑکے کیسے ٹائم پاس کرتے ہیں ارے تمہیں تو شرم سے ڈُوب مرنا چاہیے "

مناہل نے تو اداکاری کی حد کر دی،، اُس کے چہرے پر سجی معصومت دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ لڑکی جُھوٹ بول رہی ہے،، اُدھر منال کا اُس کی باتوں پر ہنس ہنس کر بُرا حال ہوا،، چونکہ اُس کی آواز بہت اُونچی تھی تو تقریباً وہاں بیٹھا ہر شخص اپنی گردنیں موڑ کر دلچسپی سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا،، اور ساتھ ساتھ اُس لڑکے کو لعن طعن بھی کر رہا تھا،، اُس لڑکے کے چہرے کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اُس کی باتوں کو سُن کر،، پتہ نہیں کون سی بلا اُس کے سر لگ گئ تھی جو سارا ابنا بنایا کھیل برباد کر رہی تھی اُس کا،،

"چٹاخ"

ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے پورے ہوٹل میں خاموشی چھا گئ،، مناہل نے بے یقینی سے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے،، شاید مزاق کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گیا تھا،، سب لوگ حیرت سے اُس لڑکی کو دیکھنے لگے جس نے اُس لڑکے کے چہرے پر زوردار چماٹ ماردی تھی،،

آئی ہیٹ یو ہیری آئندہ مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی مت کرنا میں" نے تم سے محبت کی تم پر اعتبار کیا تم نے جب جب کہا جو جو کہا وہ کیا،، تصویریں مانگیں،، میں نے دیں،، سب گھر والوں سے ناجانے کتنی جھوٹ بولے،، تمہاری ضد پر تُم سے ملنے آتی رہی،، تم نے کہا تمہارے گھر والے نہیں مان رہے میں نے یقین کیا،، تم نے کورٹ میرج کا کہا میں تب بھی مان گئ،، تمہارے لئے اپنا گھر اپنے ماں باپ تک چھوڑ کر آ گئ اور تُم نے یہ صلہ دیا میری محبت کا میرے اعتبار کا ناجانے میری ہی جیسی کتنی ہی لڑکیوں کو تُم بے

وقوف بنا چکے ہو جا رہی ہوں میں اپنے گھر واپس جا رہی ہوں آئندہ بھولے سے بھی مجھے اپنا یہ مکروہ چہرہ مت دیکھانا گھٹیا انسان"

مناہل کی آنکھوں میں بے یقینی کی جگہ اب اطمینان نے لے لی تھی،، وہ جو کچھ دیر پہلے اپنے کیئے گئے پر افسوس کر رہی تھی اور معافی بھی مانگنے کا ارادہ رکھتی تھی اب اپنے اُس خیال پر بھی لعنت بھیج چُکی تھی،، اُس کا یہ مزاق نا جانے کتنی زندگیاں برباد ہونے سے بچا گیا تھا،، وہ لڑکی اپنی بھڑاس نکال کر مناہل کی جانب بڑھی جو سینے پر بازو باندھے اطمینان سے کھڑی تھی،،

" آپ کا بے حد شُکریہ "

وہ نم آنکھوں سے بمشکل مُسکرا کر بولی،، مناہل نے سر خم کر کے تعریف وصول کی اور ایک قدم کا فاصلہ طے کرتے اُس کے مُقابل جا کھڑی ہوئی،،

سنو لڑکی ! قصور صرف اس کا نہیں ہے،،"

مناہل نے اُس نے لڑکے کی جانب اشارہ کیا جو اپنا تماشا بن جانے اور ایک چماٹ پڑنے پر بلکل خاموش ہو گیا تھا پر اُس کا دماغ بہت سے منصوبے بنانے میں مصروف تھا،، مناہل کی بات کی اُس لڑکی نے بے یقینی سے اُسے دیکھا،،

ہاں یہ قصور یہ غلطی اُس لڑکے کی نہیں ہے،، میں تو اس کو جانتی بھی" نہیں،، میں اور میری بہن ہم صرف مزاق کر رہے تھے،، ہمیں نہیں پتہ تھا ہمارے مزاق کا یہ انجام ہو گا،، پر یو نو واٹ اب مجھے اپنے اس مزاق پر کوئی افسوس ہو رہا ہے اس لئے تو بلکل نہیں کہ تُم لوگ کے درمیان غلط فہمی وغیرہ ہوئی اس چیز کی تو میری جُوتی کو بھی نہیں پرواہ،، افسوس ہو رہا ہے تمہاری تربیت پر،، افسوس ہو رہا ہے تمہارے ماں باپ پر،، جو تمہیں پڑھایا

لکھایا،، کھلایا پلایا تمہیں اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل کیا،، تم جیسی لڑکیوں کو تو بچپن میں ہی گلا گھونٹ کر مار دینا چاہیے،، ہاں سچ کہہ رہی ہوں میں،، وہ تُم جیسی ہی لڑکیاں ہوتیں ہیں جو اپنے ماں باپ کی ساری عمُر کی عزت شفقت تربیت اپنے پیروں تلے روند کر اپنے یار کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں،، جن کو اپنی خواہشیں عزیز ہیں،، جن کو کوئی بھی مرد اپنی چکنی چُپری باتوں میں پھنسا ٹائم پاس کر سکتا ہے ہاں وہ تُم جیسی ہی لڑکیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے کر بوڑھے ماں باپ خودکشی تک کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں،، اس لڑکے کا کیا ہے؟؟ تم نہیں تو کوئی اور سہی،، اب آگے تمہاری مرضی چاہو تو جاؤ اس کے ساتھ اور زلت بھری زندگی گزارو چاہو تو اپنے گھر چلی جاؤ جہاں تمہیں شہزادی سمجھ کر پالا گیا ہے،، اپنا کردار مضبوط کرو،، نامحرم رشتے کبھی کسی کے سگے نہیں ہوتے،، تم سے غلطی ہوئی ہے صر شُکر گناہ نہیں ابھی بھی وقت ہے اپنی زندگی نئے سرے سے شروع کرو جو فیصلہ تمہارے ماں باپ کریں وہی بہترین ہے "

اُس کا ایک ایک لفظ وہاں سکوت طاری کر گیا تھا،، وہاں کھڑا ہر شخص اُس کے لفظوں کے سحر میں کھویا ہوا تھا،، یقیناً اُس کا کہا ہوا ایک ایک لفظ سچا تھا،، یہ تو معاشرے کی تلخ حقیقت بن چُکی تھی سالوں کی محبت کو ٹھکرا کر چند لمحوں،، چند مہینوں، چند سالوں کی محبت پر ایمان لایا جا رہا تھا،، لڑکیاں اپنی زندگیاں تباہ کر رہی تھیں،، لڑکوں کا کیا ہے ؟؟ اگر وہ اتنے ہی سچے ہوتے تو حلال طریقہ اپناتے اور نکاح ہی ایک ایسا ذریعہ جس سے وہ اپنی محبت اپنی پاکیزگی کا یقین دلا سکتا ہے ورنہ ہر گز نہیں،، اسی دوران سناٹوں کو چیرتی تالیوں کی آواز گونجی،، جہاں اُسی لڑکی کی ہمشکل ایک ہاتھ میں لیز کا پیکٹ پکڑے ساتھ کوک پیتے تالیاں بجا رہی تھی،،

واہ منحوس پہلی بار زندگی میں تیرے منہ سے کوئی اچھی بات سُنی ہے کیا" "اعلیٰ تقریر کی ہے مزہ آ گیا

کوک پیتے منال نے اُسے داد دی،، تو مناہل کے چہرے پر سنجیدگی کی جگہ مُسکراہٹ نے لے لی،،

"کمینی مجھے بھی دے"

اُس کے قریب آتے مناہل نے اُس سے چپس کا پیکٹ چھینا اور بیٹھ کر کھانے لگی،، منال نے منہ بسورا،، اور گرد موجود لوگوں نے حیرت سے اُس ہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا جو ابھی اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہی تھی اور اب ایک دم بچوں کی طرح ایک چپس کے پیکٹ کے لئے لڑ رہی تھی،، وہ لڑکی تو سب سے نظریں بچاتی اُن کی ٹیبل کے آگے سے گزرتی وہاں ایک کاغز رکھ کر خاموشی سے اپنا سامان پکڑے وہاں سے چلی گئ،، پر یہ بات تو سچ تھی کہ اس جھلی سی لڑکی کا مزاق اُس کی زندگی برباد ہونے سے بچا گیا تھا،، منال اور

مناہل نے قدرے چونک کر اُس لڑکی کو جاتے دیکھا،، مناہل نے آگے بڑھ کر وہ کاغذ تھام کر کھولا،،

"یہ میرا نمبر ہے،، آگے آنے والی زندگی میں آپ کو جب بھی کوئی مدد چاہیے،، میں حاضر ہوں،، آپ میری محسن ہیں،، آپ کے اس احسان کو میں زندگی بڑھ نہیں بُھلا سکوں گی"

اُس کی تحریر پڑھ کر مناہل نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں،،

"ابے منحوس تو تو اتنی مشہور ہو گئی ہے"

اُس کے ہاتھ سے کاغذ جھپٹ کر پڑھتی منال بھی بے یقینی سے بولی،،

"یار مجھے تو خود یقین نہیں آرہا پتہ نہیں اُس ٹائم کون سی روح گھس گئی تھی میرے اندر،،اب تو اتنا بھی نہیں یاد کہ کیا کیا بولا تھا،،"

مناہل سر کھجا کر معصومیت سے بولی تو منال کی ہنسی نکل گئی،،

"چل اب گھر واپس بھی جانا ہے"

لیز کا پیکٹ اُلٹا کرتے بیچ میں سے چُرمرِ نکال کر وہ کھانے ہی والی تھی کہ مناہل فر سے بولی،،

"آدھا کر منحوس"

مناال نے دانت پیس کر اُسے دیکھا،،اور آدھا کر کے مناہل کی ہتھیلی پر رکھ دیا،،

"لے کھا مر لے کمینی ناگن"

وہ بڑبڑاتی ہوئی بولی اور ہتھیلی ہاتھ تک لے جا کر کھالی،،اس سے پہلے وہ بوتل پکڑتی مناہل نے معصومیت سے اُسے دیکھا،،جیسے کہہ رہی ہو آدھا آدھا،

"لالچی عورت"

مناال خونخوار نظروں سے اُسے دیکھتی ایک گھونٹ میں سے آدھا گھونٹ پیتی بوتل اُس کی جانب بڑھا کر منہ پھلا کر بولی،،

"چل زیادہ رومت اب چلیں"

جلدی جلدی بوتل کا گھونٹ بڑھتے وہ منال کا بازو تھام کر باہر لے گئ،، کسی کی خونخوار

نظروں نے اُس کا دور تک پیچھا کیا تھا،،اگر وہ جانتی کہ اُس کا یہ مزاق اُس پر کتنا بھاری پڑنے والا ہے تو وہ مر کر بھی یہ حرکت نہ کرتی،،

****

زی جو ہوٹل سے بُکنگ کروا کر لمبے لمبے ڈگ بڑھتا واپس آرہا تھا نینا اور ہانیہ کی دل خراش چیخیں سُن کر قدرے چونک کر بھاگ کر گاڑی کی جانب بڑھا،،دل کی دھڑکن بے تحاشا تیز تھی،،اُس نے تیزی سے ڈور کھول کر نینا

کو بازو سے کھینچ کر باہر نکالا جس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا وہ مسلسل کانپ رہی تھی،، نیلے ہوتے ہونٹوں پر ایک ہی ورد جاری تھا،،

"بھائی وہ آ گیا،، بھائی مجھے بچا لیں"

زی نے اُسے سختی سے خود میں بھینچا،، آنکھیں جیسے لہو اُگل رہی تھیں،، اُس کی ابتر ہوتی حالت دیکھ کر اُس کے پیروں تلے جیسے زمین نکل گئی تھی،، تیز ہوتی موسلا دھار بارش سے وہ لمحوں میں بھیگ چُکے تھے،،

"شش میں آ گیا ہوں نین میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی نُقصان نہیں پہنچا سکتا بھروسہ رکھو اپنے بھائی پر"

مضبوط حصار اور مانوس لمس پاتی نینا پھوٹ پھوٹ کر رو دی،، زی اُس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا محبت بھرے لہجے میں بولا جبکہ آنکھیں جیسے انگارے اُگل رہی تھیں،،

"بھا،، بھائی وہ آگیا وہ،،،،، زندہ ہے،،،،، وہ ہمیں برباد کرنے آگیا،، بچالیں،،،، مجھے،،،،، بچالیں"

کانپتے ہوئے جسم کے ساتھ سُرخ ہوتی نیلی آنکھوں میں خوف بھرے وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی اور ہوش و حواس کھو بیٹھی،،

"نین نین"

وہ بھوکے شر کی مانند دھاڑا تھا اور اُسے سختی سے خود میں بھینچتا ہوا گاڑی کے اندر لٹایا اور ایک نظر ہانیہ کو دیکھا جو حیرت اور خوف سے سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی وہ تو بے سُدھ سو رہی تھی کہ نینا کے چیخوں کے ساتھ جاگتے اُس کی اپنی چیخیں بھی نکل گئیں اُس کے بعد جو ہوا اُس کی سمجھ سے باہر تھا،، ڈر اور خوف کی کیفیت میں وہ سیٹ پر ہی دُبکہ بیٹھی رہی،، زی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی زن سے بھگانے لگا،، چہرے کے تاثُرات بے تحاشا خطرناک تھے،، اُس کے ساتھ ہی بجلی زوردار طریقے سے چمکی تھی،، بارش مزید شدت اختیار کر گئ تھی،، ناجانے یہ موسم،، یہ بارش. یہ برستی بوندیں،، کیا طوفان لانے والی تھیں،، اور یہ طوفان کتنی زندگیاں برباد کرنے والا ہے،،

موسم کی ادا آج بھی پر کیف ہے لیکن
اک گزری ہوئی برسات کی حسرت نہیں جاتی

****

"سُنیں"

وہ لوگ اس وقت ایمر جنسی وارڈ کے باہر موجود تھے،، زی نے آتے ساتھ ہی پورا ہاسپٹل سر پر اُٹھا لیا تھا،، ڈاکٹر تو ڈاکٹر زوہاں کے نرسس گارڈ سب اپنا کام چھوڑ کر حیرت سے اُس بکھرے ہوئے نوجوان کو دیکھنے لگے تھے،، جس کی بانہوں میں ایک ازیت سہتا بے ہوش وجود موجود تھا جسے اُس نے خود میں کسی انتہائی قیمتی چیز کی طرح بھینچا ہوا تھا جیسے اُس کے چھین لینے کا ڈر ہو،، جبکہ اُس کے پیچھے ہی چادر سے خود کو اچھی طرح ڈھکے ہانیہ بھی تیز تیز قدم اُٹھاتی اُس کے ساتھ تھی،، ڈاکٹر نے اُس بمشکل تسلی دی اور اُس بے ہوش وجود کو اسٹریچر پر لٹا کر ایمر جنسی وارڈ میں لے گئے،، حمزہ نے وارڈ کے

ساتھ والی دیوار کی پشت سے ٹیک لگا کر اپنی انگارہ ہوتیں ہیزل گرے آئیز کو سختی سے بھینچ لیا،، آخر کب تک قسمت کا یہ خون آلود کھیل جاری رہے گا،، کب تک وہ یونہی ازیت سہتے رہیں گے،، آخر کب اُن کو سزا ملے گی جو اُس کے حقدار ہیں جو اُن کی خوشیاں،، اُن کی زندگیاں تباہ کرنے کے زمہ دار ہیں،، ان سب سوالوں کے جواب کیسے ملیں گے،، آج وہ پھر خود کو انتہائی بے بس محسوس کرنے لگا رشتوں کے نام پر زیادہ کچھ نہیں ایک بہن ہی تھی اُس کے پاس،، وہ بھی اُس حال میں دیکھ کر اُس کا دل جیسے انگاروں پر جل رہا تھا اور ان انگاروں کی تپش اس قدر شدت اختیار کر گئ تھی کہ اپنے دُشمن کو صفائے ہستی سے مٹائے بغیر اس دل کو سکون میسر آنا ممکن نہیں تھا،، اُس کے ٹھیک سامنے بنے بینچز پر گھبرائی ہوئی ہانیہ بیٹھی تھی،، وہ کچھ دیر تو اپنی اُتھل پُتھل ہوتی سانسیں بحال کرنے لگی،، پھر ارد گرد ایک طائرانہ نظر ڈالتے صورتحال پر غور کرنے لگی،،

اُففففففف یہ میرے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے،، پہلے ان لوگوں نے دادی کو "
نجانے کسی بات پر بلیک میل کیا،، وہ دادی جو گھر کے سارے کام مجھ معصوم
بے بس سی لڑکی سے کرواتی تھی وہ بھی فری بندہ مہینے میں کم از کم پانچ چھے
ہزار ہی دے دیتا ہے اتنا کام میں نے کسی اور گھر کیا ہوتا تو آج میرے پاس
گاڑی بنگلہ اور ڈھیروں کی تعداد میں نوکر چاکر ہوتے،، ہنننھہہ میرا کیا خود ہی
بُھگتیں گی جب بہو آکر باتیں سُنائیں گی اور اُن سے کام کروائے گی گھر
کے،، افسوس دادی ہیرا گنوادیا آپ نے،،

اُس نے جیسے افسوس سے سر ہلایا،، تقریباً سارا اہاسپٹل ہالی تھا بس وہ مریض
جن کی حالت کریٹیکل کی اُن کے ہی لواحقین دُور بیٹھے ہوئے تھے،، اتنا بڑا
اسپتال وہ بھی آدھے اندھیرے میں ڈُوبا دیکھ کر اُس نے لبوں پر زُبان
پھیری،، اگر ابھی کوئی روح اُلٹے پیروں کے ساتھ خون سے ڈُوبی اُس
تاریک حصے سے نکلے اور پھر شیطانی ہنسی ہنس کر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین

پر رکھے چار ٹانگوں سے خوفناک چال چلتے اور چیختے ہوئے اُسے کی جانب بڑھ کر اُسے کھا جائے پھر کیا ہوگا،، اُس معصوم کی زندگی تو امریکہ،، دُبئی،، کینیڈا جانے سے پہلے ہی کوچ کر جائے گی،، اسی دوران اُسے خیال آیا اگر وہ روح ہے تو اُس کے اماں ابا کون سے دُنیا میں بیٹھے پنکھا چلائے آم کھا رہے تھے وہ بھی تو کُوچ کر گئے تھے،، وہ اُسے بچائیں گے،، یہ سوچ کر اُس کی آنکھیں چمکیں،،

"اماں ابا دیکھ رہے ہیں آپ کس حال میں بیٹھی ہوں میں خود تو ٹیکٹ کٹا کر جنت یا جہنم جس میں بھی لینڈ کر گئے اور مجھے اپنی ساس اور سُوتن کے پاس اکیلا چھوڑ گئے،، نہیں اووو سمجھ لگ گئی مجھے،، یعنی اس دُنیا سے جانے سے پہلے ضرور آپ دونوں میں سے کسی ایک نے لوچا کیا ہو گا پر لگتا ہے اُس کی سزا مجھے بُھگتنی پڑے گی،،

چہرے پر معصومیت سجائے ہانیہ نے اُوپر دیکھ کر اپنے مرے ماں باپ کو بھی بیچ میں گھسیٹ لیا،، اُس کی نظر سامنے کھڑے دیوار کی پُشت سے ٹیک لگائے زی پر پڑی،، ایک لمحے کے لئے اُس کا دل دھڑک اُٹھا،،

"گنڈے بھائی اتنے پیارے ہیں نہ بھئی اگر ایسے ہی گنڈے ہم معصوم لڑکیوں کو اغوا کریں گے تو مجھے تو کم از کم کوئی بھی مسلہ نہیں ہو گا،، آج کل کے گنڈوں کی تو کوئی ڈریسنگ سینس ہی نہیں پر یہ والے گنڈہ بھائی اتنے ہینڈ سم ہیں ماشاءاللہ،،

اُس نے دونوں ہاتھ اُوپر کر کے دُور سے اُس کی بلائیں لیں ڈالیں،، اسی دوران زی نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا،، لال ہوتی انگارہ ہیزل گرے آئیز دیکھ کر ہانیہ کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا،، سُرخ چہرے لئے وہ اُسے نظر انداز کرنے کی ایکٹنگ کرتی اُنگلیوں پر گنتی گننے لگی،، ہانیہ کے ساتھ دیوار پر لگی

وال کلاک رات کے تین بجا چُکی تھی،، تقریباً آدھا گھنٹا ہونے کو تھا،، مگر ابھی تک نین کی کوئی خبر نہیں آئی تھی،، یہ سوچ کر اُس نے سختی سے لب بھیچے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوئے ڈاکٹر کے کیبن کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ پیچھے سے آتی پُکار پر سنجیدگی سے پلٹا اور سینے ہر بازو باندھے شعلہ باز نظروں سے اُس پُکارنے والے کو گھورنے لگا،، ہانیہ جو چور نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی اُسے کہیں جاتے دیکھ کر گھبرائی اور بے اختیار اُسے پُکار بیٹھی،،

"گھورتے کیسے ہیں گنڈہ بھائی جان نکال دیں گے جیسے،،"

اُس کی نظروں سے خائف ہوتے اُس نے لبوں پر زبان بھیر کر سوچا،، وہ ایک نظر سنجیدگی سے اُسے دیکھتا ہوا واپس آگے کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر پیچھے سے آواز آئی،،

" بولو کیا ہے میرے پاس فضول باتوں کے لیے وقت نہیں"

وہ سرد لہجے میں مڑے بغیر بولا پر جو بات ہانیہ نے کہی اُس پر وہ سُرخ آنکھوں کے ساتھ حیرت سے مڑا،،

وہ مجھے بھوک لگی ہے،،"

وہ اُنگلیاں چٹخاتے معصومیت سے بولی،، پر زی کی غُصیلی ہیزل گرے آئیز خود پر ٹکی محسوس کرتے اُس کی ننھی سی جان اٹکی،،

آپ شاید بھول رہے ہیں گنڈے بھائی مجھے اغوا کیے آپ کو دس گھنٹے ہو" چُکے ہیں اور جب آپ نے مجھے اغوا کیا تھا تب میں نے ناشتہ بھی ٹھیک سے

نہیں کیا تھا،،اب اگر مزید کچھ دیر بھوکی رہی تو مجبوراً مجھے بھی ایمر جنسی وارڈ لے جایا جا سکتا ہے،،

وہ مظلوم بنی بولی تھی،،

"ٹھیک ہے تُم رکو میں کچھ لے کر آتا ہوں"

وہ خود پر کڑا ضبط کا پہاڑ بٹھاتا ہوا سنجیدگی سے بولا اور تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ڈاکٹر کے کیبن کی جانب بڑھ گیا،، گویا پھر سے پیچھے سے کوئی پُکار سُنائی نہ دے،،ہانیہ گہری سانس خارج کرتی بینچ کی پُشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی،،

محبت کا غم ہے"
ملے جتنا کم ہے

یہ تو زمانہ نہیں جان پائے گا

میرا جو سنم ہے

وہ بڑا بے رحم ہے

"دے کے مجھے وہ درد مُسکرائے گا

وہ اپنی سُریلی سی آواز میں گُنگناتی ہوئی بینچ پر چوکری مار کر بیٹھ گئی،، جب بھی وہ اکیلی ہوتی اور اُسے ڈر لگتا وہ کوئی نہ کوئی گانا گُنگنانا شروع کر دیتی،، اب بھی سُنسان کاریڈور دیکھ کر اُس کا ننھا سا دل سہم رہا تھا،، پر وہ بظاہر لاپرواہ بنی گانا گُنگنانے میں مصروف تھی،، اسی دوران کاریڈور میں کچھ گرنے کی آواز گونجی تو ہانیہ اپنی جگہ سے اُچھل پڑی،، پر دیکھنے پر اُسے شدید تپ چڑھی،، کیونکہ وہاں ایک کم سن لڑکا صفائی کرتے وقت وائپر گرا گیا تھا،، اور اب اُس کے گھورنے پر دانت نکال کر اُسے دیکھنے لگا،،

"ادھر آؤ تُم"

وہ تیکھے لہجے میں بولی تو وہ لڑکا معصوم شکل بناتا اُس کے پاس آگیا،، ہانیہ نے اُسے کھینچ کر اُسے اپنے پاس بٹھایا،،

"تمہیں شرم نہیں آتی ابھی تمہاری وجہ سے مجھے ہارٹ اٹیک ہو جاتا فر"

وہ لہجے میں دُکھ سموئے منہ بسورتے ہوئے بولی،،

"پر ہوا تو نہیں نہ"

وہ لڑکا لاپرواہی سے بولا تو،، اووووو،ایٹیٹوڈ،، اُس نے گول شیپ میں اپنے ہونٹ کھولے،،

"اچھا چھوڑو اس بات کو،، یہ بتاؤ تمہیں ڈر نہیں لگتا ابھی تُم آدھی رات کو یہاں تن تنہا صفائی کر رہے ہو وہ بھی اس سُنسان اسپتال میں اگر کوئی جن یا بھوت تمہیں اُٹھا کر لے گیا پھر"

وہ ایک ہاتھ کی مُٹھی بنائے تھوڑی تلے ٹکائے اشتیاق بھرے لہجے میں بولی ،،اُس کی بات پر اُس نے لڑکے نے عجیب نظروں سے اُسے دیکھا،،

"مجھے کیسے کوئی جن بھوت اُٹھا سکتا ہے مجھے تو خود مرے ہوئے دو سو سال ہو گئے ہیں اور اب میں تمہیں مارنے والا ہوں"

یکدم اُس کا لہجہ بدلا اور آنکھوں میں خون اُترا،،اُس نے اپنے نوکیلے ہاتھ ہانیہ کے گردن کی جانب بڑھائے ہی تھے کہ وہ چیخ کر خواب سے جاگ بیٹھی

،،شاید گانا گُنگناتے وقت وہ پھر نیند میں چلی گئ تھی،،اپنی تیز تیز ہوتی دھڑکن کو بمشکل نارمل کرتے اُس نے چادر کے کونے سے اپنی پیشانی پر چمکتے پسینے کے قطرے صاف کئے،،اور ٹانگیں سمٹ کر خود کے گرد چادر پھیلاتے وہ سختی سے آنکھین میچ گئ اور یقیناً یہ آنکھیں زی کے آنے سے پہلے نہیں کُھلنے والی تھیں،،

****

(ماضی)

"جی فرمائیں کیا تکلیف ہے آپ کو"

وہ سینجیدگی سے بولی اور سامنے کھلی فائل کلوز کر دی،،سامنے والی کی حالت دیکھتے ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا وہ بہت اضطراب میں ہو آنکھوں کے نیچے

گھرے ہلکے اس بات کے گواہ تھے کہ وہ کئی راتیں سو نہیں سکی تھی،،اس کی بات اُس نے پریشانی سے انگلیاں چٹخائیں،،

"وہ ڈاکٹر میں ماں بننے والی ہوں"

اُس نے جیسے تمہید باندھی،،

"جی آگے"

ٹیبل پر دونوں کہنیاں ٹکائے وہ جیسے اُس کی بات پوری کرنے کی مُنتظر تھی،،اُس نے گہری سانس حارج کی،،

"تو یہ کہ میرے شوہر یہ بچہ نہیں چاہتے"

وہ سر جُھکا کر بولی گویا اپنے اپنے آنسو اپنے اندر اُتار رہی ہو،،ڈاکٹر کی آنکھیں ضبط سے سُرخ ہوئیں اُس نے سختی سے لب بھینچے،،

"آپ کیا چاہتی ہیں یہ بتائیں"

اُس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جزبے سے عاری تھا،،وہ اُس کے پہلے جملے سے ہی یہاں آنے کا مقصد سمجھ چُکی تھی،،

"مجھ سے یہ گناہ نہیں ہو پائے گا اگر آپ میرے وجود کے اندر پلتے اس وجود کو ختم کریں گی تو ساتھ مجھے بھی زہر کا انجیکشن دے دیجئے گا میں آپ کا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گی خُدارا مجھے اس ازیت سے نجات دے دیں جسے صاحبِ زمانہ زندگی کہتے ہیں"

ڈاکٹر نے حیرت اور بے یقینی سے اُس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو سر جھکائے اپنی آنکھیں سختی سے بھینچے خود اذیتی کی انتہا پر تھی،، پر اُس کی بات سُن کر اُس نے افسوس سے سر ہلایا،،

"آپ کے ہسبینڈ کہاں ہیں"

اُس نے سنجیدگی سے پوچھا تو اُس نے باہر کی جانب اشارہ کیا،،

"آپ باہر جائیں اور اُنہیں اندر بھیجیں"

اُس نے اطمینان سے کہا تو وہ لڑکی اپنی چادر کے کونے سے آنسو صاف کرتی خاموشی سے باہر چلی گئی،،

"سُنو لڑکی"

اُس کی آواز پر وہ پلٹی اور سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھنے لگی،، ڈاکٹر اپنی جگہ سے اُٹھی اور اس کے مُقابل جا کھڑی ہوئی،، اُس کا چہرہ بلیک ماسک سے ڈھکا ہوا تھا،، صرف سحر انگیز گرین آئیز ہی واضح ہو رہی تھیں،،

"میرا نام حرم نور ہے یہ میرا کارڈ ہے رکھ لو اگر کبھی بھی کسی بھی اُلجھن کا سامنا ہو تو مجھے کال کر دینا یا تُم میرے ہاسپٹل بھی آسکتی ہو"

اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس میں اپنا کارڈ رکھتی حرم اطمینان سے بولی،، تو سامنے والی کی آنکھیں حیرت سے کُھلیں،،

مگر،،،،"

"میں جانتی ہوں تم کیا کہنا چاہتی ہو یہی نہ کہ تم مجھے نہیں جانتی اور کسی غیر کی مدد نہیں لینا چاہتی"

اُس کی بات پر اُس نے معصومیت سے سر ہلایا،، حرم کے ہونٹوں پر تبسُم اُبھرا،، پر اُسے صرف اُس کی مُسکراتی گرین آئیز ہی نظر آئیں،،

"چلو پھر آج سے اور ابھی سے میں تم میری دوست ہو،، اور اسی دوستی کے رشتے کے ناتے تم مجھ سے اپنی ہر الجھن اور ہر پریشانی شیر کر سکتی ہو،، کسی بھی وقت،، کسی بھی گھڑی،، کسی بھی لمحے،، بتاؤ بنو گی نہ میری دوست"

حرم نے اُس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا جو اُس نے کچھ جھجکتے ہوئے تھام لیا،،

"ویسے دوست اپنا نام نہیں بتاؤ گی"

وہ کچھ شرارت سے بولی،، تو اُس کے گالوں پر سُرخی اُبھری،، حرم کچھ پل کے لئے مجبوت رہ گئی،، وہ ایک مکمل ایشین بیوٹی تھی،، بلکل ایک ایسے گلاب کی طرح جسے زمانے کی تلخیوں نے اتنی سی عمُر میں ہی مرجھا کر رکھ دیا تھا،،

" میرا نام ثوابیہ ہے"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی،،

بہت پیارا نام ہے،، پر میری دوستی کا ایک اصول ہے کہ جس نام سے تمہیں" "سب بُلاتے ہیں،، اُس نام سے میں تو ہر گز نہیں بُلاؤں گی،،

حرم کی اس بات پر ثوبیہ نے اچھنبے سے اُسے دیکھا،،اگر وہ اُس کے نام سے نہیں بُلائے گی تو پھر کس سے،،اُس کے ذہن میں سوال اُبھرا،،

"آج سے تمہارا نام ثوبی ہے"

حرم چمکتی آنکھوں سے بولی تو ثوبی محض سر ہلا کر رہ گئ،،

"تو ثوبی اب بتاؤ تمہارے ہسبینڈ کو اس معصوم سی جان سے کیا مسلہ ہے؟ جو ابھی تک اس دُنیا میں بھی نہیں آئی اور تم تو مجھے ایک باشعور پڑھی لکھی لڑکی لگتی ہو جانتی ہو نہ یہ گناہِ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے یہ سراسر ایک قتل ہے،، تُم نے یہ بات اپنے والدین کو کیوں نہیں بتائی"

وہ دوستانہ لہجے میں بولی اور اُسے لئے صوفے ہر بیٹھ گئ،،اُس کی آخری بات پر ثوبی کی آنکھیں نم ہوئیں،،

"مر گئے ہیں وہ"

وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو حرم کے دل پر گھونسا ساپڑا تھا،،

"تمہاری کوئی بہن یا بھائی"

اُس نے ڈُوبتے دل کے ساتھ اگلا سوال داغا،،

" نہیں ہے اور اس بات پر میں خُدا کا شُکر ادا کرتی ہوں"

حرم کی آنکھوں میں سُرخ ڈورے واضح ہوئے تھے،،

"ایسا کیوں"

وہ نارمل لہجے میں بولی،، پر دل میں جیسی ایک آگ لگ گئ تھی،،

وہ بھی ہوتے تو اب تک کہیں نہ کہیں اُن کی بولی لگائی جا چُکی ہوتی،، وہ بھی" میری طرح برباد ہو جاتے،،

کیا مطلب کیسی بولی،،"

اب کہ سہی معنوں میں اُس کے سر پر پہاڑ ٹوٹے تھے،، ثوبی کے ہونٹوں کو تلخ مُسکراہٹ نے چھوا تھا،،

"میں اپنے ہسبینڈ کو اندر بھیجتی ہوں آپ نے اُن سے جو بات کرنی ہے کر لیجئے گا"

وہ سنجیدگی سے بولتی ہوئی تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گئی،، پیچھے حرم اُلجھن سے اُس کی پُشت کو گھور کر رہ گئی،، جانے کیوں اُسے وہ بہت اپنی اپنی سی لگی تھی، جیسے کوئی بہت قریبی رشتہ ہو اُس سے،، وہ اُسے ایک راز کی طرح لگی تھی،، ایک ایسا راز جو بہت سالوں سے دفن ہو،، جانے کیوں اُسے اس کی ذات میں خاصی دلچسپی محسوس ہوئی،،

"اُفففففف آخر ایسا کیا ہوا ہے اُس لڑکی کے ساتھ اور اگر ہوا بھی ہے تو میں کیوں اتنا سینسیٹو ہو رہی ہوں ایسے تو ہاسپٹل میں ڈھیروں کیسز آتے ہیں،،"

اُس نے اپنے آپ سے سوال کیا پر جواب ندارد پا کر سر ہاتھوں میں گرا لیا،، یکدم وہ ڈور نوک ہونے کی آواز پر چونکی،،اور اپنا اسکارف ٹھیک کر کے اپنی چیر پر آ بیٹھی،،

"کم ان"

وہ سنجید گی سے بولی تو ایک خوبرو نوجوان اندر داخل ہوا،، گلے میں سونے کی کئی چینیں لٹکائے،، دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو انگوٹھیوں سے بھرے،، بلیک شلوار قمیض پہنے اور اوپر بلیک ہی کوٹ پہنے ہوا تھا،، چہرے پر غرور جھلک رہا تھا،،

"ہاں بولو ڈاکٹرنی کیا بات کرنی ہے"

وہ بے زاریت سے بولا،،اُس کا حلیہ دیکھ کر حرم کے وجود کے اندر ایک نوگواریت بھری لہر اُٹھی تھی،،

"آپ بیٹھ جائیں تو میں کچھ بات کروں"

سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائیے حرم پُر سکون لہجے میں بولی،،تو اُس شخص نے نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا،،حرم کی پیشانی پر شکنیں اُبھری تھیں،،اُس کی عجیب نظریں محسوس کر کے،،اُس کی ناگواری کو محسوس کرتا وہ اطمینان سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا،،

بات یہ ہے کہ ہم یہ ابارشن نہیں کر سکتے،،"

کیوں نہیں کر سکتے،، سُنو ڈاکٹرنی مجھے ہر حال میں یہ ابارشن کروانا ہے اس "
" کے لئے تمہیں جو رقم چاہئے میں دینے کو تیار ہوں،،

وہ نوجوان اُس کی بات کاٹ کرنا گواری سے بولا اور آخر میں اُسے لالچ بھی دی،، حرم کا چہرہ سُرخ ہوا تھا،، شدید ضبط سے،،

جسٹ شٹ اپ میں تمہیں کوئی دو نمبر ڈاکٹر لگتی ہوں جو چند روپوؤں کے "
" لئے کسی معصوم کا قتل کر دے

وہ ایک ایک لفظ چبا کر غُصے سے بولی تھی،، اُس نوجوان کی چہرے پر ایک تمسخرانہ مُسکراہٹ اُبھری تھی،،

اوہہ انسانی ہمدردی کا جزبہ آئی لائک اٹ،،اگر تم یہ کام نہیں کر سکتی تو میں "
"کسی اور سے کروالوں گا کیوں کہ مجھے کسی حال میں یہ بچہ نہیں چاہئے،،

وہ پُر سکون لہجے میں بولا تھا،، حرم کا دل کیا وہ اُسے شُوٹ کر دے،،اُس کی
سوچ سے بڑھ کر کمینہ نکلا تھا یہ شخص،،

"اگر بچہ چاہئے ہی نہیں تھا تو شادی کیوں کی"

وہ تلخ لہجے میں پھنکاری تھی،،اُس کی آنکھوں سے نکلتے شعلے دیکھ کر وہ ایک
زوردار قہقہ لگا کر ہنس پڑا تھا،،

ارے ڈاکٹرنی اتنی بھولی ہو تم،،"

اُس نے افسوس سے دائیں بائیں سر ہلایا، حرم نے ناگواری سے اُسے دیکھا،،

اپنے دل کے لئے کی تھی یہ شادی،،"

تواب کیا بھر گیا دل،،"

وہ اُس کا جُملہ کاٹ کر طنزیہ لہجے میں بولی،،

ہاں بھر گیا اب دیکھو یہ تمہاری ان خوبصورت ہری آنکھوں پر آگیا ہے کیا"
"کروں دل تو بچہ ہے نہ

وہ پُر سکون انداز میں بولا اور جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتا ہونٹوں سے لگا گیا،، حرم کے پیروں تلے زمین نکلی،، اُس کی بات سُن کر،، اُس نے انتہائی نفرت اور بے یقینی سے اُس شخص کو اپنی لال ہوتی گرین آئیز سے گھورا تھا،،

"دیکھیں مسٹر آپ اپنی حد میں ہی رہیں تو اچھا ہے ورنہ ایسی جگہ لا کر ماروں گی کہ پانی بھی نصیب نہیں ہو گا"

ٹیبل پر ہاتھ مارتی وہ غُرا کر بولی تھی،، جتنا وہ چاہتی تھی کہ اس معاملے کو نرمی سے ہینڈل کرے اتنا ہی اُس شخص کی فضول باتیں اُسے شدید تیش دلا رہی تھیں،، اُس نے متاثر کن انداز میں آبرُ اچکائی جیسے کہنا چاہتا ہو ریئلی،،

"بات پیشنٹ کی ہو رہی تھی تو مجھے یہ کہنا تھا کہ آپ کے پیشنٹ کی پریگننسی کو تقریباً دو ماہ ہو چُکے ہیں اور اُن کی جسمانی اور ذہنی حالت اس بات کی ہر گز

اجازت نہیں دیتی کہ اُن کا ابارشن کروایا جائے ورنہ ہمیں سنگین صورتحال کا سامنا کرنا پر سکتا ہے جیسا کہ اُن کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے اور اُن کی موت کے زمہ دار آپ ہوں گے"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تھی،، فلحال اُس شخص کی فضول باتوں کے لئے اُس کے پاس ہر گز وقت نہیں تھا،، اُس کی بات پر اُس شخص کی صبیح پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمودار ہوئیں،، اُس نے ایک گہرا کش لے کر فضا میں چھوڑا اور اپنی کنپٹی سہلاتا ہوا اُٹھ گیا،،

"اہھہہ کیا مُصیبت ہے،،"

میز کو ٹھوکر مار کر وہ غُصے سے چلایا تھا،، حرم کو اُس کی یہ حرکت انتہائی ناگوار گزری،،

"او و ہیلو مسٹر یہ آپ کے باپ کا پلے گراؤنڈ نہیں جہاں آپ فُٹ بال کھیلنے آ گئے ہیں یہ میرا اہا سپٹل ہے اب آپ شرافت سے یہاں سے دفع ہو جائیں ورنہ میں گارڈز کو بلا کر خوب عزت کے ساتھ آپ کو یہاں سے رخصت کروں گی پر گھر نہیں سیدھا جیل"

سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے وہ پُر سکون لہجے میں بولی تھی،، پر مُقابل نے اُس کی بات سُن کر ٹھٹھک کر اُس کی جانب دیکھا اور قہقہ لگا کر ہنس دیا،،

"بہت اچھا لگا تُم سے مل کر اُمید ہے دوبارہ مُلاقات ضرور ہو گی ڈاکٹر حرم نائس نیم"

وہ ٹیبل پر رکھی اُس کی نیم پلیٹ پڑھتا چٹخارے لے کر بولا اور گُنگُناتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا،، حرم نے تیش میں آکر سامنے پڑا شیشے کا گلاس اُٹھا کر دیوار پر دے مارا،،

" گھٹیا ڈھیٹ انسان "

وہ غُصے سے بڑبڑائی اور اپنا ماسک نیچے کر کے فضا میں گہرے سانس لینے لگی،، پر اس سب کے بعد اُس کے دل میں اتنا اطمینان تو ہو گیا تھا کہ وہ ابارشن کروانے کے بارے میں ہر گز نہیں سوچے گا،، اپنا سامان سمیٹتی وہ تیزی سے ہاسپٹل سے نکلی اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اُسے سٹارٹ کیا اور گھر کی جانب گھما دیا،، اُس شخص کی باتوں نے اُس کے پورے دن کا ستیاناس کر دیا تھا،، ساتھ ساتھ اُسے اُس معصوم لڑکی پر شدید رحم بھی آ رہا تھا جسے ایک

جاہل کے پلے باندھ دیا گیا تھا،،اُس نے ٹینشن کم کرنے کے لئے اپنی کنپٹی سہلائی تھی،،

****

بے بی پنک اور وائٹ امتزاج سے مزئین یہ ایک شاندار اور نفیس کمرہ تھا،،پورے کمرے میں اے سی نے خنکی بڑھا رکھی تھی،،ماحول ایک دم پُر سکون تھا،،کمرے کے وسط میں ایک چاکلیٹی براؤن کلر کا اسٹائلش ساماسٹر بیڈ تھا جس پر ایک گھنگرالے بالوں والا وجود بلیک لونگ شرٹ جس ساتھ بلیک جینز پہنے بلیو کلر کا اسٹالر گلے میں لاپرواہی سے لٹکائے ہری آنکھوں میں بے زاری لئے بیڈ پر اڑھاتڑ چھا سا لیٹا موبائل میں کینڈی کرش کھیلنے میں مصروف تھا،،جب کے اُس کے ٹھیک سامنے ہی ایک چھوٹی سی میز رکھی

ہوئی تھی،، میز کے اُس پار ایک بڑا سا نفیس اور خوبصورت وائٹ اور گرے امتزاج صوفہ تھا جس پر ایک لائٹ براؤن آنکھوں والا وجود سیم وہی ڈریس زیبِ تن کئے صوفے پر اُلٹا لیٹے آنکھوں میں تجسس اور اشتاق لئے موبائل پر ڈوریمن کی آئی نئ فلم دیکھ رہا تھا،، یکدم ڈور نوک ہونے کی آواز پر دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا،،

"منال دروازہ کھول"

مناہل لاپرواہی ہی بولتی ہوئی بیڈ پر پڑی چادر اوڑھ کر سونے کی ایکٹنگ کرنے لگی،، شرارتی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ دونوں رج کر کام چور بھی تھیں،، منال نے اُس کی بات سُن کر شاہانہ انداز میں آنکھیں گھُمائیں،، جیسے میں اور دروازہ کھولوں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا،،

"مناہل آپی منال آپی میں ہوں علیزے"

دروازے کے پار سے ایک باریک سی آواز گونجی،، وہ دونوں جو مصروف ہونے کی ایکٹنگ کر رہی تھیں،، کہ اگر کوئی ہوگا بھی تو واپس چلا جائے گا،، مگر اُس آواز پر دونوں کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اُچھلیں اور بھاگ کر دروازہ کھولتے اُس وجود کو اندر کی جانب کھینچا اور دوبارہ برق رفتاری سے دروازہ بند کر دیا،، باہر کھڑا وجود جو مسلسل دروازہ کھٹکھٹا کر مایوس ہوتا وہاں سے جانے ہی لگا تھا اس افتاد پر بوکھلا کر رہ گیا،،

"ہاں بول کیا خبر لائی ہے چھوٹو لیز رڈ"

وہ دونوں دلچسپی سے ایک ساتھ بولیں،، تو علیزے نے اُن دونوں کو اپنا نام بگاڑنے پر گھوری سے نوازا،،

"چل بول بھی نئ نویلی دلہنوں کی طرح نکھرے کیوں کررہی بھئ ہم آپ کے منگیتر تھوڑی ہیں،،"

منال نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصوم صورت بنائے علیزے کو چھیرا،، مناہل نے اپنی ہنسی دبائی،، علیزے کے چہرے نے لہو چھلکایا،،

"اگر آپ نے ایسی ہی بد تمیزی کرنی سے تو میں جارہی ہوں پھر"

کچھ نہ سوجھنے پر اُس نے دھمکی دی،، مناہل اور منال نے مُتاثر کن انداز میں اُسے دیکھا،،

سُن رہی ہے مینو ہماری چوچی اب ہمیں ہی چوں چوں کرے گی چل بتا"

دے نہ کیا خبر ہے قسم سے میرے ننھے سے دل میں چھوٹے موٹے ہارٹ

"اٹیک آ رہے ہے آہہ مجھے تو کچھ نظر ہی نہیں آ رہا

شرارت سے منال کو کہتی آخر میں اپنے دل پر دونوں ہاتھ رکھتی مناہل نے بے ہوش ہونے کی ایکٹنگ کی،، جہاں منال کھلکھلائی وہیں علیزے کا دل کیا اپنا سر دیوار پر سے مارے،،ان دونوں بلاؤں سے جیت پانا اُس کے بس کی بات نہیں تھی،،

اچھا چھوڑیں میں تو آپ کو یہ بتانے آئی تھی کہ اب آپ دونوں بھی سُرخ"

"جوڑا پہننے کی تیاری کرلیں

علیزے مزے سے بولتی ہوئی مُسکراہٹ ضبط کرتی بیڈ پر آبیٹھی،، وہیں اُن دونوں نے حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھا،،اور ایک دھما کے کے ساتھ وہ دونوں اُسے گھیرے بیڈ پر ہی بیٹھ گئیں،،

"کیا سُنا تو نے اے ٹوزیڈ سب بھونک"

منال متجسس ہوتی ہوئی بولی وہیں مناہل تکیہ گود میں رکھتے سوالیہ نظروں سے علیزے کو دیکھنے لگی،،اُس نے گہری سانس خارج کی اور بولنا شروع کیا،،

میں جب داجی کو چائے دیکھ کر مالکن کے کمرے سے گزر رہی تھی،،تو مجھے " آپ دونوں کا نام سُنائی دیا،،دیوار کی ایک اوٹ میں چُھپے میں اُن کو فون پر بات کرتے سُننے لگی،، کل کچھ مہمان آنے والے ہیں،، میں نے اُن کو کہتے سُنا کہ وہ مہمان آپ کے اور مناہل آپی کے رشتے کے لئے آرہے ہیں،،،

"واٹ ہمارا رشتہ ؟؟"

"امی حُضور نے اُن کو ہماری شرط بتائی"

منال کی حیرانگی نظرانداز کرتے مناہل نے اُس سے سنجیدگی سے پوچھا،، علیزے نے اُس کی بات پر لب کاٹے،، منال اور مناہل نے یہ شرط پہلے ہی رکھ دی تھی کہ وہ دونوں جُڑواں ہیں تو اُن کی شادی بھی جُڑواں سے ہی ہوں گی ورنہ نہیں،،

"جواب دو لیز رڈ"

منال بھی اب کچھ سنجیدہ ہوئی،،

"میں نے اُن کو ایسی کوئی بات نہیں کرتے سُنا"

وہ سر کُھجا کر مایوسی سے بولی،،

شاباش لیزو تم نے بہت اچھا کام کیا اب تُم جاؤ آگے کی کاروائی ہم خود دیکھ لیں گے"

مناہل ریلیکس انداز میں بولتی بیڈ پر نیم دراز ہو گئی،،

"لیزو آج کی تمہاری اس اہم خبر کے بدلے یہ رہا تمہارا انعام"

منال نے سائیڈ ٹیبل سے مناہل کی رکھی چاکلیٹس اُٹھا کر علیزے کو پکڑائیں تو وہ خوشی سے کھل اُٹھی،، مناہل نے اُسے گھوری سے نوازا تو اُس نے شرارت

سے ایک آنکھ ونک کی،، علیزے تو چاکلیٹس ڈوپٹے میں چھپائے اُن دونوں کا شُکریہ ادا کرتی ہوئی وہاں سے چلی گئ،، جس طرح پُرانے زمانے میں لوگ دشمنوں کی خبریں لانے کے لئے جاسُوسوں کو بھیجتے ٹھیک اُسی طرح ہی وہ دونوں اپنے ہی گھر میں جاسوسی کرواکر گھر کی ایک ایک خبر رکھتیں،، کون آرہا،، کون جارہا،، یہ سب خبریں اُنہیں علیزے پہنچاتی جو کہ اُس وائٹ پیلس کے ڈرائیور کی ہی بیٹی تھی،، وہ اُن دونوں سے تقریباًدوسال چھوٹی تھی چوں کہ وہ پٹھان تھی تو پچھلے سال ہی اُس کی منگنی کردی گئ تھی جس پر منال اور مناہل دونوں نے اُسے چھیڑ چھیڑ کر ناک میں دم کررکھا تھا،، اس وقت پُورے گھر میں خاموشی تھی،، ایک زراسی سوئی کے گرنے کی آواز بھی پرتی تھی،، اُن دونوں کی سنجیدہ نظریں گھڑی پر پورے گھر میں گونج تھیں،، ٹک ٹک ٹک،، اور ساتھ ہی چھوٹی سوئی آٹھ پر آرُکی،، نظروں کا تبادلہ ہوا،، پھر یکدم باہر سے گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور پھر گیٹ بند کرنے کی،، ہر روز اسی وقت،، اسی لمحے،، اسی گھڑی گاڑی اسٹارٹ ہونے

کی آواز گونجتی،، وہ دونوں کوئی شہزادیاں نہیں تھیں،، نہ کوئی بہت خوش قسمت تھیں،، اُن دونوں نے آج تک اپنے باپ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا،، بس اتنا جانتی تھیں کہ اُن کے بابا کسی دوسرے ملک میں اپنا بزنس سنبھال رہے ہیں،، شروع شروع تواُن دونوں نے بہت کمی محسوس کی تھی،، بہت باتیں بھی سُنی تھی،، پر وہ منال اور مناہل تھیں،، کوئی عام لڑکیاں نہیں جو ڈر کر ،، رو کر،، سب کچھ برداشت کرتی رہیں،، وہ اگلے کو اپنی بھڑاس نکالنے کا پورا موقع دیتیں مگر بعد میں جواُن کی چیخیں نکلتیں کہ کوئی حد نہیں،، اُس کے بعد سو بار سوچتا،، وہ سہارا سے کوئی بھی اُن دونوں سے بات کرنے سے پہلے تھیں،، ایک دوسرے کا،، وہ ہنستی تھیں،، وہ کھلکھلاتی تھیں،، اُن کی اپنی ہی ایک دُنیا تھی،، حقیقی دُنیا سے بے حد مُختلف،، امی خضور کا رویہ نا جانے کیوں اُن دونوں سے کچھ کھچا کھچا سا رہتا تھا،، وہ دونوں شکوہ کرنا نہیں جانتی تھیں،، پر اپنا قصور،، اپنی وہ غلطی ڈھونڈنی کی کوشش ضرور کرتی تھیں،، جس کی بنا پر وہ یہ کہہ سکیں وہ اسی سلوک اور رویے کی مستحق

ہیں،،وہ عادی ہو گئی تھی،،اُن کے بغیر رہنے کی،،اُن کے بغیر جینے کی،،ایک داجی ہی تھے جس سے وہ کبھی کبھار اپنی باتیں کر لیتیں،،ورنہ اکثر ہی وہ غُصے میں ہوتے یا پھر اُن کا مُڈ حد درجہ بگڑا ہوتا،،داجی اور امی خضور روزانہ رات آٹھ بجے نا جانے کہاں چلے جاتے،،اور پھر دس بجے واپس آجاتے،،نہ اُن دونوں نے کبھی پوچھا نہ کسی نے بتانے کی زخمت کی،،

"چل"

اپنا سامان سمیٹتی مناہل کندھے پر بیگ لٹکائے منال سے بولی اور کھڑکی سے رسی لٹکاتی ہوئی اندھیرے میں نیچے اُترنے لگی،،اُس کے ساتھ منال نے بھی اُس کی تقلید کی اور پھر وہ دونوں آرام آرام سے نیچے اُترنے لگیں،،گیٹ سے جانے کی ایک بڑی وجہ گارڈز اور نوکروں کی ایک فوج تھی،،داجی اور امی خضور کا بس چلتا تو اُن دونوں کو کمرے میں ہی قید رکھتیں،،مگر وہ دونوں

بھی اپنے نام کی ہی ایک تھیں،،اُن کے پاس ہمیشہ ایک الگ آپشن ضرور ہوتا تھا،،وہ دونوں نہایت ہوشیاری سے قدم بڑھاتی ہوئیں گیٹ پار کر گئیں،،

"آج کہاں جانے کا ارادہ ہے"

منال نے چلتے ہوئے آبرو اُچکا کر پوچھا،،تو مناہل کی گرین آئیز میں ایک مخصوص چمک اُبھری تھی،،

" آج ہم گول گپے کھائیں گے اور،،پھر کچھ پنگے کریں گے"

وہ رکشہ روکتی ہوئی شرارت سے بولی،،منال نے مُسکرہٹ دبائی اُس کی بات سُن کر،،

"بھائی گول باغ کی طرف لے چلیں"

وہ دونوں پہلے رکشے میں بیٹھیں،، پھر مناہل اطمینان سے رکشے والی سے بولی،، تو وہ جی باجی کہتا ہوا رکشہ زن سے بھگا گیا،،

****

یہ منظر ہے ایک بڑے سے اسپتال کا،، جو ایک روپوش ایریے میں تعمیر کیا گیا تھا،، لاہور میں یہ واحد اسپتال تھا،، جہاں غریبوں کا علاج فری میں کیا جاتا تھا،، اسی دوران ایک کمرے کے باہر مریضوں کی ایک بڑی تعداد نے ڈیرا ڈالا ہوا تھا،، پورے اسپتال میں اے سی سسٹم فکس تھا جس کے باعث کچھ مریض تو زمین پر چادر بچھائے اس طرح سے لیٹے ہوئے تھے گویا اپنی خالہ کے گھر رہنے آئے ہوں،، کچھ مریض اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے آئے تھے گویا وہ بھی ٹھنڈی ہوا والی مشین (بقول اُن کے) کے مزے لے سکیں،، چوں کہ اسپتال بھی فری تھا،، اسی لئے وہ سب اسے اپنا سسرال سمجھ

کر ریلکس سے بیٹھے ہوئے تھے،،اسی دوران وہ سفید اوور کوٹ پہنے بلیک چادر کو گلے میں ڈالے چہرے پر ماسک چڑھائے سنجیدگی سے مریضوں کو چیک کر رہی تھی،،

"ڈاکٹر صاحبہ میں روز آپ سے سو روپے کی دوائی لے کر جاتا ہوں مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوتا "

مریض نے اپنی پریشانی بتائی،،انابیہ بے ہونٹ گول شیپ میں سکیڑے،،

"آج اسی روپے کی لے جاو بیس روپے کا فائدہ ہو جائے گا "

وہ خاصی سنجیدگی سے بولی،،اور پرچی پھاڑ کر دوائی لکھ اُسے دی،،

"نیکسٹ"

مگر،،،"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا اُس نے بے نیازی سے اگلے مریض کو آواز لگائی،، وہ منہ بناتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا،، اب دوسرا مریض کمرے کے اندر داخل ہوا،،

"ڈاکٹر صاحبہ آپ نے پہلے جو دوائی لکھ کر دی تھی وہ بہت کوڑی تھی اس بار کوئی اچھی دوائی لکھ کر دیجیئے گا"

آنے والے نے اپنا مسلہ بیان کیا،، انابیہ نے اطمینان سے اُس کی بات سُنی اور پرچی پر کچھ لکھ کر اُسے دیا،،

"نیکسٹ"

وہ بے نیازی سے بولی،، مریض نے جیسے کی پرچی کھولی تو اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں،،

"ڈاکٹر صاحبہ یہ تو آدھا کلو جلیبیاں لکھ دیں آپ نے"

وہ حیرانگی سے بولا،، توانابیہ نے اطمینان سے سر ہلایا،،

"رات کو سونے سے پہلے دودھ میں ڈبو کر کھالینا"

وہ پُر سکون لہجے میں بولی تو مریض اپنا سر کھجاتا ہوا باہر چلا گیا،،

"ڈاکٹر صاحبہ ایک بہت بڑا مسلہ ہو گیا ہے مجھے لگتا ہے آپریشن کرنا پڑے گا"

آنے والی مریضہ کچھ زیادہ ہی جزباتی تھی،،اور ایسے مریض ڈاکٹر کو گھبراہٹ میں مبتلا کر کے آخر میں ایسی بات بتاتے کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا،،

" اوہھھہ تیری خیر،، کہیں تمہارا اگرہ داتو فیل نہیں ہو گیا"

اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر انابیہ ڈرامائی انداز میں بولی،، مریضہ کے پیروں تلے زمین نکلے اُس کی بات سُن کر اُسنے بروقت کانوں کو ہاتھ لگا کر بلند آواز استغفار کہا،،انابیہ نے اپنی ہنسی روکی،،

جی نہیں وہ ڈاکٹر صاحبہ آج میں صبح گُڈے کو سکول بھیج کر ساتھ والی رشیدہ" سے چھت پر کھڑے ہو کر باتیں کر رہی تھی کہ اُس نے اپنی کلموہی ناس پیٹی

بیٹی سے چھت پر امرود لانے کہا وہ ناس پیٹی اپنا بڑا سا منہ جو کہ ویسے بھی اتنا بھیانک تھا اُسے اور بھیانک بنا کر نیچے چلی گئی،، بھئی مجھے تو ٹینشن ہونی لگ گئی،، کیونکہ وہ منہوس ابھی پچھلے ہفتے ہی اپنی ساس کو سیڑھیوں سے دھکا دے کر اسپتال پہنچا کر میکے آئی ہے،، کہیں زہر وہر نہ ملا دے،، پھر وہ اُوپر آئی اور امرود پٹک کر دوبارہ نیچے چلی گئی،، رشیدہ نے مجھے کھانا شروع کرنے کا کہا تو میں نے امرود کا ایک بڑا کا چک مارا،، ارے ڈاکٹر صاحبہ آپ کو تو پتہ ہی ہے نہ آج کل امرود کے ریٹ کیسے آسمانوں پر پہنچے ہوئے ہیں،، اسی لئے میں نے رشیدہ سے زیادہ تیز رفتار میں بڑے بڑے چک لے کر دو امرود ختم کر کے میں نے امرود کو غور سے تیسرا پکڑا کر چک مارا مگر اُس کا ذائقہ کچھ عجیب تھا دیکھا تو اُس کے اندر ایک کیڑا تھا،،

یہ کہہ کر وہ خاتون چپ ہو گئی،،انابیہ جو تھوڑی تلے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے تجسس سے اُس سُن رہی تھی،،اُس کے چُپ کر جانے پر آنکھیں گھما کر رہ گئی،،

"پھر کیا کیڑا اتوا امرود میں تھا نہ تو کیا یہاں امرود کا اپریشن کروانے آئی ہو"

انابیہ نے مُنہ پر ہاتھ رکھ کر اُباسی روکتے ہوئے بے زاری سے تُکا لگایا،،

" ارے ڈاکٹر صاحبہ کوئی جوس ووس ہی منگوادیں گلا خُشک ہو رہا"

وہ خاتون اے سی والے روم میں بھی اپنے ڈوپٹے سے خود کو خود سے ہوا دیتے ہوئے شاہانہ انداز میں کہا،،انابیہ نے شائستگی سے آبرو اُچکائی،،

"آہاں کیوں نہیں"

انابیہ اطمینان سے بولی اور ریسیور اُٹھا کر کانوں سے لگایا،، وہ خاتون اپنی چال کامیاب ہوتا دیکھ کر فخریہ مُسکرائی،، پر شاید مُقابل کے انداز سے بے خبر تھی،،

ہاں فیقے،، جلدی سے ایک فریش اورنج جوس بنا کر روم میں دے کر جاؤ،،"

آگے والے کی بات سُن کر اُس کے چہرے پر فکر مندانہ تاثُرات اُبھرے،، اُس خاتون نے متجسس انداز میں اُسے دیکھا،،

اوہہہہ کولر کے پانی میں ڈینگی مچھر پیدا ہو گئے ہیں،، تو یار کوئی بات نہیں" پونی کر کے بنا لینا،، کیا؟؟؟ مالٹے بُس گئے ہیں؟؟ ہاں تو کوئی بات نہیں،، نمک زیادہ ڈال دینا پتہ بھی نہیں چلنا کسی کو،،

یہ کہہ کر اُس نے شیطانی قہقہ لگایا،، سامنے بیٹھی خاتوں کا رنگ منٹوں میں فق ہوا اُس کی باتیں سُن کر،، مگر بات ابھی جاری تھی،،

کیا؟؟؟ یار رر یہ اپنے منہ کو کہنا تھا نہ اپنے چوہوں کو پنجرے میں ہی قید رکھا کرے،، اب دیکھا نہ کیسے سارے برتنوں میں چھلانگیں مارتے پھرتے ہیں،، چل کوئی نہیں برتن اچھی طرح ڈینگی والی پانی کو پونی کر کے دھو لینا،، ہاں ہوں ٹھیک ہیں"

ایسے ہی ایک دو باتیں کر کے انابیہ نے ریسیور رکھا اور اطمینان سے اُس خاتون کو دیکھنے لگی جو ڈر کے مارے دروازے تک کھسک گئی تھی،،

"ارے رے رے آپ کہاں جا رہی ہیں اپنا مسلہ بتائیں پھر آپ کے لئے جوس بھی تو منگوایا ہے وہ پی کر جایئے گا"،،

سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگائے انابیہ نے مصنوعی پریشانی سے پوچھا،، پر اُن کی شکل پر بجے بارہ دیکھ کر اُس کا چہرہ ہنسی کنٹرول کرنے کے چکروں میں سُرخ ہوا تھا،،

"ارے نہیں ڈاکٹر صاحبہ آپ کی بڑی مہربانی وہ مجھے یاد آیا منے کے سکول سے آنے کا وقت ہو گیا ہے تو اُسے بھی لینے جانا ہے تو رہی بات مسلے کی تو وہ یہ تھا کہ جس امرود کا میں نے چک لیا تھا اُس میں کیڑا ابھی آدھا تھا پر اب وہ بھی اندر جا کر مر گیا ہو نا اچھا میں چلتی ہوں اللہ خافظ"

وہ بہانے بناتی ہوئی بولی اور اپنا پورا مسلہ بھی بتادیا اب اس آدھے کیڑے نے کون سا اُس کا کچھ بیگار لینا تھا،، بلکہ وہ تو ڈاکٹر صاحبہ کے جوس سے ہزار گنا بہتر تھا،، وہ اُس اورنج جوس کو تصور کرتی جھر جھری لیتی کھسک گئی،، پیچھے انابیہ اپنی ہنسی نہ ضبط کرتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس پڑی،، اُس کے موبائل پر ٹائم دیکھا ساڑھے پانچ ہونے کو تھے اور چھے بجے اُس کی چھٹی تھی پھر اُسی جگہ کسی اور ڈاکٹر نے ڈیوٹی دینی تھی،، انابیہ نے تھکاوٹ سے سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگائی،، یہ اس کا روز کا معمول تھا،، پہلے پہل تو اُسے اس ماحول میں ایڈجیسٹ ہونے میں خاصی دُشورای کا سامنا کرنا پڑا مگر آہستہ آہستہ وہ اس ماحول کی عادی ہو گئی،، وہ ہر مریض کو اُس کے انداز میں ہی ڈیل کرتی،، اُسے یہاں کام کرتے تقریباً چھے ماہ ہو چکے تھے اور اس عرصے میں اُسے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ کچھ لوگوں کو چاہے کوئی بیماری نہ ہو پھر بھی وہ منہ اُٹھا کر چیک اپ کرانے آجاتے اور اپنا اور ڈاکٹر کا ٹائم بھرپور طریقے سے ضایع کرتے،، بہت سے ڈاکٹر تو اس اسپتال کو ایم پر وفیشنل کہہ کر اس نوکری

کو لات مار کر چلے گئے تھے،،پر انابیہ کے پاس اس جاب کو کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا نا ہی اُس کے گریڈز اتنے عمدہ تھے کہ بڑے بڑے اسپتال والے ہاتھوں ہاتھ اُسے لے لیتے،،

"چلو ایک چکر میڈیکل لیب کی جانب لگا لیا جائے"

وہ انگڑائی لیتی اُٹھی،،اور روم سے باہر نکل آئی،،وہاں ڈھیروں مریضوں کو پکنک مناتے دیکھتی نفی میں سر ہلاتی لفٹ میں چلی گئی اور ٹاپ فلور کا بٹن پُش کیا،،

"اے دل بتا رے

ڈھونڈتا ہے کیا رے

تھم جا زرا

ہاتھوں سے نہ جا رے

تو جو چلا رے

"راستہ نیارے

وہ اپنے فیورٹ گانے کے بول گُنگناتی ہوئی لفٹ کے ٹاپ فلور پر رُکنے کا ویٹ کرنے لگی،، یکدم لفٹ اوپر کی جانب جاتے ہوئے لفٹ ایک مرتبہ اٹکی اور پھر اُسی رفتار سے اوپر جاتے ہوئے سیکنڈ لاسٹ فلور لر تھی،، انابیہ جو آنکھیں بند کیے گانے کا بول گُنگُنا رہی تھی،، لفٹ رُکنے پر چونکی،، پھر سر جھٹکتے ہوئے اپنا فلور سمجھ کر لفٹ سے اُتر گئ،، یکدم اُس کی سانسوں سے ایک عجیب کی مہک ٹکرائی،، اور پورے وجود میں ایک سنسنی سی پھیل گئ،،

"ارے یہ کون سی فلور پر آ گئ میں"

اُس نے حیرت سے اپنی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں ارد گرد پھیلا کر دیکھا،، پورا فلور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا،، اُس نے اپنے موبائل کی ٹورچ اون کی اور سامنے بنے بورڈ پر سیکنڈ لاسٹ فلور لکھا دیکھ کر بے تحاشا چونکی،، ان چھ ماہ میں اُس نے بہت سے ڈاکٹرز کو اس فلور کے بارے میں عجیب عجیب باتیں کرتے سُنا تھا،، پر اُس کے نزدیک یہ افواہوں سے بڑھ کر کچھ نہیں

تھا،، پورے فلور پر ایک طائرانہ نظر دوڑاتے ہوئے اُس نے واپسی کی جانب قدم لئے ہی تھے،، کسی نے بے دردی سے اُس کے منہ پر کلوروفارم سے بھرا رومال رکھ دیا،، آہنی گرفت محسوس کر کے انابیہ پھڑپھڑا کر رہ گئ،،

"Yakında görüşmek üzere!"

(جلد ملیں گے)

ایک سر سراتی ہوئی سر گوشی اُس کے کان میں گونجی تھی،،شدید ڈر و خوف کی ملی جُلی کیفیت سے اور کلوروفارم کی تیز مقدار میں سانس لیتے ہوئے وہ اپنے حواس بحال نا رکھتے ہوئے ہوش و حواس کھو کر زمین پر گر گئی تھی،،

****

زی جو ڈاکٹر کے کیبن کی طرف لمبے لمبے ڈگ لیتا بڑھ رہا تھا یکدم اُس کے قدم تھمے اور کانوں میں ہانیہ کی مسکین سی آواز اُبھری،،

"گنڈے بھائی مجھے بھوک لگ رہی ہے"

اپنے زہن میں آتے خیال کو جھٹکتے ہوئے اُس نے ضبط سے کنپٹی سہلائی اور پھر کچھ سوچ کر کینٹین کی جانب قدم بڑھا لئے،، کینٹین سے سینڈوچز اور

کوک کا کین لئے اُس نے سنجید گی سے لمبے لمبے ڈگ لئے اور واپسی کا راستہ طہ کر کے ہانیہ کے سر پر جا پہنچا،، ڈارک براؤن بڑی بڑی آنکھوں پر گھنی پلکوں کی جھالڑ گرائے،، سُرخ ہونٹ آپس میں سختی سے بھینچے،، اپنی تمام تر معصومیت اور سُرخ پھولے گالوں سمیت چادر کے کونے کو تھامے ہانیہ کو اپنے اوپر ایک سایہ سا محسوس ہوا،، اُس کا ننھا سا دل دھڑک کر رل گیا،، زی کے دل کی بیٹ مس ہوئی تھی اُس کی ڈری سہمی صورت دیکھ کر،، وہ بے اختیار سُرخ ہیزل آئیز میں محویت لیتا اُسے دیکھنے لگا،، وہ بھول چُکا تھا،، یہ وہ لڑکی ہے جو تھوڑی دیر پہلے ہی اُسے شدید قسم کا غُصہ دلا چکی تھی،، ہانیہ نے ڈرتے ہوئے اپنی گھنی پلکوں کی جھالڑ اُٹھائی پر سامنے زی کو دیکھتے اُس کے پورے وجود میں سکون کی ایک لہر دوڑ گئی،،

"شُکر ررر گنڈے بھائی آپ آ گئے،، ورنہ ابھی کوئی جن نکل کر مجھے کھا جاتا"

ہانیہ کی زبان نے فراٹے بھرے،،وہیں زی کی محویت ٹوٹی،،اُس نے بروقت اپنی نظریں پھیریں،،پراُس کی بات سُن کرلب بھیچ کررہ گیا،،اُس نے سختی سے اُسے بازوں سے دبوچے پاؤں پر کھڑا کیا،،ہانیہ حیرت کے سُمندر میں غوطے کھاتی منہ کھولے ٹُکر ٹکراُس کی غُصے سے سُرخ ہوتی ہیزل گرے آئیز میں دیکھنے لگی،،دھڑکنوں نے تو جیسے طلسم برپا کردیا تھا،،اُس کا سخت لمس اپنے نازک سے بازوؤں پر محسوس کرکے وہ کراہ کر رہ گئ،،

"اے لڑکی میں اپنی بات دہرانے کا قائل نہیں،،اس لئے میں جو میں کہوں اُس پر عمل کرنا،،ورنہ ایک گولی کی مار ہو تُم،،

وہ اپنا لہجہ دھیما کئے غُرا کر بولا،،تو ہانیہ نے حلق تر کرتے ہوئے معصومیت سے سر ہلایا،،اُس کی سانسوں کی تپش اُس کا چہرہ جھلسائے دے رہی تھی،،

پہلی بات میں کوئی گنڈہ نہیں ہوں کیونکہ میں نے تمہیں اغوا نہیں کیا بلکہ "
تمہاری دادی نے بذاتِ خود تمہیں ہمارے ساتھ رخصت کیا،، دوسری بات
میں تمہارا بھائی بھی ہرگز نہیں ہوں،، کیونکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میری
صرف ایک ہی بہن ہے وہ ہے،، نیناشاہ،، حمزہ شاہ کی اکلوتی بہن،، اُس کا لختِ
جگر،، اُس کے علاوہ نہ میری کبھی کوئی بہن تھی نہ ہو گی،، اور تیسری اور
آخری بات آئندہ مجھے مخاطب ہونے یا مجھ سے فری ہونے کی گُستاخی مت
کرنا ورنہ تمہاری یہ قینچی کی طرح چلتی زُبان کو ایک لمحے میں کھینچ کر باہر نکال
دوں گا،، اور نہ مجھ سے کوئی بھی اُلٹا سیدھا سوال پوچھ کر میرا سر کھانے کی
ضرورت ہے وقت آنے پر اب کچھ تمہارے علم میں ہو گا،، انڈرسٹینڈ،،

وہ ایک ایک لفظ چبا کر لہجہ دھیمار کھے غُرا کر بولتا ہانیہ کے چہرے کی ہوائیاں
اُڑا گیا،، اُس نے دانتوں تلے لب دبائے ناسمجھی سی کیفیت میں اُسے دیکھا مگر
پھر اُس کی سُرخ ہوتی ہیزل گرے آئیز سے نکلتی تپش کے باعث وہ اُس

میں زیادہ دیر نہ جھانکتے ہوئے پلکیں چھپکا گئ،، زی نے سختی سے لب بھینچے اُس کی نظریں پھیرنے اور جواب نہ دینے پر،، ناجانے کیوں اُسے نئے سرے سے غُصہ آیا تھا اُس پر،، مگر وہ اپنا غُصہ اُس پر سہی سے نہیں نکال پا رہا تھا،، ناجانے کس کشمکش کا شکار تھا،،

"مسٹر حمزہ،، آپ کے پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے"

پیچھے سے آتی نرس کی آواز پر اُس نے جھٹکے سے اُسے چھوڑا،، ایک نظر اُس کے گھبرائے چہرے کو دیکھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ لیتا ہوا ایمرجنسی وارڈ کی جانب بڑھ گیا،، ہانیہ بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے تیز تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ بینچ پر بیٹھ گئی،، اور چادر کے کونے سے اپنی پیشانی پر شمکتے ہوئے شبنم کے قطرے صاف کئے،،

"ہائے اللہ کہیں گنڈے بھائی کے اندر کوئی جن تو نہیں آگیا"

اُس نے پریشانی اور معصومیت کی ملی جُلی کیفیت میں سوچا،، یقیناً اگر زی یہ سُن لیتا تو ابھی ہی اُس کا بھیجا اُڑا دیتا،، جس میں ایک بات نہیں گھنستی تھی،،

"واہ بیوٹیفُل کپل،، کب شادی ہوئی تھی آپ کی"

وہ نرس جوزی کو بُلانے آئی تھی ہانیہ پر پُر شوق نظریں جمائے مُسکراتے ہوئے بولی،، ہانیہ کے سر پر لگی تلوؤں پر بُجھی،، چہرہ بے اختیار سُرخ ہوا،،

"او و ہیلو بی بی تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا کوئی کپل وپل نہیں ہیں ہم"

پھُولی ہوتی سانسوں کے ساتھ وہ تیز تیز بولی،، نرس کے آنکھوں میں حیرت کا تاثُر اُبھرا،،

"اوو میم آئی آیم سوری مجھے سمجھنے میں غلطی ہو گئی مجھے نہیں پتا تھا آپ بہن بھائی ہو"

"واٹ،، تیرا بھیجا تو نہیں سٹچ گیا،، اُلو کی پٹھی،، کہاں سے بہن بھائی لگتے ہیں ہم تجھے،،

وہ سیخ پا ہوتی چلائی تھی نرس کو اُسے اُس کا بھائی بنانے پر،، نا جانے کیوں اُسے نہایت عجیب لگا تھا،، زی کو اپنا بھائی کہنے پر،،

"تو پھر وہ کیا لگتے ہیں آپ کے"

اب کے وہ خاصی حیرانگی سے بولی اوف مشکوک نظروں سے اُسے دیکھنے لگی،، ہانیہ نے بے اختیار اپنا سر پیٹا کیونکہ وہ اُس کے سوچ پڑھ چکی تھی،،

میرے پھوپھا کا بیٹا ہے وہ،، اب پڑ گئی کلیجے میں ٹھنڈ،، اب نکلو جا کر کام کرو" اپنا،، پتہ نہیں کہاں کہاں سے مُنہ اُٹھا کر آجاتے ہیں،، کبھی میاں بیوی بنا "دیتے ہیں کبھی بہن بھائی حد ہو گئی،،

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی نرس کو چُپ چاپ کھسکنے پر مجبور کر گئی،، اُس نے سر جھٹکتے ہوئے بینچ پر رکھا ہوا شاپر اُٹھایا،، اُس میں سینڈوچز اور کوک دیکھ کر اُس کی بھوک چمکی،، دونوں ٹانگوں کو اُوپر اُٹھائے چوکری مارتی ہوئی ارد گرد کا ہوش بھلائے وہ کھانے سے انصاف کرنے لگی،، یکدم اُس کے کانوں میں نرس کی آواز اُبھری،،

"واہ بیوٹیفُل کپل"

اُس کی ہنسی بے اختیار چھوٹی تھی وہ بات یاد کر کے،،

"پاگل جیٔ"

اُس کو لقب سے نوازتے ہوئے اُس نے سینڈوچ کا ایک بڑا سا بائٹ لیا،، جیسے ابھی کوئی چھیننے آجائے گا،،

"ویسے گنڈے بھائی اتنے بھی بُرے نہیں ہیں کہ اُن کو بھائی بنالیا جائے"

ایک ہاتھ تھوڑی پر ٹکائے اُس نے سوچا،،

"تو پھر کیا سیاں بنانے کا ارادہ ہے"

اُس نے دل نے شرارت کی،، ہانیہ کے چہرے نے لہو چھلکایا،،

"چُپ اے ڈفر"

وہ سٹپٹاتی ہوئی بولی،، اگر کوئی اُسے خود سے باتیں کرتا دیکھ لیتا تو یقیناً یہیں پر ایڈمٹ کر لیتا،،

****

ایمر جنسی وارڈ کی دیواروں کو بے تاثُر نظروں سے گھورتے ہوئے وہ نا جانے کس سوچ میں گُم تھی،، وہ یہاں کیسے آئی،، کیوں آئی،، یہ سب سوچنا تو بے معنی تھا،، سوال یہ تھا کہ کیا چند سال سکون سے جینا ہی صرف زندگی تھی،، کیا محض چند سال میں ہی وہ اُسے بُھلا نہ سکی،، اُس کی زندگی برباد تو کر دی گئی تھی،، پھر آخر اب کیا لینے آیا تھا وہ،، ہاں یہ جو چند سال اُس نے اُس کے بغیر جیئے تھے،، اُسے ایک ڈراؤنہ خواب سمجھ کر بُھلانے کی کوشش کی تھی،، کیا پھر سے ایک نیا امتحان اُس کا منتظر تھا،، کیا پھر ایک نئی آزمائش سے گزرنا پڑے گا اُسے،، کیا پھر اُسی ازیت سے دوچار ہونا پڑے گا،، کیا پھر اپنی آواز کو حلق میں دبانا پڑے گا،، کیا پھر آنکھوں میں آنسو چھپائے زبردستی مُسکرانا پڑے گا،، کیا پھر وہ اپنا کالا سایا اُس پر پھیلائے اُس پر زندگی تنگ کر دے گا،، کیا پھر وہ بدلے کی آگ میں جھونکی جائے گی،، پھر سے اُس کی زات کرچی کرچی ہو جائے گی،، کیا اُسے نئی ازیت سہنے کے لئے خود کو دماغی طور پر تیار کر لینا چاہیے،، آخر کیوں ؟،، اُس کے ساتھ ہی کیوں ؟،، آخر کیا

بگاڑا تھا اُس نے کسی کا،، جو کسی کے انتقام کی بھٹی میں جل رہی تھی،، کیا قصور تھا اُس کا،، وہ راتوں کو سو نہیں سکتی تھی،، وہ عام انسانوں کی طرح ہنس نہیں سکتی تھی،، ہر وقت خود پر نظروں کا حصار محسوس کئے وہ سانس بھی نہیں لے سکتی تھی،، وہ ایک بُرا خواب تو تھا ہی پر ایک نہایت بُرا اتفاق بھی تھا اُس کی زندگی کا،،

اُس نے کرب سے آنکھیں میچیں،، یکدم کھڑکی سے کسی چیز کے ٹکرانے کی آواز پر وہ الرٹ ہوئی اور بُری طرح کپکپانے لگی،، چہرہ سُرخ ہوا تھا،، اور دل کی دھڑکن بے تحاشا تیز،، اُسے پھر محسوس ہوا،، وہی مہک وہی دل جو اُس کی موجودگی میں کبھی دھڑکتا تھا آج خوف سے دھڑک رہا تھا،، بے حد تیز،، جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا،، اپنی خوف سے لبریز نیلی آنکھیں سختی سے میچیں،، دونوں ہاتھوں سے بیڈ شیٹ کو مُٹھیوں میں جکڑے،، تیز تیز سانسیں لیتی اپنے حواس بحال کرنے لگی جو کہ ناممکن

تھے،،اُس کی حالت دیکھ کر مقابل کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مُسکرائے،،وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا اُس کے سر پر جا کھڑا ہوا وہ ریلکس انداز میں اُس کے چہرے کا ایک ایک نقش دیکھنے لگا،،نینا کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے،،اُس نے بُرا کے دل کی خواب سمجھ کر دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں،،مُقابل دھڑکن بڑھی تھی،،نیلی خوف سے بھری آنکھیں سنہری جذبات سے چُور آنکھوں سے ٹکرائیں،،نینا کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا،،لب جیسے ملنے سے انکاری تھے،،سُرخ رنگت پل بھر میں بدلی،،سفید ہوتے چہرے کے ساتھ اُس کے دل کی رفتار تیز ہوئی تھی،،بے تحاشا تیز،،اُس نے تیزی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے لبوں کو حرکت دے کر چیخنے کی کوشش کی ہی تھی کہ وہ اپنا بھاری ہاتھ اُس کے ہونٹوں پر جما چُکا تھا،،اپنا چہرہ اُس کے چہرے پر جھکائے بے اختیار اُس کی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگا،،جہاں خوف تھا،،التجا تھی،،اور سب سے بڑھ کر نفرت تھی،،اُس کے جبڑے تنے تھے اور سنہری

آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں اپنے لئے اُس کی نیلی آنکھوں میں نفرت محسوس کر کے،،

"میں نے کہا تھا نہ وائفی،، مجھ سے دور جا کر میرے غضب کو ہوا دینے کی کوشش مت کرنا،، رونہ یہ تمہیں جلا کر بسھم کر دے گا"

اُس کے کان کے قریب چہرہ لائے وہ پھنکارا تھا،، نینا کا پوُرا وجود کانپنے لگا،، نیلی انکھویں پانیوں سے بھر گئیں،، اُس میں تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ اُس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا سکے،، اُس کے لہجے میں پھنکار محسوس کر کے وہ بُری طرح سہمی،، آنسو لڑکھ کر سُرخ گالوں پر بہہ نکلے،، اُس نے افسوس سے یہ منظر دیکھا،،

"اُنہوووں یونہی بے مول مت کرو انہیں،، ابھی ان کو بہانے کے لئے بہت سے مواقع ہیں تمہارے پاس جیسے کے کسی کی موت کے لئے بچا کر رکھو،، کسی بہت اپنے کی موت کے لئے،،"

اُس کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتا وہ سرسراتی آواز میں گویا ہوا،، نینا اُس کا سرد لمس محسوس کر کے تڑپ کر رہ گی مگر اُس کی بات نے تو جیسے اُس کے پیروں تلے زمین نکال دی،، آنسوؤں سے دھندلی ہوتی آنکھوں کے سامنے زی کا چہرہ لہرایا،، اُس نے سکتے کی سی کیفیت میں اُسے دیکھا،،

"نہ نہ سالے صاحب سے بھلا اپنی کیا دُشمنی تُم بھی نہ وائفی بہت نیگیٹو سوچتی ہو"

وہ جیسے اُس کی سوچ پڑھ چُکا تھا،، تبھی اُس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا ریلکس انداز میں اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا،، اور سنجیدگی سے بولا،، نینا نے فضا میں لمبی لمبی سانسیں لیں،، اُس کی بات سُن کر رُکی دھڑکنیں بحال ہوئیں،، اُس نے ڈُبڈبائی نظروں سے اُس کی پُشت کو دیکھا،،

"کیوں آئے ہیں آپ"

اُس کے ہونٹوں نے جمبش کی،، اُسے بے تحاشا خوف محسوس ہو رہا تھا،، اُس شخص سے،، نا جانے کیا چل رہا تھا اُس کے دماغ میں،، اُس نے حلق تر کرتے ہوئے سہمے لہجے میں پوچھا،، اُس کی بات پر مُقابل کے ہونٹ دھیمی سی مُسکراہٹ میں ڈھلے تھے،،

"عجیب ہو تُم وائفی،، شوہر اتنے عرصے بعد تُم سے ملنے آیا اور تم مجھے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئ،، شاید خوشی سے،، یا پھر ایک مردہ کو زندہ دیکھ کر صدمے میں چلی گئ،،

وہ تمخسر بھرے لہجے میں بولا،، نینا نے بے چینی سے لب کاٹے،، بھائی کہاں ہیں آپ،، اُس کی آنکھوں سے آنسو پھسلا تھا،، اُسے بے تحاشا خوف محسوس ہو رہا تھا،، کہیں وہ اُسے کوئی نُقصان نہ پہنچا دے،،

"خیر اب تو یقیناً یہ صدمہ تمہیں ہضم بھی ہو چُکا ہو گا اگلا صدمہ اگلی مُلاقات کے لئے ہی سہی ویسے بھی زندگی کو ایڈونچرس ہونا چاہئے کیوں ٹھیک کہا نہ میں نے،، ایک آئے گا تو دوسرا جائے گا جو ہارے گا وہ مرے گا وہ جیتے گا زندگی اُسی کی ہو گی"

وہ یکدم اُس کی جانب پلٹا،، سنہری آنکھوں میں ایک مخصوص چمک اُبھری تھی،، لہجہ بے پُراسرار تھا،، نینا سر جُھکائے دھڑکتے دل کے ساتھ اُس کی بات سُن رہی تھی،، مگر اُس کی آخری بات پر اُس کی نیلی آنکھوں میں خوف اُبھرا،، اُس نے جھٹکے سے اُس کی جانب دیکھا،، اب کون سا کھیل باقی رہ گیا تھا،، اُس نے مُسکراتی نظروں سے اُسے دیکھا اور بائیں آنکھ ونک کرتا کھڑکی سے نیچے کُود گیا،، نینا کی چیخ بے ساختہ نکلی،، اُس نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ سے ڈرپ کھینچ کر اُتاری اور بھاگتے ہوئے کھڑکی سے نیچے جھانکنے لگی،، مگر اس قدر گھپ اندھیرے میں کسی زی روح کا وہاں دیکھ پانا ممکن نہیں تھا،،

"نین وہاں کیا کر رہی ہو"

پیچھے سے آتی آواز پر وہ پلٹی اور زی کو دیکھتے ہوئے بھاگتے ہوئے اُس کے سینے سے جا لگی،، اور آنکھیں موند لیں،، زی نے پریشانی سے اُس کے گرد بازو

حمائل کئیے،، وہ ابھی ڈاکٹر سے اُس کی کنڈیشن کنسلٹ کر کے آ رہا تھا،، اُن کا کہنا تھا کہ کسی صدمے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی ہیں،، یا پھر کسی ایسی بات پر جس کا ہونا ناممکنات میں شامل ہو،، اُسے ریسٹ،، پراپر کیئر اور ذہنی سکون کی ضرورت ہے،، اور پریشانی کی کوئی بات نہیں،، اُن کی بات سُن کر وہ پیشانی مسلتا ہوا ایمرجنسی رارڈ کا روم کھولتا ہوا اندر داخل ہوا مگر یخ سردی میں اُسے کھڑکی کے پاس دیکھتا ٹھٹک کر رہ گیا،،

" نینو بولو تو کچھ ہوا ہے کیا"

اُس نے اُس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر محبت سے پوچھا تو نینا نے پانی سے بھری آنکھوں سمیت اُسے دیکھا،، ایک لمحے کے لئے دل چاہا اُسے سب بتا دے مگر پھر نا جانے کیا سوچ کر خاموش ہو گئی،،

"بھیو مجھے گھر جانا ہے گھٹن ہو رہی ہے یہاں"

وہ اُس کے بازو کر تھامتی مُلتجی لہجے میں بولی،،زی ایک پل کے لئے خاموش ہوا،،وہ جانتا تھا وہ اُس سے کچھ چُھپا رہی ہے،،

"ہاں چلو"

اُس کے گرد بازو حمائل کرتا احتیاط سے چلتے ہوئے ہاسپٹل سے باہر نکلا اور اُسے گاڑی میں بٹھایا،،نینا خاموش کسی گہری سوچ میں گُم تھی،،

"بھائی ہانیہ کہاں ہے"

اس سے پہلے زی گاڑی اسٹارٹ کرتا نینا حیرت سے بولی،، وہیں زی نے اپنی اس بے وقوفی پر دانتوں تلے لب دبائے،، نینا کے چکر میں وہ اُس نمونے کو تو بھول ہی گیا تھا،،

"لگتا وہ اندر رہ گی"

وہ سنجیدگی سے بولا تو نینا نے آنکھیں پھیلا کر اُسے دیکھا،، اُسے زی سے ایسی لاپرواہی کی اُمید نہیں تھی،،

"تم رُکو یہیں میں اُسے لے کر آتا ہوں"

وہ کہتا ہوا جانے ہی لگا تھا کہ ہاسپٹل کے گیٹ سے تیز تیز چلتی ہانیہ نظر آئی وہ ان کی گاڑی کی جانب ہی بھاگ کر آ رہی تھی،،

"اتنی بُری بات ہے ویسے ایک تو آپ لوگوں نے مجھے گھر سے نکلوا دیا اور اب مجھے یہاں تن تنہا بھوتوں کے درمیان چھوڑ کر جا رہے تھے،، وہ تو شُکر ہے اُس نے نرس نے بتایا ورنہ آپ لوگ تو مجھے لا کر بھول ہی گئے ہو"

گاڑی میں ایک جھٹکے سے بیٹھتی پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولتی ہانیہ نے روہانسی لہجے میں دہائی دی،، زی نے سنجیدگی سے اُسے دیکھا اور پانی کی بوتل اُس کی جانب بڑھاتے زن سے گاڑی اسٹارٹ کر دی،، نینا نے اُس کی بات دانتوں تلے لب دبائے،، زی سنجیدگی سے گاڑی گھر کی جانب ڈرائیو کرنے لگا،، چونکہ رات تو اُن کی ہسپتال میں گزر چُکی تھی،، اب سورج اپنی کرنیں پھیلائے آسمان کو روشن کر چُکا تھا،، بے تحاشا سُرخ ہوتی آنکھوں اور تنے اعصاب لئے وہ مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا،، اگر کوئی اور اُس کی جگہ ہوتا تو

اب تک بے ہوش ہو چکا ہوتا مگر وہ زی تھا،، جسے اپنے جذبات،، احساسات کو قابو کرنا اچھے سے آتا تھا،،

****

جہاں تاریک سیاہ آسمان کو سفید بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا،، وہیں ٹھنڈی تیز ہوائیں سیاہ آسمان تلے اپنا آنچل پھیلائے یہاں وہاں گھومتے کھلکھلاتے چھپن چھپائی کھیل رہیں تھیں،، موسم خاصا خوشگوار تھا،، فوڈ اسٹریٹ میں لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا تھا،، ہوٹلز کھچا کھچ لوگوں سے بھرے ہوئے تھے جیسے کھانے کے علاوہ دُنیا میں کوئی کام نہ ہو،، خوبصورت برقی قُمقمے اپنی روشنی پھیلائے فضا میں ایک نہایت خوبصورت اور سحر زدہ سا سما باندھ گئے تھے،، سائونڈ پلیر پر دھیمی آواز میں کوئی خوبصورت سا سونگ پلے تھا،، اُن دونوں ایک کونے میں رکشہ روکا،، مناہل نے اپنے بیگ کی زب کھول کر دو بلیک شالز نکالیں،، ایک منال کو دی اور ایک سے خود کو اچھی

طرح ڈھالپ لیا،، گلے میں لئے ریڈ اسٹالر کو حجاب سٹائل میں لپیٹے رکشے والے کو پیسے دیتیں وہ دونوں رکشے سے اُتریں اور فضا میں گہری سانس لی،، ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ارد گرد اپنی پُر شوق نظریں گھماتیں وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتیں چلنے لگیں،، ابھی وہ اپنا شکار ڈھونڈ ہی رہیں تھیں کہ مائک کی تیز آواز اُن کے کانوں میں گونجی تو وہ دونوں تیز تیز قدم اُٹھاتی اُس ہوٹل کے پاس جا کھڑی ہوئیں جہاں ایک آفر دی جا رہی تھی،، کافی لوگوں کا رش تھا اُس حصے میں،، مناہل اور مانل دونوں نے گھور کر اُس رش کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتی شرارت سے مُسکرائیں،،

"یا اللہ مجھے چکر آ رہے ہیں"

اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھے منال بلند آواز کراہی اور زمین پر بیٹھ گئ،، یکدم شور تھما،، وہاں موجود لوگوں نے نسوانی آواز سُنتے حیرت سے پیچھے

دیکھا،، جہاں دو جڑواں لڑکیاں کھڑی تھیں،، جن میں سے ایک لڑکی چکر کر گر گئی تھی جبکہ دوسری لڑکی چہرے پر پریشانی اور فکر سجائے اُسے اُٹھانے کی کوشش کر رہی تھی،،

"ارے بیٹی آپ یہاں آگے آ کر بیٹھ جائیں چلو راستہ دو سب گڑیا کو"

ایک صاحبِ ترس اُن کے معصوم چہرے دیکھ کر نرمی سے بولے اور اُن کے لئے بیچ میں راستہ بنا دیا،، مناہل اور منال نے بمشکل اپنی ہنسی روکی،، دونوں کا چہرہ بے تحاشا سُرخ تھا،، اُن دونوں نے ارد گرد ہجوم کو جھٹتے دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو شرارت سے دیکھتیں ایک دو تین گنتیں بھاگ کر آگے چلی گئیں،، سب سے آگے پہنچتے ہوئے وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں،، تو سب نے حیرانگی سے ان شرارتی ٹولے کو گھورا جو دھوکے سے آگے پہنچ چکا تھا،، وہ برزگ بھی سب کی غُصے بھری نظروں کو محسوس کر کے سر کھجا کر رہ

گئے،،لوگ جیسے کہہ رہے تھے دیکھ لو اپنی ہمدردی کا نتیجہ ،،اب وہ دونوں متجسس سی سب سے آگے کھڑیں اُن کی آفر سُننے لگیں،،

"ناظرین گرامی،،خواتین اور خضرات،،دیوؤں اور سجنوں،،

"اب جلدی بول نہ،،

منال کی زبان پھسلی،،تو ہجوم میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں گونجنے لگیں،،وہ تقریر کرنے والا شخص اپنی جگہ شرمندہ سا ہو کر رہ گیا،،

"جی تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں ایک اسپیشل آفر جسے حاصل کر کے آپ بے حد فائدے میں رہیں گے،، مگر اگر آپ نے اسے ٹھکرایا تو آپ بہت بڑا نُقصان اُٹھائیں گے،،

منال اور مناہل نے سنجیدگی سے ایک دوسرے کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا،، مناہل سٹیج پر چڑھی اور اُس سے تقریر والا کاغذ چھپٹ کر بلند آواز پڑھنے لگی،،

ہم کھیلیں گے آج "یونیورسل فوڈ گیم "اس گیم میں آپ کو تین راؤنڈ سے گزرنا پڑے گا،، کھیلنے کے لئے ہم چُنیں گے آٹھ لوگوں کو پر وہ ہوں گے جوڑیوں کی صورت میں،، یعنی ماں بیٹا،، بہن بھائی،، باپ بیٹی،، بہن بہن،، اس طرح،، ٹوٹل چار جوڑیاں کھیل میں حصہ لے سکتیں ہیں،،

پہلے راؤنڈ میں ان چار جوڑیوں میں سے دو دو کا آپس میں مُقابلہ ہو گا،، اُن کو کھانے ہوں گے پانچ بر گرز،، فنگر فرائس کی تین پلیٹس،، ڈیر لیٹر کوک،، اور پانچ لیز کے پیکٹ پورے پندرہ منٹس میں،، ان میں سے دو

جوڑیوں کو اگلے راؤنڈ میں بھیجا جائے گا جو جیتیں گی اور اپنا کھانا وقت پر ختم کریں گیں،،

دوسرے اور آخری راؤنڈ میں جو دو جوڑیاں بچ چکی ہیں،،ان میں سے ایک بندہ ایک جوڑی سے آئے گا اور اُسے اکیلے کو کھانی ہو گی بریانی کی تین پلیٹس،،ساتھ تین نان قورمے کے ساتھ،،اودہاف لیٹر بوتل،،جو اگلے بیس منٹس میں اُسے ختم کرنی ہو گی،،اُن دونوں میں سے جو جیتے گا وہی انعام کا مستحق قرار پائے گا،،اور انعام ہو گا،،

وہ ایک لمحے کے لئے چُپ ہوئی اور لب دانتوں تلے دبائے ہجوم کو دیکھنے لگی جو انعام سُننے کے لئے بے تاب تھا،،

"پچاس ہزار روپے،"

وہ ایک دم پُر جوش انداز میں بولی تو سب نے خوب ہوٹنگ کی،، وہ لڑکا جس سے تقریر چھینی گئ تھی مُنہ لٹکائے کھڑا تھا،، مناہل یکدم پلٹی اور اُس کے ہاتھ میں کاغذ تھمایا،،

"ایسے کرتے ہیں تقریر تُم تو ایسے پڑھ رہے تھے جیسے ابا کو سبق سُنا رہے ہو"

وہ بے نیازی سے بولتی ہوئی منال کی جانب بڑھ گئ تاکہ آگے کا فیصلہ کر سکیں،، سب لوگ آپس میں چہ مگویاں کر رہے تھے،، چاہے انعام بہت زیادہ تھا پر مقابلہ بھی بے حد ٹف تھا،، اتنا زیادہ کھانا یا تو کوئی بہت ہی موٹا آدمی کھا سکتا تھا یا پھر وہ جس کا پیٹ نہیں اندھا کنواں ہو،،

"ہاں مینو کیا سوچا پھر ہو جائے ایک پنگا"

مناہل اردگرد لوگوں کو دیکھتی شرارت سے منال سے استفسار کرنے لگی،،

"نیکی اور پوچھ پوچھ"

منال کھلکھلا کر بولی اور اُسے کھینچتے ہوئے کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئی تاکہ کھیل میں اپنا نام لکھوا سکیں،، بالآخر مُقابلے کے لئے اُنہوں نے تو اپنا نام درج کروا لیا اور ایک اور کپل جس میں ایک ماڈرن سی لڑکی اور ایک لڑکا بھی اپنا نام درج کروا چُکے تھے،، پھر ایک اور جوڑی جس میں ایک موٹی سی آنٹی ساتھ اُن کا ایک پتلا سا شوہر بھی اپنا نام کھیل میں لکھوا کر انتظار کرنے لگیں،، اُن کے شوہر سے کوئی اُمید ہو نہ ہو پر اُس موٹی آنٹی سے تماشائیوں کو بہت اُمید تھی بلکے لوگ تو پیسے بھی لگا چُکے تھے کہ اگر یہ والا جوڑا جیتا تو پیسے اُس

کے،،اب سب کو بے تابی سے انتظار تھا آخری جوڑے کا،،تاکہ کھیل کا آغاز کیا جاسکے،،

"ابے جلدی کرو نہ ڈرپوک عوام"

مناہل منہ ہی منہ میں بڑبڑائی،، منال نے تو اپنی بلیک شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کرلی تھیں گویا آگے جنگ ہونے والی ہو،،اور پھر آخرکار آخری جوڑی بھی چُن لی گئی،، مگر اُس جوڑی میں موجود لڑکے دیکھ کر منال اور مناہل کے پیروں تلے زمین نکلی،،

****

مگر اُس جوڑی میں موجود لڑکے کو دیکھ کر منال اور مناہل کے پیروں تلے زمین نکلی،،

"ابے یہ تو وہی ہے جس کا گال ہم نے گُلابی کیا تھا"

منال دبا دبا سا چیخ کر بولی،، تو مناہل نے بے چینی سے لب کاٹے،، وہ جوڑا بھی شاید اُن دونوں کی چیخ سُن کر اُن کی طرف متوجہ ہو چُکا تھا،، منال اور مناہل اُن کی حیرت بھری نظریں محسوس کر کے گڑبڑاتے ہوئے انجان بننے کی ایکٹنگ ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر پتہ نہیں کون سی باتیں کرنے لگیں،،

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے اور دودو کیا کر رہی ہے"

وہ حیرانگی سے بڑبڑایا،، تو اُس کے ساتھ والا نوجوان اُس کی بات پر چونکا اور اُس کی نظروں کی سمت دیکھ کر حیران رہ گیا،، جہاں معصوم اور گڑیا جیسی دیکھنے دو جڑواں لڑکیاں کھلکھلاتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں،

" تو جانتا ہے انہیں احمد "

وہ مشکوک انداز میں اُسے گھوری سے نوازتے ہوئے بولا،، اُسے کھینچ کر ایک سائڈ لے گیا،، احمد جو آنکھوں میں غُصہ لئے اُن شیطانوں کے ٹولے کو دیکھ رہا تھا اُس کے سائڈ پر لے جانے پر جی بھر کر بدمزہ ہوا،، اُس دن تھپڑ کھانے کے کچھ دن تک وہ صدمے میں ہی رہا،، مگر جب ہوش آیا تو اُسے شدید تپ چڑھی،، اُس محض دکھنے میں ہی معصوم لڑکی پر جو پوری آفت کی پر کالا تھی،،

"اوئے یہ وہی ہے جس نے میرا گال گلابی میرا مطلب مجھے تھپڑ مارا تھا"

وہ جھنجھلا کر بولا،، تو مُقابل کا چھت پھار قہقہ گونجا،، احمد نے تیز نظروں سے اُسے گھورا تھا،،

"اووووو میرے اللہ،، یار احمد سیریسلی،، بچوں سے تھپڑ کھا گیا"

اُسے اپنی ہنسی ضبط کرنا دُنیا کا سب سے مشکل امر لگا،، احمد نے گہری سانس لی،، اور بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا،،

"بیٹا بچے وہ صرف دکھنے میں ہیں تیرا ابھی اُن سے پالا پڑا نہیں تبھی یوں مجھ پر ہنس رہا ہے"

وہ طنزیہ انداز میں بولا،، اُس کی بچوں جیسی خفا شکل دیکھ کر اُس نے اپنی ہنسی دبائی،،

"اچھا چل یہی بتادے ہمارے شیر نے کون سی والی سے گال گُلابی کروائے تھے"

اُسے ایک بار پھر شرارت پر آمادہ ہوتے دیکھ کر احمد نے خوانخوار نظروں سے اُسے گُھورا،،

"اگر تو نہیں چاہتا کہ میں پبلک پلیس پر تجھے جوتوں سے ماروں تو اپنا یہ تھوبڑا بند رکھ حیدر کے بچے"

اپنے بازوؤں کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کرتے وہ مصنوعی مُسکراہٹ کے ساتھ دانت پیستے ہوئے بولا،، حیدر نے اپنی ہنسی روکی،،

"اوئے مسٹر"

اپنی پُشت سے آتی نُسوانی آواز پر وہ دونوں چونک کر مڑے پر اُن شرارتوں کے ٹولے کو دیکھ کر احمد نے ناک چڑھائی وہیں منال اور مناہل نے اُس کے بچوں جیسا پھولا منہ دیکھ کر سر جھکا کر ہنسی روکی،، کافی دیر وہ وہاں غور و فکر کرتی رہیں کہ آگے کیا کیا جائے،، کوئی اور موقع ہوتا تو وہ پھر سے اُن کی بینڈ بجا دیتیں مگر ابھی معاملہ کچھ اور تھا،، وہ اُن کے کمپیٹنٹ تھے،، اس لئے وہ شرافت کا مظاہرہ کرتے اُن کی جانب بڑھیں اور نہایت ادب و احترام سے اُنہیں پُکارا،، مگر احمد کی پھولی صورت دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی اُن کی ہنسی

چھوٹ گی،، حیدر نے ادھر اُدھر دیکھنے کی ایکٹنگ کرتے اپنی مُسکراہٹ چھپائی،، احمد ان سب کو ہنستا دیکھ کر تلملا کر رہ گیا،،

"جی فرمائیں محترمہ،، اب کون سا گال گُلابی کرنے آئی ہیں اور اب تیرے دانت نظر آئے نہ تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ان دونوں پر اپنی نظریں جمائے وہ سنجیدگی سے بولا اور آخر میں حیدر کو وارن کیا جس پر اُس نے نہایت معصومیت سے سر ہلایا،، منال اور مناہل نے بمشکل اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا،،

"دیکھیں ہمارا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا جو ہوا وہ صرف ایک حادثہ تھا اور ہم اس پر بہت شرمندہ بھی ہیں"

منال نے نہایت ادب کے دائرے میں رہ کر بات کا آغاز کیا،، تو مناہل نے بھی معصومیت سے اُس کی تائید میں زور زور سے سر ہلایا،، اُدھر احمد کو اُس کی بات سُن کر جھٹکا لگا،، اُس نے آنکھیں چھوٹی کیئے اُن دونوں کو گھورا،،

"حادثہ،، سیریسلی،، آپ لوگ اسے حادثہ کہتے ہیں"

وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں بولا،، ایک لڑکی سن دھاڑے اُسے تھپڑ مار کر کہے یہ تو حادثہ تھا وہاں دیکھیں کیمرہ لگا ہے،، مطلب حد ہی ہو گئ،، اُس نے کلس کر سوچا،، منال اور مناہل نے لب دبائے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر بچوں کی طرح سر ہلایا،، اُس نے گہری سانس خارج کرتے بالوں میں ہاتھ پھیرا،،

چل احمد غُصہ تھوک دے،، بچے ہیں،،اب شرارت بچے نہیں کریں گے تو" " کون کرے گا،، معاف کر کے معاملہ رفع دفع کر

بالاخر حیدر کو اُن کے جھکے سر دیکھ کر ترس آیا تبھی وہ معاملہ رفع دفع کرنے کی غرض سے سنجیدگی سے احمد سے بولا،، احمد نے اُس کی بات سُن کر افسوس سے سر ہلایا،، وہ ابھی تک اُن دونوں کو بچہ سمجھ رہا تھا،،

"اووہیلو مسٹر معافی کس نے مانگی"

مناہل نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر حیرت سے استفسار کیا،، منال نے بھی سر اُٹھا اپنے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اور آبرو اُچکائی،، اور یہاں وہ اُن دونوں کے تیور دیکھ کر حیران رہ گئے،،

"کیا مطلب ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ لوگ شر مندہ ہیں"

اپنی حیرت چھپائے بغیر حیدر بے یقینی سے بولا،،اُس کی بات اُن کر مناہل اور منال کھلکھلا کر ہنس پڑیں،،

"ہاں ہم نے کہا ہم شر مندہ ہیں پر ہم نے معافی نہیں مانگی نہ ہم مانگیں گے"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے مناہل پُر سکون لہجے میں بولی،،پر در حقیقت وہ شر مندہ بھی نہیں تھیں،،

"مگر کیوں"

اُس نے حیرت بھری نظروں سے اُن دونوں عجیب لڑکیوں کو گھورا جو شرمندہ بھی تھیں مگر معافی بھی نہیں مانگ رہی تھیں،،

"ملکوں کے خون میں معافی مانگنا نہیں لکھا"

اپنی گردن اکڑائے منال فخریہ انداز میں بولی،، تو مناہل نے مُسکراہٹ دبائی،، اب تو حیدر کو بھی احمد کی بات پر یقین آگیا کہ وہ اتنے بھی بچے نہیں ہیں جتنا وہ سمجھ رہا تھا،، اُس کی بات پر وہ ان دونوں کو بس گھوری سے نواز کر رہ گئے،،

"اچھا چھوڑیں لڑائی لڑائی معاف کریں،، ہوٹل کا کھانا صاف کریں،، آج سے ہم دوست ہوئے کیوں مینو"

اپنا ہاتھ اُن دونوں کی جانب بڑھائے مناہل گرین آئیز میں اشتاق بھرے پُرجوش انداز میں بولی اور ساتھ منال سے بھی اُس کی رائے پوچھی،،

ہاں ہاں کیوں نہیں دیکھیں ایک نہ ایک دن ہم سب نے قبر میں چلے جانا" "ہے تو کیا فائدہ غُصے کا کا

منال نے معصومیت سے کہا تو وہ مناہل نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی،،اُس کی بات ہرنا چاہتے ہوئے بھی احمد اور حیدر کے چہرے پر مُسکراہٹ آگئ،،سارا غُصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا،،

"اوکے فرینڈز"

احمد نے مُسکراتے ہوئے کہا اور مناہل کا بڑھا ہوا تھام لیا،، منال نے بھی مُسکراتے ہوئے حیدر کی جانب ہاتھ بڑھایا،، جسے اُس نے کچھ سوچ کر تھام لیا،،

"اوکے دوست میں ہوں مناہل ملک،،"

اپنی جانب اشارہ کر کے مناہل نے اپنا تعارف کروایا،،

"اور میں ہوں منال ملک،، شکل دیکھ کر آپ پہچان تو گئے ہوں گے کہ ہمارا رشتہ کیا ہے"

اب کہ منال نے اپنا تعارف بیان کیا اور شرارت سے بولی،، اُن دونوں نے کنفیوز ہو کر اُن دونوں کو دیکھا،، ایک شکلیں بھی ایک جیسی،، پھر ایک جیسی

ہی آواز،،وہ کیسے ان دونوں میں فرق کر پائیں گے،،مناہل اور منال نے اُن کی شکل دیکھ کر ہنسی دبائی،،اور اپنی بلیک گلاسس اُتار دیں،،وہ دونوں بے تحاشا چونکے،،دونوں کے آنکھوں کے رنگ مختلف تھے،،مناہل کی آنکھیں ڈارک گرین تھیں جبکہ منال کی لائٹ براؤن،،

"اب ہو گیا سب کلیر چلیں جلدی جلدی اپنا تعارف کروائیں مُقابلہ شروع ہونے والا ہے"

اسٹیج پر اپنے ناموں کی انساؤسمنٹ پر مناہل جلد بازی میں بولی،،منال نے بے چینی سے انگلیاں چٹخائیں،،پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے،،

"میں ہوں احمد اور یہ ہے میرا دوست حیدر"

احمد نے سادگی سے اپنا اور حیدر کا تعارف کروایا،، منال نے مناہل نے سر ہلایا،، پھر وہ چاروں ایکسائٹڈ سے اسٹیج کی جانب بڑھ گئے اور اپنی پوزیشن سنبھال کر کرسیوں ہر بیٹھ گئے،، منال اور مناہل کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے،، وہاں احمد بھی پُرجوش انداز میں بیٹھا تھا،، جبکہ حیدر خاصا بیزار تھا،، اُسے اس کمپیٹیشن میں صرف احمد کی ضد کی وجہ سے حصہ لینا پڑ رہا تھا،، پھر اُسی تقریر کرنے والے کو اسٹیج کی جانب بڑھتے دیکھ کر منال اور مناہل نے سر پیٹا،، اب اس نے گھنٹا لگا دینا ہے،، اُن دونوں نے کلس کر دل میں سوچا،،

جی تو ناظرین اب جب سب اپنی پوزیشن سنبھال ہی چُکے ہیں تو،،"

"اُٹھوں میں"

اُسے پھر سے رٹو طوطے کی طرح شُروع ہوتے دیکھ کر مناہل کی بس ہوئی تبھی وہ خطرناک تیور لئے اپنی چیر سے اُٹھی،، وہ لڑکا اُس کے سخت تیور دیکھتا گڑبڑا کر رہ گیا،، منال نے منہ بنا کر اُس لڑکے کو گھورا،، وہیں احمد اور حیدر اُن کے تیور دیکھ کر حیرت سے مُسکراہٹ چُھپا گئے،،

"میرا مطلب ہم مُقابلے کا آغاز کرتے ہیں"

وہ کھسیاتے ہوئے بولتا وہاں سے عزت سے کھسک گیا مناہل گہری سانس خارج کرتی واپس سیٹ پر بیٹھ گئ،، اسی دوران ویٹر ایک بڑی سی ٹرے اُٹھائے اُن چار ٹیبلز پر رکھ کر چلے گئے،، ٹرے میں پانچ زنر بر گرز،، تین پلیٹس فرائز تھے،، مناہل اور منال نے ایکسائٹمنٹ سے چیخیں دبائیں،، ویٹرز دوبارہ آئے اور پانچ لیز کے پیکٹ اور ڈیر لیٹر کوک ٹیبلز پر رکھے سب کپلز کو آل دی بیسٹ کہتے ہوئے چلے گئے،،

"ابے احمد تجھے کیا لگتا ہے مجھے تو جتنی یہ نازک لگتیں ہیں بمشکل ایک یا آدھا برگر ہی کھا سکیں گیں"،

حیدر اُن کے خوشی سے تمتماتے چہرے دیکھتا پُر سوچ انداز میں احمد سے استفسار کیا،، احمد نے زوردار قہقہ لگایا تھا اُس کی بات پر،، حیدر نے اُسے گھورا،،

"بیٹا جتنی وہ نازک تجھے دکھنے میں لگ رہی ہیں اُتنی ہیں نہیں"

وہ سر جھٹک کر لاپرواہی سے بولا،، حیدر بھی بے نیازی سے آنکھیں گھوماتا ہوا گیم کی طرف متوجہ ہو گیا،، پہلے چار جوڑیوں میں سے دو دو کا مُقابلہ ہونا تھا،، حیدر اور احمد کا مُقابلہ تو آسان پارٹی سے تھا یعنی ایک ینگ کپل

سے،، جبکہ منال اور مناہل کا مُقابلہ کافی سخت ہونے والا تھا،، کیونکہ اُن کی مُقابل پارٹی میں وہ موٹی سے آنٹی تھی اور اُن کا پتلا سا شوہر،، ایسا محسوس ہوتا گویا اپنے مجازی خُدا کے حصے کا کھانا بھی اُس عورت کے نصیب میں آتا تھا،، اُس آنٹی نے تمسخر بھری نظروں سے اُن چھوٹی سی لڑکیوں کو دیکھا،،

لیٹس سٹارٹ دی گیم،، ون،، ٹو،، "

"ایک منٹ"

وہ دونوں ایک ساتھ چلائیں،، سب نے حیرت سے اُنہیں گھورا،،

"ون سیلفی پلیز"

مناہل نے جلدی سے بیگ سے موبائل نکالا اور اسکارف سیٹ کرتی منال کے کندھے پر ہاتھ رکھتے، وہیں منال نے بھی مُسکراتے ہوئے اُس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر دیئے،، سب بھی اُس کی بات سُن کر سیلفی والی پوزیشن میں آ گئے،، احمد نے شرارت سے حیدر کے سر کے پیچھے وکڑی کا سائن بنا دیا،، وہیں موٹی آنٹی نے بھی اپنے شوہر کو لپیٹ میں لیا،، مناہل نے کھلکھلاتے ہوئے سیلفی کلک کی اور سیٹ پر بیٹھ گئ،،

"چلیں کریں اسٹارٹ"

اپنا موبائل کلچ میں رکھتی وہ پُرجوش انداز میں بولی،، ویٹر نے اُسے گھوری سے نوازتے ہوئے کاؤنٹ ڈاؤن اسٹارٹ کیا اور اُس کے ختم ہوتے ہی سب کھانے پر ٹوٹ پڑے،، پندرہ منٹس شروع ہو چُکے تھے،، منال اور مناہل نے بسم اللہ پڑھتے ہوئے بر گر اُٹھائے،، اور کھانا شروع کر دیا،،

"ابے احمد دیکھ یار اُنھوں نے تو دو چکیوں میں برگر ختم کر دیا آئی کانٹ بیلو،،"

"اور تو اتنے آرام سے کیسے ٹھوس رہا ہے

تیز تیز برگر کھاتے حیدر نے صدمے سے منال اور مناہل کی اسپیڈ دیکھ کر کہا اور آخر میں سکون سے برگر کھاتے احمد کو گھوری سے نوازا،،

"ابے اپنے پر دھیان دے وہ دیکھ سامنے"

احمد پُرسکون لہجے میں بولا اور اُس کا دھیان سامنے والی پارٹی پر کروایا جہاں وہ لڑکا آرام سے اُس لڑکی کے منہ میں برگر ٹھونس رہا تھا،، حیدر کا مُنہ کھلا کا کھلا رہ گیا،، اب کہ وہ بھی سنبھل کر سکون سے برگر کھانے لگا پتہ تھا جیت اُن کی ہی ہونی ہے،، وہاں منال اور مناہل کے منہ بھرے ہوئے تھے،، ٹرے میں

بس ایک بر گر رہ گیا تھا،، منال نے مناہل کو تھمز اپ کا اشارہ کیا کہ وہ یہ بر گر ٹھونس لے گی،، تو مناہل نے بھرے منہ سے اُس کا اشارہ سمجھ کر سر ہلایا اور فرنچ فرائز پر ٹوٹ پری،، اُدھر آنٹی بھی اپنا بڑا سا منہ کھولے کھا کم اور نگل زیادہ رہیں تھیں،، جیسے کھانا پیٹ میں نہیں کسی فریج میں جا رہا ہو،، اور ساتھ ساتھ اپنے شوہر کو بھی زبردستی کھلا رہیں تھیں،، گویا وہ ہوٹل کم اور جنگ کا میدان زیادہ لگ رہا تھا،، سب لوگ اُن کی حالت پر ہنس ہنس کر لوٹ پُوٹ نے بھرے منہ کے ساتھ ہی ڈیر ہو رہے تھے،، فنگر فرائز ختم کرتے مناہل لیٹر کوک کا ڈھکن کھلا اور پُوری بوتل دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر منہ کو لگا لی،، منال نے بھی جلدی سے بر گر ٹھوسا اور بڑے بڑے لیز کے پیکٹ پھاڑ کر کھانے لگی،، حیدر اور احمد نے صدمے سے اُن دونوں معصوموں کو دیکھا،، اُنہیں تو سہی معنوں میں جھٹکا لگا تھا اُن کی حالت دیکھ کر،، اُن کا حساب تو یوں تھا گویا آخری بار کھانا کھا رہی ہوں،، سب لوگ بھی حیرت اور متجسّس سے اُن دونوں کے مُقابلے کو دیکھ رہے تھے،، جو کہ خاصا ٹکر کا ہو

گیا تھا،، آخر جیت کس کی ہونی تھی،، موٹی آنٹی بھی کچھ کم نہیں تھی پانچ برگر ٹھونس کر وہ بھی بوتل منہ سے لگاتی لیز کے پیکٹ کھولے تیز تیز کھانے لگی،، آخری تین منٹ بچے تھے اور معاملہ خاصا سنسنی خیز بنتا جا رہا تھا،، مناہل نے بمشکل آدھی بوتل پی کر منال کو دی جو اُس نے منہ سے لگالی،، اور وہ اُس گیا تھا،، موٹی آنٹی کے بچے دو لیز کے پیکٹ کھانے لگی،، محض ایک منٹ رہ بوتل پی چکی تھیں اور اُن کے پاس صرف تین لیز کے پیکٹ رہ گئے تھے اور وہ ایک پیکٹ ایک ہی سانس میں اندر اُنڈیل رہی تھیں،، مناہل اور مانل جلدی جلدی کھاتی ساتھ پریشانی سے اُس بھینس کو دیکھنے لگیں،، اسی دوران منال نے بھرے منہ کے ساتھ حیدر کو کوئی اشارہ دیا،، جسے اُس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا،، وہ آہستہ سے اپنی چیر سے اُٹھا،، احمد نے وجہ پوچھنی چاہی تو اُس نے اُسے اشارہ سے منال کا بتایا،، اور اسٹیج سے نیچے اُتر گیا،، احمد سر کھجاتا ہوا دوبارہ دلچسپی سے گیم کی جانب متوجہ ہو گیا،، محض تیس سیکنڈ رہ گئے تھے،، اب کاؤنٹ ڈاؤن کے ساتھ ساتھ عوام نے بھی اُلٹی گنتی گنی شروع کر دی

تھی،، بوتل پیتی ہوئی منال کو اچھو لگ گیا تھا ٹائم دیکھ کر وہیں مناہل کا دل بھی زوروں سے ڈھرکنا شروع ہو گیا،، اُس نے جلدی سے آخری لیز کا پیکٹ کھولا،، موٹی آنٹی بھی آخری لیز کا پیکٹ کھول چُکی تھی،، عوام کبھی منال اور مناہل کی طرف دیکھتی کبھی اُس موٹی آنٹی کی طرف،، سب کے سر گھوم گئے تھے آخر کون ہوا گا چیمپین،، حیدر چُپکے سے بیک اسٹیج پر آیا اور ادھر اُدھر دیکھتا اُس کی نظر مطلوبہ چیز پر پڑی جسے اُس نے جلدی سے اُسے ہاتھ میں پکڑا اور ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے نشانہ لینے لگا،، موٹی آنٹی نے جیسے ہی کھانسی لگنے پر آخری بوتل کا گھونٹ لیا عین اُس وقت حیدر نے وہ چیز اُس لیز کے پیکٹ میں اُچھال کر پھینک دی اور سیٹی بجاتا ہوا اپنی جگہ پر آ بیٹھا،، اور اب رہ گئے تھے محض دس سیکنڈ موٹی آنٹی نے پوری لیز منہ میں اُنڈیلی،، وہیں منال اور مناہل کی چیخیں نکلیں،، اُنھوں نے بھی جلدی سے لیز کا پیکٹ منہ میں اُلٹا کر کے اُنڈیل دیا،، دس نو آٹھ سات اور یوں ہی گنتی ختم ہوئی،، سب دم بخود رہ گئے،، اُن دونوں کے منہ بھرے ہوئے تھے اور کھانا بھی ختم ہو چُکا تھا،، تو

کیا یہ مُقابلہ برابر تھا،، مناہل اور منال نے لیز اندر نگلی اور ہونٹوں پر زبان پھیری،، ابھی کچھ پل ہی گزرے تھے کہ موٹی آنٹی اپنا دانت پکڑتی چیختی ہوئیں اپنی جگہ سے اُچھلی اور منہ میں سے ساری لیز باہر پھینک دی،، اور بُری طرح کھانسنے لگیں،،

"یاہووووو"

منال اور مناہل چیختی ہوئیں اپنی جگہ سے اُچھلیں اور ایک دوسرے کو گلے لگا لیا،، موٹی آنٹی ہار چُکی تھیں،، جیت اُن کا مقدر بنی تھی،، سب بھی بے تحاشا خوش تھے،، موٹی آنٹی تلملا کر اپنی بیستی ہونے پر وہاں سے کھسک گئی،،

"یہ تو نے کیا نہ"

حیدر کی مُسکراہٹ دیکھ کر احمد اُسے گھور کر بولا،، تو اُس نے سر کو خم دیا،، احمد نے آبرو اُچکائی گویا کیسے کیا تم نے یہ سب،،

"اُس آنٹی کے پیکٹ میں پتھر ڈال کر"

وہ گردن اکڑا کر فخریہ انداز میں بولا،، احمد نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا،، وہ انجانے میں اپنی پیر پر ہی کلہاڑی مار بیٹھا تھا،، اگلے راؤنڈ کا آغاز ہوا،، اُن کی ٹیم سے احمد آگے آیا اور وہاں سے مناہل،، ویٹر بریانی کی تین پلیٹس،، ساتھ تین نان قورمے کے ساتھ،، اور ہاف لیٹر بوتل،، میز پر رکھ کر چلا گیا،،

"بلی کر لے گی نہ"

منال فکرمندی سے اُس کے پاس آتی بولی،، تو مناہل نے کونفیڈنٹ سے سر ہلایا،،

"اگر کوئی مدد چاہیے ہو تو اشارہ کر دینا"

وہ شرارت سے بولی تو مناہل کھلکھلا کر رہ گئ،،

اب احمد تو شیور ہے کر لے پتہ نہیں مجھے لگ رہا ایک بہن سے تھپڑ کھانے "اور دوسری بہن سے ہارنے کے بعد تو کوئی بڑا قدم نہ اُٹھا لے"

پُرسوچ انداز میں مناہل اور منال کو دیکھتا وہ احمد کو چھیرتا ہوا بولا،، احمد نے اُس کی بات پر بے نیازی سے آنکھیں گھومائیں،،

"دیکھتے ہیں کس میں احمد حسان شاہ کو ہرانے کی ہمت ہے"

وہ گردن اکڑا کر شاہانہ انداز میں بولا تو حیدر اپنی ہنسی دباتا ہوا منال کے ساتھ رکھی چیر پر بیٹھ گیا،،

" تھینکس برو"

منال نے اُس کے کان میں گھنس کر اُس کی مدد کے لئے شُکریہ ادا کیا،، تو اُس نے سر کو خم دے کر تعریف وُصول کی،،

"تمھیں کیا لگتا ہے دوست کون جیتے گا"

کاؤنٹ ڈاؤں اسٹارٹ ہو چُکا تھا،، احمد بریانی کی پلیٹس کے ساتھ انصاف کر رہا تھا وہیں مناہل نان اور قورنہ کے ساتھ ہاتھ صاف کر رہی تھی،، دونوں کے منہ یوں چل رہے تھے گویا مشینیں ہوں،، تجسس سے دیکھتی منال حیدر سے مخاطب ہو کر بولی،، تو اُس نے چونک کر اُسے دیکھا اور اپنا موبائل جیب میں رکھ کر تھوڑی تلے اُنگلی ٹکائے غور سے اُس گیم کو دیکھنے لگا،، منال دلچسپی سے اُس کے جواب کی مُنتظر تھی،،

"کچھ کہہ نہیں سکتے دونوں طرف آگ لگی ہے"

وہ کندھے اُچکاتا ہوا بے نیازی سے بولا تو منال نے اُس کا جواب سُن کر ناک سکوڑا،،

"دیکھنا چُکندر،، بلی ہی جیتے گی"

وہ پورے اعتماد کے ساتھ بولی،، وہیں حیدر کو اُس کے لفظ چُکندر پر جھٹکا لگا،،

"واٹ چُکندر نہیں حیدر نام ہے میرا"

وہ دانت پیس کر بولا،، تو منال نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا،،

"ہماری دوستی کا ایک اصول ہے جب کوئی ہمارا دوست بنتا ہے تو وہ اپنی اصل شناخت کھو دیتا ہے اور اُسے ہمارے دیئے گئے لقب پر ہی گزارہ کرنا پڑتا ہے چاہے اُسے پسند ہو یا نہ ہو"

اُس نے سنجیدگی سے اُسے اپنی دوستی کا اصول بتایا،، تو حیدر نے ضبط سے بالوں میں ہاتھ پھیرا،،

تو تُم کوئی اور نام لے لو جیسے پرنس برو وغیرہ یا کچھ اور پر چُکندر ہر گز نہیں "

"مطلب میں کہاں سے چُکندر لگتا ہوں

وہ جھر جھری لیتا ہوا مسکین شکل بنا کر بولا،، منال کی اُس کے لفظ پرنس پر ہنسی چُھوٹی،،

" جو بھی ہو اب سے تُم چُکندر ہی ہو منال اور مناہل کے دوست چُکندر "

وہ لائٹ براؤن آنکھوں میں چمک لئے معصومیت سے بولی،، توحید رُاس کی معصومیت دیکھتا بے بسی سے محض سر ہلا کر رہ گیا،، وہاں کاؤنٹ ڈاؤن ختم ہونے کو تھا مناہل کی بریانی کی آخری پلیٹ رہتی تھی وہیں احمد کا صرف ایک نان بچا تھا،، آخری تین منٹ رہ گئے تھے،، وہیں تیز تیز بریانی کھاتے مناہل

کو شرارت سوجھی،، اُس نے سب کی نظروں سے چھپتے ہوئے ہاف لیٹر کوک ٹیبل کے نیچے کی اور اُسے زور زور سے گھما کر ٹیبل رکھا،، ایک نظر ٹائم پر ڈالی جہاں دو منٹ رہ چُکے تھے،، احمد کا چپا نان جبکہ مناہل کی آدھی سے کم پلیٹ بریانی کی رہتی تھی،،

"اوئے دوست تُم اپنی سیون اپ مجھے دے دو مجھے ڈاکٹر نے کوک پینے سے منع کیا ہے"

وہ احمد کو دیکھتی نہایت معصومیت اور مظلومیت سے بولی،، نان کھاتا احمد چونکا مگر پھر سر ہلاتا ہوا اُس کی جانب سیون اپ اُچھال گیا،، جسے مناہل نے بر وقت تھام لیا اور اُس کی جانب کوک اُچھالی،، اپنی مُسکراہٹ دباتے اُس نے جلدی سے بریانی ختم کر کے سیون اپ منہ سے لگا لی،، منال اور حیدر تجسّس سے اُن کی کاروائی دیکھ کر رہ گئے،، اُدھر جیسے ہی احمد نے ڈھکن کھولا

تیز دھار کوک کا فوارہ اُس کا منہ بھگو گیا،، منال اور حیدر نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا،، وہیں مناہل خوشی سے چیختی ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھی،، خالی بوتل نیچے زمین پر پھینکی،، ٹائم ختم ہو چُکا تھا،، احمد اُس کی چالاکی پر تلملا رہ گیا تھا،، جیب سے رومال نکال اپنا چہرہ صاف کئے وہ خطرناک تیور لیے اُس کی جانب بڑھا ہی تھا کہ مناہل کھلکھلاتے ہوئے حیدر اور منال کے پیچھے چُھپ گئی، وہاں کھڑے سب لوگوں نے ان چھوٹی جڑواں لڑکیوں کی ہمت کی داد دی اور وہاں سے چلے گئے،، کی

"مناہل یو چیٹر"

احمد اُس کے پیچھے بھاگتے ہوئے غُصے سے بولا،، وہ دونوں حیدر اور منال کے ارد گرد ہی بھاگ رہے تھے،، وہ دونوں محض ارے ارے کہہ کر رہ گئے،،

"اوکے اوکے بس بس میں تھک گئی"

وہ پھولی سانس کے ساتھ بولی منال کے ساتھ چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی،، احمد بھی مُنہ پھولاتا ہوا حیدر کے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا،، کچھ دیر گزرنے کے بعد نظروں کا تصادُم ہوا اور فضا میں چاروں کے فلک شگاف قہقہے گونج اُٹھے،، ہوٹل والوں نے منال اور مناہل کو ایک خاکی لحافے میں اُن کا انعام دیا جنہیں اُنہوں نے خوشی سے تمتماتے چہروں کے ساتھ تھام لیا،،

"اچھا چُکندر اور زحمت پھر ملیں گے"

منال آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے بولی،، اور اس سے پہلے وہ دونوں اُن کے دیے نام پر احتجاج کرتے وہ دونوں کھلکھلاتی ہوئیں وہاں سے چلی گئیں،،

"اس نے مجھے زخمت کہا"

کچھ دیر بعد احمد کی صدمے بھری آواز گونجی،، حیدر نے اُس کی شکل دیکھ کر قہقہ لگایا،،

"اور مجھے چُکندر "

وہ نفی میں سر ہلاتا افسوس کرتے ہوئے بولا،، تو احمد اُسے گھور کر رہ گیا،، نا انعام ہاتھ آیا نہ کوئی واہ واہ ہوئی اُلٹا وہ دونوں اپنا اصلی نام بھی گوا بیٹھے حیدر سے چُکندر اور احمد سے زخمت ہوگئے،،

****

"اُٹھ اُٹھ ڈھیٹ ہڈی اُٹھ بھی جا اب "

سنایا نے انابیہ کے منہ پر ایک اور تھپڑ مارا،، یہ اب تک کا اُس کا آٹھواں تھپڑ تھا،، انابیہ کا دایاں گال سُرخ ہو چُکا تھا،، سنایا نے بے زاری سے اُسے دیکھا،،

"ہوش آیا اُسے"

موبائل پر سے نظر اُٹھاتے آن نے استفسار کیا،، سنایا نے بے نیازی سے نفی میں سر ہلایا،، وہ لوگ اس وقت بیڈ روم میں موجود تھے،، انابیہ ہوش و حواس سے بیگانہ بیڈ پر لیٹی تھی جبکہ اُس کے دوسری طرف ہی سنایا اُسے جگانے کی جی توڑ کوششیں کر رہی تھیں،، رات کے آٹھ بج چُکے تھے،، تقریباً چھ بجے کا وقت تھا کہ کسی نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا،،

"کون ہے"

سنایا اپنے ازلی انداز میں بولی اور کمر سے بندھا ڈوپٹا اُتار کر سر پر لے لیا،، وہ ابھی ابھی کچن سے آئی تھی،،

"دروازہ کھولیں"

غیر شناسا نسوانی آواز پر اُس نے چونک کر پٹ سے دروازہ کھولا،، پر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ چکر کر رہ گئی،، جہاں انابیہ کے ہی ہاسپٹل کے کولیگز بے ہوش انابیہ کو تھامے گھر کے اندر داخل ہو گئے،، سنایا حیرت سے منہ کھولے اُنہیں دیکھنے لگی،،

"یہ اسے کیا ہوا ہے"

اُسے پلنگ پر لٹاتے دیکھ کر وہ متجسس سی اُن کے سر پر کھڑی ہو کر پوچھنے لگی،،

"ہمیں نہیں پتا ہم اوپر میڈیکل لیب میں تھے چھٹی کے وقت لفٹ میں جانے ہی لگے تھے کہ لفٹ کھلی ملی اور اندر رانا بیہ بے ہوش تھی،، شاید اوپر آتے وقت لفٹ کی گھٹن کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئ تھی وہاں سے اُس کا ایڈریس پوچھ کر ہم یہاں آئے ہیں تاکہ اسے گھر چھوڑ دیں اب ہم چلتے ہیں آپ اس کا خیال رکھیں اللہ حافظ"

ایک کولیگ تفصیلاً بولی اور آخر میں جانے کی اجازت لیتی ہوئی وہاں سے چلی گئ،، سنایا نے سر جھٹکتے ہوئے دروازہ بند کیا،، اُسے یہ بات خاصی عجیب لگی مطلب وہ نیچے سہی سلامت جا کر اوپر بے ہوش ملی،، اپنے تجسس کے کیڑے کو اُس کے ہوش میں آنے سے پہلے تک دبائے،، اُس نے آن اور عیشال کو فون پر تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور جلدی آنے کا کہتی کال بند کر گئ،، اب

کہ وہ انابیہ کی جانب پلٹی اور بمشکل اُسے کمر پر اُٹھاتی گھسیٹتی بیڈ روم تک لے گئی اور بمشکل اُسے بیڈ پر لٹا کر اُس کے ساتھ ہی بیٹھ کر ہانپنے لگی،،

"اتنا وزن ہے تیرا منحوس"

اپنے کندھوں کو دباتی اُس نے بے ہوش پڑی انابیہ کو گھوری سے نوازا،، اسی دوران آن اور عیشال بھی ہڑ بڑی میں گھر پہنچے اور ایکسٹرا کیز سے دروازہ کھولتے گھر میں داخل ہوئے،، چونکہ اُن دونوں کا آفس قریب تھا اسی لئے وہ ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے جلدی سے گھر پہنچے تھے،، کمرے میں داخل ہوتے ہی اُن دونوں کی نظر سنایا پر پڑی جو انابیہ کو ایک کے بعد ایک تھپڑ مار رہی تھی تاکہ وہ ہوش میں آجائے،، مگر انابیہ بھی ایسا لگتا جیسے بھنگ پی کر بے ہوش ہوئی تھی،، وہ دونوں تاسُف سے اُسے گھورتے ہوئے اپنے کاموں میں

مصروف ہو گئے اور اُس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے،، دو گھنٹے ہونے کو تھے مگر اب تک انابیہ کو ہوش نہیں آیا تھا،،

"ہوش آیا اسے"

اب کہ فریش سی عیشال ہاتھوں میں ٹرے پکڑتی کمرے میں داخل ہوئی اور ٹرے ٹیبل پر رکھ کر انابیہ کی حالت کا پوچھنے لگی،، سنا یا دوسری بار بھی وہی سوال پوچھے جانے پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی،،

"ہاں اُٹھ گئی ہے باہر واک کرنے گئی ہے"

وہ طنزیہ انداز میں بولی،، عیشال نے حیرت سے اُس کا جلا بھنا انداز دیکھا،، آن نے اپنی ہنسی دبائی،،

"مجھ پر کیوں بھڑک رہی کون سا میں نے لفٹ میں ایٹم بم چھوڑا تھا"

عیشال وہ بھی کسی کا اُدھار رکھ لے ناممکنۂ،،

" ہنہہہہہ "

سنایا نے منہ بسورا تھا اُس کی بات پر،،

"یہ ایسے نہیں آنے والی ہوش میں"

آن دانت پیستی ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھی اور جا کر الماری میں کچھ تلاش کرنی لگی،،عیشال اور سنایا کندھے اُچکاتی ہوئی چائے کا سپ لینے لگیں،، مطلوبہ چیز

ملنے ہر آن چمکتی ہوئی آنکھوں سے واپس آئی اور مُسکراہٹ دباتے ہوئے اپنا وہ دو سال سے چلتا ہوا موزا انابیہ کے منہ پر اُچھال دیا،، سنایا اور عیشال نے حیرانگی سے اُس کی کاروائی دیکھی اور منہ پر ہاتھ رکھے بیڈ سے دور کھڑی ہو گئیں،،

"اہہہہہ،،"

وہ چیختی ہوئی اُٹھی اور موزا اُٹھا کر زمین پر پھینکا،، انابیہ کو کلوروفارم سے زیادہ خطرناک تو وہ موزا لگا،، اگر وہ موزا دو منٹ اور اُس کے منہ پر پڑا رہتا تو وہ یقیناً اپنے ہوش ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھتی،، تیز تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اُس نے بمشکل پوری آنکھیں کھولتے ارد گرد کے منظر کو ٹٹولنہ چاہا،، خود کو اپنے روم میں دیکھ کر اُس کی جان میں جان آئی،، کونے سے آتی ہنسنے کی آوازیں

سُن کر اُس نے غُصے بھری نظروں سے اُن چڑیلوں کو دیکھا جو پیٹ پر ہاتھ رکھے اُس کی حالت پر ہنستے ہوئے لوُٹ پوٹ ہو رہی تھیں،،

"کیا بدتمیزی ہے یہ کس نے ماری یہ چوول"

وہ ان کو ہنستا دیکھ کر تلملا کر رہ گئی اور غُصے سے دانت پیس کر بولی،،

اچھا پہلے تھوڑی پیٹ پوجا ہو جائے پھر تجھ سے ساری اینویسٹیگیشن کرنی ہے"

بھوک کی کچی عیشال نے ہانک لگائی اور باہر ڈائیننگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی،، تو آن بھی چُپکے سے ہنستے ہوئے عیشال کے ساتھ ہی کھسک گئی،،

تو بھی منہ ہاتھ دھو کر آجا کھانا لگا دیا ہے میں اور تیرے لائے ہوئے آدھا" کلو ٹماٹر بھی رکھ دئے ہیں فریج میں کل دوبارہ جائیں اور شرافت سے پورے "کلو ٹماٹر لے کر گھر آئیں اچھا

سنایا بھی اپنی سُناتی ہوئی کمرے سے چلی گئی،، انابیہ جو بے زاری سے اُسے سُن رہی تھی اُس کی آخری بات پر چونکی،،

"یہ کیا بکواس کر رہی آدھو کلو ٹماٹر کب لئے میں نے وہ تو کلو تھے"

وہ حیرت سے بڑ بڑائی،، اور پھر پورے دن کی ہوتی کاروائی سوچنے لگی،،

"میں جب لفٹ سے اوپر جا رہی تھی تو کیا ہوا تھا"

وہ اپنے دماغ پر زور دیتی پیشانی مسلنے لگی،، کمفرٹ خود سے ہٹاتی وہ بیڈ سے اُٹھی اور کھڑکی کا پٹ کھول دیا،، تازہ ہوا کا جھونکا اندر داخل ہوا،، انابیہ نے گہری سانس لی،،

"Yakında görüşmek üzere!"
"(جلد ملیں گے)"

ایک سرسراتی ہوئی سرگوشی اُس کے کانوں میں گونجی،، اُس نے پٹ سے آنکھیں کھلیں،، ایک ایک منظر آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگا،، لفٹ کا سیکنڈ لاسٹ فلور پر خراب ہو جانا اور پھر کسی کا اُس کے چہرے پر رومال رکھ کر بے ہوش کرنا،، اور وہ سرگوشی اُس کے وجود میں خوف کی ایک لہر دور گئی،، لبوں پر زبان پھیرتے اُس نے پورے کمرے میں نظر دوڑاتے اپنے بیگ کو ٹٹولنا چاہا،، ٹھیک بیڈ کے ساتھ والے ڈرار کے اوپر اُسے

بیگ نظر آیا،، وہ تیزی سے اُس کی جانب بڑھی اور اُس بیڈ پر خالی کرنا شروع کر دیا،، اُس نے خیرت اور بے یقینی سے اُس بلیک ڈائری کو دیکھا،، جو کہ اُس کے ٹٹولنے پر بیگ سے نکلی تھی،،

"یہ کیسے"

ڈائری ہاتھ میں پکڑتے اُسے اُلٹ پلٹ کرتے انابیہ نے سرگوشی کی اور اُس کا ایک پنا کھولا،،

"حرم نور"

پہلے پنے پر لکھا نام دیکھ کر وہ بُری طرح اُلجھی،، حیرت اور تجسس کو خاطر میں لاتے ہوئے اُس نے اگلا پنا پلٹنا چاہا کہ باہر سے سنایا کی آواز گونجی،،

"انو جلدی آجاؤ بعد میں کسی نوکر نے کھانا گرم کر کے نہیں دینا تمہیں"

"آئی"

اُس کی بات سُن کر انابیہ بھی بلند آواز بولی اور ڈائری کو تکیے کے اندر چھپاتی بیگ سمیٹتی باہر کی جانب بڑھ گئی،،

****

((ماضی))

"بھائی پلیز جلدی کریں"

نیلا آسمان بادلوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھے،، وہیں تیز ہوائیں فضا میں اپنی موجودگی کا احساس بخوبی دلا رہیں تھیں،، پرندے چہچہاتے ہوئے یہاں سے وہاں پر پھیلائے اپنی ہی موج میں مگن تھے،، موسم خاصا خوشگوار تھا، ایسے میں وہ چہرے پر بےزاری کے تاثرات لئے گاڑی میں بیٹھی تھی،، یہ ایک پیٹرول پمپ کا منظر تھا، جہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ رکشہ،، گاڑی یا بائیک کا پیٹرول ڈلاوانے کھڑے تھے،، اُسے اس ماحول سے شدید قسم کی گھٹن ہو رہی تھی،، اور دل بھی بے حد گھبرا رہا تھا، اوپر سے ایک کے بعد ایک گاڑیاں یوں آکر کھڑی ہوگئیں تھی جیسے سب کو اُس کے پیٹرول ڈلاوتے دیکھ کر ہی یاد آیا تھا کہ اُنہیں بھی پیٹرول ڈلاوانا ہے یا پھر آج پیٹرول لینے کا آخری دن ہو،، اُس کے بعد اُس کا نام و نشان دُنیا سے ختم ہونے والا ہو،، ضبط کی آخری حدود کو چھوتے ہوئے اُس نے تحمل بھرے لہجے میں اُس آدمی کو کہا جو پیٹرول ڈال رہا تھا، اُس کی باری چھویں نمبر پر تھی،، ہاسپٹل

سے واپسی پر اُسے شدید قسم کا احساس ہوا کہ آج کا دن ہی منحوس تھا،، پہلے اُس جاہل سے آدمی سے بحث نے اُس کا دماغ خوب گرم کر دیا تھا اور اب گاڑی کا بیچ راستے میں پیٹرول ختم ہونا،، وہ تو شُکر تھا کہ پیٹرول پمپ نزدیک ہی مل گیا تھا ورنہ وہ کہاں کہاں خوار ہوتی پھرتی،،

"جی آپی ڈال رہے ہیں آپ تھوڑا انتظار کریں"

وہ آدمی اُس کی بات سُنتا مودب انداز میں بولا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا ،، حرم نے اُس کے لفظ آپی پر خود کو آپے سے باہر ہونے سے بمشکل قابو کیا،،

"خود کیا ہے گینڈا کہیں کا مجھے آپی بول رہا بد تمیز اس سے تو دس سال چھوٹی ہی لگتی ہوں میں"

وہ دل ہی دل میں اُسے سلوتیں سُناتی موبائل پر آتی بیل کی آواز پر چونکی اور بیگ سے موبائل نکالا جہاں بڑے بڑے حروف میں "منحوس کالنگ" لکھا جگمگا رہا تھا، اُس نے تھکاوٹ سے سُرخ ہوتیں گرین آئیز میں بے زاری لئے فون رسیو کر کے کان سے لگایا،،

کدھر دفعہ ہے تو،، کب سے کال کر رہی ہوں،، جب بھی کال کرو اُٹھاتی ہی نہیں ہے، جب سے ڈاکٹر بنی ہے ہم جیسے غریب لوگوں کو منہ لگانا ہی پسند نہیں کرتی،، اپنے یہ نکھرے نہ اگلے گھر جا کر اپنے اُن کو دیکھانا اچھا وہیں سمبھال سکتے ہیں،، ہم غریبوں کے ناتوان کندھوں میں اب اتنی طاقت کہاں بچی ہے،، بس بہن جب اس دُنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو کم از کم ایک پلیٹ بریانی ہی کھا لینا ہماری قُلوں کی تُم نے خود تو کبھی کچھ بھولے سے بھی کھلانے کی کوشش نہیں کی لاکھوں کی تنخواہ ہے پر ہمارے لئے ایک پچاس روپے نکالتے وقت موت پڑتی ہے تجھے "

حرم نے سکون سے اپنی پشت سیٹ سے لگائی اور آنکھیں موند لیں،، پتہ تھا جب وہ ایک دفع بکواس کرنا شروع ہو جائے تو پوری کر کے ہی دم لیتی ہے،،

"ہو گیا؟"

اُس نے اطمینان سے پوچھا،،

"ہوں"

وہ سوں سوں کر کے معصومیت سے بولی،، حرم نے مُسکراہٹ دبائی اُس کی سوں سوں کر جانتی تھی اُسے کس بات کا صدمہ لگا ہے،،

"اب مسئلہ بتا"

وہ باہر کی جانب نظر دوڑاتی ہوئی اپنے لہجے میں تجسُس سموئے بولی،،اُس کے آگے اب تین گاڑیاں کھڑی رہ گئیں تھیں،،

"جیسے تجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے،،بچی ہے تو،،روٹی کو چوچی بولتی ہے"

معاًاُس کا لہجہ بدلا،،اب کہ اُس نے سیدھا سیدھا طنز کیا،،

یار تو جب بتائے گی ہی نہیں کہ ہوا کیا ہے تو مجھے بھلا کیسے پتا چلے گا میں کون"
"سا تیرے پیچھے سیکرٹ ایجنٹ لگائے ہیں

سارا مسلہ جانتے ہوئے بھی حرم انجان بننے کی ایکٹنگ کرتی پر سوچ انداز میں بولتی مُقابل کو تلملانے پر مجبور کر گئ،،

" سب تیری غلطی ہے"

وہ غُصے سے دانت پیس کر بولی،، حرم نے فون کان سے ہٹا کر اُسے گھورا جیسے وہ سچ میں سامنے ہو،،

"میں نے رشتے والوں کو چائے سرو کرنے کا کہا تھا اُن پر گرانے کا نہیں اور وہ بھی خاص طور پر دُولہے کی اماں پر تو گز بھی نہیں اب ایسے میں وہ تجھ پو ہر کہہ کر رشتہ ختم کر گئے کم از کم اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے "

وہ جوابدہ انداز میں طنز کرتی ہوئی بولی،،اور اشارے سے اُس آدمی کو پیٹرول ڈالنے کا کہا،،اُس کی باری آچکی تھی،،مُقابل کو کچھ پل کے لئے چُپکی سی لگ گئی تھی اُس کی بات سُن کر،،

"ہاں سہی کہہ رہیں ہیں آپ ڈیئر سب میری ہی غلطی ہے سوری میں نے آپ کو فون کر کے دسٹرب کر دیا میں ہی بُری ہوں تبھی کوئی مجھ سے شادی نہیں کرتا اب آپ بھی اُکتا گئی ہوں گی"

اُس آدمی کو پیسے دیتے روڈ پر گاڑی ڈالتی حرم نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے اُس کے شکوے سُنے،،موبائل کو ہینڈ فری سے کنکٹڈ کر کے اُس نے موبائل سامنے رکھ دیا،،

"یار رخُدا کو مان ابھی تیری عمُر ہی کیا ہے ؟؟ اُنیس سال کی ہے تو اور خواب دیکھو تیرے جیسے خواب تو پچیس سال کی لڑکیاں بھی نہیں رکھتیں"

وہ تاسُف بھرے لہجے میں بولی،، اور ایک ٹرن لے لیا،، پر سامنے آیا منظر دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رُک گی اُور بریک پر پاؤں رکھا،، سامنے کھڑی ٹریفک دیکھ کر اُس کا صدمے سے بُرا حال ہوا،،

"ہاں تو وہ تو ہیں ہی پاگل جب پتہ بھی ہے ایک نہ ایک دن انسان کی شادی ہو جانی ہے تو فرایڈی وڈی ڈگری لینے اور پڑھائی میں سر کھپانے کا فائدہ،، اس سے اچھا اپنے شوہر کو قابو میں رکھ کر سب کام اُس سے کروائے انسان،، "

اُس نے بے نیازی سے اپنی منطق بیان کی،، حرم نے سختی سے لب بھینچے سامنے کا منظر دیکھ کر،، شدید غُصے کا اُبال آیا تھا اُس کے اندر،،

"اچھا میں بعد میں بات کرتی ہوں تُم سے فائقہ ابھی زرا کسی کسی عقل ٹھکانے لگا آؤں"

ایک ہاتھ سے پیشانی سہلاتی وہ سنجیدگی سے بولی تو فائقہ کی آنکھوں کو آنسو آ گئے،،

"شاباش میری شیرنی اب کم از کم کسی ایک کی ٹانگیں توڑ کر ہی آنا مجھے تجھ پر گرب ہے"

وہ جانتی تھی اب اُس کی خیر نہیں جس نے اُس سے پنگا پینے کی جسارت کی ہے تبھی اُس کی بلائیں لیتی ہوئی بولی،، حرم کے چہرے پر مُسکان نے بسیرا کیا،، اُس نے کال کٹ کی،، اور گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلی،، ٹھنڈی ہوا

کے جھونکے نے اُس کا استقبال کیا،، وہ تھوڑا سا آگے بڑھی سامنے ہی ایک نوجوان نظر آیا جو سر پکڑے رو رہا تھا اور اپنے بال نوچ رہا تھا،، اُس نے بیک وقت حیرت اور تاسُف سے اُسے دیکھا اور چھوٹے چھوٹے ڈگ لیتی اُس کی جانب بڑھ گئی،،

"کیا ہوا ہے آپ ایسے کیوں بیٹھے ہیں اور رو کیوں رہے ہیں"

اُس نے نرم لہجہ اپنائے اُن کی پریشانی جاننے چاہی،،

"برباد کر دیا انہوں نے ہمیں،، برباد کر دیا،، ہم سے ہماری جنت چھین لی،، کیا مُنہ دیکھاؤں گا میں اپنے چھوٹے بھائیوں کو،، اپنی بہنوں کو،، ہم سے سب چھین لیا ان ظالموں نے،، وہ ماں جو ہماری ایک آہ پر تڑپ جاتی تھی ہم اُس کے لئے کچھ نہیں کر سکے ہم نہیں لڑ سکے ان ظالموں سے

بہت کہار استہ کھول دیں پر اُنہوں نے نہیں سُنی،، ہم غریبوں کی نہیں "سُنی،، چھین لیا ہم سے ہماری جنت

ایک قہر ٹوٹا تھا حرم پر،، اُس نے بے یقینی سے اُن کی باتیں سُنیں،، وہ غریب نوجوان ہنوز غم میں ڈُوبا رو رہا تھا،، اور بار بار ایک ہی بات دوہرا رہا تھا،، برباد کردیا ہمیں،، ہم سے ہماری جنت چھین لی،، یہ الفاظ حرم کے اعصابوں پر ہتھوڑے کی مانند برسے تھے،،

"کہاہیں وہ میرا مطلب آپ کی اماں"

بمشکل اُس کے لبوں نے سکوت توڑا،، ڈوبتے دل کے ساتھ اُس نے سوال داغا،، گرین آئیز ناچاہتے ہوئے بھی نم ہوئیں،، وہ بمشکل اپنی جگہ سے اُٹھے،، چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی،، حرم نے ضبط سے لب بھنیچے،، چہرہ

بے انتہا سُرخ تھا، اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ فُٹ پاتھ کی جانب لے گئے،، وہ اضطرابی کیفیت میں ایک ہاتھ سے اپنی کلائی تھامتی اُن کے پیچھے چلنے لگی،، جہاں ایک وجود کو مکمل چادر سے ڈھکا گیا تھا، اُس نوجوان نے خاموش نظروں سے اُس وجود کو دیکھا،، حرم کا اپنا پیروں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا،، وہ بمشکل اپنا دل مضبوط کرتے فُٹ پاتھ کے دوسرے جانب بیٹھ گئ اور اُن کے چہرے سے چادر ہٹائی،، ڈوپٹے کے ہالے میں لپٹا وہ چہرہ اتنا پُر نور تھا کہ بے ساختہ اُس کی آنکھیں عقیدت سے جھک گئیں،، اُن کا ہاتھ نرمی سے تھامتے ایک اُمید کے تحت اُس نے اُن کی نبض چیک کی،، اُسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا، اُس نبض میں حرکت محسوس کرتے ہوئے،، دل بے اختیار سجدائے شُکر میں جھکا تھا،، اُن کا وجود آہستہ آہستہ ٹھنڈہ پر رہا تھا،،

"آپ انہیں اُٹھائیں اور میرے پیچھے آئیں جلدی ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ان کی جان بچ سکتی ہے"

ایک اُمید کی کرن تھی،،ایک جان بچانے کا موقع دیا تھا اللہ پاک نے اُسے،،اور وہ یہ موقع وہ ہر گز بھی رائیگاں نہیں جانے دینا چاہتی تھی،، تبھی فوراً اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی بولی،،اور تیز رفتار کے ساتھ آگے بڑھنے لگی،،وہ نوجوان اُس کی بات پر چونکا اور بے یقینی سے اُسے دیکھنے لگا،، مگر پھر اُسے آگے بڑھتے دیکھ کر اُس نے جلدی سے اُس وجود کو اپنے مظبوط بازؤں میں بھرا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس کے قدموں کی تقلید کرنے لگا،، یہ بات ہی اُس کے وجود میں توانائی بحال کرنے کے لئے کافی تھی کہ قسمت نے اُسے اُس کی ماں،،اُس کی جنت کو بچانے کا ایک اور موقع فراہم کیا تھا،، حرم نے اپنی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور اُس وجود کو اندر لیٹانے کا کہتی ہوئی بھاگتے ہوئے ٹریفک کے شروع والے حصے میں پہنچی جہاں پولیس والوں ایک بڑی تعداد نے راستہ بلاک کیا ہوا تھا،،وہ چاہتی تو اُنہیں اپنے ہاسپٹل بھی لے جا

سکتی تھی مگر اُن کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اُسے ایک قریبی ہاسپٹل کا خیال آیا جو کہ اِسی روڈ پر آتا تھا،، پر اُس کے لئے وہ روڈ کھولنا ضروری تھا،،

سُنیں آپ پیلز ابھی یہ سب ہٹا دیں اور ہمیں جانے دیں ایک وجود کی جان " خطرے میں ہے ہمیں اُسے ہاسپٹل لے کر جانا ہے "

وہ اُن کے قریب پہنچتی ہوئی گہری سانس خارج کرتی تمام تر صورتحال سے اُنہیں آگاہ کرتی ہوئی بولی اور ساتھ ہی روڈ پر پڑے ان بورڈز کو ہٹانے کا کہنے لگی،، پولیس وارڈن چونک کر اُس کی جانب متوجہ ہوا،، جبکہ اُس کی بات پر وہ نفی میں سر ہلاتا رہ گیا،،

دیکھیں مس منسٹر صاحب کی ارجنٹ میٹنگ ہے،، ہم کچھ نہیں کر سکتے" آپ پندرہ منٹ ویٹ کرلیں تب تک اُن کی گاڑیاں بھی یہاں سے گزر جائیں گی"

وہ سنجیدگی سے بولا،، حرم نے حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھا،، وہ جانتی تو تھی یہ دنیا بہت بے حس ہے پر اس قدر سفاکی کی اُمید نہیں تھی،، مطلب ایک جان جارہی تھی اور ان لوگوں کو اپنے منسٹر کی پڑی تھی،،

تمہارا جو بھی منسٹر ہے مائی فُٹ،، دو منٹ میں یہ راستہ کلیر کرو،، منسٹر ہو گا وہ" اپنے گھر کا،، ہمارے ہی پیسوں پر عیش کر کے ہمارا ہی جینا حرام کر رہا ہے،، اور تُم کس لئے تنخواہ لیتے ہو عوام کی خدمت کے لئے یا ان دو ٹکے کے منسٹرز کی چاکری کے لئے"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتی شدید اشتعال کے عالم میں دھاڑی تھی،، اُس پولیس والے کا رنگ متغیر ہوا اس قدر بے عزتی پر،،

"جاؤ بی بی اپنا کام کرو اور ہمیں بھی کرنے دو"

وہ سخت لہجے میں بولتا اور اُسے بازو سے پکڑ کر وہاں سے ہٹانے ہی لگا تھا،، اور کے اگلے عمل نے وہاں کھڑے ہر فرد کو ٹھٹھکا کر رکھ دیا،، جب اُس نے اُسی کے بازو کو گھما کر کمر پر لاک کیا اور اُس کی سائڈ پاکٹ سے پسٹل نکالتی ہوئی چھلانگ مار کر اُس بورڈ کو کراس کر گئی،، سامنے سے آتی گاڑیوں کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور پسٹل کا رُخ اُن کی جانب کر کے اطمینان سے کھڑی ہو گئی،، سب نے حیرت اور صدمے کی سی کیفیت میں اُس پاگل لڑکی کو دیکھا،، جو خود موت کو دعوت دے رہی تھی،، سب پولیس والے الرٹ

ہوتے اُس کی جانب بڑھنے لگے تا کہ اُسے راستے سے ہٹا سکیں پر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی اُس نے پسٹل کا رُخ اپنی جانب کیا،،

"اگر کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں اپنے آپ کو شوٹ کر لوں گی"

وہ سُرخ آنکھوں سے غُرائی اُن سب نے بے اختیار بوکھلاتے ہوئے قدم پیچھے لئے،، معاملہ اُن کے ہاتھ سے نکل چُکا تھا،، کیونکہ پیچھے کھڑی ٹریفک میں ہر کوئی اس منظر کی ویڈیو بنانے میں لگ چُکا تھا،،

"منسٹر صاحب گاڑی روکیں اور اپنی بزدلی چھوڑتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلیں ابھی اور اسی وقت"

وہ بلند آواز بولی،، گاڑیاں ایک جھٹکے سے رُکیں تھیں،، تقریباً دس گاڑیاں تھیں جن میں سے سب سے پہلے باڈی گارڈز باہر نکلے اور ایک گاڑی کے گرد جمع ہو گئے،، حرم کے چہرے پر ایک طنزیہ مُسکراہٹ آئی،، گاڑی سے ایک زبردست پرسنیلٹی لئے ایک نوجوان باہر نکلا،، آنکھوں پر بلیک گلاسس چڑھائے کوٹ کے بٹن بند کئے وہ چہرے پر سنجیدگی سے اُس کی جانب بڑھا،، حرم نے اطمینان سے گن کا رُخ نیچے کیا،،

"جی بتائیں کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ"

دونوں ہاتھ سنجیدگی سے سینے ہر باندھے وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا،،اُس کی بات پر حرم کا شدت سے دل چاہا کہ گن کی ساری گولیاں اُس کے وجود میں اُتار دے،،

"ہمیں ہے کیس جنسی ایمرز ہٹائیں سے راستے ہمارے کو پولتوؤں اپنے

ہاسپٹل جانا ہے ایک زندگی خطرے میں ہے وہ آدمی کب سے رو رہا تھا تڑپ

رہا تھا پر آپ کے پالتوؤں نے اُنہیں جانے نہیں دیا یہی کہا کہ ہمارے سو کالڈ

منسٹر صاحب کی میٹنگ ہے تو عوام یعنی بقول آپ لوگوں کے آپ کے غُلام

انتظار کریں کسی کی جان جاتی ہے تو جائے پر منسٹر صاحب اپنی میٹنگ میں چلے

جائیں روڈ بلاک کر کے"

گرین آئیز میں اُترتے اشتعال کو قابو میں کئے وہ تمسخر بھرے لہجے میں بولی

تھی،، مُقابل کی اوشن بلیو آئیز میں حیرت کا تاثُر ابھرا تھا اُس کی بات پر،،

"ہے یو ادھر آؤ تُم"

اُس کے وجود کو نظر انداز کرتا اُس نے پولیس وارڈن کے بڑے سربراہ کو بُلایا،، وہ بے زاری سے اُس کی کاروائی ملاخظہ کرنے لگی،، وہ حلق تر کرتا منسٹر صاحب کی جانب بڑھا،،

"جی سر"

وہ سر جھکائے باادب لہجے میں بولا،، پر چہرے پر پڑنے والے انگوٹھیوں والے ہاتھ کے مکّے نے اُسے کچھ بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا،، ناک سے خون کی ایک لکیر بہہ نکلی تھی،، اُس کے اس عمل پر حرم نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا،،

"ابھی دو منٹ میں یہ راستہ مجھے ان بلاک چاہیئے"

وہ ایک شیر کی طرح دھاڑا تھا،، بلیک گلاسس کے پیچھے پوشیدہ اوشن بلیو آئید سے نکلتی چنگاریاں کسی کو بھی بھسم کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی،،

"جی۔۔۔ سر"

وہ گرتے پڑتے ہوئے روڈ کراس کرتا ہوا وہاں پہنچا اور سیٹی مارتا ہوا وہ بارڈز اُٹھانے لگا،، تقریباً دو منٹ میں سارا روڈ ان بلاک ہو چُکا تھا،، کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے حرم لب دبائے اُس کی کاروائی دیکھنے لگی،، ایک بھی گاڑی آگے نہیں بڑھی تھی،، سب حیرت سے اس صورتحال کو دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ اُس لڑکی کو داد بھی دے رہے تھے جس نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی تھی کسی اور کی جان بچانے کے لئے،،

جائیں آپ مس اور ہاں ایک بات پانچوں اُنگلیاں برابر نہیں ہوتیں آپ "
نے یہ جراّت کی ایک انسانی جان بچانے کے لئے اس بات پر ہم آپ کو حراجِ
تحسین پیش کرتے ہیں پر آئیندہ یہ حرکت کسی اور کے سامنے مت کریئے گا
کیوں کہ نہ ہر بار قسمت ساتھ دیتی ہے نہ ہر بار آپ کا سامنا وجدان خانزادہ
"یعنی مجھ سے ہو گا

اُس کے لفظوں میں اس قدر طلسمائیت تھی کہ کئ لمحے میں وہ کچھ بولنے کے
قابل نہیں رہی،،ایک نظر سنجید گی سے اُسے دیکھتے ہوئے وہ پلٹا اور اپنی گاڑی
کی جانب بڑھنے لگا معاً پیچھے سے آتی آواز پر وہ ٹھٹھکا،،

یہ مت سمجھایئے گا منسٹر صاحب کہ آپ نے میری ذات یا اُس غریب کی "
ذات پر احسان کیا ہے لوگوں نے آپ کو اپنا محسن سمجھتے ہوئے ووٹ دیا ہے نا

کہ خود کو آپ کا پابند کرنے پر اور مجھے جو ضروری لگا گا میں کروں گی کسی کی مجال نہیں ہے جو مجھے روک سکے"

وہ سنجید گی سے بولتی ہوئی باور کرواتی ہوئی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی،، وجدان نے اُس کی پشت کو گھورا،، جو کسی کا احسان ماننے کو تیار نہیں تھی پھر سر جھٹکتے ہوئے اپنی گاڑی میں جا بیٹھا،، تھوڑی دیر بعد وہ اپنی گاڑی میں بیٹھتی اُسے زن سے بھگاتی ہوئی روڈ پر لے گئی،، اور بغیر کہیں دیکھے سیدھا آگے کی جانب بڑھ گئی،، وجدان کی اوشن بلیو آئیز نے دور تک اُس کی کار کا پیچھا کیا تھا،، روڈ کو دوبارہ بلاک کر دیا گیا تھا،، اور منسٹر کی گاڑیاں وہاں سے گزرنے لگیں،، وہ خود تو چلی گئی تھی ہر وہاں کھڑی ساری عوام کو اپنا گرویدہ کر گئی تھی منسٹر سمیت،،

"آتش اس لڑکی کا سارا ڈیٹا مجھے اپنی ٹیبل پر چاہئے کل تک"

وہ گہری سنجیدگی سے باہر کی جانب دیکھتا ہوا اپنے مینیجر سے مخاطت ہوتا ہوا بولا،،

"جی سر میں کل تک فائل آپ کو بھیج دوں گا"

معاً آتش اُس کی بات پر سر خم دیتا ہوا بولا،، وجدان نے اُس کی بات پر سر ہلایا،،اوشن بیلو آئیز میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں،، واقعی کوئی عام انسان کبھی ایسی حرکت نہیں کر سکتا،، کچھ تو تھا جو اس لڑکی میں خاص تھا،، گہری سانس خارج کرتا وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا،،اور اپنی پیشانی سہلائی،،

****

(حال)

نظریں چھت کی جانب اُٹھائے پُر سوچ انداز میں اُس نے لب دبائے اور اپنے ساتھ لیٹے وجود کو دیکھا،، وہ گاڑی میں اتنا سو چُکی تھی کہ اب نا چاہتے ہوئے بھی اب اُس کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہیں تھا،، اُس نے حسرت بھری نظروں سے نینا کو دیکھا جو پُر سکون سے سو رہی تھی،، چہرے کا رنگ ہلکا سا پیلا پر چُکا تھا،،

آخر ایسا کون سا جن بھوت دیکھ لیا تھا اس نے جو ایسی حالت ہو گی ضرور کسی فقیر کو دیکھ لیا ہو گا "

چہرے پر تھوڑی ٹکائے اُس نے نینا کے چہرے کو تکتے ہوئے اندازہ لگانا چاہا،، اگر نینا اُس کی بات سُن لیتی تو یقیناً دوبارہ صدمے میں چلی جاتی،، پیٹ میں دوڑتے چوہوں کی پُکار پر لبیک کہتے ہوئے اُس نے کمفرٹ خود سے

کھسکھا کر دور کیا اور پاؤں میں چپل اُڑس کر اپنی جگہ سے اُٹھی،، خود کو چادر سے ڈھکے اُس نے دھیرے سے بغیر کوئی شور کیئے دروازہ کھولا،، چوں کہ لائٹ نینا کے ڈر کو سمجھتے ہوئے اون رکھی تھی اسی لئے اسُے زیادہ مشکل پیش نہیں آئی،، اُسے نہیں پتا تھا وہ کون سی جگہ پر ہے بس اتنا معلوم تھا کہ وہ کوئی عام گھر تو ہر گز نہیں تھا بلکہ ایک بنگلا تھا،، چوں کہ رات بہت ہو چکی تھی اسی لئے نینا اُسے اپنے ہی روم لے آئی،، زی نینا کو خود کا خیال رکھنے کا کہتا پھر ناجانے کہاں غائب ہو چُکا تھا،،

"اب اتنے بڑے گھر میں کچن کہاں ڈھونڈوں"

وہ خود سے اُلجھتی ہوئی چلنے ارد گرد دیکھتی چلنے لگی مگر اپنے ہی چادر کے کونے کے پاؤں میں آنے کے باعث وہ گرتی ہی کہ سامنے سے آنے زی نے بروقت اُسے شانوں سے تھام لیا،، ہانیہ اپنا فیورٹ مشغلہ یعنی آنکھوں کو کبوتر

کی طرح بند کئے دھڑکتے دل کے ساتھ کھڑی رہی،، شناسا سے پرفیوم کی خوشبو اُس کے نتھوں سے ٹکرائی تو اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں،، خود کو زی کے حصار میں پاتے ہوئے وہ سُرخ چہرہ لئے پیچھے ہٹی،، اور بے مقصد اپنی چادر سنبھالنے لگی،، دھڑکنوں میں طلاطم برپا تھا،،

"اتنی رات کو روم سے باہر کیوں نکلی"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ سنجیدگی سے بولا،، اور گہری نظروں سے اُسے دیکھنے لگا،،

وہ مسٹر گندہ میرا مطلب گنڈہ،،"

یکدم زبان کے پھسل جانے پر وہ زی کی نظروں سے خائف ہوتی معذرت کرتی اپنی بات مکمل کرنے لگی،،

"مجھے بھوک لگی تھی کیچن ڈھونڈ رہی تھی تاکہ کچھ کھا سکوں"

اُس نے معصومیت سے سر جھکائے کہا،،اس بار بھائی بولنے کی غلطی ہر گز نہیں کی،،

یہاں سے رائٹ سائیڈ پر ہے دھیان سے جانا کہیں کوئی بھوت نہ پکڑ لے" "تمہیں

اُس کی پہلی بات کو نظر انداز کرتے وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا،،وہیں ہانیہ کے چھکے چھوٹے تھے اُس کی آخری بات سُن کر،،اُس کے چہرے کے اُڑے

رنگ دیکھتے بمشکل زی نے ہونٹوں ہر آنے والی مُسکان کو قابو کیا،،اور سنجیدگی سے آگے بڑھنے لگا،،

"سُنیں"

ہانیہ بروقت اُسے پُکار بیٹھی،،زی کے قدم تھمے تھے،،اُس نے سختی سے مُٹھیاں بھینچیں تھیں اُس کے لفظ پر،،

"سُنائیں"

وہ اُسی کے انداز میں بولا،،ہانیہ نے حیرت سے اُس کی پُشت کو دیکھا،، مگر پھر یکدم ہوش میں آئی،،

وہ اگر آپ تھوڑی دیر میں میرے ساتھ کچن میں رُک جائیں تو،، ہو سکتا" بھوت آپ کے ڈر سے مجھے نہ کھائیں،، ویسے آپ اتنے کھڑوس ہیں،، وہ " پاگل تھوڑی ہیں جو آپ جیسے کھڑوس بندے کھائیں

وہ معصوم صورت بنائے لب دبائے بولی تھی،، یہ الگ بات ہے کہ آخری دو باتیں اُس نے دل میں ہی کہیں تھیں،، ورنہ بھوت تو الگ مسئلہ ہیں اس کا قتل مسٹر گنڈے کے ہاتھوں ہی ہونا تھا،، زی سنجیدگی سے پلٹا اور بغیر کچھ بولے رائٹ سائیڈ کی جانب بڑھ گیا،، ہانیہ بوکھلاتی ہوئی اُس کے پیچھے چلنے لگی،،

"یہ رہا کچن جو کرنا ہے جلدی کرو"

کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے جیب سے موبائل نکالتے وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،ہانیہ نے منہ بسورا،،اب بھلا کچن کو دیکھنے تھوڑی آئی تھی جو جلدی سے دیکھ کر چلے جائے،،اُس نے تنک کر سوچا،،اور دلچسپی سے بڑی سی فریج کا ڈور کھول کر اندر دیکھنے لگی،،پیٹس،،پیسٹری،،اور دوسری چیزیں دیکھتے اُس نے منہ بنایا پر جیسے ہی اُس کی نظر انڈوں پر پڑی اُس کی براؤن آنکھوں میں چمک اُبھری،،

"ان سے پوچھوں کھائیں گے کہ نہیں"

اُس نے دل میں سوچا،،

"چھوڑو یار میں کون سا اُن کی بیوی ہوں جو اُن سے پوچھوں"

اُس نے اپنا ہی خیال رد کرتے ہوئے وضاحت پیش کی مگر جیسے ہی اپنے جملے پر غور کیا اُس کی ہنسی چھوٹی،، زی نے ہیزل گرے آئیز میں حیرت بھرے اُسے دیکھا،، ہانیہ نے بمشکل اپنی ہنسی قابو کی اور ایک کان کو پکڑ کر سوری کرتی ہوئی فریج سے انڈے نکال کر ٹیبل کر رکھنے لگی،، اس دوران وہ اتنی کیوٹ لگی تھی کہ زی بے اختیار اُسے دیکھے گیا،،

"سُنیں"

اُس نے چونک کر اُسے پُکارا پر خود پر ٹکی اُس کی نظریں محسوس کر کے اُس کا دل زوروں سے دھڑکا،،

"ہمم"

اُس نے بروقت اپنی نظریں پھیریں اور موبائل کو جیب میں رکھتا ہوا ڈائننگ ٹیبل کی چیر پر بیٹھ گیا،، ہانیہ نے اپنی پیشانی پر سے پسینے کی ننھی ننھی بوندیں صاف کیں،،

"وہ مصالوں کے باکسز کہاں ہیں"

اُس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا،، زی نے سنجیدگی سے اوپر کی جانب اشارہ کیا،، ہانیہ نے رونی صورت بنا کر اُس جگہ دیکھا جہاں اُس کا ہاتھ پہنچنا ممکن نہیں تھا،،

"کس اُلو کے پٹھے نے مصالے وہاں رکھے ہیں"

ہانیہ کا بس چلا اُس کی گچی مروڑ دے اب اتنا اوپر کیسے جائے گی،، زی کچھ دیر تو اُس کی پریشان صورت دیکھتا رہا،، پھر گہری سانس خارج کرتا اپنی جگہ سے اُٹھا اور ہاتھ اوپر کر کے کیبن کا ڈور کھول کر اندر سے مطلوبہ مصالے نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگا،، ہانیہ نے اپنے چھوٹے قد کو کوسا وہ زی کے کندھوں تک پہنچتی تھی،، اُس نے حجالت سے نظریں. پھیریں،،

"بیٹھ جاؤ"

وہ سپاٹ لہجے میں بولا ہانیہ نے حیرت سے اُسے دیکھا مگر جیسے ہی اُس نے اُس کی جانب نظریں اُٹھائیں وہ گڑ بڑاتے ہوئے چیر سنبھالتی ہوئی بیٹھ گئی،، اور حیرت سے اُس کی کاروائی ملاخظہ کرنے لگی،، زی سنجیدگی سے پیاز کاٹنے لگا اور دوسرے کیبن سے فرائی پین نکالتے ہوئے چولہے پر رکھ گیا،، ہلکی سی فلیم اون کرتے ہوئے اُس نے پیاز دوبارہ سے کاٹنا شروع کیا اور فریج سے

تھوڑی سی ہری مرچیں نکال کر اُسے بھی کٹنگ شیلف پر رکھ کر کاٹنے لگا،، ایک باؤل میں انڈے توڑتے ہوئے اُس نے کٹنگ شیلف سے پیاز اور ہری مرچیں اُس کے اندر ڈالیں،، اور اُسے ایک چمچ کی مدد سے گُھمانے لگا،، دونوں ہاتھوں کی کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے ہانیہ نے قدرے محویت سے اُسے دیکھے جا رہی تھی،، وہ سنجیدگی کام کرتا ہوا اس قدر پیارا لگ رہا تھا کہ بے ساختہ اُس کے دل نے ماشاءاللہ کہا مگر پھر سُرخ چہرہ لئے نظریں ٹیبل پر ٹکا دیں،، مرچ مصالہ ڈال کر اُس نے انڈے کو فرائی پین میں اُنڈیلا اور پھر کچھ دیر کے وقفے کے بعد پلٹ کر دونوں جگہ اچھی طرح سے فرائی کرتے ہوئے اُسے پلیٹ میں نکالا اور اُس کے سامنے چُٹکی بجاتا ٹیبل پر رکھتا ہوا وہاں سے چلا گیا،، ہانیہ کی محویت ٹوٹی تھی اُس کے چُٹکی بجانے پر،، وہ حجالت سے اپنی جگہ سے اُٹھی اور فریج سے سلائیس نکالتے ہوئے اُسے بھی فرائی کرتے ہوئے فلیم بند کر کے سب سامان سمیٹتی ہوئی چیر پر بیٹھ گئی،، ابھی اُس نے پہلا نوالہ ہی لیا تھا کہ یکدم گلال سُرخ ہوئے،، آملیٹ بہت زبردست بنا تھا،، یا پھر

ہانیہ کو ہی خاص لگ رہا تھا،، اُس نے جلدی سے کھانا ختم کیا، اور پلیٹ سنک میں واش کرتی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سرپٹ اپنے کمرے کی جانب دوڑ لگا دی،، اپنے کمرے میں پہنچتے ہی گہری گہری سانسیں لے کر اپنی دھڑکنیں معمول پر لاتی وہ بیڈ میں ڈبک کر لیٹ گئی،، گال مسلسل دہک رہے تھے،،

"اللہ میاں"

وہ روہانسی ہو کر بولی،، اور کمفرٹ سر تا اوڑھے سونے کی کوشش کرنے لگی،، نینا ہنوز گہری نیند سو رہی تھی، کمرے میں بڑھی خنکی اور ٹھنڈک سے وہ جلد ہی گہری نیند کی وادی میں اُتر گئی،، کھڑکی میں کھڑا وجود پُراسرار سی مُسکراہٹ کے ساتھ غائب ہوا تھا،،

****

چندا ماما پورے آسمان میں اکیلے ڈیرا جمائے بادلوں کو پرے کئے پوری موج سے ارد گرد دیکھ رہے تھے کہ اُن کی نظر دو جڑواں لڑکیوں پر پڑیں جو ویران سڑک ہر تن تنہا کھڑی تھیں،، رات کے تقریباً ایک بجے کا وقت تھا جب وہ دونوں رکشہ ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کر رہیں تھیں،، پر رکشہ تو رکشہ وہاں پر تو دُور دور تک کسی زی روح کا گُمان تک نہ تھا،، اُنہیں کسی بھی طرح گھر جانا تھا صبح سات بجے سے پہلے کیوں کہ امی خضور چاہے اُن کے ساتھ سرد رویہ اپنائے رکھے تھیں مگر پھر بھی وہ روز صبح اُن کا کمرہ چیک کرنے آتیں اور بس دیکھ کر چلی جاتیں،،

"یار اب کیا کریں نہ رکشہ نہ ٹیکسی نہ گاڑی دیکھائی دے رہی جس سے ہم لفٹ ہی لے لیں"

سڑک کے کنارے بیٹھتی منال منہ بنا کر بولی اور پاؤں سے نیچے پڑے پتھر کو ٹھوکر ماری جو سیدھا مناہل کے پیروں کے پاس جا گرا،

"آجائے گی کوئی نہ کوئی گاڑی ابھی دیکھ اتنے مزے کا ماحول لگ رہا پوری سڑک خالی نہ کوئی بندہ نہ بندے کی ذات"

فضا میں چلتی مسحور کن ہوا میں گہری سانس بھرتی مناہل پُر سکون لہجے میں بولی اور اپنے پاؤں کے سامنے پڑے پتھر کو زوردار طریقے سے اُچھال دیا، منال نے اُس کی بات سُن کر منہ بنایا،

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے خالی سڑک پر بھوت بھی آسکتے ہیں"

وہ تاریک سڑک پر اپنی بے زاری سے بھری لائٹ براؤن آئیز گھماتی اُسے آگاہ کرتی ہوئی بولی،، اور ایک اور پتھر کو ٹھوکر مار کر مناہل کی جانب اُچھال دیا،،

"ابھی بھوتوں کے باپ میں بھی اتنی ہمت نہیں کہ وہ مناہل ملک اور منال ملک کے ٹیلنٹ سے واقف ہوتے ہوئے بھی اُنہیں چھیڑنے کی کوشش کرے"

وہ گردن اکڑا کر فخریہ لہجے میں بولی اور پھر سامنے پڑے پتھر کو ٹھوکر مار کر دُور اُچھال دیا،،

"ابے کون سالا پتھر مار رہا ہے"

درد اور نیند میں ڈوبی آواز تاریک سڑک پر گونجی،، منال ڈر کر مناہل سے چپک گئی،، وہیں مناہل بھی اپنا حلق تر کرتے ہوئے اُس آواز کی سمت دیکھنے لگی،، چاند کی روشنی میں اُنہیں فُٹ پاتھ پر ایک ہیولا سا نظر آیا، منال اور مناہل کی دلخراش چیخیں گونجیں تھیں بھوت کا تصور کر کے،، وہیں فُٹ پاتھ پر لیٹا بھوت بھی ہڑ بڑا کر کھڑا ہو گیا،،

"ابے کیوں چیخ رہے ہو تُم لوگ"

وہ نسوانی چیخ پر ناگواری سے بولا تھا، مناہل اور منال نے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخیں روکیں اور آنکھوں میں حیرت بھرے اُس سفید لباس میں موجود ملنگ کو دیکھنے لگیں جو کہ چاند کی روشی میں واقعی کسی بھوت سے کم نہیں لگ رہا تھا،،

"بھوت انکل ہمیں جانے دو ہمارے چھوٹے چھوٹے ماں باپ ہیں بڑے بڑے بہن بھائی ہیں ہم تو یہاں راستہ بھٹک کر آ گئے تھے ورنہ ہم نے تو داتا دربار بریانی کھانے جانا تھا آپ کی قسم ہم تو بہت غریب ہیں ہمیں تو بلینس ڈلوائے بھی صدیاں بیت گئی ہیں "

چہرے پر نہایت مسکینیت کے تاثُرات سجائے منال نے بھوت انکل سے جان چھڑانی چاہی،، وہیں مناہل نے بریانی والی بات پر اُس کے پیٹ میں کہنی ماری تھی،،

"بند کرو اپنا یہ ڈرامہ ہم کوئی بھوت ووت نہیں ہے تُم لوگ جیسا انسان ہی ہے"

سر کھجاتا بے زاری سے اُن کی بات سُنتا وہ ملنگ چیخ کر بولا،،اُس کی بات پر منال اور مناہل پر سکون سانس حارج کی،،

"ہم کیسے یقین کر لیں کہ تُم بھوت نہیں ہو ہو سکتا تُم ہمیں اُلو بنا رہے ہو اور بعد میں ہمیں کھا جاؤ"

مناہل کی زبان پھسلی،،وہیں منال نے سر پیٹا اُس کی بات پر،،اُس ملنگ نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا،،

"بابا ماننا ہے تو مانو ورنہ اپنا یہ شکل گُم کرو ہم کا کوئی شوق نہیں ہے اپنا نیند خراب کر کے تُم سے بات کرنے کا"

وہ اپنے ہاتھوں سے ان دونوں کو جانے کا اشارہ دیتا غُصے سے بولا تھا،، منال اور مناہل نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آبرو اُچکائی تھی اُن کا یہ اٹیٹیوڈ دیکھ کر،،

ہاں تو کس نے کہا تھا تُم کو سڑک پر سونے کا اپنے گھر جا کر سو نہ راہ چلتے "
"معصوم لوگوں کو ڈرا دیتا تُم

اُسی کا انداز اپنائے مناہل سر جھلا کر بولی تھی،، اس بات کا یقین تو ہو گیا تھا کہ وہ انسان ہے،، پر ساتھ اس بات کا بھی کہ وہ کوئی بڑا ہی کٹھور انسان ہے،، اُس ملنگ نے اُس کی بات سُن کر منہ بنایا،،

ہم کا کوئی شوق نہیں سڑک پر سونے کا اگر ہم کا پاس اپنا گھر ہوتا تو ہم وہاں "
"ہوتا نہ کہ یہاں کھڑا ہوتا اور تُم جیسا فضول لوگوں سے بحث کر رہا ہوتا

وہ جوابدہ ہوتے بے نیازی سے بولے اور دوبارہ سر تا چادر اُوڑھ کر فُٹ پاتھ پر لیٹ گئے،، منال اور مناہل نے منہ بنا کر اُس کھڑوس بابا کو دیکھا تھا،، ایک بار پھر اُن دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دونوں کے ہونٹوں پر ایک شریر مُسکراہٹ کھلی،، مناہل دھیرے سے آگے بڑھی اُور اُس کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے اُس کی چادر کھینچی،، وہ ملنگ جو نیند میں جانے ہی والا تھا کہ اس حملے پر ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا،،

"بھاگ"

تاریک سڑک پر مناہل کی آواز گونجی،، وہ دونوں کھلکھلاتی ہوئیں خرگوش کی طرح سڑک پر اُچھل کر بھاگ رہیں تھیں،، وہیں وہ ملنگ تلملاتا ہوا اپنا ڈنڈا پکڑتا اُن کے پیچھے بھاگنے لگا،،

"ہم چھوڑے گا نہیں تُم کو"

اُس کی غُراتی ہوئی آواز گونجی،، مناہل اور منال اُس کی بات پر کھلکھلائیں اور بھاگنے کی رفتار تیز کر دی،،

"پہلے پکڑ تو لے"

وہ دونوں بلند آواز بولیں اور بھاگتے بھاگتے بہت دور نکل آئیں،، وہ دونوں ایک جگہ سانس لینے کو رُکیں تھیں،، اور دور سے اُس بابا کو دیکھنے لگیں جو کہ ہانپتا ہوا اُن سے قدرے دور کھڑا تھا،، وہ مناہل اور منال تھیں اُن کے شر سے کوئی فقیر بھی اپنا بچاؤ کر لے ناممکنٔ،، کتنی عجیب بات تھی،، وہ دونوں کسی بھی حال میں اپنا شکار تلاش کر ہی لیتی تھیں،، چاہے کوئی ویران سڑک

ہو چاہے کوئی ہوٹل چاہے کوئی پارک یا چاہے وہ دُنیا کا آخری کونا ہی کیوں نہ ہو،، وہ دونوں سڑک کے آخری کنارے پر بیٹھیں اپنی سانسیں بحال کر رہی تھیں،، یکدم پیچھے بنی جھاڑیوں میں سے دو ہاتھ نکلے اور منال کے مُنہ پر سختی سے جمتے ہوئے اُسے اندر کھینچ لے گئے،، اُس نے غُوں غُوں کر کے دور بیٹھی مناہل کو متوجہ کرنا چاہا مگر ناکام رہی اور جلد ہی اُس کا وجود جھاڑیوں میں غائب ہو گیا،، مناہل کی تیز نظریں اُس بابا پر جمیں تھیں جو اب کہ سڑک کے درمیان اطمینان سے چوکری مارے بیٹھا تھا،، اُسے یکدم خوف سا محسوس ہوا،،

"دیکھو ہم تُم کو یہ چادر واپس کر دیتا ہے بدلے میں تُم ہم کو یہاں سے جانے دے گا بغیر کوئی نُقصان پہنچائے"

فضا میں اُس کی چادر لہراتی وہ بلند آواز بولی تھی،، وہیں ملنگ کے چہرے پر تمخسرانہ مُسکراہٹ کھلی تھی اُس کی بات پر،، اُس نے منال کو لے جاتے دو ہاتھ دیکھ لئے تھے وہ جانتا تھا یہ کام کس کا ہے،، جتنا ان لڑکیوں نے مجھے ستایا ہے اب ان کا بھی تھوڑا جینا حرام ہونا چاہیے،، اُس نے شیطانی مُسکراہٹ سوچا،، وہیں مناہل نے اُس ملنگ کو بے زاری سے دیکھتے ہوئے منال کے اتنی دیر خاموشی پر تعجب سے اپنا سر پیچھے گھمایا،، مگر اُس کی غیر موجودگی کو دیکھتے ہوئے اُس کے پیروں تلے زمین نکلی،،

"منال منحوس یہ کوئی وقت ہے مزاق کرنے کا لعنتی چل باہر آ فوراً دیکھ ہمیں گھر بھی جانا ہے اس بابے سے جان چھڑا کر جلدی باہر آ"

ارد گرد نظریں دوراتی وہ تیکھے جتون لئے بولی،، پر ناچاہتے ہوئے بھی دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا،، دو منٹ وہ وہ خاموش کھڑی رہی کہ ابھی منال

اُچھلتی کودتی باہر آئے گی اور کہے گی کیسا لگا میرا مجاق،، مزید دو منٹ گزر جانے کے بعد بھی سناٹے نے اُس کا استقبال کیا تو اُس کے حقیقی معنوں میں چھکے چُھوٹے،،

"مینو تُتی"

وہ چلائی تھی،، گیرن آئیز میں نمی سی اُبھری تھی،، خود پر جی بھر کر غُصہ آیا جو اُس کی حفاظت نہیں کر سکی،، یکدم اُس بابا کا خیال آتے ہی وہ جھٹکے سے پلٹی مگر اُس بابا کو وہاں نہ پا کر وہ زمین پر ڈھہ سی گئ تھی،، زمین و آسمان اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے تھے، شدید اضبراب کے عالم نے اُس نے گھبراہٹ میں اپنے اسکارف سر سے اُتارا،، گلے میں ایک گلٹی سی اُبھری تھی،، ڈُبڈبائی آنکھوں سے اُس نے ارد گرد دیکھتے اپنی سوچ کے گھوڑے دہرائے،، اُس کی نظر ایک چیز پر پڑی اور وہ حیرت سے اپنی جگہ

سے اُچھلی تھی،، وہ منال کے ہاتھوں میں پہنی رنگ تھی،،اُس نے اُس رنگ کے تعاقُب میں دیکھا تو بڑی بڑی جھاڑیاں دیکھتے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا،،

مینو میں تُمہیں بچا کر رہو گی جس نے بھی ہم سے پنگا لینے اور ہم دونوں کو الگ کرنے کی کوشش کی ہے اُس کا تو بیڑا غرق کر کے ہی دم لوں گی میں"

اُس رِنگ کو اپنے کلچ میں رکھتی جو گرز کے تسمے کستی وہ ایک اعظم سے بولی اور بسم اللہ کہتے ہوئے اُن بلند و بالا جھاڑیوں کے درمیان جگہ بناتے احتیاط سے چلنے لگی،، تھوڑا ہی آگے بڑھنے پر اُسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا،،وہ چوکنی ہوتی اپنی سانسوں کو روکتی نیچے مٹی پر جھک گئ تا کہ کسی کو آواز نہ آئے،، کسی کی آوازوں کی. جانب متوجہ ہوتے ہوئے اُس نے حیرت اور تجبُس سے اُن کی باتیں سُننی چاہیں،،

"شنگ شاشو شی شا"

مناہل کو منُہ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ عجیب و غریب زبان سُن کر،،

"اے ئے شا شا مجا مجا کھا کھا آ ہا ہا ہا"

آگے سی کسی دوسرے شخص کی آواز گونجی،،اور پھر وہ دونوں چھت لھاڑ قہقہ لگانے لگے،، مناہل نے ہونق پن سے اُنہیں سُنا اور تھوڑا سا جھاڑیوں سا جھانک کر اُنہیں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی،، پر اُس سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آیا،، جلد ہی وہ آوازیں بند ہوئیں شاید وہ لوگ وہاں سے جا چُکے تھے،،

"اب یہ کون سی زبان تھی نہ کبھی سُنی نہ دیکھی"

جھاڑیوں سے اُٹھ کر کپڑے جھاڑتی وہ منمناتے ہوئے بولی،،

"اُس نے بولا تھا کھا کھا مجا مجا تو مطلب"

ذہن میں کڑیوں سے کڑیاں ملاتے وہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگی،، مگر یکدم اُس کے دماغ میں ایک جھماکا ہوا،،

اووو سمجھ لگ گئی یہ لوگ منال کو کھانے کی پلیننگ کر رہے ہیں اور کہہ "رہے ہیں کہ اُسے کھا کر مجا آئے گا"

اصل بات تک پہنچتے ہوئے اُس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑے تھے،،وہ نہایت احتیاط سے آگے کی جانب قدم بڑھانے لگی،،اور ہاتھوں سے

جھاڑیوں کو پیچھے کرنے لگی،،اگر تو وہ مناک کو کھانے والے تھے تو مناہل کو جلد ہی کسی بھی طرح اُس تک پہنچنا تھا تا کہ منال کو اُن کی قید سے چھڑا کر گھر جا سکے،،

تھوڑا سا ہی آگے جانے پر اُسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی اور ہی دینا میں پہنچ گئ ہو،، گرین آئیز سامنے کا منظر دیکھتیں حیرت سے پھیلیں تھیں،،وہ بلکل ایک الگ ہی بستی کا منظر تھا،، چھوٹی چھوٹی جُھگیاں بنی ہوئیں تھیں،،اور ہر جھگی کے باہر ایک لال ٹین جلا ہوا تھا،،یکدم کوئی عورت جھگی سے باہر آئی،،مناہل دوبارہ جھاڑیوں میں چھپ گئ،،اور پریشانی سے ہونٹ چبانے لگی کیوں کہ دو قدموں پر ہی جھاڑیوں کا اختتام تھا،،اب آگے کا راستہ اُسے مزید احتیاط سے طہ کرنا ہو گا،،اور کسی بھی طرح اُس جگہ پر پہنچنا ہو گا جہاں منال کو رکھا گیا تھا،،اُس نے جھاڑیوں کی اوٹ سے اُس عورت کی کاروائی ملاخظہ کی،اُس کا حلیہ دیکھ اُس نے منہ بنایا،،سر پر کوئی سنگ ٹائپ چیز پہنے چہرے پر کچھ کالا کالا ہاتھ چھاپے،،جنگلیوں جیسا حلیہ اپنائے وہ اپنی جھگی کے باہر

پتھر سے پتھر رگڑ کر آگ جلانے کی کوشش رہی تھی،، مناہل کی حالت اُس کی کاروائی پر صدمے سے فوت ہونے والی ہو گئی تھی،، مطلب کیا یہ لوگ پانچ روپے کی ماچس بھی نہیں افورڈ کر سکتے تھے،، یہ تو ہم سے بھی زیادہ غریب ہیں،، اُس نے بے یقینی سے سوچا تھا،، جیسے ہی وہ عورت آگ جلانے کے بعد دوسری جانب مطلوبہ سامان لینے کے لئے چلی گئی،، مناہل فٹ سے جھاڑیوں سے چھلانگ مار کر سامنے آئی اور کپڑے جھارتی ہوئی آنکھوں میں تجُسس لیئے اُس جھگی کے اندر گھس گئی،، جھگی کے اندر گُھپ اندھیرا تھا،، اُس نے اپنے کلچ سے موبائل نکال کر اُس کی ٹورچ اون کی،، پوری جھگی روشنی میں نہا گئی تھی،، فرش پر کھالوں سے بنا قالین بچھا ہوا تھا،، اپنی ناک پر ہاتھ رکھتے مناہل کی نظر ایک چیز پر پڑی،، اُس کی آنکھوں میں تعجب اُبھرا تھا،، اُس نے وہ چیز جھک کر اُٹھائی اور اُسے اُلٹ پُلٹ کر کے دیکھنے لگی،، وہ کوئی تیز کمان تھا،، جس میں تیز ندارد تھا،، اُس نے وہ تیر کمان اُٹھایا،، اور اپنے کندھے پر ڈال دیا،، تاکہ اپنی خفاظت کر سکے،، یکدم اُسے باہر کسی کی

موجودگی کا احساس ہوا،، یقیناً وہ عورت لوٹ آئی تھی،، مناہل نے اپنا حلق تر کرتے ہوئے اُس جھگی کا پچھلا حصہ نیل کٹر کے درمیان چھوٹی سی چھڑی سے چیڑا اور باہر نکل کر لمبی لمبی سانسیں لیں،،

"اووئے ے شاشا کوشی شا کوشی شا تیران وتی"

یکدم فضا کو چیرتی ہوئی اُس عورت کی آواز گونجی،، شاید اُسے محسوس ہو گیا تھا کہ کوئی اُس کی جھگی میں گھسا ہے،، سب لوگ اُس کی چیخ پر جھگیوں سے باہر آ گئے،،

"او تیری مر گئے کیڑے پریں تجھے منحوس"

دانتوں تلے لب دبائے فق ہوتے رنگ کے ساتھ مناہل نے سامنے کی جانب نہ آو دیکھا نہ تاؤ اور دوڑ لگانا شروع کر دی،، پر راستے میں بھی اُس عورت کو کوسنا نہ بھولی،، یکدم اُس کا پاؤں پھسلا اور وہ منہ کے بل گڑی، سر پر لگنے والے پتھر کے باعث وہ آہستہ آہستہ اپنے ہوش کھو بیٹھی،،

"مینو"

اُس لے لبوں سے ادا ہوا اور پھر گہری خاموشی چھا گئ، کوئی اُس کے وجود کو گھسیٹتا ہوا دائیں جانب لے گیا تھا،،

****

دیکھ لینا تُم کیڑے پڑنے اس بُھڈی کی قبر میں پاؤں قبر میں لٹک رہے اس "
" کے اور کام دیکھو شیاطانوں کو بھی مات دے رہی ہے

یہ منظر ہے ایک بڑے سے درخت کا جہاں دو نفوسوں کا اچھی طرح سے باندھا گیا تھا،،اور اُن کے سامنے ایک موٹی سی عورت عجیب سے حلیے میں ایک بڑی سی لکڑیوں کی بنی کرسی نما چیز پر بیٹھی بے ہنگم قہقہے لگا رہی تھی،،اُس کے گرد دو مرد اُس کے جیسا ہی عجیب حُلیہ اپنائے ہتوں سے اُسے ہوا دے رہے تھے،،اور ایک مرد اُس کے قدموں میں بیٹھا ہوا اُس کے منہ میں انگور ڈال رہا تھا،،اُس زمین ہر بیٹھے آدمی نے کان میں اچھی طرح ہارش کر کے جیسے ہی اُس موٹی عورت جو کہ شاید اُن کی رانی تھی اُسے کھلا یا وہیں منال نے آنے والی اُبکائی کو بمشکل قابو کیا،،اور اپنے ساتھ بندھے نفوس کو مخاطب کر کے اُس موٹی کو خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی بولی تھی،،اُس گھسٹے ہوئے یہاں لا کر باندھ دیا گیا تھا،،پر اُس نے اپنی ایک نشانی وہاں پھینک دی تھی اور اُسے یقین تھا کہ مناہل اُسے بچانے ضرور آئے گی،،اور پھر وہ

دونوں مل کر اُس موٹی عورت کا بھرتا بنا کر کسی گائے بھینس کے آگے ڈال دیں گے ،،

ہنہہ سہی کہہ رہی تو توبہ توبہ تین تین شوہر رکھے ہیں اس نے تو اور تینوں "ہی زن مرید لگ رہے منحوس کہیں کے"

اُس کی بات سُنتا ساتھ والا وجود بھی سنہری آنکھوں میں ناگواری لئے بولا تھا،،

"اوئی شاشیطان خوشا بلی شاہاہاہا"

یکدم وہ موٹی عورت خوشی سے قہقہہ لگا کر بولی تھی اُس کے ساتھ بیٹھے مردوں نے بھی اُس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا،،

"شیطان"

منال تعجب سے ایک لفظ پر ٹھٹھک کر بولی تھی،،

"بلی"

مُقابل کی صدمے میں بھری آواز گونجی،،

"تجھے پتہ ہے کہ یہ ساؤنڈ کیا کہہ رہی"

منال نے حیرت سے اُس سے پوچھا،،

"ابے ے ے کلمہ پڑھ لے ہم مرنے والے ہیں منحوس یہ جنگلی شیطان کو بلی چڑھانے لگے ہیں ہماری"

وہ روہانسی ہو کر بولی تو منال کے پیروں تلے زمین نکلی اُس کی بات سُن کر،،

"ابے تو کتنے دنوں سے یہاں بندھی ہے"

یکدم زہن میں کھلبلاتا سوال لبوں پر لاتی سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھ کر بولی

''

"دو دن ہو گئے ہیں کالج ٹرپ پر آئی تھی اسلام آباد سے واپسی پر وہ مجھے چھوڑ کر ہی چلے گئے منحوس مارے یہاں ماری ماری پھر کر کسی کو ڈھونڈ رہی تھی کہ کال کر لوں پر اُس سے پہلے ہی یہ جنگلی منحوس اُٹھا کر لے آئے مجھے"

وہ گہری سانس خارج کرتی افسوس بھرے لہجے میں بولی تھی تو منال نے اُس کی بات پر سر ہلایا تھا،، اُس کا ذہن تیزی سے یہاں نکلنے کے منصوبے بنا رہا تھا

****

"انو تو شیور ہے کہ نہیں جائے گی"

اے کیا نہیں اب میں پتھر پر لکھ کر دوں تجھے نہیں جانا تو مطلب نہیں جانا"

"منٹ بار ایک ہی سوال دماغ کا دہی کر دیا تو نے

سنایا کے کوئی دسویں بار پوچھنے پر انابیہ پھٹ پڑی،، وہ لوگ باہر واک کرنے جا رہے تھے جب کہ انابیہ انکار کر چکی تھی مگر پھر بھی سنایا اُس کے گھر اکیلے رُکنے پر راضی نہیں تھی،، جبکہ انابیہ اُن جے جانے کے بعد وہ ڈائری پڑنے کا ارادہ رکھتی تھی سنایا کی ضد کی وجہ سے اُس کا پارا ہائی ہوا تھا،

جا دفع ہو بھاڑ میں جا مگر وہ اللہ کرے لائٹ چلی جائے پھر بیٹھ کر چڑیلوں "
" سے باتیں کریں

سنایا بھی اُسے کوستی ہوئی غُصے سے باہر کی جانب بڑھ گئ اور جاتے جاتے دروازہ کو ایک زوردار لات رسید کر گئ،،انابیہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی اُٹھی اور دروازے کو اچھی طرح سے لاک کر کے بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی اور تکیے سے ڈائری نکال کر پڑھنے میں مگلن ہو گئ،،

" باہر والی کھڑکی بند کر دینا انو "

باہر سے ایک بار پھر سنایا کی آواز آئی تو انابیہ نے بلند آواز کھینچ کر اچھاااا کہا،،

"اب یہ میرے صبح والے کپڑے بھی استری کر دینا انو"

اب کہ آن فاطمہ کی آواز اُبھری،، انابیہ نے غصے سے دانت پیسے تھے،،

"اب چل شکل گُم کر واک پر جارہی کہ دوسرے ملک آ کر خود ہی استری کر
"مرلینا کسی کے باپ کی مُلازم نہیں ہوں میں

وہ جوابدہ انداز میں جتاتے ہوئے بولی اور پھر سر جھٹک کر دوبارہ ڈائری کی
جانب متوجہ ہوگئ،،

منحوس ماری بندری کے منہ والی کل تیرے ڈُوپٹے کو واپسی پر میں نے ہی"
"پیکو کروائی تھی اب کہیں مجھے کوئی کام تو احسان فراموش عورت

آن کے جواب پر اپنا یہ نے بے بسی سے لب ہونٹوں تلے دبائے،،

"اچھا کر دوں گی تُو بھی کیا یاد کرے گی پر واپسی پر میرے لئے شوارما لے کر آنا اچھا ورنہ گھر میں گھسنے نہیں دوں گی"

اپنی شرط گنواتی انابیہ نے اُس کا کام کرنے کی رضامندی دی،، آن اچھا بھو کی عورت کہتی ہوئی دروازے کے پاس سے چلی گئی،، انابیہ شُکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے دوبارہ ڈائری کی جانب متوجہ ہو گئی،، اب کہ پھر سے دروازے کے پار سے آواز گونجی،، انابیہ نے غُصے سے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچا،،

"انو کچن میں پڑے برتن بھی دھو دینا"

عیشال مزے سے بولی تھی، انابیہ تلملاتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھی اور بیڈ کے ساتھ پڑا بیٹ ہاتھوں میں پکڑے ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھولا،، دروازے کے پاس کھڑی وہ چاروں اُس کے تاثُرات دیکھتیں جلدی سے باہر کی جانب بھاگیں اور باہر سے گیٹ کو لوک کر دیا،،

"اب کہاں جا رہی ہو کمینیوں بتاؤ اگر اور کام بھی ہیں تو ملازمہ ہی سمجھ لیا ہے مجھے فقیرنیاں کہیں کی"

گیٹ کو لات مارتی وہ خطرناک تیور لئے بولی پر پھر سب کی غیر موجودگی محسوس کر کے سر جھٹکتے ہوئے بیٹ نیچے پھینکا اور اپنے روم میں جا کر اُسے اچھی طرح سے لوک کیا،، اور بیڈ پر آلتی پالتی مارتی گہری سانس خارج کرتی ہوئی دوبارہ سے ڈائری پڑھنے لگی،،

****

((ماضی))

یخ سردی میں ایک وجود اپنے گرد بازؤں کا حصار باندھے تھوڑی گھٹنوں پر ٹکائے دُور اُفق کی جانب دیکھ رہا تھا،، کتنی خاموشی تھی،، پر اُس کے نزدیک یہ خاموشی بھی چیخ چیخ کر اُسے کچھ کہنا چاہتی تھی،، جسے وہ یا تو سُننا ہی نہیں چاہتی تھی،، یا پھر سُن کر بھی نظر انداز کر رہی تھی،، کتنے خوبصورت لگ رہے تھے نہ وہ ستارے،، ٹمٹماتے روشنی بکھیرتے سے،، پوُرے آسمان پر واضح ہو رہے تھے،، وہیں وہ چاند نا جانے کیوں اُسے بہت تنہا لگا،، جیسا وہ بھی اُس کی اُداسی میں برابر کا شریک ہے،، ہاں وہ آدھا چاند،، بلکل اُس کے وجود جیسا ادھورا ہی تو تھا،، یکدم ایک ٹھٹھرتی ہوئی ہوا فضا میں چلی تھی،، ہڈیوں کے اندر تک سرائیت کر جانے والی اس ٹھٹھرتی سردی میں وہ دیوانی نا جانے کیا کھوج رہی

تھی،، کیا کھوجنا چاہتی تھی،، سیاہ بال اونچی سی پونی میں جکڑے ہوئے تھے،، سفید رنگت میں ٹھنڈ کے باعث سُرخیاں گھل گئیں تھیں،، خود کے گرد لپیٹا وہ بلیک جالی دار ڈوپٹہ کہیں سے بھی اُسے ٹھنڈ سے بچانے کے قابل نہیں تھا،، یکدم گاڑی کا ہارن اُس کی سماعتوں سے ٹکرایا،، سوچوں کے بھنور سے نکلتے ہوئے اُس نے وہ ڈوپٹہ سختی سے اپنے سر پر جمایا،، سفید مرمریں پاؤں سیڑھیوں پر رکھتے ہوئے تیز تیز قدم اُٹھاتی زینے اُترنے لگی،، چہرے پر گھبراہٹ کے آثار واضح تھے،، گیٹ کھلنے اور بند آنے کی آواز گونجی،، پھولی ہوتی سانسوں کے ساتھ اُس نے زینے طے کیئے،، آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی دُوسرا گیٹ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا،، اُس کا سانس اُوپر کا اُوپر نیچے کا نیچے رہ گیا،، سر سے ڈھلکتے ہوئے ڈوپٹے کو بمشکل دونوں ہاتھوں کی گرفت میں پھنسائے ڈھلکنے سے روکا،، اُس نے سنجیدگی سے اُسے دیکھا،، ہاتھوں میں پکڑا کوٹ صوفے پر پھینکا اور اُس کی جانب بڑھا،، اُس کا ایک ایک قدم اُس کے دل کی دھڑکن میں من و من اضافہ کر رہا

تھا،،اعصاب چیخ رہے تھے جیسے،،اُس نے بے اختیار اپنی پلکیں جھپکائیں تھیں،،دھڑکن سُست ہوئی تھی جیسے،،

"کہاں سے آرہی ہو"

لہجے خاصا سادہ تھا،، مگراس لہجے کے پیچھے چُھپے اشتعال کو محسوس کرتے اُس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی،، ہتھیلیاں بے اختیار پسینے سے بھگیں تھیں،،وہ اُس سے دو قدم کے فاصلے پر سنجید گی سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا،،

وہ می،،میں،"

حلق تر کرتے اُس نے کچھ کہنا چاہا مُقابل کے روعب دار شخصیت پر ناچاہتے ہوئے بھی اُس کی زُبان جھوٹ بولتے ہوئے لڑکھرائی،، اُس نے بے اختیار اپنا سر کسی مُجرم کی طرح جُھکا لیا،، سیاہ آنکھیں میں نمی چمکی تھی،، جسے اُس نے سر جھکا کر کمال مہارت سے چھپا لیا تھا پر وہ حرکت بلکہ اُس کی ایک ایک حرکت مُقابل کی نظروں سے اوجھل نہیں تھی،،

"چھت پر تھی"

دو اُنگلیوں کی مدد سے اُس کی تھوڑی اُٹھائے سنجیدہ سی ہیزل گرے آئیز اُس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں گاڑھتا وہ لب بھینچے بولا تھا،، اُس نے اپنا حلق تر کیا اور سر کو ہلکی سی ہاں میں جمبش دی،، جبکہ مُقابل کی تیز نظروں میں دیکھنے سے پرہیز کیا،،

منع کیا تھا نہ میں نے،، پھر میری بات نہ مان کر کیا جتانا چاہ رہی ہو،، یہی کہ "
"میری بات کی تمہاری نظروں میں کوئی اوقات نہیں

سخت لہجے اپناتا وہ اُس تھوڑی کو زوردار طریقے سے دائیں جانب جھٹک گیا،، اُس نے سانس روکی،، آنکھیں پانیوں سے لبریز ہوئیں،، کیا کہتی وہ کہ خالی گھر اُسے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے،، کیا کہتی خالی کمرے میں اُس کا دم گھٹتا ہے،، کیا کہتی وہ اس قید میں رہتے ہوئے وہ کھلی فضا میں جیسے سانس لینا بھول چکی ہے،، لفظوں میں اپنی تکلیف بتانا ممکن نہیں تھا،، لہذا خاموشی ہی بہتر تھی،، اُس کی پسندیدہ،، صرف خاموشی،، اُس کی اسی خاموشی نے مُقابل کے تیش میں اضافہ کیا تھا،،

اگر آئندہ کے بعد تُم چھت پر گئی یا پھر اپنے کمرے سے ایک قدم باہر نکالا تو "
"اُسی جگہ پھینک آؤں گا جہاں سے اُٹھا کر لایا ہوں

اُس نے ایک جھٹکے سے اُس کی جانب دیکھا تھا،، سیاہ آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں تھیں،، مُقابل کے چہرے پر تمخسر بھری مُسکراہٹ آئی تھی اُس کی سفید رنگت کو دیکھتے ہوئے،،

"نہیں،، نہی،،، میں نہیں جاؤں گی آیندہ چھت پر،، ساری باتیں مانوں گی،،،، لیکن پلیز مجھے اُس جگہ واپس مت چھوڑیے گا،، پلیز،،"

بے اختیار گھٹنوں کے بل بیٹھی وہ اُس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی،، وہ لڑکی جو ملکہ بننے کے قابل تھی آج کنیز سے بھی بدتر زندگی گزار رہی تھی،، التجا کرتا لہجا،، آنکھوں سے ڈھلکتے آنسو،، حالت قابلِ رحم تھی اُس کی،، مگر مُقابل جیسے بے حس تھا،، جیسے اُس کی آہ و بکا کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا،، اُس کی حالت سے لُطف اندوز ہوتا ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے اُس کے مُقابل

بیٹھا،، غُور سے اُس کے گُلابی چہرے کو دیکھتے ہوئے اُس نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اُس کے گال سے ڈھلکتا آنسو اپنے ہاتھ کی پُشت پر گرایا،،

"یہ آنسو جو تمہاری ان ہرنی جیسی آنکھوں سے خوف کے باعث نکلتے ہیں،، یہ سر جو میری تابعداری میں جُھکتا ہے،، یہ تمہاری رنگت میں پھیلی سفیدی جو میرے سامنے آنے پر گھلتی ہے،، یہ جو تمہاری دھڑکنیں میرے آنے پر دھڑکنا بھول جاتی ہیں،، عشق ہے مجھے تمہارے اس ڈرے سہمے،، گڑگڑاتے ہوئے روپ سے،، مگر جب تُم میری بات نہیں مانتی نہ تو میں سزا دینے پر مجبور ہو جاتا ہوں،، تُم مجبور کر دیتی ہو مجھے،،

اُس نے دھیرے اپنی مُٹھی بھینچی جہاں وہ پانی کا قطرہ جسے بے حد انمول سمجھا جاتا تھا قید تھا،، جیسے وہ قید تھی،، اُس کے خوف میں، کتنی مُماثلت تھی،، اُن دونوں میں،، اُس کی بند مُٹھی کو گھورتے اُس نے دھیرے سے اپنے جڑے

ہاتھ کھول دیئے،، سزا کا وقت تھا،، وہ جانتی تھی،، آ بے والے لمحات اُس کی زندگی میں مزید اذیتیں لانے والے تھے،، اُس نے دھیرے سے اُسے بازؤوں سے پکڑ کر اُٹھایا،، وہ ہنوز نیچے دیکھ رہی تھی،، جذبات جامد تھے،، سانسیں اپنی راہ سے آنکھ مچلویاں کھیلتیں،، کبھی دھیمی کبھی تیز چل رہیں تھیں،، وہ سنجیدگی سے اُسے دیکھتا اُس کے جواب کا مُنتظر پر حقیقتاً اُس کی التجا،، اُس کی بے بسی کا،، پر اُسے خاموش اور زمین کو گھورتا دیکھ کر شدید غُصے کے عالم میں اُس کی نسیں اُبھریں،، وہ اُس کی کلائی کو سختی سے دبوچتا ہوا تیزی سے زینے طے کرتا راہداریوں سے ہوتا ہوا ایک تاریک کونے میں لے آیا،، وہ ایک کٹی ڈور کی مانند،، یا یوں کہنا بہتر ہے ایک کٹھ پُتلی کی مانند اُس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی،، ایک دروازے کے سامنے وہ رُکا،، بوسیدہ سا سیاہ دروازہ تھا،، اُس نے پھر سے اُس کی جانب دیکھا،، کہ شاید اب وہ کچھ بولے،، اب التجا کرے،، پر وہ ہنوز سارے ہتھیار ڈالتی،، تمام کشتیاں خاکستر کرتی،، اپنے انجام کو تیار تھی جیسے،، اُس نے ایک زوردار ٹھوکر مار کر

دروازے کو کھولا اور اُس کی کلائی کو اندر کی جانب جھٹک دیا،، دروازہ بند ہو چُکا تھا،، باہر سے کنڈی لگانے کی آواز آئی اور کچھ ہی دیر بعد گہری خاموشی چھا گئی،، سیاہ آنکھیں سیاہ اندھیرے میں خاموش اُن سیاہ دیواروں کو تک رہیں تھیں،، جو بلکل اُس کے نصیب کی طرح سیاہ تھیں،، وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی،، وہ چھوٹا سا تاریک کمرہ جسے دیکھتے وحشت سی طاری ہو جاتی،، اُسے اپنا ہمراز لگا،، اُس کا ساتھی،، سیاہ شہزادی کی سیاہ قید جیسا،، کمرے کے وسعت میں لگا روشندان چاند کی روشنیوں کو اندر کی جانب کھینچتے ہوئے اُس کی مدد میں کوشاں تھا،، اُس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں موند لیں،، جانتی تھی اب یہ دروازہ صبح ہی کُھلے گا،، کتنا ظالم تھا نہ وہ شخص ایک دلدل سے نکال کر دوسری دلدل میں پھینک چُکا تھا،، بغیر اُس کی حالت کی پرواہ کئے،، جھکانا چاہتا تھا اُسے،، وہ جُھک تو گئی تھی،، پر ٹوٹی نہیں تھی،، خُدا کی آزمائش سمجھتے ہوئے خاموش تھی،، بے حد خاموش،، صبر ایک حد تک کرنا جائز ہے پر کیا

ہر ظُلم پر صبر کرنا جائز ہے ؟؟اُفق میں اُڑتے دو پرندوں نے اُس کی حالت کو دیکھتے ہوئے آپس میں سر گوشی کی تھی ،،پر جواب ندارد ،،

****

"ٹک ٹک ٹک"

دروازے پر ہلکی سی دستک دی گئ ،،راکنگ چیئر پر جھولتے وجود نے ایک جھٹکے سے اپنی گرین آئیز کھولیں تھیں ،،سوچوں کے بھنور سے نکلتے اُس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا ،،کمرے میں گُھپ اندھیرا تھا ،،آج دوسرا دن تھا اُسے ہاسپٹل سے اوف لیتے ہوئے ،،یہ دو دن اُس کے نہایت ازیت میں گزرے تھے ،،جس کی جان بچانے کی خاطر اُس نے اتنی کوشش کی ،،اُس کی موت کاتبِ تحریر نے پہلے ہی طے کر دی تھی ،،کہیں نہ کہیں اُس سانحے کا وہ خود کو زمہ دار سمجھ رہی تھی ،،اُسے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی ہر سیاستدان سے جن کے دو ٹکے کے پروٹوکول کے باعث ناجانے

کتنے معصوموں کی جان جاتی تھی،،پہلہ موقف اُس کا جو سیاستدانوں کے بارے میں جو بنا تھا وہ نہایت بے رحمانہ تھا،،

"آ جاؤ"

وہ دھیرے سے سر جھٹک کر بولی اور دروازے پر کھڑے وجود کو اندر آنے کی اجازت دی،،ایک ادھیڑ عمُر عورت اندر داخل ہوئی اور ایک نظر اس شاہانہ کمرے پر ڈالتی ہوئی بات کا آغاز کرنے لگی،،

"حرم بی بی وہ پھپھو سائیں آئیں ہیں بڑے صاحب نے آپ کو بُلانے کے لئے بھیجا ہے"

وہ دھیمے لہجے میں بولی،، حرم کے وجود میں ناگواری کی ایک لہر دوڑ گئ تھی،، اُن کا آمد کا سُن کر گویا کوئی کڑوا کریلا چبالیا ہو،،

"وہ آیا ہے اُن کے ساتھ"

اُس نے سنجیدگی سے پوچھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوا اپنے خوبصورت سے سنہری بالوں میں بُرش پھیرنے لگی،،

"جی چھوٹے صاحب بھی آئے ہیں"

وہ سر جھکا کر بولی،، حرم نے بُرش زور سے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخا تھا اُس کی بات سُن کر،، چہرے کی سُرخی بھری تھی،، غُصے کے عالم میں،،

"اب کیاہاں شکل کیادیکھ رہی بتادیانہ اب اپنی شکل گُم کرو یہاں سے آجاؤں گی میں تھوڑی دیر میں"

اپنی پیشانی مسلتی وہ گہری سانس خارج کرتی سنجیدگی سے بولی،، تو مُلازمہ نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی،،

"اہھہھہ اپنے گھر میں چین نہیں ہیں ان دونوں ماں بیٹوں کو ہر دوسرے دن یہاں نازل ہو جاتے ہیں بن بلائے مہمان کی طرح اب دیکھتے ہیں کیا نیا فساد ڈلوانے آیئے ہیں"

وہ تیش کے عالم میں بڑبڑاتی ہوئی ڈوپٹہ سر پر حجاب کے سٹائل میں لپیٹتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گئی،، یلو گھٹنوں تک آتی شرٹ،، بلیک ٹاؤزر پہنے سر پر بلیک ہی حجاب پہنے،، چھوٹی سی ناک پر غُصہ لئے،، تیز تیز زینے اُتر رہی

تھی،،اُس شدید چڑ تھی پھپھو کے بناوٹی لگاؤ اور محبت سے،،اور اُن کا وہ لوفر بیٹا،،زہر سے بھی بُرا لگتا تھا اُسے،،

****

((حال))

وہ تین لوگ اس وقت ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے تھے،،اپنی چادر کو خود کے گرد اچھے سے لپیٹے ہانیہ ٹیبل پر ڈھولکی بجا رہی تھی،،جسے زی تو بمشکل برداشت کر رہا تھا،،جبکہ نینا بھی کھلکھلاتی ہوئی اُس کے ساتھ ہی ٹیبل بجانے لگی،،

"چلیں آپ کو سُناتی ہوں میں ایک گانا"

اپنا گلا کھنکھارتی ہانیہ شاہانہ انداز میں بولی، تو نینا نے مُتاثر کن انداز میں اُسے دیکھتے آبرو اُچکائی،،

چلو پھر میں ڈھلوک آئی مین ٹیبل بجاتی ہوں اور تُم کوئی اچھا سا گانا گانا یہ لو" "مائک

زی نے نینا کی بات پر نفی میں سر ہلایا،، نا جانے وہ لڑکی دو دنوں میں نینا پر کیا جادو کر چکی تھی،، خاموش سی نینا جیسے شوخ بن رہی تھی،، دھیرے دھیرے اُس کی شخصیت میں بدلاؤ آ رہا تھا،، شاید یہی وجہ تھی کہ حمزہ ہانیہ کی اُلٹی سیدھی حرکتوں کو برداشت کر رہا تھا، نینا نے ایک کھیرا اُٹھا کر اُسے دیا جسے ہانیہ نے ہیلو ہیلو بول کر چیک کیا اور پھر اُسے تھمز اپ کا اشارہ کرتے،، ایک نظر کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹتے زی کی پُشت کو شرارت سے دیکھتے گانے کا آغاز کیا،، نینا نے ٹیبل بجانا شروع کیا،،

توڑمپ دے ور گااے"

میں اوبامے ور گی آں

تینوں کو کیوں لگدااے کہ

میں کسی ڈرامے ور گی آں

تو چیز پیاری اے اینو سمبھال رکھیا کر

میرا توہی طوطاہے تواپناخیال رکھیا کر،،

ٹیبل بجاتی نینا کی اُس کے گانے پر شدید قسم کی ہنسی چھُوٹی،، جسے بمشکل ضبط کرتے وہ زور و شور سے ٹیبل بجانے لگی،، زی سنجیدہ تاثُرات لئے کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹ رہاتھا، پر اُس کے گانے پر اُسے بھی حیرت کا جھٹکا لگا تھا،، اپنی پُشت پر اُس کی نظریں محسوس کرتے لب بھینچتے وہ پلٹا وہ سینے پر ہاتھ باندھتا سنجیدگی سے اُن دونوں کو گھورنے لگا،، اُس کے چہرے کے تاثُرات خاصے

سنجیدہ تھے مگر اُس میں گھلتی ہلکی سی سُرخی ہانیہ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھی،،اُس کا چہرہ ہنسی روکنے کے چکروں میں بے تحاشا سُرخ ہوا،،نینا اور ہانیہ نے ایک دوسرے کو سنجیدگی سے دیکھا،، مگر نا چاہتے ہوئے بھی اُن دونوں کی شدید قسم کی ہنسی چھوٹی تھی،،زی نفی میں سر ہلاتا ایپرن اُتارتا کسی روٹھے بچے کی طرح خفگی سے نینا کو دیکھتا ہوا وہاں سے چلا گیا،،جو اُس پرائی لڑکی کے لئے اپنے سگے بھائی کو بھول گئ تھی،،

"ارے بھائی آپ کیوں ناراض ہو رہے ہم تو بس گا نا گا رہے ہیں پلیز ڈونٹ ٹیک اٹ سیریسلی"

اپنی پُشت سے آتی نینا کی شرارت بھری آواز سُنتا نا چاہتے ہوئے بھی اُس کے عنابی ہونٹوں پر تبسم اُبھرا،،جیسے وہ چھپاتا ہوا مین گیٹ ڈور لوک کرتا ہوا باہر

کی جانب بڑھ گیا،،تاکہ باہر سے کچھ خریدہ جا سکے،،ورنہ ان دونوں کی موجودگی میں کھانا بنانا کسی امتحان سے کم نہیں تھا،،

"اوئے لڑکی میں دیکھ رہی ہوں تُم میرے بھائی پر لائن کرا رہی ہو وجہ بتاؤ اس کی"

اُس کی جانب گھومتی نینا روعب دار لہجے میں بولی،،ہانیہ کا مُنہ کھلا تھا اُس کی بات پر،،

"اوہیلو مس جیب میں رکھو اپنا یہ کھڑوس بھائی اچھا اپن کے لیول کا نہیں ہے"

وہ بے نیازی سے بولی اور کھیر ے پر دانت گاڑھ دیئے،،نینا نے منہ بنایا تھا اُس کی بات پر،،

"زیادہ اوور نہ ہو تُم لڑکیوں کی لائن لگی ہے میرے بھائی کے پیچھے"

وہ جتاتے ہوئے بولی،،ہانیہ کے چہرے پر ایک پیاری سی مُسکان آئی،،

"کیوں گول گپے بیچتے ہیں تمہارے بھائی"

ڈارک براؤن آنکھوں میں شرارت بھرے وہ مُسکراہٹ دباتے ہوئے بولی

“

ہاااابد تمیز انسان تمہیں میرا اس قدر ہینڈسم بھائی گول گپے بیچنے والا لگتا"

ہے،،

اُس کی نیلی آنکھیں صدمے سے پھیلیں تھیں اپنے بھائی کے بارے میں اُس کی فضول گوئی سُن کر،،ہانیہ نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا،،نینا نے پُرسکون سانس حارج کی،،ورنہ وہ چھڑی سے اُس کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتی تھی،،

تمہارے بھائی گول گپے بیچنے والے تو نہیں مگر جوتے بیچنے والے کہہ سکتے" "ہیں کیوں کہ وہاں بھی لڑکیوں کی اچھی خاصی لائن ہوتی ہے

ایک ہاتھ تھوڑی تلے ٹکائے مُسکراہٹ دباتے وہ خاصی سنجیدگی سے بولی تھی،،نینا کے پیروں تلے زمین نکلی اپنے خوبرو بھائی کے کئے اُس کی گوہر افشائیاں سُن کر،،

"خیال سے بہن کہیں بھائی نے سُن لیا نہ تمہاری خیر نہیں،،ویسے بھی تمہاری زبان نہیں کھلتی اُب کے سامنے"

نینا نے اُسے ٹکا سا جواب دیا،،ہانیہ نے گویا ناک پر سے مکھی اُڑائی اُس کی بات سُن کر،،

"ہنہہ میں کوئی عام لڑکی نہیں،،ہانیہ شفیق احمد ہوں،،کسی کی ہمت نہیں جو مجھ ہلکی سی پھولوں کی چھڑی سے بھی مار دے،،ورنہ وہ اپنے انجام کا زمہ دار

خود ہو گا،، وہ تمہارے بھائی کا اسی لئے لحاظ کر لیتی ہوں کہ اُنہوں نے مجھ کو

"کیڈ نیپ کیا ہے

وہ گردن اکڑا کر فخریہ بولی پر آخر میں معصومیت سے سر کھجایا،، نینا نے حیرت سے اُس کی بات سُنی،،

"کیڈ نیپ کیا ہے تو کیا؟؟؟"

وہ آبرو اُچکا کر سوالیہ انداز میں اُسے دیکھتی ہوئی بولی،، ہانیہ نے نفی میں سر ہلایا اُس کی بات پر،،

تُم کو تو پتہ ہی ہے نہ آج کل کوئی لڑکی کیڈ نیپ ہو جائے تو یہ لوگ اُس کا دل " ،، گردا،، پھپھڑا سب نکال کر بیچ دیتے ہیں،، جبکہ تمہارے بھائی نے تو مجھے

بس ڈانٹا ہی ہے نہ اُس کی خیر ہے بچپن سے اپنی دادی کی بھی سُن رہی ہوں،، کیا ہو گیا اگر اُنہوں نے ڈانٹ لیا تو مجھ سے بڑے ہیں،، اور دادی کہتی ہیں بڑوں کا لحاظ کرنا چاہیے"

وہ آنکھیں پٹر پٹر کرتی معصوم صورت بنائے سنجیدگی سے بولی،، نینا نے اپنی آنکھیوں گھومائیں،، اُس کی عجیب و غریب منتق پر،،

"اتنے بھی بڑے نہیں ہیں میرے بھائی تئیس سال کے ہیں صرف"

وہ منہ بنا کر جتاتی ہوئی بولی،، اور کرسی سے اُٹھتی ہوئی تمام بکھرا سامان فریج میں رکھنے لگی،،

اوہہہ"

اُس نے گول شیپ میں اپنے ہونٹ سُکیڑے تھے اُس کی بات پر،،

"مجھ سے تو بڑے ہیں نہ پورے ے ے چار سال"

وہ لاپرواہی سے سر جھٹکتی کھیرا کھاتے ہوئے بولی،،نینا نے بھی ایک کھیرا اُٹھایا اور راور کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگی،،ہانیہ نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تو اُس نے نا سمجھی سے آبرو اُچکائی،،

"اب وجہ بتاؤ گی مجھ معصوم کی زندگی میں آندھی طوفان کی طرح داخل ہو کر مجھے یہاں لانے کی"

نینا نے بے بسی سے لب کُھلے تھے اُس کی بات سُن کر،، ہانیہ ہنور اُس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی،، یہ سوال وہ تین دفعہ پوچھ چُکی تھی،، پر نینا نے تو نا جواب دینے کی قسم کھا رکھی تھی،،

"بس تھوڑے دن اور ویٹ کر لو سب حقیقت تمہیں معلوم ہو جائے گی"

بار بار دہرایا جملہ ایک بار پھر دہرایا گیا،، ہانیہ نے بے زاری سے آنکھیں گھومائیں اور اپنا سر ٹیبل پر ٹکا کر آنکھیں موند لیں،، اُسے دادی کے طعنوں کی آج شدت سے یاد آرہی تھی،، نینا نے خاموشی سے اُسے دیکھا اور خود بھی سر ٹیبل پر ٹکا کر گہری سوچ کی وادیوں میں گُم ہو گئی،، اور آنکھیں موند لیں،، یکدم ماحول سوگوار سا ہو گیا تھا،،

****

خود کو کسی سخت سی چیز پر محسوس کرتے مناہل نے کسمسا کر اُٹھنا چاہا مگر خود کو جکڑا محسوس کر کے فٹ سے آنکھیں کھولیں،، آخری بار اُسے یاد آیا کہ وہ کسی پتھر پر گری کر بے ہوش ہو گئ تھی پھر کوئی اُس کے وجود کو گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا،، اُس کے بعد اُ ُسے کسی چیز کا ہوش نہیں رہا تھا،،

"اُٹھ گئی مہارانی مناہل ملک"

کسی کی طنزیہ آواز کانوں سے ٹکراتے ہوئے اُس نے حیرت سے اپنا منہ دائیں جانب کیا جہاں منال بھی اُسی کی طرح رسیوں میں جکڑی ہوئی درخت سے بندھی ہوئی تھی،، اُس نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

"یہ تھی وہ ونڈر وومن کا دوسرا پارٹ جس کے بارے میں تُم آدھے گھنٹے سے میرا سر کھا رہی تھی"

اس سے پہلے سے وہ کچھ بولتی بائیں جانب سے آتے طنز کے تیر پر گرین آنکھوں میں حیرانی بھرے بائیں جانب دیکھا جہاں ایک اور سنہری آنکھوں والا وجود اُن دونوں کی طرح ہی رسیوں کی مدد سے درخت سے بندھا ہوا تھا،،

"یہ سب کیا ہے،، کیا میں پکڑی گئی"

اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی،، منال کا دل کیا اُس کے مُنہ پر ایک گھونسا مارے،، جس کے سہارے وہ یہاں آرام سے

بندھی تھی کہ مناہل آئے گی اور اُسے بچاۓ گی مگر یہاں تو مناہل میڈم خود ہی پھنس گئی،،

جس جنگلی کا تُم تیر کمان لے کر بھاگ رہی تھی نہ وہی دے کر گئی ہے"
" تمہیں

منال دانت کچکچاتے ہوئے بولی،، مناہل نے حیرت سے ارد گرد دیکھا اُس کے دائیں جانب منال بندھی تھی جبکہ بائیں جانب وہ دوسری لڑکی،، جبکہ درمیان میں ایک بڑی سی آگ لکڑیوں کی مدد سے روشن تھی،، اُن لکڑیوں کے پاس ہی ایک موٹی سی عورت بیٹھی تھی جبکہ اُس کے ساتھ ہی شاید اُس کے تین محافظ موجود تھے،، ارد گرد ایک طائرانہ نظر ڈالتے منال کی بات پر ناک چڑھاتے ہوئے منہ بنایا،،

ہاں تو مجھے کیا پتہ تھارا ستے میں پتھر آجائے گا اور میں منہ کے بل گروں گی"

" خیر تو بتا یہاں سے نکلنے کا کوئی پلین ہے

نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتی وہ منہ پھلا کر بولی تھی اور منال سے یہاں سے باہر نکلنے کے بارے میں استفسار کرنے لگی،، منال نے اُس کی بات پر بے زاری سے سر جھٹکا،،

وہ سامنے سانڈ کو دیکھ رہی ہو اور اُس کے ساتھ جو اُس کے تین شوہر بیٹھے ہیں وہ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ہمیں کسی دریا کے پاس لے جا کر منتر و نتر پڑھ کر پھینکنے والے ہیں بقول اُن کے شیطان کو ہماری بلی چڑھانے والے ہیں"

وہ سنہری آنکھوں والی لڑکی اطمینان بھرے لہجے میں اُن دونوں سے مخاطب ہوئی،،

واٹ،،دماغ تو نہیں سٹک گیا اس ہاتھی نما وجود کا،،مطلب کسی گائے
"بھینس کی قربانی دے دے یا خود کُود جائے،،ہم سے کیا دُشمنی ہے بھلا

مناہل کے پیروں تلے زمین نکلی تھی اُس کی بات سُن کر تبھی وہ دباد با چیخ کر بولی اور خونخوار نظروں سے اُس موٹی کو دیکھنے لگی جواب کسی بات پر اپنا جناتی قہقہ لگا رہی تھی،،اُس نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے نظروں کا رُخ موڑا،،اُس کی بات سُن کر وہ لڑکی بے نیازی سے کندھے اُچکا کر رہ گئی،،

"چل اب اوور ایکٹنگ بند کر اور یہاں سے بھاگنے کا پلین بنا"

منال چیخ کر بولی تو مناہل بھی اُس کی بات سُن کر اپنے سوچ کے گھوڑے ڈورانے لگی،،رات خاصی گہری ہو چُکی تھی،،سوچتے سوچتے کوئی آدھا گھنٹا

مزید گنزر گیا تھا،، چوں کہ وہ جنگل میں تھے تو ہر تھوڑی دیر بعد کسی بھیڑئے یا دوسرے جانور کے غُرانے کی آوازیں آتیں،، جن پر وہ تینوں محض حلق تر کر کے رہ جاتیں،، یکدم منال زور سے کراہی اور اُس کی گردن ایک جانب ڈھلک گئی،، آنکھیں ساکت ہو کر بند ہو گئیں،، مناہل اور اُس لڑکی نے ایک جھٹکے سے منال کو دیکھا پر اُس کی حالت دیکھتے اُن دونوں کے سروں پر آسمان ٹوٹے،،

"منالللل"

اُن دونوں کی دل خراش چیخیں جنگل میں گونجی تھیں،، وہ موٹی اور اُس کے جنگلی ساتھی ہر بڑا کر اپنی جگہ سے اُٹھے اور بھاگتے ہوئے اُس کے پاس پہنچے،،

موٹی بھینس سانڈ کے منہ والی اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو تیری چمڑی اُدھیڑ "
"کر اُس کا قالین بنا کر مارکٹ میں سستے داموں بیچوں گی ہاتھن کہیں کی

مناہل کا بس نہیں چل رہا تھا رسیاں توڑ کر اُس موٹی کی چمڑی واقعی اُدھیڑ کر رکھ دے،، بے تحاشا سُرخ گرین آئیز میں غیض وغضب لئیے وہ کھا جانے والی نظروں سے اُس موٹی کو دیکھتی ہوئی چیخ کر بولی تھی،، اُس موٹی نے ناگواری سے اُس ایک نظر دیکھا اور منال کے قریب جا کر اُس کا چہرہ تھپتھپانے لگی،، وہ سنہری آنکھوں والی لڑکی بھی خاصی تشویش سے منال کے بے سدھ وجود کو دیکھ رہی تھی،، کہیں درخت پر کسی سانپ،، آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی،، منال کو ہوش نہ آتے دیکھ کر وہ موٹی اپنے ساتھیوں سے کچھ مشورہ کرنے کے بعد منال کی۔ رسیاں کھول گئی اور اُس زمین پر لٹا دیا،، اب کہ مناہل کے چہرے پر حیرانی اور تشویش کی جگہ ایک نہایت شرارتی مُسکراہٹ نے لے لی تھی،، وہ سمجھ چُکی تھی اپنی بہن کی چال،،

"ابے تو پاگل ہے وہاں تیری بہن کو نا جانے کس کیڑے نے کاٹ لیا اور تیرے دانت ہی اندر نہیں جا رہے"

وہ لڑکی ناگواری سے اُس کی مُسکراہٹ دیکھتے ہوئے حیرت اور غُصے کی ملی جُلی کیفیت میں بولی تھی،، مانل نے اُسے آنکھوں سے چُپ رہنے کا اشارہ کیا،، تو وہ تلملاتے ہوئے منہ بنا گئی،،

"ایک"

مناہل اطمینان سے زیرِ لب گنتی گننے لگی،، موٹی عورت منال کے چہرے کے قریب جھک کر اُس کی سانسیں چیک کرنے لگی،،

"دو"

اب کہ اُس کے ساتھی بھی خاصے تشویش زدہ ہوتے ہوئے اُس عورت کے ساتھ ہی بیٹھ کر اگلی کروائی دیکھنے لگے،، منال کی آنکھوں میں ہلکی سی جمبش ہوئی،،

"تین"

گرین آئیز میں اشتیاق بھرے لبوں پر شرارتی سی مُسکان سجائے مناہل نے گنتی مکمل کی،، وہ لڑکی حیرانگی سے کبھی منال کو دیکھتی کبھی مناہل کو،،

پاکستان،،،"

منال چلاتی ہوئی اُٹھی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی پن اُس موٹی کی آنکھ میں گھسا گئی،،

زندہ باددد،،"

مناہل بھی چیخی اور اپنی دونوں ٹانگوں کو اوپر کر کے اُس کے ایک ساتھی کی گردن سختی سے دبوچ لی،، ہورے جنگل میں اُن دل دہلا دینے والی چیخیں گونجیں وہیں منال اور مناہل کے جاندار قہقہے،، منال ایک جھٹکے سے زمین سے اُٹھی،، ایک ساتھی کو تو مناہل بمشکل قابو کر چُکی تھی،، جبکہ وہ موٹی اپنی آنکھ کے پھوٹ جانے پر منال کو کوستی ہوئی زمین پر بیٹھی درد سے کراہ رہی تھی،، باقی دو ساتھی بچے تھے اور دو دونوں منال کو قابو کرنا چاہ رہے تھے،،

"کبڈی کبڈی کبڈی"

وہ بڑبڑاتی ہوئی اُن سے بچنے کے لئے لئے ادھر اُدھر ہونے لگی،، جیسے ہی ایک ساتھی اُسے پکڑنے کے لئے اُس پر جھپٹا وہیں منال نے اُس کے پیٹ میں ایک زوردار مکا مارا اور اُس کے کندھے پر پاؤں رکھتی چھلانگ مارتی دوسرے ساتھ کے کندھے میں وہی پن گاڑھ گئی،،

یاہووووو،،"

مناہل ایکسائٹڈ ہو کر چیخی اور اپنے ٹانگوں کو زوردار جھٹکا دیا کھٹک کی آواز سے اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹی اور وہ ساتھی کراہتے ہوئے زمین پر گر گیا،، وہ لڑکی کبھی منال کو دیکھتی کبھی مناہل کو،، صدمے سے اُس کی سنہری آنکھیں پھیل گئیں تھیں،، اُن جنگلیوں سے زیادہ جنگلی تو اس وقت یہ دو بہنیں لگ رہی تھیں،، وہ تینوں ڈرتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھے اور اپنے علاقے کی

طرف دوڑ لگا دی ڈر کے مارے،، مناہل اور منال کھلکھلا کر ہنس کریں تھیں اُن کی بھیگی بلیوں والی حالت دیکھ کر،، منال نے جلدی سے اُن دونوں کو رسیوں سے آزاد کیا،، مناہل نے کھلکھلاتے ہوئے اُس کے ساتھ ہائے فائے کیا،،

شاشاشاااااا،،"

یکدم کسی ہجوم کے یہاں آنے کی آواز اُبھری،، اُن تینوں نے چونک کر اُس جانب دیکھا،،

"ابے جلدی نکل لو یہاں سے ورنہ شیطان سے پہلے یہ جنگلی اپنی تکہ بوٹی بنا کر کھا جائیں گے،،"

منال چیخ کر بولی جنگل کے دائیں جانب دوڑ لگا دی،، مناہل نے وہاں پڑا اُس ساتھی کا خنجر اپنی پوکٹ میں رکھا اور ہڑ بڑاتے ہوئے اُن دونوں کے پیچھے دوڑ لگا دی،،

"شاشاشا"

آوازیں آہستہ آہستہ قریب آرہی تھیں،، یقیناً وہ لوگ اُن کے قدموں کا تعاقب کر رہے تھے اگر یہی حال رہا تو وہ جلد اُنہیں پکڑ لیں گے،،

"اوئے رُکو جلدی سے اپنے جوتے اُتارو،،"

وہ دونوں ایک جھٹکے سے رُکیں تھیں اُس کی بے تُکی منتق پر،، اور حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھنے لگی،،

"اووو لڑکی تمہارا دماغ ٹھیک ہے اتنے پتھر ہیں راستے میں اگر ایک آدھا بھی پاؤں میں لگ گیا نہ تو لنگری ہو جائیں گی ہم تینوں"

مناہل تنک کر بولی تھی،، منال نے بھی اُس کی بات سے اتفاق کیا،، اُس لڑکی نے بے زاری سے اپنی سنہری آنکھیں گھومائیں،،

"پہلی بات تم لوگ مجھے لڑکی لڑکی کہنا بند کرو بریرہ چوہدری نام ہے میرا دوسری بات وہ لوگ ہمارے بہت قریب آچکے ہیں ایسے میں یہاں سے بھاگنا مشکل ہو جائے گا مگر اگر عقل کو حاضر میں لائے ہم اپنے جوتے اُس دائیں جانب پھینک کر اسی راستے سے جائیں گے تو شاید ہمیں جلد سڑک بھی مل جائے گی اور وہ جنگلی لوگ ہمارے جوتے دیکھ کر سمجھیں گے کہ ہم دائیں

جانب گئے ہیں اور پھر وہ بھی وہاں چلے جائیں گے ہمیں ڈھونڈنے اس طرح "ہم اُن سے بچ سکتے ہیں،،

بریرہ اطمینان بھرے لہجے میں بولتی اُن دونوں کو اپنی عقل کا قائل ہونے کا یقین دلا گئی، منال اور مناہل نے متُاثر کن نظروں سے اُسے دیکھا اور پھر اُس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے جو گرز اُتار کر دائیں جانب پھینک دیئے،،اور جلدی سے سیدھی سمت میں بھاگنے لگیں،،

"اوئی شا ادھر شا پکڑ شکر ششا"

پیچھے سے اُن لوگوں کی آواز اُبھری اور اُن کی باتوں سے اندازہ لگانا قدرے آسان تھا کہ وہ لوگ اُن کے جال میں پھنس کر دائیں جانب جا چُکے ہیں،،اُن

تینوں نے گہری سانس خارج کی اور سُست روی سے احتیاط سے قدم آگے کی جانب بڑھنے لگیں،، تقریباً دو گھنٹے ہو گئے تھے اُن کو چلتے چلتے،،

"بس بس میں تھک گئی"

منال پھولی ہوتی سانسوں کے ساتھ بولتی نیچے ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی،،

"میں بھی قسمے پاؤں ٹوٹنے والے ہو گئے ہیں"

مناہل بھی ہانپتی ہوئی منال کے ساتھ بیٹھ گئی،، بریرہ نے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے تندو تیز نظروں سے اُن دونوں کو گھورا،، جس کا مطلب سمجھتے ہوئے بھی وہ دونوں انجان بنتی ادھر ادھر اُدھر دیکھنے لگیں،، اُن دونوں کی ایکٹنگ

کو ایک نظر بے زاری سے دیکھتے ہوئے وہ اُن دونوں کے درمیان جگہ بنائے زبردستی بیٹھ گئی،، منال اور مناہل کے منہ کے زاویے بگڑے پر وہاں پروا کسے تھی،،

"ابے وہ دیکھ"

یکدم منال چیخی،اُن دونوں نے چونک کر اُس کی نظروں کی سمت دیکھا جہاں دور سے ایک روشنی جگمگا رہی تھی،،

"اوئے آگے سڑک ہے"

مناہل حیرانی سے بولی تھی،، منال نے بھی اُس کی بات پر خوش ہوتے ہوئے سر ہلایا،،

"اور پولیس اسٹیشن بھی،،"

بریرہ کی تیز نظروں نے اُس روشنی میں چمکتا ہوا نام پڑھا،،

"چلو ہمیں ابھی اور اسی وقت پولیس اسٹیشن جانا ہے،،"

وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھی اور مناہل اور منال کو کھینچ کر اُٹھاتی ہوئی سنجیدگی سے بولی،،

"ہم کیوں پولیس اسٹیشن جائیں گے،،"

اپنا بازو اُس کی گرفت سے نکال کر مناہل حیرت سے بولی تھی،،

"ہاں تو اگر اُنہوں نے ہمیں ہی جیل میں ڈال دیا پھر"

اب کہ منال بھی بازو چھڑوا کر منہ بنا کر بولی تھی،، بریرہ نے ایک سنجیدہ نظر اُن دونوں پر ڈالی اور بغیر کچھ کہے اپنے قدم آگے بڑھا لئے،،

"ابے وہ جا رہی ہے،،"

منال چیخ کر بولی،، مناہل نے ناک پر سے مکھی اُڑائی کہ گویا جاتی ہے تو جائے، ہماری بلا سے،،

"پاگل انسان اس جنگل میں جانوروں کی خوراک بننے سے اچھا ہے ہم جیل میں بند ہو جائیں چل جلدی اُس کے پیچھے"

منال نے کھینچ کر اُسے اُس کی جگہ سے اُٹھایا اور جلدی جلدی چلتی بریرہ کے پیچھے پہنچی،،

"میں نہیں جانا جیل"

مناہل کسی روٹھے بچے کی طرح منہ بنا کر چلتی ہوئی بولی،، بریرہ کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ آئی وہ جانتی تھی کہ وہ دونوں ضرور اُس کے پیچھے آئیں گے،، تھوڑی دور ہی سڑک نظر آ گئی،، وہ تینوں بھاگتی ہوئیں سڑک پر پہنچی،، مناہل اور منال ہاتھوں سے ہاتھ ملائے ایکسائٹمنٹ سے چیختی ہوئیں گول گول گھومنے لگیں،، بریرہ حیرت سے اُن کو دیکھتی ہنس پڑی،، واقعی وہ دونوں چھوٹی بچیاں ہی تھیں،، منال اور مناہل نے بریرہ کو بھی ساتھ کھینچ لیا،، اب وہ تینوں ساتھ ساتھ گول گول گھوم رہی تھیں،، اور

یہاں سے ہوئی تھی اُن کی دوستی کی شروعات،،جو آگے جا کر سنہری حروف سے قلم بند ہونے والی تھی،،

"اوئے کون ہو تُم لوگ اور یہاں کیا کر رہے ہو،،"

وہ تینوں اس بات پر جھٹکے سے پلٹیں تھیں اور نا گواری سے اُن گارڈ کو دیکھنے لگیں جس نے اُن کی اُڑان میں خلل ڈالا تھا،،بریرہ سر جھٹک کر آگے بڑھی تا کہ بات کا آغاز کر سکے،،

"کیوں تیرے پھوپھا کا ایریا ہے یہ جو ہم یہاں نہیں آ سکتے،،"

منال کی زبان پھسلی،،وہیں مناہل نے منہ نیچے کر کے کھی کھی کی،،بریرہ نے اُسے گھوری سے نوازہ،،وہیں وہ گارڈ نخوست سے ہنہہ کہہ کر رہ گیا،،

"دیکھیں ہمیں آپ سے بات نہیں کرنی اپنی کسی بڑے آفیسر سے ہماری بات کروائیں ہمیں ایک کمپلین درج کروانی ہیں"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بریرہ سنجیدگی سے بولی،، اُس گارڈ نے تمخسر سے اُس کا شاہانہ انداز دیکھا،،

"جی جی کیوں نہیں میڈم آئیں آئیں ہم آپ کے لئے کولڈ ڈرنک کا بھی انتظام کرتے ہیں اور بتائیں کھانے میں کیا کھائیں گی آپ پاستا منگواؤں،،

وہ شیریں لہجے میں بولا،، بریرہ نے بےزاری آنکھیں گھومائیں اُس کا طنز سُن کر،، مناہل اور منال نے آستینیں چڑھائیں،،

"بینگن تُم جاؤاس سے ہم لپٹ لیں گے"

مناہل سنجیدگی سے بولی،، منال نے بھی فُل آستینیں چڑھا کر سر ہلایا،، بریرہ اُن کی بات پر بریرہ جانے ہی لگی تھی کہ ایکدم حیرت کا جھٹکا کھا کر پلٹی،،

"اوئے یہ بینگن کسے بولا تو نے"

اُس کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی،، مناہل نے مُسکراہٹ دبائی،،

"اکلورس تمہیں کہا ہے ہماری دوستی کا اصول ہے کہ جو بھی ہم سے دوستی کرتا ہے اُسے اپنی اصل پہچان کھونی پڑتی ہے اور ہمارے نام سے گزارہ کرنا پڑتا ہے"

منال نے سنجیدگی سے اُسے اپنی دوستی کا اصول بتایا،، مناہل نے بھی معصومیت سے زور زور سے سر ہلایا منال کی بات پر،،

" بھاڑ میں جاؤ تُم اور تمہاری دوستی جُڑواں جنگلی کہیں کے "

وہ جنجھلا کر بولی تھی اُن کی بات پر اور سر جھٹک کر پولیس اسٹیشن کے اندر چلی گئی،، وہ گارڈ ارے ارے کرتا اُس کے پیچھے جانے ہی لگا تھا کہ مناہل فٹ سے بھاگتے ہوئے اُس کے پاس پہنچی اور اُس کے گھٹنے پر ٹانگ مار کر اُسے گھٹنوں پر گرایا اور اُس کے دونوں ہاتھ پیچھے سے سختی سے پکڑ لئے وہیں منال نے اپنا موزا پاؤں سے اُتار کر اُس کے ناک کے قریب کیا،، جسے وہ جلد اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا،، وہ دونوں ہاتھ جھاڑ کر اُٹھیں اور فخریہ انداز میں پولیس اسٹیشن کے اندر بڑھ گئیں،،

****

انابیہ نے سنجیدگی سے ڈائری کا گلا صفحہ پلٹا،، لائٹ بند کئے ٹورچ اون کئے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے وہ کتاب پڑھنے میں خاصی کھوئی ہوئی تھی،، آن کے کپڑے پریس کئے اور جلدی جلدی برتن دھوتے اب اُسے ڈائری پڑھنے کا وقت ملا تھا،، کہ باہر سے کسی برتن ٹوٹنے کی آواز پر اپنی جگہ سے اُچھلی،،

ضرور یہ منحوس عورتیں واپس آگئی ہوں گی ڈائری بھی پوری پڑھنے نہیں "دی پتہ نہیں کون تھا وہ شخص جو بیچاری کے ساتھ اتنا ظُلم کر رہا تھا،،

بیڈ کے نیچے سے چپل ڈھونڈ کر پہنتی ہوئی وہ پریشانی سے بڑبڑائی اور ڈور کھول کر صحن میں پہنچ کر اُس آواز کے تعاقب میں کسی کو ڈھونڈنے لگی،، اُس کے نزدیک یہ ڈائری کسی پہیلی سے کم نہیں تھی،، اور اُس کے لئے یہ جاننا بھی نہایت ضروری تھا کہ آخر کون تھا وہ شخص جو اُسے بے ہوش کر کے یہ ڈائری

دے کر گیا تھا،، کوئی تو ایسی چیز تھی،، کوئی تو ایسا راز تھا جو سب سے چھپا ہوا تھا،، انابیہ اُس راز کو کھوجے بغیر سُکون سے نہیں بیٹھنے والی تھی،، گیڈ بند دیکھتے وہ چونکی،،

"یہ لوگ تو ابھی بھی نہیں آئے پھر یہ آواز،،"

وہ اُلجھتی ہوئی پلٹی،، پر سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے،، حیرت اور بے یقینی سے سیاہ آنکھیں پھیل گئی تھیں،، سامنے ہی زمین پر ایک سیاہ پھولوں کا گُلدستہ پڑا ہوا تھا،، اُس نے جلدی سے اُسے زمین سے اُٹھایا،، اُس سیاہ گُلدستے میں ایک چٹ نظر آئی تھی اُسے،، تجسّس اور خوف کی ملی جُلی کیفیت میں اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ وہ چٹ کھولی اور اُسے پڑھنے کی کوشش کرنے لگی،،

"Black Roses in blank room
Wonder when will the sky gets dark
Now go through the sceond last line See above and make a smile
You will get a new clue of new life"

اُس نے اُلجھتے ہوئے لفظ بالفظ وہ چٹ پڑھی،،ایک اور پہیلی،،اُس نے بے اختیار اپنا گھومتا ہوا سر ہاتھوں میں گرالیا،،

"یااللہ یہ کیسا راز ہے اور اس راز کو کھوجنے کے لئے کیا میں ہی ملی تھی"

وہ رونی صورت بنا کر منہ اُونچا کئیے بولی تھی،،

اوپر سے منحوس نے لکھا بھی انگلش میں ہے گوگل سے سرچ کرنا پڑے "
"گا،،

وہ سر کھجاتی اُس لکھنے والے کو کوستی ہوئی بولی اور وہ گُلدستہ ساتھ والے خالی پلاٹ کی جانب اُچھال دیا،، تاکہ اور کسی کی نظر نہ پڑے اس پر،، وہ یہ پہیلی اکیلے ہی سُلجھانا چاہتی تھی،، ایک نظر ادھر اُدھر دیکھتے وہ چٹ ہاتھوں میں مرورتی ہوئی وہ انسر جانے ہی لگی تھی کہ گیٹ کھول کر آن، سنایا اور عیشال اندر داخل ہوئیں،،

"اوہو ووز ہے نصیب لوگ تو ہمارے استقبال میں کھڑے ہیں"

انابیہ کو دروازے کے سامنے کھڑے دیکھتی عیشال شوخ لہجے میں بولی،، انابیہ نے منہ بنایا تھا اُس کی بات پر،،

" انو کوئی بات ہوئی ہے کیا"

اُس کا اُڑا رنگ سنایا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھا،، تبھی وہ سخت لہجے میں پوچھنے لگی،، باقی دونوں نے بھی اُس کو سوالیہ نظروں سے دیکھا. تھا،،

ہاں اور تُم نے کل کی بات بھی نہیں بتائی کہ کیسے بے ہوش ہوئی تھی تُم"
"لفٹ میں

آن فاطمہ نے سنجیدگی سے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اُسے پوچھا تھا،،انابیہ نے اپنا حلق تر کیا تھا اُن کی ڈیٹیکٹو انداز پر،،

اب یہ کیا تُم لوگ آتے ساتھ ہک میرے پیچھے پڑ گئے ہو اور تُم شوارما کدھر ہے میرا "

وہ گڑ بڑاتی ہوئی اُنہی پر چڑھائی کر گئی،، اُن تینوں نے حیرت سے اُس کا یہ انداز دیکھا تھا،،

"لے بھوکی کہیں کی"

اپنے پرس سے شوارمے کا شاپر نکال کر آن نے انابیہ کی جانب اُچھالا جسے اُس نے کمال مہارت سے کیچ کیا،، سنایا اور عیشال ہنوز سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھ رہیں تھیں،،

انابیہ اگر تُم نے ہمیں ساری بات نہیں بتائی تو بھول جانا کہ تمہاری کوئی" بہن ہے "

سنایا سنجیدگی سے بولتی ہوئی وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ انابیہ نے جلدی سے اُسے پکڑ لیا،،

"کیا یاررر بتاتی ہوں رُکو،"

نچلا ہونٹ پھیلائے وہ مظلومیت سے بولی تھی،،وہ لوگ ٹی وی لاؤنج میں جا کر ایک ٹیبل کے گرد وہ سب بیٹھ گئے،،آن اور عیشال ٹیبل کی ایک طرف جبکہ اُس کے سامنے ہی انابیہ اور سنایا ایک طرف بیٹھے تھے،،

"ایک ایک لفظ سچ بتانا"

سنا یاسپاٹ لہجے میں بولی تھی،،آن اور عیشال بھی سنجید گی سے اُسے دیکھنے لگیں،،

یور اونر میں جو کہوں گی سچ کہوں گی سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گی،،"

انابیہ کی زُبان پھسلی،،اُن تینوں نے اُسے گھوری سے نوازہ تو اُسے نے سر کھجاتے ہوئے بات کا آغاز کیا،،

اُس دن ہوا یوں کہ،،"

اور پھر انابیہ نے سب کچھ ایک ایک لفظ اُن تینوں کو بتادیا،،اُن تینوں کے چہروں پر بے یقینی اور حیرت بھرے تاثُرات تھے،،

"یہ رہی وہ چٹ"

اُس نے وہ چٹ میز پر رکھ دی،، سب نے باری باری سنجیدگی سے وہ چٹ پڑھی،،،

"اتنا کچھ ہو گیا اور تُم نے ہمیں بتانا بھی گوارا نہیں سمجھا"

سنایا نے چہرے پر مُسکراہٹ سجائے ہوئے کہا،، انابیہ حلق تر کرتی پیچھے کو کھسکی،، اُس مُسکراہٹ سے خوف محسوس ہوا اُسے،، پھر وہ تینوں یکدم اپنی جگہ سے اُٹھیں اور انابیہ کی دُھلائی کر کے رکھ دی،،

"تیری ہمت کیسے ہوئی ہم سے کچھ چھپانے کی"

ہاں نہیں تو اور اس منحوس نے تو ہمیں کچھ بتانا بھی نہیں تھا وہ تو ہم نے "

"زبردستی اُگلوایا

ہاں نہ اپنے آپ کو پتہ نہیں کون سی شیرلوک ہومز سمجھتی ہے یہ ڈیش "

"انسان

ایک ایک کے بعد ایک مکا،، کبھی ٹانگ،، کبھی تھپڑ،،اور ساتھ ساتھ جُملوں کی بارش،،انابیہ اس اچانک افتاد پر چیخ کر رہ گئی،،اُس کی اچھی طرح دھلائی کر لینے کے بعد وہ سب نڈھال سے صوفے سے ٹیک لگا گئیں،،

" اللہ پوچھے تُم جنگلیوں کو "

اپنا بازو سہلاتی وہ دونوں ہاتھ اُٹھا کر مظلومیت سے بولی تھی،،اُن تینوں نے ہنہہ کیا تھا اُس کی بات پر،،

چلو سب اپنی جگہ پر واپس دیکھتے ہیں وہ کون ہے جس نے ہمیں ڈیٹیکٹو ہی "سمجھ لیا ہے"

سنایا ہاتھ جھلاتی ہوئی بولی اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئ،، وہ تینوں بھی اُس کی بات سُنتی اپنی اپنی پوزیشنز سنبھال کر بیٹھ گئیں،،

"پہلا جُملہ ہے خالی کمرے میں کالے پھول"

آن فاطمہ اُس جملے کو ٹرانسلیٹ کرتی ہوئی بولی،،

"اب بھلا اس کا کیا مطلب ہوا"

عیشال سر کھجا کر بولی،،

"انو تجھے یہ پھول کہاں سے ملے تھے،،"

سنایا ایک دم انابیہ کی جانب پلٹی،،

"باہر صحن میں سے"

انابیہ نے سنجیدگی سے بتایا،،

"اووہھہ سمجھ گئی صحن بھی تو خالی ہی ہے ہمارا چلو پہلا جُملا تو سُلجھ گیا"

آن فاطمہ چُٹکی بجا کر بولی تو باقی سب نے اُس کی بات پر سر ہلایا،،

"اگلا جُملا ہے فرض کرو کہ کب آسمان کالا ہو گا"

اب کہ اُس نے اگلی لائن پڑھی،،

مطلب رات کا وقت ہاں آسمان کالا کب ہو گا یعنی رات وقت ہی ہمیں وہ"
"کلیو ملے گا

عیشال نے سمجھتے ہوئے بتایا،،تو سب نے داد دیتی نظروں سے اُسے دیکھا
جس پر اُس نے مصنوعی کالر جھاڑے،،

"نیکسٹ ہے سیکنڈ لاسٹ لائن پر جاؤ"

آن نے اُلجھ کر سُب کو دیکھا تھا،،اور پھر سیکنڈ لاسٹ لائن پڑھنے لگی،،

"اوپر دیکھو اور ایک مُسکراہٹ اُچھالو"

اس جملے پر وہ چاروں واقعی کنفیوز ہوئے تھے،،

"ان دونوں لائنز کا مطلب سمجھنا ہو گا ہمیں"

آن فاطمہ تھوڑی تلے ہاتھ ٹکایۓ سنجیدگی سے بولی تھی،،یکدم انابیہ کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا،،

"آن لاسٹ لائن پڑھ فوراً"

وہ چیخ کر بولی تھی،، سب نے حیرت سے اُس کا انداز دیکھا تھا،، آن نے بلند آواز آخری سطر پڑھی،،

"تمہیں نئ زندگی کی نئ نشانی ملے گی "

"یاہووووو ہم نے سلجھالی ہم نے پہیلی سُلجھالی"

وہ خوشی سے بھنگڑے ڈالتی ہوئی بولی تھی،، سنایا نے کھینچ کر اُسے نیچے بٹھایا تھا،،

"ہمیں بھی بتا آخر کیا کہنا چاہتا وہ ہمیں"

عیشال متجسس انداز میں بولی تھی،، سب کی نظریں انابیہ پر جمیں تھیں،، اپنی خوشی کنٹرول کرتے ہوئے انابیہ نے بولنا شروع کیا،،

اس کا مطلب ہے کہ رات کے وقت یعنی جب آسمان کالا ہو جائے اور سیکنڈ " لاسٹ لائن کو پڑھنے کے لیے کہا گیا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ ہم ساری لائنز پڑھیں گے پھر یہ سب لکھنے کا کوئی مقصد تو ہو گا تُم لوگوں کو میں نے بتایا تھا کہ میں سیکنڈ لاسٹ فلور پر بے ہوش ہوئی تھی تو شاید وہ چاہتا ہے کہ رات کے وقت ہم ہاسپٹل کے سیکنڈ لاسٹ فلور پر جائیں اور خالی کمرہ اُس نے واضح لکھا ہے یعنی وہاں کوئی خالی کمرہ ہے جہاں جا کر ہمیں اوپر دیکھ کر مُسکرانا ہے "شاید یہ سب کرنے کے بعد ہمیں کلو مل جائیے نئی زندگی کا بقول اُس کے

ایک ایک لفظ پر زور دیتی انابیہ نے ساری پہیلی کا خلاصہ بیان کیا،، سب کا منہ خیرت سے کھلا تھا،،

"عجیب شخص ہے بھلا آرام سے لکھ کر بتادے اتنا گھوما پھرا کر بول رہا حد ہو گئی"

سنایا منہ بنا کر بولی تو انابیہ کندھے اُچکا کر رہ گئی،،

"تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اُس کلیو کو حاصل کرنے کے لئے رات کے وقت ہاسپٹل جانا ہو گا مگر آ کر کیسے کریں گے ہم یہ سب"

آن فاطمہ الجھتے ہوئے بولی تھی،، وہ سب خاموش ہو گئے تھے اُس کی بات سُن کر،، اور اپنی سوچ کے گھوڑے دوڑانے لگے تاکہ اصل مقصد تک پہنچ سکیں،،

****

(ماضی)

یہ منظر ہے ایک بڑے سے نفیس اور خوبصورت لاونج کا، بلیک اور وائٹ امتزاج کے خوبصورت صوفوں کے درمیان ایک چھوٹی سی میز پڑی تھی جس پر ایک ڈبہ مٹھائی کا رکھا ہوا تھا،

"السلام وعلیکم"

لاؤنج کے دروازے سے اندر داخل ہوتی حرم نے بلند آواز سلام کر کے سب کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا،

"وعلیکم اسلام،،ارے میری بچی آئی ہے بہت پیاری لگ رہی ہے "

نہایت ماڈرن لباس میں وہ خاتون یقیناً حرم کی پھوپھو ہی معلوم ہو رہی تھیں،،اس بات کا انداز حرم کی آنکھوں میں چھپی ناگواری سے بھی لگایا جا سکتا تھا،،وہ آگے بڑھیں اور حرم کے سُرخ گال چٹاچٹ چوم کر اُس کی تعریف کی،،زہر کا گھونٹ پیتے ہوئے حرم نے بابا کی موجودگی کا احساس کر کے بمشکل خود میں برداشت کا حوصلہ پیدا کیا،،

"جی پھوپھو میرا گھر ہے مجھے تو آنا ہی تھا نہ اب محلے والے تو یہاں آنے سے رہے"

ہونٹوں پر زبردستی والی مُسکراہٹ سجائے اُس نے بمشکل خود کو پھوپھو کی قید سے آزاد کیا اور دانت پیس کر ہنس کر بولی تھی،، پھپھو ایک لمحے کو گڑ بڑا کر رہ گئیں تھیں اُس کی بات پر،،

"آپ بیٹھیں میں ابھی آئی_"

آنکھیں پٹپٹاتی اپنے اندر کے اشتعال کو دبائے وہ ایک بار پھر مُسکراتی ہوئی بولی،،

ارے کیوں بیٹا اتنے عرصے بعد تُم سے مل رہی ہوں ایسے نہیں جانے دوں "گی میں اپنی بچی کو"

وہ شیریں لہجے میں بولتیں حرم کا خون جلا کر راکھ کر گئیں تھیں،،

"یہ جو گال پر دس دس پپیاں دی ہیں نہ ان کو سرف سے دھونے جا رہی ہو
میرا گال گندہ کر دیا اب جان چھوڑیں میری اور اپنی یہ ایکٹنگ بابا تک ہی
محدود رکھیں"

بہت چاہنے کے باوجود بھی وہ دل کی بات زبان پر نا لا پائی اور بولی بھی تو
صرف اتنا،،

"چائے بنانے جا رہی ہوں پھوپھو جانی بس پانچ منٹ میں آئی"

وہ بول کر کھسکنے ہی لگی تھی کہ پھوپھو نے ایک بار پھر اُس کو آڑے ہاتھوں
لے لیا،، حرم کو پھوپھو کے ارادے کچھ نیک معلوم نہیں ہو رہے تھے،،

ملازمہ بنالے گی چائے میری بچی کیوں کچن کے کام کرے شمس تُم میری" بچی سے گھر کے کام کرواتے ہو ہمت کیسے ہوئی تمہاری میری بچی تو محلوں میں راج کرنے کے لیے بنی ہے اور تُم اُس کے نوکرانیوں والے کام کرواتے "ہوئے شرم نہیں آتی

وہ اُسے کھینچ کر صوفے پر ہی لئے بیٹھ گئیں اور شمس صاحب کو ڈانٹے لگی،،اُن کی باتیں سُن کر حرم صدمے سے فوت ہونے والی ہو گئ،، شُکر اُن کا وہ آوارہ اور بد تمیز (بقول حرم کے) بیٹا وہاں نہیں تھا

استغفر اللہ ایسے فراٹے بھرتی ہے آپ کی زبان جھوٹ بولتے ہوئے توبہ " "توبہ

وہ دل ہی دل میں توبہ کر کے رہ گئی اور پھپھو کو اپنی گرین آئیز میں تفشیش بھرے انداز میں گھور کر دیکھنے لگی،،

"ارے آپا ہماری بچی ماشاءاللہ خود ہی اتنی لائق ہے اپنے شوق سے گھر کے سارے کام کرتی ہے بہت سُگھڑ ہے بلکل اپنی ماں کی طرح"

شمس صاحب حرم کو دیکھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولے تھے،، حرم کے چہرے پر حقیقی اور پیاری سی مُسکان آئی تھی اپنے بابا کی بات سُن کر وہیں آنکھوں میں نمی اُبھری تھی اپنی ماں کا زکر سُن کر،،البتہ پھپھو کا رنگ ضرور کچھ پل کے لئے پھیکا پڑا تھا،، کسی نے اس منظر پر توجہ دی نہ ہو پر ساتھ بیٹھی حرم نے نہایت پُرسکون اُنداز میں اُن کا اُڑا رنگ دیکھا تھا،،اُس کے دل میں ڈھیڑوں خوشی اُتر آئی تھی،،

"ہاں ہاں بس اسی لیے شمس میں آج تُم سے تمہاری بڑی بہن ہونے کے ناطے کچھ مانگنے آئی ہوں اور اُمید ہے تُم انکار نہیں کرو گے"

وہ تمہید باندھتی ہوئیں میٹھے لہجے میں بولی تھیں،، حرم کا دل دھڑکنا بند ہوا تھا،، ایک جھٹکے سے اُس نے شمس صاحب کی جانب دیکھا تھا،، جو چہرے پر اطمینان لئے اُن کی بات سُن رہے تھے،، اُس نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں تھیں،، اگر پھپھو نے وہی بات کی جو وہ سوچ رہی تھی تو یقیناً یہ اُس کے لئے کوئی اچھی علامت نہیں ہو گی،،

"ارے آپا اگر میرے اختیار میں ہوا تو ضرور وہ ہو سکا کروں گا"

وہ چہرے پر ہلکی سی مُسکراہٹ سجا کر سنجیدگی سے بولے تھے،، حرم کا دل چاہا وہ وہاں سے اُٹھ کر بھاگ جائے،، مگر ضبط کرتی وہیں بیٹھی رہی،،

"بس پھر میری بیٹی حرم کو میری جھولی میں ڈال دیں میں حرم کو اپنے آریان کے لیے مانگنا چاہتی ہوں،،

حرم نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں تھیں اُن کی بات پر اور سپاٹ نظروں سے شمس صاحب کی جانب دیکھنے لگی،، جن کے چہرے پر اب بھی اطمینان برقرار تھا،،

"آپا آپ نے حرم کو اس قابل سمجھا اس کے لئے میں آپ کا شُکر گزار ہوں مگر میں اپنی بیٹی کا رشتہ پہلے سے ہی کہیں طے کر چُکا ہوں آپ نے دیر کر دی، آپ آریان کے لیے کوئی دوسری لڑکی دیکھ لیں "

شمس صاحب کی بات پر پھپھو سمیت حرم کے پیروں تلے بھی زمین نکلی تھی،، حرم نے حیرت سے بابا کو دیکھا تھا اور پھپھو نے اپنے بھائی کو،،

پر میں نے تو بچپن سے حرم کو اپنے آریان کے لئے ہی سوچا ہے تُم ایسا کرو" "وہاں سے انکار کر دو حرم میری ہی بہو بنے گی

وہ سخت لہجے میں بولیں تھیں،، حرم نے ناگواری سے اُنہیں دیکھا تھا،،

"میری جوتی بنے گی آپ کی بہو"

وہ دل ہی دل میں تلملا کر بولی تھی،، شمس صاحب کے چہرے کا اطمینان ہنوت برقرار تھا،، حرم نے خاموشی میں ہی عافیت جانی وہیں پھپھو کا رنگ سُرخ ہو گیا تھا،، اپنے بھائی کے انکار پر،،

"معذرت آپا اس رشتے کو میں نے حرم کی مرضی سے ہی طے کیا ہے جبکہ وہ آپ کے لائے رشتے سے خوش نہیں تھی"

حرم تو بے ہوش ہونے والی ہو گئی تھی،، ان دونوں بہن بھائیوں کی بحث میں وہ بُری طرح پھس رہی تھی،، پھپھو نے حیرت سے حرم کو دیکھا،، وہیں حرم اُن کی نظریں خود پر محسوس کر کے لاتعلقی برتتے ہوئے موبائل ٹٹولنے لگی،،

" کون ہیں وہ لوگ "

وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی،،

"میرے دوست کا بیٹا ہے کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ ہیں حرم بہت خوش رہے گی وہاں"

اُنہوں نے اطمینان سے بتایا، پھپھو نے دانت پیسے تھے اُن کی بات پر،،

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ایک دفعہ خاندان سے باہر شادی کر کے آگے تُم نے خاندان والوں کی دشمنی مول لی تھی اور نتیجہ بھی بھگت لیا تھا وہ وہ ایک خود غرض عورت نکلی اور کیسے اُس نے تمہاری ماں اور بہن کا جینا حرام کر کے رکھ دیا اب تُم اپنی بیٹی کی شادی بھی باہر کر کے کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو حرم ملکوں کا خون ہے اس کی شادی غیر خاندان میں کبھی نہیں ہو گی اگر تُم نے ایسا کوئی قدم اُٹھایا تو میں اپنا ہر تعلق تُم سے ختم کر لوں گی"

وہ نہایت سخت لہجے میں بولیں تھیں،، حرم کا رنگ غُصے کی شدت سے سُرخ ہوا تھا اپنی ماں کے مُتعلق اُن کے منہ سے فضول بکواس سُن کر،، یہ بات اُسے سخت زہر لگتی جب ہر کوئی منہ اُٹھا کر اُس کی ماں کے متلعق زہر اُگلتا،، اُس کی ماں کو اُس گھر میں کتنی مشکلات پیش آئیں وہ اُس کی گواہ تھی،، کیسے اُنہی کی زندگی تنگ کر دی گئ تھی اُن پر،، اُن کی بلاوجہ کی انا،، اور محض اس بات کا غُصہ تھا کہ شمس صاحب نے خاندان سے باہر اپنی رضامندی سے شادی کیوں کی تھی،، اسی بات پر سب اُس کی ماں کو بُرا بھلا کہتے،، تبھی حرم اُن سے کوسوں دور رہتی تھی،، اب وہ دُنیا میں بھی موجود نہیں تھیں تب بھی لوگوں کو اُس کی ماں کو کوسنے کا موقع چاہئے تھا،،

"آپا اس وقت یہاں میری بیٹی کی بات ہو رہی ہے نہ کہ میری مرحوم بیوی کی لہذا آپ موضوع بدلنے کی کوشش مت کریں رہی بات خاندان کی دُشمنی کی تو خاندان والے پہلے بھی ہماری اتنے سگے نہیں تھے حرم میری بیٹی ہے اور

اُس کی زندگی کا فیصلہ بھی میں ہی کروں گا اگر آپ محض اس لئے مجھ سے تعلق توڑنا چاہتی ہیں تو آپ بہت بڑی غلطی پر ہیں "

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولے تھے،، پھپھو پہلو بدل کر رہ گئیں تھیں،، اُن کی دیدہ دلیری پر،،

" تُم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو بہت پچھتاؤ گے ابھی بھی وقت ہے اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کر لو "

اُنہوں نے شمس صاحب کو ڈرانا چاہا،، اُن کی گرین آئیز جو ہو بہو حرم کی آنکھوں جیسی تھیں وہ مُسکرائیں تھیں جیسے،،

"الحمدللہ آپا مجھے نہ پہلے کسی بات کا پچھتاوا تھا نہ انشاءاللہ آگے والی زندگی میں کبھی ہوگا اور خُدانا خواستہ اگر کچھ بُرا ہوا بھی تو میں اسے خُدا کی طرف سے دی گی آزمائش سمجھ کر قبول کرلوں گا"

وہ اطمینان سے بولے تھے، حرم نے ٹُکر ٹکر اُنہیں دیکھا تھا،، اپنے بابا کا یہ روپ وہ بہت عرصے بعد دیکھ رہی تھی،، اس وقت اُسے ڈھیروں پیار آیا تھا اپنے بابا پر مگر پھپھو کی منحوس شکل گُم ہونے تک وہ ضبط سے بیٹھی رہی ورنہ اُن کا ایک گال ضرور چُوم لیتی،،

"ٹھیک ہے پھر شمس ملک میں فریحہ ملک اپنا ہر تعلق تُم سے ختم کرتی ہوں افسوس کے تُم نہ اچھے بیٹے ہونے کا فرض نبھا سکے نہ ایک اچھا بھائی ہونے کا

وہ رنجیدہ لہجے میں کہتی ہوئیں اُٹھیں اور بغیر ایک نظر کسی پر ڈالے باہر چلی گئیں،، شمس صاحب کی اُفسردہ نظروں نے دور تک اُن کا پیچھا کیا تھا،، حرم نے ناک چڑھاتے ہوئے اُن کا یہ فلمی ڈائلاگ سُنا اور بھاگتی ہوئی اُن کے گال چٹاچٹ چُوم گئ،، وہ مُسکرا کر رہ گئے تھے اپنی بیٹی کی محبت پر،،

ایسٹ اینڈ ویسٹ مائی بابا یو آر دی بیسٹ آج آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ" "میرے وہی ڈون بابا ہیں

وہ کھلکھلاتے ہوئے بولی تھی اور اُن کے قریب صوفے پر بیٹھ کر اُن کے کندھے پر سر رکھ کر سکون سے آنکھیں موند گئ،، اُنہوں نے دھیرے سے اُس کے بالوں میں ہاتھ چلایا،، حرم کے ہونٹوں پر ایک دھیمی سی مُسکان آئی،،

"اگر آج میں تمہارا حق ادا نہ کرتا تو شاید پوری زندگی پچھتانا میرا مقدر بن جاتا میں جانتا ہوں تمہیں آریان نہیں پسند اور جہاں میرے بیٹی کی پسند شامل نہیں وہاں اُس کا رشتہ نہیں ہو سکتا یقیناً آرزو کی زندگی تو میں خراب کر چُکا ہوں پر تمہاری نہیں کروں گا کیوں کہ تُم میری پیاری سی شہزادی ہو"

حرم نے تڑپ کر اپنا چہرہ اُٹھایا تھا،،

"مت کریں بابا آپ کا نہ پہلے کبھی کوئی قصور تھا نہ اب ہے بس قسمت نے آپ کو دیر سے آگاہی دی ورنہ ماما آج ہماری ساتھ ہوتیں اور آپ تو بابا ہیں نہ کبھی اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتے"

وہ مُسکرا کر پُر سکون لہجے میں بولی تھی،، شمس صاحب کی آنکھوں میں نمی اُبھری جس کو چھپاتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور حرم کے سر پر ایک شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر چلے گئے تھے،،

"ارے بابا سے یہ تو پوچھنا ہی بھول گی آخر کس کے ساتھ میرا نصیب پھوڑا دیا اُنھوں نے"

یکدم وہ پریشانی سے سر ہاتھوں میں گرا کر بڑبڑائی،،

" ابھی تو وہ آفس چلے گئے"

اُس نے ایک نظر گھڑی میں ٹائم پر نظر ڈالی جہاں پورے دس بج رہے تھے،،

ایسا کرتی میں بھی ہاسپٹل چلی جاتی ہوں دو چھٹیاں ہو گئی ہیں نا جانے کتنا کام "
" باقی ہو گا

گہرا سانس خارج کرتی وہ اُٹھی اور چھلانگیں لگاتے ہوئے جلدی جلدی زینے طے کرتی ہوئی اپنے روم میں پہنچی،، سفید کوٹ پہنا،، اور بیگ پکڑ کر باہر جانے ہی لگی تھی کہ بیگ کے اندر سے آتی وائی بریشن پر چونکی اور موبائل میں بغیر نمبر اور نام دیکھے کان سے لگا لیا اور جلدی جلدی سے سیڑھیاں اُترنے لگی،،

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری اس رشتے سے انکار کرنے کی"

فون میں سے کسی سے زوردار غُراہٹ گونجی،، حرم نے حیرت سے فون کو کان سے دُور کرکے کال کرنے والے کا نام پڑھا جسے پڑھ کر اُسے شدید قسم کی ہنسی آئی جسے اُس نے بمشکل کنڑول کیا،،

"ارے سرتاج ہماری اتنی مجال کہاں یہ تو بابا خُضور کا فیصلہ تھا"

وہ چٹخارے لیتی ہوئی بولتی مُقابل کا خون جلا گئ،،

"سب جانتا ہوں میں یہ ڈرامے پر یاد رکھنا تُم سے شادی صرف میری ہی ہو گی تم صرف میری دلہن بنو گی صرف آریان ملک کی دوسرا جو بھی رشتہ ہے اُسے انکار کرو اور ماموں کو بولو کہ تُم اس رشتے سے راضی ہو"

وہ پُرسکون انداز میں بولا،، حرم نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے اُس کی بات پر،،

"اور بیٹا آپ کو یہ خوش فہمی کیوں اور کب سے ہو گی کہ میں حرم ملک جس کے نزدیک آپ کی حیثیت او قات اتنی ہے جیسے میری پاؤں کی چپل میں لگا چائنا کا موتی وہ تمہاری بات مانے گی ہاں بہت خوب بچا سہی کھیل رہے تُم"

وہ طنز کے تیروں کے وار چلاتی ہوئی اپنی گاڑی تک پہنچی اور اندر بیٹھتے ہوئے سیٹ بیلٹ باندھ گئ،،

"جسٹ شٹ اپ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے کی تمہیں تمہارا فیصلہ واپس لینے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام بھی آریان ملک نہیں"

وہ غُصے کی حدوں کو چھوتا ہوا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا،، حرم کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی اُس کی بات پر،،

مائی ڈیئر کزن،، تُم نہ ابھی سے کوئی اچھی سی ڈکشنری کھول کر اُس میں سے " لفظ "ذ" سے کوئی نام ڈھونڈنا پہلی فہرست میں تمہیں ایک نام نظر آئے گا وہ نام ہو گا "ذہنی مریض" کا وہ تمہارے لئے پرفیکٹ ہو گا او کے ے ے
" بائے ے پالا بچا

وہ نہایت اطمینان سے بولی اور آخر میں اُسے چڑاتے ہوئے کال فٹ سے بند کی اور گاڑی اسٹارٹ کرتی ہوئی مین گیٹ سے باہر لے گئی،، پر یہ بات وہ سو فیصد یقین سے کہہ سکتی تھی کہ مُقابل اپنا فون غُصے سے ٹیبل پر مار کر اپنے بال نوچ چُکا ہو گا،، چوکیدار نے دروازہ بند کر دیا تھا،، یہ تھی حرم نور کی داستان

جسے مردوں میں سے صرف اپنے بابا سے عشق تھا،،اور عورتوں میں سے اپنی مرحوم ماما سے،،ڈاکٹر بننا اُس کا جنون تھا،، کیونکہ وہ لوگوں کا مسیحا بننا چاہتی تھی،،بے تحاشا شرارتی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ سمجھدار بھی بہت تھی،،ہر صورتحال کو قابو کرنا اچھے سے جانتی تھی،،پر نا جانے آگے کون سے امتحان آنے والے تھے،،جسے یا تو حرم نور سُرخرو ہو کر گزرے گی یا پھر منہ کے بل گرے گی،،

****

سورج اپنی پوری آب و تاب سے آسمان پر جگمگانا شروع ہو چُکا تھا،،اُس کے کچھ کرنیں اُس چھوٹے سے روشن دان سے ہوتی ہوئیں ایک وجود پر پڑیں تھیں،،سورج کی روشنی سے پورے کمرا واضح ہونا شروع ہو گیا تھا،،چاروں طرح سیاہ دیواریں تھیں،،اُس وجود میں ہلکی سی حرارت بیدار ہوئی،،پلکوں کو جمبش دیتے ہوئے اُس نے اُوپر کی جانب اُٹھایا،،سیاہ آنکھوں میں سورج

کی سنہری روشنی پڑنے سے آنکھیں ایک لمحے کے لئے چندھیا گئی تھیں جیسے،، اُس نے دوبارہ اپنی آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں اور کسمساتے ہوئے اپنی جگہ سے لڑکھڑاتے ہوئی اُٹھی تھی،، ساری رات ایک جگہ سونے سے اُس کی کمر میں درد کی شدید لہر دوڑی جس کی وجہ سے اُس نے ہونٹوں کو سختی سے آپس میں بھینچا تھا،، یکدم وہ ہولے سے مُسکرائی اور اُس روشدان کو دیکھنے لگی،، سیاہ آنکھوں میں سُرخ ڈورے دور رہے تھے،، دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ دھیمے سے پلٹی پر سامنے اُس دشمنِ جان کو دیکھتے ہوئے پھر سے سر جُھکا گئی،،

اُمید ہے اب تمہاری عقل ٹھکانے آ گئی ہو گی آئندہ میری بات کی نفی" کرنے سے پہلے سو بار سوچا اپنا انجام اور اپنی سزا یاد رکھنا اب جاؤ اور جا کر اماں "بی کا ہاتھ بٹاؤ

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے اُس دیکھتے ہوئے پُرسکون لہجے میں بولا تھا جو سیاہ دیوار اور سیاہ لباس میں ایک مکمل منظر پیش کر رہی تھی،، اُس کی بات پر وہ ایک لمحے کے لئے چونکی اور بغیر کچھ کہے سر ہلا کر وہاں سے جانا چاہا مگر دروازے کی پشت سے ٹیگ لگائے اُس وجود کو اپنے راستے میں دیکھ کر دوبارہ رُک کر اُس دیکھنے لگی،، سیاہ آنکھیں گرے آنکھون سے ٹکرائیں تھیں،، اُس نے فوراً اُس کی سحر زدہ آنکھوں سے اپنی نظریں ہٹائیں اور سنجیدگی سے پیچھے ہٹا،، وہ تیزی سے وہاں سے گزر گئی تھی،، ایک ہوا کے جھونکے کی طرح،، پیچھے وہ گُم سُم سا کھڑا اُس کی پُشت کو گھور کر رہ گیا،، وہ تیزی سے زینے اُترتی کچن میں پہنچی اور فریج کھولتی اُس میں سے سامان نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگی،،

"ارے ثوابیہ بیٹی تُم یہاں کیا کر رہی ہو اپنے کمرے میں آرام کرو تمہاری یہ حالت نہیں کہ کچن میں کام کرو"

اماں بی پریشانی سے اُس کچن میں دیکھتی ہوئی بولیں تھیں،، ثوابیہ اُن کی بات پر ہولے سے مُسکرائی تھی،،

آپ فکر مت کریں اماں میں ٹھیک ہوں ویسے بھی یہ اُن کا حکم ہے اور اُن کا" ہر حکم ماننا مُجھ پر فرض ہے"

وہ دھیرے سے پلکیں جھپکاتی مُسکرا کر بولی تھی،، جیسے اُس کا حکم ماننا واقعی اُس پر فرض تھا،، اماں بی خاموشی سے اُس کملی کو دیکھنے لگیں تھیں،، وہ اس قابل تو نہیں تھی کہ ایسے سلوک کی مستحق ٹھرے،،

یااللہ غازان صاحب کا دل نرم کر دے اس جھلی کے لئے بہت معصوم ہے" یہ"

اُن کے دل سے بے اختیار یہ دُعا نکلی تھی،، وہ ان سب سے انجان خاموشی سے کام کررہی تھی،،

****

((حال))

یہ منظر ہے نینا کے کمرے کا جہاں وہ دونوں دُنیا جہان سے بے نیاز بیڈ کے ساتھ نیچے کاؤچ پر بیٹھے تھے،، پورے کمرے میں اندھیرا کیا ہوا تھا،، ایل ای ڈی پر چلتی ہارر فلم وہ دونوں کمبل پر دونوں طرف سے لپیٹے ایک دوسرے سے چپکے ہوئے آنکھوں میں دلچسپی بھرے دیکھ رہے تھے،، یکدم باہر سے قدموں کی آواز سُنتے وہ دونوں چونکیں،، اُسی وقت فلم والا بھوت بھی اسی

طرح وہاں کی ہیروئن کی طرح اُس کے کمرے میں داخل ہوا اور اُسے کھا گیا،، اُن دونوں نے ایک دوسرے کے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخیں روکیں،،

اوئیے لگتا ٹی وی والا بھوت ہمارے یہاں بھی آرہا ہے میں نے دیکھا ہے" "بھوت ٹی وی سے نکل کر بھی آجاتے ہیں

نینا کا ہاتھ ہٹاتی ہانیہ خوفزدہ لہجے میں بولی تو نینا نے اپنا حلق تر کیا، یکدم کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ دونوں ڈر کر اپنی جگہ سے اُچھلیں،،

"دیکھا آگیا بھوت"

ہانیہ رونی صورت بنائے بولی،،

" اب ہم کیا کریں گے "

جواباً نینا بھی انگلیاں دانتوں میں دبائے روہانسی ہوئی،،

اُس بھوت کو مزا چکھائیں گے اور بتائیں گے کہ اُس نے پنگا کس سے لیا"
" ہے

وہ ایک اعظم سے بولی، نینا نے حیرانگی سے اُسے دیکھا،،

تُم یہ دروازہ کھولنا میں اُس بھوت کے اوپر یہ کمبل ڈال دوں گی پھر دونوں"
" مل کر اُس کی دھلائی کریں گے عقل ٹھکانے آجائے گی اُس کی

وہ فخریہ لہجے میں بولی تو نینا نے سر کھجایا اُس کی بات پر،، ہانیہ چُپکے سے دروازے کے پیچھے کمبل لے کر کھڑی ہو گئی،، جیسے ہی نینا نے ایک دو تین گنتی کر کے دروازہ کھولا،، ہانیہ اور نینا نے بغیر اندر آنے والے کو دیکھے اُس پر ہلہ بول دیا،، ہانیہ نے چیخ کر چھلانگ مار کر اُس پر کمبل ڈالا اور نینا نے اُسے سختی سے پکڑ لیا،، ہانیہ نے اب کہ اُس کے پیٹ میں مُکہ مار کر خود ہی کراہ کر پیچھے ہوئی،،

"کیا ہوا"

نینا نے معصومیت سے اُس بھوت کو چھوڑا اور پریشانی سے ہانیہ کے پاس آتی ہوئی بولی،، ایسے میں وہ وجود جس پر وہ دونوں کمبل ڈال چُکی تھیں،، اُس نے سنجیدگی سے خود پر سے کمبل اُٹھا کر نیچے پھینکا،،

زی بھیو"

"مسٹر گنڈہ

وہ دونوں ایک ساتھ چلائیں،،زی نے غُصے کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے اُن دونوں کو گھورا تھا،،

سوری بھائی وہ ہمیں لگا بھوت ہے ہم تو اپنی سیلف ڈیفنس میں کر رہے تھے" "یہ سب ہمیں کیا پتہ آپ ہوں گے

نینا نے کھسیاتے ہوئے بتایا،،ہانیہ نے چہرے پر مظلومیت طاری کرتے ہوئے سر ہلایا،،

"کسی بھوت سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ تُم دونوں خود کسی بھوت سے کم نہیں ہو"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولا تھا،،اُن دونوں نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا تھا،،

"نینا ڈیڈ آ گئے ہیں اسے لے کر نیچے پہنچو فوراً اور ہاں ڈیڈ کے سامنے کوئی تماشا نہیں ہونا چاہیے ورنہ میں بہت بُرا پیش آؤں گا سمجھی"

وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا آخر میں سختی سے وارن کر گیا،،نینا نے دانت نکالتے ہوئے سر ہلایا،،ایک نظر اُن دونوں کو دیکھتے ہوئے وہاں سے چلا گیا،،

****

دیکھیں مسٹر میں جب کہہ رہی ہوں کہ انہوں نے ہمیں اغوا کیا تھا تو آپ "

"سن کیوں نہیں رہے

بریرہ غُرائی تھی،،وہ یقین دلا دلا کر تھک گئ تھی کہ وہاں کچھ جنگلی لوگ رہتے ہیں مگر یہ ڈھیٹ انسپکٹر مان کے ہی نہیں دے رہا تھا،،منال اور مناہل سیٹی بجاتے ہوئے اندر داخل ہوئیں،،اور بریرہ کو اُس خوبرو نوجوان سے بات کرتے دیکھ کر سکون سے ٹیبل کے سامنے پڑے بینچ پر چوکری مار کر بیٹھ گئیں،،اُن دونوں نے ناگواری سے اِن دونوں کر دیکھا،،پر وہاں پرواکسے تھے،،منال ناک چڑھاتی ہوئی موزا پہننے لگی اور مناہل اُس کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئ،،اُس انسپکٹر نے آبرو اُچکائی تھی اُن کی دیدہ دلیری پر،،

"آپ دونوں جانتی ہیں کہ آپ اس وقت کہاں بیٹھی ہیں "

ٹیبل پر دونوں ہاتھ مارتا وہ دانت پیستے ہوئے بولا،، منال اور مناہل نے سکون سے اُس کی بات سُنی،،

" تھانے میں بیٹھے ہیں"

منال پُر سکون لہجے میں بتاتی ہوئی بولی،، بریرہ نے اپنی ہنسی دبائی اب وقت آگیا تھا کہ اُس انسپکٹر کا بھی دماغ خراب ہو،،

" یہ آپ کا کوئی بابو شونے والا تھانا نہیں ہے سمجھی سیدھی طرح سے بیٹھیں ورنہ اُٹھوا کر باہر پھینک دوں گا"

وہ سنجیدگی سے انہیں گھورتا ہوا سخت لہجے میں بولا اور چیئر پر بیٹھ گیا،، جہاں بریرہ نے اپنی آنکھیں بے زاری سے گھومائیں وہیں منال اور مناہل نے اپنی ہنسی دبائی تھی اُس کی بات سُن کر،،

"انکل آپ کو پتہ ہے ہم کون ہیں"

مناہل نے روعب دار لہجے میں پوچھا وہیں منال نے بھی اُس کی بات پر فخر سے گردن اکڑائی،،

"کیوں کسی منسٹر کی اولاد ہو تُم دونوں جڑواں"

وہ اُس کی بات سُنتا تمخسر بھرے لہجے میں بولا تھا،،

"ہم عمران خان کے چاچو کے بیٹے کی بیٹیاں ہیں"

مناہل بے نیازی سے بولی تھی،، بریرہ نے اُسے گھوری سے نوازا،،

"ہاں اور نواز شریف ہمارے نانا ہیں"

منال نے اور لمبی چھوڑی،، مناہل نے ہنسی دبائی،،

"اور اوباما کو بھول گی ٔضرور وہ بھی تُم لوگوں کا ماموں ہو گا"

وہ انسپکٹر اُن کی بات سُنتا بے زاری سے بولا تھا،، بریرہ نے منہ بنا کر اپنی پشت دیوار سے لگائی،،

"نہیں وہ ہمارا کام والا ہے"

مناہل کی زُبان پھسلی،، منال نے معصومیت سے سر ہلایا تھا اُس کی بات پر ،،اُس انسپکٹر نے سنجید گی سے اُن تینوں کو ایک نظر دیکھا اور اپنے موبائل سے کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا،،اُن تینوں نے کن اکھیوں سے اُسے دیکھا،،

"آپ وہ باہر والے گارڈ کو فون کر رہے ہیں"

منال نے سوال داغا،،

ہمم اُسے ہی کر رہا ہوں تاکہ تُم لوگوں کو باہر نکال سکوں تُم لوگ جو فضول "میں ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،

"اوہیلو تُم زیادہ اوور نہ ہو اچھا،،ایسا سلوک کرتے ہو تُم پولیس والے کمپلین لکھوانے والوں کے ساتھ ہاں،، کیا فائدہ اتنے بڑے عہدے پر بیٹھنے کا جب تُم اُسے ٹھیک سے نبھا ہی نہ سکو،، باہر نکالنا تو دور کی بات ہے ہاتھ بھی لگایا نہ تو توڑ کر دوسرے ہاتھ میں دے دوں گی"

بریرہ ٹیبل پر ہاتھ مارتی غُصے سے بھرے لہجے میں بولی تھی،، منال نے مناہل نے پُرجوش ہو کر تالیاں بجائیں،، وہیں اُس انسپکٹر نے غُصے کی آخری حدود کو چھوتے ہوئے سُرخ چہرے سے اُس سنہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا تھا،،

"اپنی حد میں رہو لڑکی تُم جانتی نہیں ہو کہ تُم کس سے مخاطب ہو لہذا اپنی زُبان کا سوچ سمجھ کر استعمال کرو نہیں تو تمھیں حوالات میں ڈالنے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا سمجھی"

اُس کے مُقابل کھڑا ہوتا اپنی گہری سیاہ آنکھیں اُس کی سنہری آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تھا،، بریرہ کا دل دھڑکا تھا اُس کے انداز پر،، جس پر فوراً اُس نے لعنت بھیجی،،

"ہاں تُم ہمیں جیل میں ڈال دو گے اور ہم چُپ چاپ چلے جائیں گے ویری فنی"

وہ ناک پر سے مکھی اُڑا کر بولی تھی،، منال اور مناہل پُر شوق نظروں سے دونوں کو لڑتے ہوئے دیکھ رہیں تھیں،،

"اب تو تمہارا باپ بھی جائے گا جیل میں"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا تھا،، بریرہ کی آنکھیں خطرناک حد تک سُرخ ہوئیں تھیں اُس کی بات پر،،

" باپ پر مت جاؤ ورنہ زُبان میرے پاس بھی ہے"

اُس کی ٹیبل کو ٹھوکر مار کر زمین پر پٹختی وہ بھوکی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی،،

تُم،،"

وہ غُصے سے بُھناتا ہوا اُس کی جانب بڑھا ہی تھا کہ منال اور مناہل ماحول کچھ زیادہ ہی سیریس سمجھ کر ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اُٹھیں اور اُن دونوں کے درمیان جا کر کھڑے ہو گئیں،،

"تُم میرے ساتھ چلو"

منال بریرہ کو گھسیٹے ہوئے ایک کونے میں لے گئ،، بریرہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اُس بدتمیز انسپکٹر کا سر پھاڑ دے،،

"آپ بھی میری بات سُن لیں انکل"

مناہل معصومیت سے بولی تھی،،ایک نظر اُسے دیکھتا ہوا وہ سر جھٹک کر رہ گیا،،

"ارے تو پاگل واگل تو نہیں ہے پولیس والے سے پنگا اپنے حق میں اچھا نہیں اگر جیل میں ڈال دیا تو وہ وا پنے تو کوئی تعلقات بھی نہیں ہیں ہوش سے کام لے بینگن"

منال نے اُسے جھنجھوڑتے ہوئے چیخ کر بتانا چاہا،، بریرہ اُس اچانک حملے پر بڑبڑا کر رہ گئی،،

"ہاں تو وہ کچھ بھی بولے گا"

وہ تیکھے چتون لئے بولی تھی،، منال نے بے اختیار اپنا سر پیٹا تھا،،

ارے بینگن تُم سمجھ نہیں رہی ابھی ہمیں بس اس پولیس والے سے "
تمہارے گھر کال کرنی ہے تاکہ تُم اپنے گھر جا سکو اور پھر ہم اپنے گھر،، اسی
لئے اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے ہمیں نرمی سے پیش آنا ہوگا عقل کو ہاتھ مار
"اور زبان کو تالا

مناال اُسے تحمل سے سمجھاتی ہوئی بولی تو بریرہ نے کچھ دیر پُر سوچ انداز میں
اُسے دیکھا اور پھر سر ہلا دیا،، مناال نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر شُکر ادا کیا،،

ارے سر وہ جو ہماری ساتھ لڑکی ہے نہ اصل میں ہمارے ماموں کی بیٹی "
ہے اور دماغ سے تھوڑی،،

مناہل نے انگلی سر پر رکھ کر گول گھما کر سنجیدگی سے پاگل ہونے کا اشارہ کیا،،

ابھی دیکھیں گھر سے بھاگ گئی تھی یہ پھر ہم دونوں بھی اس کے پیچھے بھاگے پھر ہم تینوں ہی گُم ہو گئے اصل میں اس نے زندگی میں پہلی بار تھانا دیکھا ہے نہ اسی لئے اس پر کمپلین لکھوانے کا بھوت سوار ہو گیا پھر یہ ہمیں زبردستی یہاں لے آئی آپ ہمیں تھوڑی دیر اپنا فون دیں دیں تاکہ ہم گھر کال کر سکیں"

مناہل نے انتہائی ہوشیاری سے کہانی بنائی اور آخر میں معصوم شکل بنا کر فون مانگا،، اُس انسپکٹر نے غور سے اُس کی بات سُنی،، اور آخر میں افسوس بھری نظروں سے بریرہ کو دیکھنے لگا،،

"کیا ہو گیا ہے مجھے ایک عقل سے پیدل لڑکی سے اتنی بحث کر لی"

اُس نے سنجیدگی سے دل میں سوچا،، منال اور بریرہ بھی اُن کے ساتھ جا کر کھڑے ہو گئے،، بریرہ لاپرواہی سے ارد گرد دیکھ کر اُسے نظر انداز کرنے لگی،،

"یہ لیں فون اور اپنے گھر والوں کو اطلاع دے دیں اور ہاں انہیں ضرور کسی اچھی ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروایئے گا ورنہ یہ راہ چلتے لوگوں سے یونہی زُبان درازی کرتی رہیں گی"

موبائل فون مناہل کی جانب بڑھاتے اُس نے صلاح دینی ضروری سمجھی،، بریرہ نے ٹھٹھک کر اُس کی جانب دیکھا مگر اُس کی گہری سیاہ آنکھیں خود پر گڑھی دیکھ کر ہڑبڑاتے ہوئے نظروں کا رُخ موڑا تھا،، منال اور مناہل نے شرارت سے یہ آنکھ مچولی دیکھی تھی،، مناہل نے جلدی سے اُس کے

ہاتھوں سے موبائل تھاما اور اُن دونوں کو لئے دوسرے کونے میں چلی گئی،، وہ انسپکٹر گہری سنجیدگی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا،،

"اپنے ابا کا نمبر بول بینگن"

ڈائل لسٹ کھولتی وہ سنجیدگی سے بریرہ کو دیکھ کر بولی تھی،، بریرہ نے اپنا نمبر بتایا تو مناہل نے فوراً اُسے لکھتے ہوئے کال ملائی،، کچھ توقف کے بعد موبائل میں سے کسی کی مردانہ آواز گونجی،، اُس نے موبائل بریرہ کی جانب بڑھایا جو اُس نے تیزی سے پکڑ کر کان سے لگالیا،،

"ہیلو چاچو،، میں بریرہ بات کر رہی ہوں"

ایک ہاتھ کی مٹھی سختی سے بھینچے اُس نے بات کا آغاز کیا،،

"کون بریرہ"

سامنے سے انجان لہجے میں پوچھا گیا،، بریرہ کے ماتھے پر شکنیں واضح ہوئیں،،

"آپ کی بھتیجی بریرہ چاچو"

ایک بار پھر وہ اپنا ضبط آزماتی ہوئی بولی،، منال اور مناہل نے حیرت سے منہ کھولے ایک دوسرے کو دیکھا تھا،،

"اچھا وہی بھتیجی جو کالج ٹرپ کے بہانے اپنے دوست کے ساتھ بھاگ گئی ہے جس نے ہمیں بدنام کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی اور ہماری تربیت کو

روند دیا ہے معذرت اگر آپ اُس بریرہ کی بات کر رہے ہیں تو وہ مر چُکی ہے ہمارے لئے"

بریرہ کے پیروں تلے زمین نکلی تھی اُن کی اس قدر بد گمانی پر،، اس سے پہلے کہ وہ گرتی منال نے جلدی سے اُسے پیچھے سے تھاما،، مناہل نے دانت پیستے ہوئے اُس کے ہاتھوں سے فون جھپٹا،، یقیناً اب وہ انکل کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتی تھی،،

"ابے وہ انکل جی ہاں زرا ایزی ہو لگتا طبیعت خراب ہے آپ کی گھر کے کسی بڑے سے بات کروائیں میں تھانے سے انسپکٹر بول رہی ہوں"

وہ کمال اطمینان سے بولی تھی،، بریرہ نے گم سُم ہو کر اُسے دیکھا،، وہیں منال بھی بریرہ کو پیچھے کرتی متجسّس سی مناہل کے پاس کھڑی ہوئی اور کان لگا کر سُننے لگی،،

"تُم جو بھی بول رہی ہو مجھے رتی برابر پروا نہیں ہے نہ میں اس لڑکی کو جانتا ہوں اور گھر کا بڑا بھی میں ہی ہوں "

انکل اُس کی بات سُنتے ناگواری بھرے لہجے میں بولے تھے،، مناہل بولنے ہی لگی تھی منال نے اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کیا،، مناہل نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ لی،،

"ابے وانکل آپ کو ابھی اور اسی وقت تھانے آنا ہوگا ورنہ ہم آپ کو آپ کے گھر میں گھس کر ماریں میرا مطلب لے کر آئیں گے یہ لڑکی ہمارے پاس

آپ کی امانت ہے اس کی کالج وین غلطی سے اِسے یہاں چھوڑ گئ ہے یہ ہمیں فُٹ پاتھ پر روتی ہوئی ملی تھی اب اگر آپ ابھی اور اسی وقت اِسے لینے نہ آیئے تو قانون آپ کے خلاف سخت کاروائی کرے گا اور پھر آپ کی اگلی صبح حوالات میں ہو گی"

اُن نے قدرے سنجید گی اور روعب دار لہجے میں بلکل ایک تھانے دار کی طرح کہا تھا،، مناہل نے خوش ہو کر سیٹی بجانی چاہی ہی تھی کہ منال نے اُسے آنکھیں دکھائیں،، وہ منہ بسور کر رہ گئ،، بریرہ کو سہی معنوں میں جھٹکا لگا اُن دونوں کی باتوں پر،، اپنی بے عزتی بھلاتے ہوئے وہ جی اکڑا کر منال سے موبائل فون تھام گئ،، اب بس بہت ہو گیا کب تک میں ان کے الزامات برداشت کروں اب اور نہیں جو ہو گا دیکھی جائے گی،،

اُس نے ایک اعظم سے دل میں سوچا،،

تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری اس من گھڑت کہانی پر یقین کر لوں گا"

تمہاری پہنچ ہی نہیں ہے مجھ تک ڈی ایس پی میرا بہت اچھا دوست ہے اب اگر تُم نے مجھے دوبارہ فون کر کے تنگ کیا تو میں تُمہارا عہدہ بھی لے لوں گا اور تھانے میں بھی بند کروا دوں گا،، اور ہاں وہ لڑکی ہمارے لئے مر چُکی ہے اُسے کسی بھی یتیم خانے بھجوا دو ہمارا اُس سے کوئی تعلق نہیں،،

ابے اس بڈھے کی تو،،"

مناہل نے اُس کی بات پر غُصے سے آگ بگولا ہوتے ہوئے فون تھامنا چاہا کہ منال نے بروقت اُسے پکڑ کیا،، بریرہ نے اُن دونوں کو چُپ رہنے کا اشارہ کیا خود بولنا شروع کیا،،

چاچو اوو سوری چاچو کے نام پر کلنک،، کالہ دھبہ،،"

اے لڑکی زبان سنبھال کر،،،"

وہ غُصے سے سیخ پا ہوتے بولے ہی تھے کہ بریرہ اُن سے زیادہ تیز آواز میں دھاڑی،،

اب اگر تو نے بیچ میں ٹانگ اڑائی تو چاچی کو بتا دوں گی تیرے کرتوت کیسے" ساتھ والی صائمہ آنٹی سے آنکھ مٹکے کر رہے تھے تُم اب میری بات ختم ہونے سے پہلے بولا نہ تو اچھا نہیں ہو گا،، سمجھا،،

سامنے تو اُس کی بات سُن کر گویا سانپ ہی سونگھ گیا تھا مُقابل کو،، مناہل اور منال نے افسوس سے اُس بُڈھے کی کرتوت سُنی،، بریرہ نے دوبارہ سنجیدگی سے اپنی بات کا آغاز کیا،،

"آپ چوہدری بریرہ میں صاحب کمال عُرف چاچو سُنیں کر کھول کان اپنے کے مرحوم بھائی احسان صاحب کی بیٹی ہوں،، کوئی ایری غیری نہیں،، جس پر کوئی بھی منہ اُٹھا کر کچھ بھی بک دے،، اپنے کردار کو میں آپ سے اور دُنیا والوں سے بہتر جانتی ہوں،، میں جانتی ہوں آپ کے یہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کی وجہ کیا ہے،، پاپا نے اپنی ساری پراپرٹی میرے نام کی ہے،، اسی بات کی خار ہے نہ آپ کو،، اس میں بلکل حیران ہونے کی ضرورت نہیں اتنی بھی میں کوئی بچی نہیں ہوں ایک ایک چیز کی خبر ہے مجھے،، کالج ٹرپ پر جب آپ نے جانے کی اجازت دی تھی تب ہی مجھے آپ پر شک ہو گیا تھا پھر بعد میں جب آپ نے مجھ سے دھوکے سے پین کی انک چیک کرنے کے بہانے سائن کروانے چاہے تب تو مجھے آپ کی لالچی فطرت پر پورا یقین ہو گیا تھا،، زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے،، اُس پر میں نے نقلی سائن کیئے ہیں،، اب میری طرف سے اُس کی ہزار کاپیاں بنا ؤیا

لاکھ،، آپ کیا سمجھتے ہو مجھے نہیں پتا ہو گا کہ آپ نے جان بوجھ کر مجھے یہاں بھیج دیا اور ڈرائیور کو پیسے دیئے تا کہ وہ مجھے لیئے بغیر چلے جائے اور پھر میں کسی بس یا گاڑی کے نیچے آکر مر جاؤں،،، پر افسوس گئی بھینس پانی میں،، اب آپ اپنا سر پکڑ کر بیٹھو،، اور سوچو کوئی دوسرا پلین کیونکہ میں اپنا حق دوسروں کو دینے والوں میں سے ہر گز نہیں ہوں آؤں گی پوری تیاری کے ساتھ افسوس نہ آپ ایک اچھے بھائی بن سکے نہ ایک اچھے سر براہ،"

بریرہ نے کھٹاک سے فون بند کیا تھا اگلے کے منہ پر،، یقیناً کمال صاحب اپنا سر دیوار پر لازمی پٹخ چکے ہوں گے،، اس قدر غفلت پر،، منال اور مناہل نے تجسُس سے ساری کہانی سُنی اور سمجھی،، اور اپنی نئی دوست کو اس قدر پُر اعظم دیکھ کر اُنہیں اُس پر فخر ہوا،، جس کا عملی مظاہرہ اُنہوں نے اُسے گلے لگا کر کیا،،

"ارے رے"

بریرہ حیرت بھری نظروں سے اُن دونوں کو دیکھتی ہنس پری تھی،، مناہل نے منال نے اُس انسپکٹر کو دیکھا جو کسی فائل پر جھکا کام کر رہا تھا،، چونکہ وہ تینوں بہت دور کھڑے تھے اسی لئے اُن کی آوازوں اُس تک پہنچنا ناممکن تھا،، اُن دونوں کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا ایک ساتھ،، اُنہوں نے ایک جھٹکے سے بریرہ کو خود سے الگ کیا اور بھاگتے ہوئے انسپکٹر کے پاس پہنچی،، بریرہ نے چونک کر اُن دونوں کو دیکھا اور پریشانی سے پیشانی مسلی،، وہ اتنا کچھ بول تو گئی تھی،، پر اب اُسے اس بات کی پریشانی ہونا شروع ہو گئی تھی کہ وہ رہے گی کہاں،، اُس کے پاس تو کوئی دوسرا ٹھکانا بھی نہیں نہ کوئی پیسے تھے جس پر وہ کہیں ٹھہر سکے،،

"سُنیں بھائی جان"

وہ دونوں ایک ساتھ معصومیت سے اُس انسپکٹر کو پُکار کر بولیں تو اُس نے بھی حیرت سے اپنا سر اُٹھا کر اُن دونوں کی جانب دیکھ کر سوالیہ انداز میں آبرو اُچکائی،،

وہ بابا کہہ رہے ہیں ڈرائیور گھر نہیں ہے اور اُن کو گاڑی چلانی نہیں آتی تو" آپ ہمیں گھر چھوڑ دیں گے ساری زندگی آپ کے احسان مند رہیں گے ہم"

منال نے اصل بات بتائی،، بلکہ یوں کہنا چاہیے چھپائی،، اُس نے سنجیدگی سے اُس کی بات سُنی،، بریرہ بھی اپنی پشت ان کی جانب کیئے باہر دیکھ رہی تھی،، ایک نظر اُس دیکھتے ہوئے وہ کچھ توقف کے بعد بولا،،

میں رحیم کو کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو آپ کے گھر چھوڑ آئے گا،،"

نہیں انسپکٹر بھائی ہمیں آپ کے علاوہ کسی پر یقین نہیں ہے،،اسی لئے بہتر" یہی ہو گا کہ آپ ہمیں بذاتِ خود گھر چھوڑ آئیں،،

اُس کی بات پر وہ دونوں گڑ بڑائی مگر پھر مناہل نے آگے بڑھ کر بمشکل بات سنبھالی،،اُس نے تفتیشی انداز میں اُن دونوں کو گھورا تھا،، مگر پھر ایک دم اپنی جگہ سے اُٹھا اور ڈرار کھول کر اُس میں سے اپنی کیز اُٹھاتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا،، منال اور مناہل ایک دوسرے کو وکٹری کا اشارہ دیتی ہوئیں اُس کے پیچھے بھاگیں تھیں،،اسی دوران وہ گارڈ چکراتے سر کے ساتھ اندر داخل ہوا،، بریرہ نے ایک سائیڈ ہو کر اُسے راستہ دیا،، مناہل اور منال نے بے اختیار اپنا سر پیٹا،،

اب اسے اتنی جلدی ہوش کیسے آ گیا لگتا اپنی ڈوز کم پڑ گئ،،"

منال مناہل کے کان میں گھس کر بولی تو جوابا وہ کندھے اُچکا کر رہ گئی،،

رحیم میں ان کو گھر چھوڑنے جا رہا ہوں تب تک تُم تھانے کی دیکھ بھال " کرو،،

وہ سنجیدگی سے رحیم سے مخاطب ہوا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا،،

"جی سر"

رحیم اُن کو سلیوٹ مار کر بولا اور غُصے بھری نظروں سے منال اور مناہل کو گھورنے لگا جنہوں نے موزے میں ناجانے کون سا خطرناک کیمیکل بھرا ہوا تھا،، جواباً وہ دونوں بے نیازی سے اُسے ناک چڑھاتی ہوئیں بریرہ کو کھینچتے ہوئیں باہر کی جانب بھاگیں،،

"تُم لوگ مجھے کہاں لے کر جا رہی ہو"

وہ حیرت سے بولی تھی،،

"افکورس بینگن تُم ہمارے ساتھ چل رہی ہو ہم دوست بناتے ہیں تو دوستی بنھاتے بھی ہیں جب تک تمہارا مسئلہ سولو نہیں ہو جاتا تب تک تُم ہمارے گھر ٹھہر سکتی ہو"

منال نے سنجید گی سے بتایا بلکہ حُکم دیا کہ تُم نے ہمارے ساتھ ہی ٹھہرنا ہے،، منال اور بریرہ نے پچھلی سیٹ سنبھال لی تو مناہل مُنہ پھلا کر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئ،،

"اور تمہارے گھر والے اُن کا کیا اُن کو کیا کہو گی میرے بارے میں"

اُس کی موجود گی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اُس نے منال کے کان میں سر گوشی کی،، مناہل نے گردن پیچھے کرتے اُن دونوں کی باتیں سُننا چاہیں کہ اُس کی گھوری پر نچلا ہونٹ پھیلا کر دوبارہ تلملاتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھ گئ،، اُس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے روڈ پر ڈال دی،، مناہل نے اُسے گھر کا ایڈریس سمجھایا،،

"ارے اُن کو کیا کہنا ہے بس بیڈ کے نیچے سو جانا تُم اُن کو پتا بھی نہیں چلے گا

رہی بات علیزے کی تو وہ تو اپنے ہاتھوں کا بچہ ہے کسی کو کچھ نہیں بتائے گا"

وہ بے نیازی سے بولی تھی،، بریرہ نے دانتوں تلے لب دبائے تھے اُس کی بات پر،،

"علیزے کون تمہاری تیسری ٹوئن"

اُس نے متجسس انداز میں پوچھا تو منال کھلکھلا کر ہنس دی،،

"نہیں وہ ہمارے خبری ہے یو نو نہ سیکرٹ ایجنٹ اچھا ان سب کو چھوڑو کچھ اپنے بارے میں بتاؤ کہاں سے آئی ہو اور کون ہو"

علیزے کا تعارف کرواتی وہ اگلا سوال داغ گئی،، بریرہ نے اُس کی بات پر سر جھٹکا،،

"سب کچھ تو تمہیں پتا چل گیا ہے پھر بھی بتادیتی ہوں میرے بابا اور چاچو دونوں بھائی تھے چاچو ہمیشہ بابا سے آگے جانے کی کوششوں میں لگے رہتے یا یوں کہنا چاہئے کہ وہ بابا سے شدید قسم کے جیلس تھے،، بابا نے انتہائی محنت اور مشقت سے اپنا نام بنایا کاروباری دُنیا میں،، اور اپنی ذہانت کے بل پر بہت ترقی کی پھر اپنی یونی کی پسند کی لڑکی یعنی میری ماما نفیسہ سے شادی کی اور پھر میں اس دُنیا میں آگئی،، ہم سب بہت خوش تھے،، بے انتہا خوش پھر نا جانے کیا ہوا،، شاید خوشیوں کی عمر کی چھوٹی ہوتی ہے،، اُس دن میری سالگرہ تھی دس سال کی ہونے والی تھی میں،، ہم تینوں میرا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے کے لئے ہوٹل جارہے تھے،، بے انتہا خوش تھے،، مگر پھر وہ ہوا جس کا ہم نے تصور بھی نہیں کیا تھا،، ہماری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا ایک دوسری

گاڑی سے،،وہ دوسری گاڑی والا ہمیں تڑپتے ہوئے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا،، میں تو پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی،،پر اپنے ماں باپ کی چیخیں اور خون آلود پُکاریں سُنیں تھیں مگر پھر سر پر گہری چوٹ لگنے کے باعث میں بے ہوش ہو گئ،،جب مجھے ہوش آیا میرے والدین مجھے اس دُنیا میں تنہا چھوڑے جا چُکے تھے اور منوں مٹی تلے جا سوئے تھے،،رونے کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا،، کسی نے مجھے دلاسا نہیں دیا،، کوئی تسلی نہیں دی،میں نے خود اپنے آپ کو سنبھالا،،چاچو اپنا خاندان لئے ہمارے گھر آکر رہنے آ گئے،، بلکہ ہمارے گھر پر میری ہر چیز پر قبضہ جما لیا،، مجھ پر میری زندگی تنگ ہو گئ تھی،، سالوں بیت گئے،، مگر اُن کو رویہ دن بدن بدتر ہی ہوتا گیا میرے ساتھ،، میری آٹھاریوں سالگرہ قریب تھی،،اب چاچو کو اس بات کی ٹنشن ہونے لگی کہ وہ بابا کے کاروبار کو کیسے مجھ سے چھینیں،، تبھی اُنہوں نے یہ سازش رچی اور دھوکے سے مجھ سے سائن کروا کر یہاں بھیج دیا،،پر

اور ہی منظور تھا جو تُم لوگوں کو میری مدد کے لئے بھیج شاید اللہ پاک کو کچھ دیا ورنہ میں کسی بس کے نیچے آکر اپنا حق لئے بغیر اس دُنیا سے جا چُکی ہوتی"

دھیرے دھیرے اُس نے اپنی ساری آپ بیتی منال نے سُنائی،، منال نے حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھا،، اُسے تو پہلی نظر میں ہی وہ لڑکی بہت مضبوط لگی تھی،، پر وہ بھی اُس تلوار کی مانند تھی جسے دہکتے انگاروں سے گزارتے ہوئے بے انتہا مضبوط بنا دیا گیا تھا،، بریرہ اپنی ساری کہانی سُنا کر سر جھکا گئی تھی،، شاید سنہری آنکھوں میں چمکتی نمی کو چھپانے کے لئے،، کسی کی سیاہ گہری نظروں سے اُس کی یہ حرکت پوشیدہ نہیں تھی،، اُس نے اُلجھ کر اپنی نگاہیں پھیریں،،

"کیا یہ رو رہی ہے خیر مجھے کیا"

اُس نے ایک نظر دوبارہ دیکھنا چاہا مگر پھر سر جھٹک کر ڈرائیو کی جانب متوجہ ہو گیا،،

"تو کیا تُم نے وہ سائن اصلی کئے تھے"

وہ کچھ توقف کے بعد حیرت سے بولی،، تو بریرہ نے اثبات میں سر ہلایا،،

میں نے جھوٹ کہا تھا کیوں کہ مجھے اب اُن کی گیم سمجھ آئی اسی لئے محض "اُن کے دل میں شک ڈالنے کے لئے ایسا کہا

اُس نے سنجیدگی سے بتایا،، تو منال نے اُس کی سمجھداری کی داد دی،،

بینگن آج سے تُم میری اور بلی کی زمہ داری ہو اُس بُڈھے سے ہم تمہارا حق "
لے کر رہیں گے "

وہ جزباتی انداز میں بولتی اُس کو مُسکرانے پر مجبور کر گئی،، ایک بار پھر کسی نے پیچھے دیکھ کر نظریں پھیریں،، مناہل نے اُس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھی ہوئی تھی،،

"تُم اس کو بلی کیوں کہتی ہو"

وہ اُلجھتے ہوئے پوچھ بیٹھی،، تو منال نے ہنسی دباتے ہوئے مناہل کو آواز دی جس پر اُس نے گردن گُھماتے ہوئے سوالیہ انداز میں آبرو اُچکائی،، منال نے اُس کے سُرخ گالوں اور آئی برو کے درمیان ہاتھ رکھ کر جیسے ہی اُسے دبایا،، بریرہ کی ہنسی چھوٹ گئی،، وہ واقعی ایک کیوٹ سی بلی لگ رہی تھی،،

"کیا ہے بے"

مناہل نے تلملاتے ہوئے اُس کے ہاتھ ہٹائے اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی،، وہ اُن تینوں سے لاپرواہ بنا ڈرائیونگ پر فوکس کر رہا تھا،،

"تُم بھی بتاؤ اپنی کہانی"

بریرہ متجسس سے بولی،، یہ ٹوئنز اُسے کافی پُراسرار لگے تھے،، کبھی شرارتی،، کبھی بہادُر،، کبھی شوخ،، کبھی سنجیدہ،، کبھی سمجھدار،، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ ہر حال میں اپنے آپ کو اپنے کردار کو ڈھال لیتے ہیں،، منال نے حیرت سے اُس دیکھا اور ہنس دی،،

ہم کیا کچھ نہیں بس بابا آوٹ اوف کنٹری ہوتے ہیں کام کے سلسلے میں اور "

" ہم امی خُضور اور دادا خُضور کے ساتھ رہتے ہیں

وہ مختصراً اپنا اور مناہل کا تعارف کرواتی ہوئی بولی تھی،، بریرہ نے ہونٹ گول شیپ میں سکیڑے تھے اُس کی بات پر،،اب گاڑی میں مکمل خاموشی چھا گئ تھی،، مناہل کی زُبان میں کھجلی ہوئی تھی،،وہ مسلسل چُپ نہیں رہ سکتی تھی تبھی اُسے دھیمی سی سرگوشی میں پُکارا،،

" بھائی"

اُس نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا اور آبرو اُچکائی،،

"آپ کا نام کیا ہے "

اُس نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا،،

"تمہیں کیوں بتاؤں"

وہ سنجیدگی سے بولا اور کارٹرن کی،، منال کی کھی کھی سُنائی دی تھی پیچھے سے مناہل کی بستی پر،، وہیں بریرہ نے اپنی مُسکراہٹ چھپائی،، مناہل نے دانت پیسے،،

اصل میں ہمارے یہاں بہت سے پولیس کیسز ہوتے رہتے ہیں تو بس اسی" لئے ارد گرد سے انفارمیشن لینی چاہیے تاکہ جب کوئی مسلہ ہو تو ہم آپ کو بُلا سکیں،،

اُس نے ہوشیاری سے کام لیا اور ایک اور کہانی گڑھ کر پوچھنے لگی،،

اگر کوئی مسئلہ ہو تو حکومت نے 15 نمبر دیا ہے آپ اُس پر کال کر سکتے "
ہیں"

مُقابل بڑا ہی ڈھیٹ واقع تھا،، مناہل کا دل کیا ایک آدھا مکا ہی مار دے
اُسے،، مگر ضبط کرتی بیٹھی رہی،، بریرہ نے ناگواری سے اُس کا اٹیٹیوڈ ملاحظہ
کیا تھا،،اب تنا بھی کیا بندہ نام ہی تو پوچھ رہی ہے وہ،،
اُسے نئے سرے سے غُصہ آیا تھا اُس پولیس والے پر،، منال نے پُر سکون
انداز میں سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگالی،،

" ضامن شاہ نام ہے میرا"

ایک لمبے توقف کے بعد وہ بولا تھا،، مناہل نے حیرت سے اُسے دیکھا پھر مُسکراہٹ چھپائی،، حیرت تو منال اور بریرہ کو بھی ہوئی تھی،، واقعی وہ بہت ٹیڑھی کھیر تھی،،

"دوستی کریں گے ہم سے"

اُس نے اپناہاتھ آگے بڑھایااور پُرجوش انداز میں دوستی کی آفر کر ڈالی،، منال اور بریرہ نے سر پیٹا،،اب لازمی ایک بار پھر مناہل کی بستی ہونے والی تھی،،

"اگر میں نہ کہوں تو"

آبرو اچکائے وہ سنجیدہ لہجے میں پوچھ بیٹھا،، منال اور بریرہ نے ہنسی دبائی،،

"کہا تو نہیں نہ اور مجھے پکا یقین ہے کہ آپ کہیں گے بھی نہیں"

مناہل پُر اعتماد انداز میں بولی تھی،،

"کیوں ایسا کیوں لگتا ہے تمہیں"

اُس کی حیرت بجا تھی،،

"بس ایوں"

اُس نے معصومیت سے سر کھجایا،، منال نے اپنا سر پیٹا،، وہیں بریرہ کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی،، ضامن نے تاسف سے اُس لڑکی کو دیکھا تھا،،

"کر لو نہ پلیز چھوٹی بہن سمجھ کر"

وہ ایک بار پھر معصومیت سے بول بیٹھی،، ضامن نے سنجیدگی سے اُسے دیکھا اور پھر اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا،، اُن تینوں کو ہارٹ اٹیک آتا آتا بچا تھا،،

"ٹھیک ہے آج سے تُم ضامن شاہ کی چھوٹی بہن ہو کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے یاد رکھنا"

نا چاہتے ہوئے بھی وہ انکار نہ کر سکا،، اور مناہل کو اپنی چھوٹی بہن کے رتبے پر فائز کر دیا،،

"بھائی میں بھی ہوں"

منال نے پیچھے سے ہانک لگائی،، بریرہ خاموشی سے باہر دیکھتی رہی،، اُسے اُس کھڑوس شخص کی بہن بننے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی،،

"ہاں تُم بھی"

اُس کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب کچھ پل کے لئے مُسکرائے تھے مگر پھر وہ ایک جھٹکے سے گاڑی روک گیا،، مناہل اور منال نے ایک دوسرے کو دیکھ کر یاہووووکا اشارہ کیا،، اُن کا گھر آچُکا تھا،، وہ دونوں گاڑی کا دروازہ کھولتیں چھلانگ مار کر باہر نکلی تھیں،، بریرہ اور ضامن نے حیرت سے اُن دونوں کارٹونز کو دیکھا تھا،، ایک نظر اُسے دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے باہر نکلی اور آہستہ سے ڈور بند کرتے منال اور مناہل کے ساتھ جا کھڑی ہوئی،، ضامن نے سنجیدگی سے اُس کی پشت کو گھورا تھا،، پتہ نہیں کیوں اُسے یہ لڑکی دماغ

سے کھسکی ہوئی ہر گز نہیں لگی تھی،، تمام سوچوں کو جھٹکتے ہوئے اُس نے زن سے گاڑی آگے بڑھا دی،،

"اب چل جلدی سات بجنے والے ہیں"

منال چیخ کر بولی تو مناہل بھی ہڑ بڑاتی ہوئی بھاگ کر گیٹ کے پاس والی دیوار کے سامنے کھڑی ہو گئی،، منال نے تیزی سے اپنی جوتے اُتارے اور دیوار کے اُس پار اُچھال کر مناہل کے کندھے پر پاؤں رکھ کر دیوار پر چڑھ گئی،،

"تُم لوگ دروازے سے کیوں نہیں جا رہے"

بریرہ نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھ کر بولا تھا،،

ہاں ہاں چلتے ہیں دروازے سے وہ پھولوں کے ہار سے ہمارے سواگت کے "
" لئے کھڑے ہوں گے جیسے،، چل جلدی چڑھ ٹائم نہیں ہیں ہمارے پاس

مناہل جنجھلاتے ہوئے بولی تو بریرہ بھی منہ بنا کر رہ گئی اور اپنے سینڈلز اُتار کر دیوار کی دوسری طرف اُچھال دیے،، مناہل کے کندھے پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھی تو منال نے اُس کا ہاتھ تھام کر اوپر کھینچ کر دیوار پر بٹھا دیا،،

"آئیی اللہ "

مناہل نے اپنا کندھا سہلایا تھا درد سے،، منال نے اپنے گلے میں بندھے اسٹالر کو اُتار ااور مناہل نے اپنے گلے کا اسٹالر اُس کی جانب اُچھالا،، منال نے تیزی سے اُن دونوں کی آپس میں گرہ لگائی،، اور اُسے پکڑ کر نیچے کی جانب کر دیا،، بریرہ نے مُتاثر کن نظروں سے اُن دونوں کو دیکھا،، واقعی وہ لوگ بھی

پروفیشنل طریقے سے دیوار پھلانگتے ہوئے کوئی پروفیشنل چور ہی لگ رہے تھے،، مناہل نے اُس ڈوپٹے کے سرے کو پکڑا اور اُسے کھینچتے ہوئے دیوار پر چڑھ کر اوپر پہنچی،، منال نے نہایت سخت گرفت جمائے ہاتھ اُس کے اوپر آنے پر کھولے تھے،،

"اب نیچے کیسے اُتریں گے"

وہ بے چارگی سے بولی،، منال اور مناہل نے ہنسی دبائی اُس کی بات پر،، ابھی تو کمرے تک پہنچنے کے لئے بھی چڑھائی کرنی تھی اُنہوں نے،، منال نے ایک ہاتھ سے سختی سے دیوار کو تھاما اور دوسرے ہاتھ کو مناہل کے ہاتھ میں دے دیا،، مناہل نے دونوں ہاتھ سے اُس کے ایک ہاتھ کو پکڑا اور اُلٹی ہو کر پاؤں دیوار پر جما کر تھوڑا سا نیچے ہوئی دیوار کی لمبائی کا آدھا سے تھوڑا کم حصہ طے ہوا،، مناہل نے نیچے چھلانگ لگا دی،، بریرہ نے گھبراہٹ سے اُسے

دیکھا،، مگر اُس زمین سے اُٹھتا دیکھ کر حیران رہ گئی،، مناہل ہاتھ جھاڑ کر اُٹھی اور دیوار کے عین نیچے ہاتھ پھیلا کر کھڑی ہو گئ،، بریرہ کو جھٹکا تب لگا جب منال نے اُس کے اوپر چھلانگ لگا دی اور دونوں زمین پر ہی گر پڑیں بس فرق یہ تھا کہ منال مناہل کے اور مناہل زمین پر گری تھی،، پھر وہ دونوں ہاتھ جھاڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئیں،،

" بینگن جمپ کر جلدی"

وہ دونوں دبا دبا چیخ کر بولیں تھیں،، بریرہ نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا پھر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے نیچے کود گئ،، اب وہ تینوں زمین پر گری تھیں،، مناہل اور منال پھر ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ہو گئیں،،

"ابے کیا چیز ہو تُم دونوں کوئی ہڈی وڈی نہیں ٹوٹی اب تک کیا تُم لوگوں کی"

اپنی کمر سہلاتی اُٹھتی بریرہ کراہتے ہوئے اُن دونوں سے استفسار کرنے لگی،،

"ہمیں پریکٹس ہے"

منال بے نیازی سے بولی تھی،،

"چل جلدی ٹائم کم ہے"

اپنی گھڑی پر نظر دوڑاتی مناہل پچھلی سائیڈ پر ڈوری تھی،، کیونکہ سات بجنے میں محض پانچ منٹ رہ گئے تھے،، اس سے پہلے بریرہ مزید کوئی سوال کرتی منال اُس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی مناہل کے پیچھے بھاگ کر پچھلی سائیڈ پر

پہنچی،، بریرہ کا صدمے سے بُرا حال ہوا تھا چوتھی منزل کے ایک کمرے سے نیچے زمین تک لٹکتی ہوئی رسی دیکھ کر،، مناہل بغیر کچھ کہے رسی چڑھنے لگی،،

"تُم چڑھ لو گی یا پھر میں ہیلپ کروں"

اُس کی شکل پر ہوائیاں اُڑتے دیکھ کر منال ہنسی دبا کر بولی تو اُس نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا،، منال نے اُس کے ہاتھ اپنے کندھے پر حائل کئے اور اُسے مضبوطی سے تھامے رہنے کا کہتی ہوئی احتیاط سے رسی پکڑ کر دونوں پاؤں دیوار پر ٹکائے چڑھنے لگی،، بریرہ نے سختی سے اُسے پیچھے سے تھاما تھا،، مناہل آدھا راستہ طے کر چکی تھی،، منال بھی بریرہ کی وجہ سے احتیاط سے چڑھ رہی تھی،، بریرہ کو وہ کوئی نہایت عجیب و غریب مخلوق لگی تھیں،، واقعی وہ اتنی سادہ نہیں تھیں جتنا بتاتی تھیں،، کچھ دیر بعد وہ سب اوپر پہنچ چکے

تھے،، منال اور مناہل نے جلدی سے رسی اوپر کھینچی اور الماری کے اندر چھپادی،،

"چل جلدی بیڈ کے نیچے گھس جلدی کر"

منال چلا کر بولی تو بریرہ بڑ بڑاتے ہوئے بیڈ کے نیچے چلی گئی،، وہ دونوں چھلانگ لگا کر بیڈ پر اُچھلے اور کمفرٹ اوڑھ کر سوتے بنے،، عین اُسی وقت کوئی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا،، ایک نظر اُن کو دیکھا جو معصومیت سے کمفرٹ میں دُبکے سو رہے تھے اور پھر ایک طائرانہ نظر ارد گرد ڈال کر روم سے چلا گیا اور دروازہ بند کر دیا،، کسی کے آنے اور پھر چلے جانے کا محسوس کرتے بریرہ بیڈ کے نیچے سے نکلی اور اُن دونوں کو دیکھنے لگی جو واقعی گہری نیند میں سو گئے تھے،، ثبوت اُن کے کھلے منہ تھے،، گہرا

سانس خارج کرتی منال کو تھوڑا سا آگے گھسا کر وہ بھی اُن کے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹ گئی،،اور بہت جلد نیند کی وادیوں میں اُتر گئی،

****

((حال))

"گھسا گھسا یہ بھی گھسا لے بلکے ایسا کر پوری فریج ہی گھسا لے نہیں مطلب
"کیا ہم ہاسپٹل جا رہے کہ پکنک پر سارا راشن باندھ کر رکھ دیا حد ہو گئی

انابیہ کُڑھ کر دانت پیس کر بولی تھی،،بیگ میں لیز اور جوس کے پیکٹ رکھتیں آن اور عیشال نے انابیہ کو یوں نظر انداز کیا گویا وہاں کوئی انابیہ نام کی مخلوق موجود ہی نہ ہو،،اُن کے جواب نہ دینے پر انابیہ پیر پٹخ کر کچن کی جانب

بڑھ گئی جہاں سنایا تازہ تازہ پراٹھے بنا کر ٹفن میں رکھ رہی تھی،، اُن سب نے آج اپنے اپنے کام سے لیو والے لی تھی سب کا ارادہ آج کلیو ڈھونڈنے کا تھا،، صبح سے کئی پلین بنے،، ٹوٹے،، بالآخر ایک پلین پر وہ سب رضامند ہو گئے اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگے بلکے یوں کہنا چاہیئے کہ انتظار تو صرف انابیہ ہی کر رہی تھی جبکہ عیشال، آن اور سنایا کو بس یہ فکر تھی کہ کہیں راستے میں بھوک نہ لگ جائے،، وہ تینوں ہی بھوک کی نہایت کچی تھیں،، آن اور عیشال تو لیز کے بڑے بڑے پیکٹ اپنے بڑے بڑے پرسوں میں گھسا رہیں پیک کر تھیں،، وہیں سنایا گرما گرم پراٹھے اور ساتھ آلو انڈے بنا کر ٹفن رہی تھی،،

"جلدی کر لے میری بہن رات ہو گئی ہے کب جانا کب پہنچنا کوئی فکر نہیں بس کھانا کھانا کھانا"

انابیہ سنایا کے سر پر کھڑی ہو کر روہانسی لہجے میں بولی،،سنایا نے سکون سے پراٹھا پلٹایا اور اچھی سے براؤن ہونے پر چمٹے سے اُٹھا کر ٹفن میں رکھ دیا،،

"ہاں تو اتنا بڑا پلین بنایا ہے ہم نے اُس پر عملدرآمد ہونے کے لئے ہمارے جسم میں توانائی کا ہونا نہایت ضروری ہے میں تو کہتی ہوں تو بھی رکھ لے کچھ نہ کچھ"

وہ اطمینان سے ساتھ والے چولھے پر رکھے آلو انڈے کی پتیلی میں چمچا مار کر ایک آلو نکال کر چیک کرتی ہوئی بولی تھی،،انابیہ نے حیرت سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"نہیں بہن جتنا تُم لوگوں نے اسٹاک اکٹھا کر لیا ہے نہ میں تو کہتی ہو ایک آدھا مہینہ ہم ہاسپٹل ہی رُہ لیتے ہیں کیسا"

چہرے پر زبردستی مُسکراہٹ سجائے وہ دانت پیس کر بولی تھی،، سنایا نے اُس کی بات پر ہنسی دبائی اور آلو انڈے دوسری ٹفن میں منتقل کر کے اُس کے اوپر ڈھکن رکھ کر اُسے لوک کر دیا،،

"یار یہ تو اپنی بہن ہی نہیں لگتی زرا بھی نہیں گی ہم پر"

اپنے بیگ کی زپ چڑھاتے عیشال نے آن کو مخاطب کر کے انابیہ کو دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا،، انابیہ نے اُسے گھوری سے نوازا،،

"ہاں تو تجھے کس نے کہہ دیا یہ ہماری بہن ہے کوڑے کے ڈبے سے اُٹھا کر لائے تھے ہم اسے"

اپنے بیگ کی زپ بند کرتی آن پُر سکون لہجے میں بولی تھی،،

"اپنے بارے میں کیا خیالات ہیں محترمہ آپ کے جہاں تک مجھے یاد ہے تجھے
کبھی ہم نے ہاتھی کے پنجرے سے اُٹھایا تھا ہاتھی کی بچی"

اُس کی بات پر آگ بگولا ہوتی وہ تنک کر بولی تھی،،سنایا اُن کی بحث پر نفی میں سر ہلاتی ہوئی دونوں ٹفنز پر شاپر چڑھانے لگی،،عیشال عادت سے مجبور ہو کر ایک لیز کا پیکٹ دوبارہ زپ کھول کر نکال کر کھول کر کھانے لگی،،اور ساتھ ساتھ دلچسپی سے اُن کی لڑائی دیکھنے لگی،،آن نے اُس کی بات پر بے زاری والے تاثُرات برتے،،

"میرا تو تُم غریبوں سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہیں تھا پتہ نہیں کس منحوس
نے مجھے ایکسچینج کر دیا ورنہ اس وقت میں اوباما کے گھر ہوتی"

آن کے تو خیالات ہی انکو ھے تھے ،، اُن تینوں نے تاسُف سے اُسے دیکھا تھا ،، جو بے نیازی سے موبائل استعمال کر رہی تھی ،،

"اگر تمہیں ایکسچینج نہ کیا جاتا تو اس وقت یقیناً کسی گٹر کے پاس بیٹھی بھیک مانگ رہی ہوتی"

عیشال نے اُس کے غبارے میں سے ہوا نکالی ،، انابیہ اور سنایا کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی ،، وہیں آن نے اُس کی بات پر دانت پیسے ،، اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی باہر سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی ،،

"یہ جواب اُدھار رہا تجھ پر ابھی کریم آ گئ ہے جلدی سب سامان پکڑ کر پہنچو"

پاؤں میں جوتی اُرستی وہ ناک چڑھا کر بولی تھی،،عیشال اُس کی بات پر ہنہہ کرتی ہاتھ جھاڑ کر اُٹھی اور لیز کا خالی پیکٹ زمین پر گرادیا،،انابیہ فٹ سے باہر کی جانب بھاگی فٹ سے بیک سیٹ پر بیٹھ گئ،،آن نے اپنا اور عیشال کا بیگ پیچھے ڈکی میں رکھوایا،،کچن سے تیزی سے نکلتی سنایا کی نظر جب زمین پر گرے پیکٹ پر پڑی اُس کا پاڑا ہائی ہوا،،

"غریبنیوں تُم سے بہتر تو فقیر ہیں کم از کم کھا کر کچرا ڈسٹ بن میں تو ڈال دیتے ہیں"

وہ جلی بھنی سی چلاتی ہوئی بولی اور وہ خالی پیکٹ اُٹھا کر پاس پڑی ڈسٹ بن میں ڈال کر باہر نکل کر گیٹ کو تالا لگانے لگی،،عیشال نے اُس کی بات پر دانتوں تلے لب دبائے،،

"ابے کیا کبھی کسی فقیر کو کچرا ڈسٹ بن میں ڈالتے دیکھا تو نے"

آن نے ناسمجھی سے انابیہ سے سوال کیا جوابا اُس نے بے نیازی سے کندھے اُچکائے،،اُن تینوں کو پچھلی سیٹ پر براجمان دیکھ کر سنایا نے کڑھ کر اپنی چادر ٹھیک کرتے اگلی سیٹ سنبھالی،،ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کرلی،،

"سنایا ایک پراٹھا تو دے بھوک لگ رہی ہے"

عیشال نے بے چارگی سے کہا،،تو سنایا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پڑے ٹفن کو کھول کر ایک پراٹھا نکالا اور شاپر کے اندر رکھے کاغذ کے اوپر رکھ کر اوپر دوسرا ٹفن کھول کر آلو انڈے ڈال کر پیچھے پاس کیا،،عیشال نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر اُسے جلدی سے تھام لیا،،

اوئے تُم ڈیلے اندر کرو اپنے نظر لگانی ہے کیا ہمارے کھانے کو بعد میں ہضم "
"ہی نہ ہو

ڈرائیور کو خود کو حیرت سے آنکھوں کھولے دیکھ کر سنایا نے اُسے کھڑی کھڑی سُنائیں اور اپنا ٹفن جلدی سے بند کر دیا،،اُس ڈرائیور کی پیشانی پر شکنیں اُبھری تھیں اُس کی بات پر مگر پھر وہ اُسے نظر انداز کرتا ہوا ڈرائیونگ پر فوکس کرنے لگا،،انابیہ نے سنایا کو گھوری سے نوازا،،اب بیچارے ڈرائیور کو کیا پتا ان کے عالیشان طور طریقے،،اُس نے بے نیازی سے نظریں پھیرتے سامنے راستے پر گاڑھ لیں،،عیشال چُپ چاپ پراٹھا کھا رہی تھی آن کا دل بھی للچایا لہذا وہ بھی عشال کے ساتھ ہی کھانے لگی،،اُس نے کھا جانے والی نظروں سے آن کو گھورا،،

"پراٹھا لیا ہے تیرا گردہ نہیں جو یوں آنکھیں دکھا رہی "

وہ ٹکا کر بولی تو عیشال بھی بچوں کی طرح ہنہہ کرتی کھانے لگی،،انابیہ نے پیشانی مسلتے ہوئے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی،،آدھے گھنٹے کا سفر طے کرتے ہوئے ڈرائیور نے اُن کے کہنے پر ہاسپٹل کے قدرے دور گاڑی روکی،،اس سفر میں سنایا کے بنائے ہوئے آٹھ پراٹھوں کا صفایا ہو چُکا تھا،،جن میں سے تین پراٹھوں کا صفایا عیشال کے ہاتھوں ہوا،،دو کا سنایا کے خود کے ہاتھوں دو آن کے ہاتھوں اور ایک انابیہ کے ہاتھوں،،وہ سب کپڑے جھاڑتی ہوئیں گاڑی سے باہر نکلیں،،

"ہاں بھائی کتنے ہوئے"

آن نے ڈرائیور سے پیسوں کا پوچھا،،

"Two Hundred Mam"

وہ مہذب انداز میں بولا،، تو آن سر ہلاتی پرس سے پیسے نکالنے ہی لگی تھی کہ سنایا نے اُس کے ہاتھوں سے پرس چھین کر سو کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کے ہاتھوں میں تھمایا،، اُن تینوں نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

"کیا بھائی اتنا سفر تو ہم پیدل بھی کر سکتے ہیں وہ تو سب سامان کی وجہ سے ہم نے ٹیکسی کروائی اُس کے اتنے زیادہ پیسے نہیں بنتے پاگل کسی اور جا کر بناؤ"

سب کی گھورتی نظروں کو محسوس کر کے سنایا نے پُر سکون لہجے میں وضاحت پیش کی،، اُن تینوں نے اپنا سر پیٹا،، ڈرائیور نے ضبط سے اُسے ایک نظر دیکھا اور سنجیدگی سے گاڑی سے باہر نکل کر سنایا کے روبرو کھڑا ہو گیا،،

اس سو کے نوٹ کا بھی احسان مت کریں آپ،،پر ایک بات یاد رکھیے گا"
"کسی کے حق کے پیسے ضبط کرنے کی سزا بہت بُری ہوتی ہے آخرت میں

وہ سو کا نوٹ اُس کے ہاتھوں میں تھماتا ہوا سنجیدگی سے بولا اور واپس پلٹ کر جانے ہی لگا تھا کہ پیچھے سے سنایا کی آواز آئی،،

تمہارا حق میں جتنا بنتا تھا میں اُتنا تمہیں دے چُکی تھی پر اب تُم یہ بھی نہیں"
"رکھنا چاہ رہے تو نو پرابلم کسی غریب کے کام آجائیں گے

وہ بے نیازی سے بولی تھی،،وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھا اور سنجیدگی سے گاڑی اسٹارٹ کردی،،

"یار تو پاگل ہے حد ہو گئی اُتنے سے پیسوں کے لیے اتنا فساد کھڑا کر دیا تو نے
"

انابیہ کو خوامخواہ شرمندگی سی محسوس ہوئی تبھی وہ سنایا کو ڈپٹی ہوئی بولی،، آن اور عیشال نے بھی اُس کی بات سے اتفاق کیا،،

"ایسا کیا کر دیا میں نے جو تُم لوگ اتنا بھڑک رہی دیئے تو تھے سو روپے اب اُس نے نہیں لئیے تو میرا کیا قصور اس میں"

وہ ناک چڑھاتی ہوئی ناگواری سے بولی تھی،، انابیہ نے بے اختیار ایک گہری سانس لی،،

"لیو واٹ اب پلین پر عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے سب کو پتا ہے نہ کے کس نے کیا کرنا ہے"

وہ گہری سنجیدگی سے بولی تو سب نے اس بحث کو پسِ پُشت ڈال کر اثبات میں سر ہلایا،، انابیہ نے سنایا سنجیدگی سے چلتی ہوئیں ہاسپٹل کی بیک سائڈ پر پہنچیں،، وہیں عیشال اور آن اگلے پلین پر عملدرآمد ہونے کے لیے تیار ہونی لگیں،،

"کب آئے گی وہ صفائی والی یہاں"

سنایا نے چینی سے پوچھا تو انابیہ نے اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کیا،، اور گھڑی پر نظر دوڑائی جہاں گھڑی کی سوئیاں دو بجا رہی تھیں،، اُن کے پیلن کا پہلا حصہ کسی ہاسپٹل میں کام کرنے والے ملازم کو قابو کر کے ہاسپٹل کے اندر گھسنا

تھا،، چوں کہ رات کے وقت ہاسپٹل بند ہوتا اور وہاں صرف ملازم ہی ہوتے جو کہ ہاسپٹل کی صفائی کرتے ہوئے مریضوں کا خیال رکھتے،، تھوڑے ہی لمحے گزرے تھے کہ کسی کے قدموں کی آہٹ سُنائی دی گئی،، انابیہ اور سنایا الرٹ ہوتیں دیوار کے دوسرے حصے میں چھپیں اور جیسے ہی کوئی گُنگناتا ہوا ہاتھ میں جھاڑو پکڑے وہاں نمودار ہوا سنایا نے بروقت اُس کے منہ پر ہاتھ جما لیا اور انابیہ نے اُسے بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا،، جلد ہی وہ ہوش و حواس کھوتی زمین پر گر گئی،، سنایا اور انابیہ نے پیشانی پر چمکتا پسینہ ڈوپٹے سے پونچھا،، اور نیچے جھک کر اُس کا گرین رنگ کا کوٹ اُتار لیا جس پر اُس کے نام کی پلیٹ لگی تھی،،

"چل جلدی پلین کے اگلے حصے کو عملی پاجامہ پہنا"

انابیہ کی زُبان پھسلی،، سنایا نے سر پیٹا،،

"عملی جامہ ہوتا ہے"

اُس کو کوٹ پہناتی وہ طنز کرتی ہوئی بولی،، توانابیہ نے جلدی سے وہ کوٹ پہن کر چہرے پر ماسک لگایا اور جھاڑو اُٹھاتی پچھلی سائید سے نکل کر اگلی سائیڈ پر پہنچی،، سنایا بھاگ کر عیشال اور آن کے پاس پہنچی جو ہاسپٹل سے تھوڑا دور زمین پر بیٹھے تھے،، چوں کہ اندھیرا بہت تھا اسی لئے دور دور تک کچھ بھی نظر آنا ممکن نہیں تھا،،

"چلو گرلز اسٹارٹ دی ایکٹنگ"

وہ اُس کے پاس پہنچتی پُر جوش انداز میں بولی تو آن اور عیشال بھی اپنی جگہ سے اُٹھیں،، آن نے جلدی سے اپنے بال کھول کر منہ پر گرا لیئے،، عیشال

نے بیگ سے ڈھیر سارا کیچپ نکال کر اُس کے سفید کپڑوں کو لال ولال کر دیا،، سنایا اور عیشال نے اپنی خود کی حالت بھی یہی کر دی،، وہ تینوں ہی سفید لباس میں ملبوس تھے اور اب خون سے رنگے اور بکھرے بالوں کے ساتھ پوری کی پوری چریلیں لگ رہیں تھیں،،

"ون"

عیشال نے زیرِ لب گنتی گنی،، آن زمین پر پنجوں کے بل بیٹھی،،

"ٹو"

سنایا نے اُچھل اُچھل کر دو بڑی بڑی چھلانگیں لگائیں،، عیشال نے ہاتھوں میں پکڑے چاقو کو آگے کیا،،

"تین"

وہ چلائی،،اور اُسی دوران آن پنجوں کے بل چلتی ہوئی ہاسپٹل کی جانب دوڑنے لگی،،سنایا خرگوشوں کی طرح چھلانگ لگا کر بھاگتی ہوئی کوئی ہوائی مخلوق معلوم ہوئی وہیں عیشال عام انسانوں کی طرح بھاگتی ہوئی ہاتھوں میں ایک بڑا سا چھُرا پکڑے تھے،،وہ تینوں اس وقت کسی نہایت ہارر فلم کی جننیاں لگ رہیں تھیں،،

آہہہہہہہہہہ،،،"

ہاسپٹل کی رکھوالی کرتے ہوئے گارڈ کی دل خراش چیخ گونجی تھی،، تین بد روحوں کو بلند و بالا قہقہے لگاتے اُچھلتے کودتے ہاتھوں میں چاقو تھامے ہاسپٹل

کی جانب بڑھتے ہوئے،،وہ بے اختیار خوف سے بے ہوش ہو گیا،،انابیہ موقع دیکھتی ہوئی ہاسپٹل کے اندر چیختی ہوئی بڑھی،،

"بھوت بھوت آگیا"

وہ اندر داخل ہوتی چلائی،،سب کام کرتے ملازم اُس کی بات پر حیرانی سے اُسے دیکھنے لگے،،اسی دوران وہ تینوں بدروحیں بنیں ہاسپٹل کے اندر داخل ہوئیں،،سب کی چیخیں نکل گئیں،،اس میں انابیہ کی چیخ بھی شامل تھی،،وہ لوگ واقعی اس قدر خوفناک لگ رہیں تھیں کہ اُسے واقعی کسی بروحوں کا گُمان ہوا،،

"ہی ہی ہی ہی میں تُم سب کو کھا جاؤں گا"

چڑیلوں کی طرح ہنستی سنایا اُچھلتے ہوئے ایک نرس کو پکڑ گئی،،سب ڈر کر چیختے ہوئے یہاں وہاں بھاگ کر ایک دوسرے کو ٹکروں سے ٹکریں مارنے لگے،، موقع پاتے ہی انابیہ لفٹ کی جانب بڑھی اور جلدی سے بغیر کسی کی نظروں میں آیئے سیکنڈ لاسٹ فلور کا بٹن دبا دیا،،نیچے وہ تینوں لوگوں کو ڈرانے میں مصروف تھیں،، جیسے ہی لفٹ سیکنڈ لاسٹ فلور پر رُکی انابیہ دھڑکتے دل کے ساتھ باہر اُتری،،اور ٹارچ اون کر گئی،،

"کون سا خالی کمرہ کہاں ہے آخر"

وہ حلق تر کرتی بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھی،،اور ایک ایک کر کے وہاں کے رومز چیک کرنے لگی،،سب رومز بھرے ہوئیے تھے،،ایک آخری کونے میں پہنچتی ہوئی وہ پیشانی پر آیا پسینہ صاف کرتی گھپ اندھیرے میں ٹارچ کو لوک کی جانب کرتی ہوئی اُسے کھوک گئی،،چرررررر کی آواز کے ساتھ

دروازہ کھلتا چلا گیا،،انابیہ نے حلق تر کرتے ہوئے لائٹ سامنے کی جانب کی،،اور کمرے کے اندر داخل ہوئی،،

"اب کیا کرنا تھاہاں اوپر دیکھ کر مُسکرانا تھا"

دماغ پر زور دیتی وہ اوپر دیکھتی جبراً مُسکرائی،،اسی دوران پورے فلور کی تمام لائٹس اون ہوئیں انابیہ نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کیں،،جیسے ہی اُس نے آنکھیں کھولیں تمام لائٹس پھر سے کلوز ہو گئیں،،

"یہ کیا تھا"

وہ حیرت سے بڑبڑائی،،اور ٹارچ اوپر کی جانب کی،،وہاں کا منظر دیکھ کر وہ چونکی،،چھت کی ایک ٹائل کا کلر کچھ ڈفرنٹ سا تھا،،اُس نے ادھر اُدھر

دیکھا مگر کچھ نہ نظر آنے پر اپنی چپل پاؤں سے نکال کر اُس ٹائل پر دے ماری،،وہ ٹائل کسی تھیلے سمیت نیچے گری،،وہ متجسس سی گھٹنوں کے بل بیٹھی ہی تھی کہ نیچے سڑک سے پولیس ہارن کی آوازیں آنے لگیں،،

"اووووو میرے خُدا یہ پولیس کو کس کھوتے نے بلوالیا"

وہ بلیک تھیلا اُٹھاتی پریشانی سے باہر کی جانب بھاگی،،ابھی وہ لفٹ میں جانے ہی لگی تھی کہ اُس کے دماغ میں جھماکا ہوا،،

"پولیس سے بچ کر کیسے باہر جاسکتی ہوں میں کچھ اور سوچنا ہوگا"

اپنی پیشانی مسلتی وہ پُر سوچ انداز میں بولی،،ٹارچ ارد گرد مارتے ایک جگہ پر وہ ٹھٹھکی جہاں ایک لمبی سے رسی رکھی ہوئی تھی،،

"یہ رسی پہلے تو یہاں نہیں تھی پھر کیسے آئی کہیں یہاں پر کوئی پہلے سے موجود تو نہیں ہے"

یہ سوچ کر اُس کی ریڑھ کی ہڈی میں سر سراہٹ ہوئی،،

"دیکھو تُم جو کوئی بھی ہو مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے پر آخر ہم سے کیا چاہتے ہو سامنے آؤ اور بات کرو"

اپنا ڈر دل میں ہی چھپاتی وہ دو ٹوک لہجے میں بولی اور ٹارچ ادھر اُدھر مارنے لگی،، یکدم اُسے محسوس ہوا جیسے کوئی لفٹ سے اوپر آ رہا ہو،، اُس کی نظر بیچ میں کھلی کھڑکی کی طرف پڑی،،

تُم جو کوئی بھی ہو اب مزید تمہارے اس بچکانہ کھیل کا حصہ نہیں بنوں گی"

"میں

وہ غُصے بھرے لہجے میں وارن کرتی ہوئی بولی مگر ہنور خاموشی چھائی رہی،،انابیہ نے بے بسی سے لب کُچلے وہ تھیلا سینے سے لگائے جلدی سے رسی پکڑتی ہوئی کھڑکی کی جانب گئی،، کھڑکی کے ایک پٹ سے رسی کو اچھی طرح سے باندھتے ہوئے اُس نے گہری سانس لی،،اب یہاں سے نکلنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں تھا،،رسی کو اچھی طرح سے پکڑتی ہوئی وہ کھڑکی سے باہر کودی اور فوراً پاؤں دیوار پر جما دیئے اور آرام آرام سے ڈھرکتے دل کے ساتھ نیچے اُترنے لگی،،ہاسپٹل کی بیک سائیڈ کے قریب پہنچ کر اُس نے نیچے چھلانگ لگا دی،،

"اہھھھہ،،"

کسی کی کراہ پر وہ چونک کر اپنی جگہ سے اُٹھی مگر اُن تین نمونوں کو دیکھتے ہوئے اُس کی جان میں جان آئی،،

"تو اوپر سے کیسے نیچے آئی"

"اور تُم لوگ پولیس سے کیسے بچے"

ایک دوسرے کو دیکھتے اُن چاروں نے ایک دوسرے سے سوال پوچھے،،

"ان سب باتوں کو چھوڑ ابھی ہمیں کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا ہے"

سنایا موقع کی نزاکت کو محسوس کرتی اُن کو سمجھاتی ہوئی بولی تو اُنہوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا،،

"وہ کار دیکھ رہے وہ پولیس کار اُس میں ابھی ایک آفیسر موجود ہے ہمیں کسی بھی طرح اُس گاڑی میں بیٹھ کر یہاں سے نکل کر جانا ہو گا اور پھر اُس گاڑی کو راستے میں کہیں چھوڑ کر آگے کا سفر پیدل طے کریں گے،،"

"پر یہ سب ہم کریں گے کیسے"

اُس کی بات سُنتی انابیہ حیرت سے بولی،، وہ تینوں اطمینان سے اُسے دیکھنے لگیں،، انابیہ کو ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں،،

"یہ لو خُدا تمہاری حفاظت کرے"

اُس کے ہاتھوں میں اپنا بیش قیمتی ہتھیار پکڑاتے سنایا نے سنجیدگی سے کہا تو انابیہ نے دانت پیستے ہوئے بمشکل اُس ہتھیار کو تھاما اور اُس سائیڈ سے نکلتی سڑک پر چلتی ہوئی اُس گاڑی کے پاس پہنچی اور شیشہ کھٹکھٹانے لگی،، جیسے سے اُس آفیسر نے ایک ملازم کو شیشہ کھٹکھتاتے دیکھا اُس نے جلدی سے شیشہ نیچے کیا کہ شاید کوئی بیان لکھوانا ہو،، انابیہ نے موقع دیکھتے ہی وہ ہتھیار اُس کے منہ پر رکھ کر زور سے دبا دیا،، وہ اُس ہتھیار کی طاقت کو برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا،، انابیہ نے گہری سانس حارج کرتے جلدی سے اندر سے گاڑی کا لوک کھول کر اُسے نیچے پھینکا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی،، سنایا، عیشال اور آن بھاگتی ہوئیں گاڑی کے اندر بیٹھ گئیں،،

"آفیسر ررر وہ دیکھیں وہ چریلیں یہاں سے بھاگ رہیں ہیں"

وہی صفائی والی جسے ان لوگوں نے بے ہوش کیا تھا ان کو بھاگتے دیکھ کر چلائی سب آفسر الرٹ ہو کر اُن کو پکڑتے ہی کہ انابیہ نے گاڑی فُل رفتار میں دوڑا دی،، یہاں تک کہ وہ دھواں اُٹھاتی ہوئی منظر سے غائب ہو گئی تھی،،

****

((ماضی))

" ارے ارے کہاں"

سامنے سے ٹکراتی نرس کو پکڑتی وہ حیرت سے پوچھنے لگی،،

"ڈاکٹر حرم آپ کو نہیں پتا"

وہ تاسف سے بولتی ہوئی اُس کا ہاتھ ہٹاتی وہاں سے چلی گئی،، حرم نے حیرانگی سے ارد گرد دیکھا،، پورے ہاسپٹل کا نقشہ ہی بدل گیا تھا،،

" اوییئے رُک رُک کوئی آرہا ہے کیا اتنی صفائی"

ایک ڈاکٹر کو روکتی وہ تجسس آمیز لہجے میں پوچھنے لگی،،

"آپ کو نہیں پتا"

وہ بھی حیرانگی سے بولی،،

"نہیں پتا بہن اب تم بتانے کی زحمت کرو گی کہ کسی اور سے پوچھوں"

وہ چڑ کر بولی تھی، ایسا بھی کون سا اسٹار آرہا ہے جو یہ سب اتنا اُتاولے ہو رہے،، اُس نے تنک کر سوچا تھا،،

لگتا آپ نے کل کی نیوز نہیں دیکھی منسٹر صاحب شہر کے سب ہاسپٹلز کا" دورہ کر رہے ہیں ہمارے ہاسپٹل بھی بس پہنچنے ہی والے ہیں آپ جلدی سے اسٹاف کے ساتھ جا کر کھڑی ہو جائیں اُن کے استقبال کے لئیے میں ابھی آئی"

وہ اُس کو ساری بات بتاتی ہوئی بولی اور آخر میں جلد بازی دکھاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی،، ارے ارے حرم اُسے پُکارتی رہ گئی،،

"ہنہہ استقبال کے لئیے کھڑے ہو جاؤ سو کالڈ منسٹر کے لئے جیسے دورے کے لئے کسی کی بارات لے کر آرہا ہو مائی فُٹ"

بے زاری سے سوچتی ہوئی وہ پاؤں پٹخ کر اپنے کیبن کی جانب بڑھ کر اپنی چیر پر بیٹھی گئی،، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ باہر سے میڈیا رپورٹرز اور دوسرے ڈاکٹرز کی آوازیں بلند ہوئیں یقیناً منسٹر صاحب تشریف لا چکے تھے،، حرم کچھ دیر تو یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہی مگر پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھی اور کیبن کا ڈور کھول کر باہر آئی منسٹر کی پُشت اُس کی جانب تھی اسی لئیے وہ اُس کا چہرہ نہ دیکھ سکی،، وہاں تمام ڈاکٹرز اور ورکرز اُنہیں گلدستے پیش کر رہے تھے،،

" ہنہہ پھول تو ایسے دے رہے جیسے کوئی میڈل جیت کر آیا ہے"

وہ ایک بار پھر جل کر بولی،،

"ڈاکٹر حرم یہ آپ کے لیے جلدی جائیں اور منسٹر صاحب کو دیں"

ایک ڈاکٹر بھاگتی ہوئی اُس کے پاس ائی اور اُس کے ہاتھوں میں گُلدستے پکڑا کر یہ جا وہ جا،، عین اُسی وقت اُس منسٹر نے رُخ بدلا،، حرم کا منہ کھل گیا حیرت سے۔،،اس شخص کو تو بلکل فراموش ہی کر بیٹھی تھی،،اُس منسٹر نے بھی اُسے دیکھا اور اُس کی جانب قدم بڑھا لیئے،، چہرے پر سنجید گی چھائی ہوئی تھی،، حرم اپنے قدم پیچھے کو لینے چاہے مگر میڈیا رپورٹرز کے کمیرے کا رُخ بھی اپنی جانب دیکھتی بے بسی سے لب دبا کر رہ گئی،،وہ اُس کے مُقابل آ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ پُشت پر باندھ لیئے،،سب اس انتظار میں تھے کہ ڈاکٹر حرم منسٹر صاحب کو پھول پیش کریں گی،، مگر حرم لاتعلقی سے ارد گرد دیکھنے لگی جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہ ہو،،

میں کیوں اسے پھول دوں میں نے تو آج تک اپنی پھوپھی کے بیٹے کو پھول "

"نہیں دئیے یہ کس کھیت کی مولی ہے

اُس نے خود کو اطمینان دلاتے ہوئے حوصلہ دیا،، وہ سنجیدگی سے اُس کے ماسک میں ڈھکے چہرے کو دیکھنے لگا،، جہاں سے صرف اُس کی سحر انگیز غُصے سے بھری گرین آئیز ہی واضح تھیں،، مُسکراہٹ کو روکتے وہ لب دبا گیا،، یہ لڑکی ہر بار اُسے حیران کر دیتی،،

"محترمہ یہ پھول آپ نے بیچنے کے لئے پکڑے ہیں"

وہ شرارت سے بولا،، وہاں قہقہوں کا سیلاب اُمڈ آیا،، حرم کا چہرہ کانوں کی لو تک سُرخ ہوا تھا،،

"آپ کیوں جاننا چاہتے ہیں"

تمام شرم وحیا کو ایک سائیڈ پھینکے وہ بھی میدان میں اُتری،،اُس نے ستائشی انداز میں آبرو اُچکائی،،اُس کی اوشن بیلو آئیز سے نکلتی روشنی کو دیکھتے ہوئے حرم کا دل بے ساختہ دھڑکا،،اُس نے گڑبڑاتے ہوئے نظروں کا رُخ موڑا،،سب خاموشی سے اُن دونوں کو دیکھ رہے تھے،،،

میں اسی لئے جاننا چاہتا ہوں کہ تقریباً ہر ڈاکٹر اور ورکر مجھے گلدستے پیش کر چُکا ہے تو شاید آپ نے بھی اسی کام کے لئے یہ گلدستہ تھاما ہوا ہے کیا میں غلط ہوں"

وہ سنجیدگی سے بولا پر آنکھوں میں شرارت واضح تھی،، حرم نے پیشانی پر گھبراہٹ ننھے ننھے موتی چمکے،، ناجانے کیوں اُس کی موجودگی کا اثر تھا یا کچھ اور دوسروں کے چھکے چھُڑا دینے والی زبان کو جیسے تالا لگا ہوا تھا،، اُس نے حلق تر کرتے خود میں حوصلہ پیدا کیا اور اپنا اعتماد بحال کیا،،

"جی تھا ما تو اسی لئے تھا پر اب میرا ارادہ بدل گیا ہے"

وہ بے نیازی سے بولی تھی،، سب نے اُس کی بات پر اووووو کر کے افسوس کا اظہار کیا،، وجدان کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیلی،، حرم کا دل اُس کی مُسکان دیکھ کر پھر دھڑکا،،

"کیا مسلہ ہے تجھے چُپ رہ بدتمیز انسان"

وہ اپنی دل کو ڈپتی ہوئی بولی،،

"جیسی آپ کی مرضی پر کیا میری خطا بتانا پسند کریں گی آپ"

وہ ایک بار پھر سنجید گی سے بولا،، حرم نے غُصے سے بھری آنکھوں سے اُسے گھورا جو جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا،،

"جی آپ کی خطا ہی یہی ہے کہ آپ ابھی تک اپنی خطا سے ناواقف ہیں میں چلتی ہوں مجھے پیشنٹس کو بھی دیکھنا ہیں سب ڈاکٹر آپ کے استقبال کے لئیے یہاں موجود ہیں پیشنٹس کے لئیے میں اکیلی ہی کافی ہوں"

وہ گہری سنجیدگی سے بولتی ہوئی بغیر کسی کی جانب دیکھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی،، وجدان کی پُرسوچ نیلی آنکھوں نے اُس کا دور تک پیچھا کیا،،

"اب تک کی سب ریکارڈنگز ڈلیٹ چاہئے مجھے تابش"

وہ سنجیدگی سے اپنے اسسٹنٹ سے مخاطب ہوا،،

"جی سر"

تابش گردن خم کرتا ہوا بولا،، تو وجدان بھاری قدم اُٹھاتا مختلف وارڈز میں چیک کرنے لگا اُس کے دو گارڈز بھی پسٹل تھامے اُس کے ساتھ تھے،،

******

((ماضی))

"خوش ہو"

"جی خوش ہوں"

بی جان کے فکر مندانہ انداز پر وہ دھیمی مُسکان کے ساتھ بولی،،

"غازی کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ"

اُنہوں نے سنجیدگی سے اگلا سوال پوچھا،، ثوابیہ اُن کے سوال پر چونکی مگر اپنی اندرونی کیفیت کو ظاہر نہیں کیا،،

"بی جان آپ چائے تو پئیں مجھے پتہ ہے آپ کو میرے ہاتھوں کی چائے بے حد پسند ہے"

ٹیبل پر سے چائے کا کپ اُٹھا کر اُن کی جانب بڑھاتی وہ مُسکرا کر بولی تھی،، بی جان نے اُسے گھوری سے نوازا،،

"ابھی تک قبول نہیں کیا پر کر لیں گے"

وہ دانتوں تلے لب دبا کر اُن کے سوال کا جواب دینے لگی،، چاہ کر بھی وہ جھوٹ نہیں بول سکتی تھی،، شاید یہ اُس کی فطرت میں شامل ہی نہیں تھا،، بی جان کی پیشانی پر شکنیں اُبھریں اُس کی بات پر،،

"آٹھ مہینے کسی کو بھی قبول کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں اب جب کہ وہ باپ بھی بننے والا ہے تو یہ چونچلے اُسے ہر گز زیب نہیں دیتے"

وہ ناگواری سے بولیں تھیں،، شدید غُصہ آیا تھا اُنہیں اپنے کم عقل بیٹے پر،، ثوابیہ نے اُن کی بات پر حیرانی سے اُن کی جانب دیکھا اور ہنس دی،،

"اگر بات محبت کی ہو تو پوری زندگی بھی ہم کسی اور کو اُس کی جگہ قبول نہیں کر سکتے پھر چاہے پوری دُنیا ہی ہمیں اُسے قبول کرنے کے لئے لاکھ جتن کرے"

چائے کا سلپ لیتی وہ سنجیدگی سے بولی تھی،، بی جان نے اُس کی بات پر لب بھینچے،،

وہ محبت نہیں بس چھلاوا تھی اور ایسی محبتیں محض زندگیاں برباد کرنے کا"
"ہی ہنر رکھتی ہیں نہ کہ آباد کرنے کا

اُنہوں نے اپنا موقف بیان کیا،، جو کہ ثوابیہ نے غور سے سُنا تھا،،

"محبت کی کوئی قسم نہیں ہوتی وہ تو بس ہوتی ہے یا نہیں ہوتی"

اُس نے دھیرے سے چائے کی آدھی پیالی ٹیبل پر رکھ دی،، بات محبت کی ہو تو ہر چیز کا ذائقہ بے معنی ہو جاتا ہے،، بی جان کچھ پل کے لئے لاجواب ہوئیں تھیں اُس کی بات پر،،

"اُسے تو بڑوں کا بھی ادب نہیں رہا"

اُنہوں نے اُسے کوسا تھا،،

"آپ ایسا نہیں کہہ سکتیں اگر آپ کا ادب نہیں ہوتا تو شاید وہ مجھ سے کبھی شادی نہ کرتے مگر آپ کے ادب کے باعث ہی ایسا ممکن ہوا"

اُس نے زمین کو گھورتے ہوئے اُن کی بات کی نفی کی،، بی جان نے پھر اُسے گھورا جو مجال ہے اُس کے حق میں بولنے سے باز آجائے،،

"اگر اتنا ہی ادب کرتا تو تمہیں خوش بھی رکھتا"

وہ سنجیدگی سے بولیں،، ثوابیہ نے چائے کی پیالی کے گرد اُنگلی پھیرتے ہوئے پُرسکون انداز میں اُن کی بات سُنی،،

مجھے خوش رکھنا اُن کی زمہ داریوں میں شامل نہیں ہے اور ہوتا بھی کیوں "
"میں اُن کی "من چاہی" نہیں ہوں

وال کلاک پر نظر ڈالتے اُس نے گفتگو کو مختصر کرنا چاہا کیونکہ اُس کے گھر آنے کا وقت ہونے والا تھا،، بی جان نے آنکھیں پھیریں اُس کی بات پر،، واقعی بحث میں کوئی اُس سے نہیں جیت سکتا تھا،،

"ایک دن اُسے میرے انتخاب پر فخر ہوگا مجھے اُمید ہے "

وہ گہری سانس حارج کر کر بولیں،، ثوابیہ دھیما سا مُسکرائی اُن کی بات پر،،

بی جان مجھ میں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو کسی کے لئے باعثِ فخر ہو پھر وہ "
"کیسے مجھ پر فخر کر سکتے ہیں

وہ ہنس کر بولی تھی،،بی جان نے اپنا سر پیٹا،،

" بیوقوف لڑکی اتنی کم اعتمادی بھی اچھی بات نہیں ہے "

اُنہوں نے اُسے جھڑکا،،

"آپ جانتی ہیں میں حقیقت پسندیدگی سے کام لیتی ہوں "

وہ کندھے اُچکا کر لاپرواہی سے بولی تھی،،

"دونوں ہی گدھے اُلو کے پٹھے ہیں ایک نمبر کے "

وہ بڑبڑا کر رہ گئیں،، ثوابیہ نے اپنی ہنسی دبائی تھی اُن کی بڑبڑاہٹ سُن کر،،

"کتنی دیر کے لئیے آئی ہیں"

اُن کی خاموشی کو مد نظر رکھتے ہوئے اُس نے سوال کیا،، بی جان نے گہری سانس حارج کی اُس کی بات پر،،

"تھوڑی دیر کے لئے غازان آجائے تو اُس سے بھی مل کر جاؤں گی"

زمین پر نظریں جمائے وہ سنجیدگی سے بولیں تھیں،، ثوابیہ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا کر خاموشی سے وال کلاک کو دیکھا تھا،، دونوں کی سوچوں کا رُخ ایک ہی شخص کی جانب تھا،، اسی دوران وہ کین چین اُنگلی پر گھماتا ہوا سنجیدگی سے لاؤنج میں داخل ہوا،، ثوابیہ بے اختیار اپنی

جگہ سے کھڑی ہو گئ تھی،، وہ اُس کے پاس سے گزر کر فارمل انداز میں بی جان سے گلے ملا اور اُن کے ساتھ والے صوفے پر ٹک کر بیٹھ گیا،،

"ہاں بھائی برخوردار بہت شکایتیں مل رہیں ہیں تمہاری بتاؤ کیوں تنگ کر رہے ہو ہماری بیٹی کو تُم"

اُس نے ایک اُچٹتی سی نظر اُس پر ڈالی تھی بی جان کی بات پر،، ثوابیہ کا خون خُشک ہوا تھا،، اُس نے ہڑ بڑی میں ٹیبل پر سے برتن اُٹھائے اور کچن کی جانب بھاگ گئ،، بی جان نے نفی میں سر ہلایا تھا اُس کی پُھرتی کو دیکھتے ہوئے،،

"آپ بتائیں دا جی کیسے ہیں اور کتنے دنوں کے لئے آئی ہیں"

وہ سنجیدگی سے اُن کا سوال نظر انداز کئے اُن سے مخاطب ہوا،،

"ٹھیک ہیں تمہارے دا جی اُن کو کیا ہونا ہے بھلا تُم بتاؤ آخر کب تک اپنا رویہ درست کرو گے تُم غازان احمد وہ پھول سی بچی کیسے مرجھا کر رہ گئی ہے تمہارے ساتھ رہتے ہوئے"

اُنہوں نے سخت لہجے میں کہا،، یہ تو ان کی خاندانی روایت تھی بات کو بدلنے کی،، غازان نے ہاتھوں کی مُٹھیاں سختی سے بھینچیں تھیں اُن کی بات پر،،

"ثوابیہ ثوابیہ ثوابیہ تنگ آ گیا ہوں میں یہ نام سُن سُن کر اگر وہ میرے ساتھ خوش نہیں تو یہ اُس کا مسئلہ ہے میرا نہیں جب چاہے جہاں چاہے جا سکتی ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے اُسے میری طرف سے"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا زچ ہو کر بولا تھا،، بی جان نے حیرانگی سے اُس کا انداز دیکھا تھا،،

"کیا مطلب ہے تماری اس بات کا وہ صرف ثوابیہ نہیں ہے تمہاری بیوی بھی ہے اُس کی خوشی ناخوشی سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی معنی نہیں رکھتی اُس کی خوشی تمہارے لئے"

وہ حیرت اور غُصے کی ملی جُلی کیفیت میں بولیں تھیں،، غازان نے کوفت سے اپنی گرے آئیز گھمائیں اُن کی بات پر،،

"وہ میری بیوی نہیں ہے صرف آپ کی بہو ہے اور ساری زندگی آپ کی بہو ہی رہے گی یہ آپ کا فیصلہ تھا تو گویا اُس خوش رکھنا بھی آپ کا ہی کام ہے نہ

مجھے پہلے اُس میں کوئی دلچسپی تھی نہ اب ہے سو پلزززز بار بار مجھے یہ کہنا بند
"کردیں میری اپنی بھی کوئی لائف ہے

وہ غُصے سے ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا اپنی جگہ سے اُٹھتا ہوا کمرے میں
بند ہو گیا تھا،، پیچھے بی جان اپنا سر تھام کر رہ گئیں،،

****

((حال))

اُڑی اُڑی جائے اُڑی اُڑی جائے"
"دل کی پتنگ میری اُڑی اُڑی جائے

سیڑھیوں کی ریلنگ کو تھام کر اُترتے ہوئے ہانیہ چہکتے ہوئے گُنگُنائی،،

افغان جلیبی معشوق فریبی"
گھائل ہے تیرا دیوانہ
"بھائی واہ بھائی واہ

سیڑھیاں اُترتی نینا بھی لہک لہک گانا گُنگُناتی ہوئی بولی،،

"ارے واہ بھائی چُن کر گانا گایا تونے"

ہانیہ نے مُتاثر کن انداز میں کہا،، تو نینا نے اپنے مصنوعی کالر جھاڑے،، سیڑھیوں کے ساتھ کھڑے زی نے سنجیدگی سے ان کا یہ ڈرامہ ملاخظہ کیا،،

"ہاں پھر غُنڈے بھائی کدھر ہیں انکل جی"

ہانیہ سنجیدگی سے زی سے مخاطب ہوئی،،زی نے انتہائی سنجیدہ سُرخ آنکھوں سے اُسے گھورا،،تو ہانیہ کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا،،

"ہاں وہی مسٹر غُنڈہ"

وہ سر کھجا کر لاپرواہی سے بولی تھی،،نینا نے اپنی ہنسی دبائی تھی،،وہ خاموشی سے دونوں کو دیکھتا ہوا لاونج میں داخل ہو گیا،،نینا اور ہانیہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے لاونج میں داخل ہوئیں،،سامنے نفیس اور بڑے سے صوفے میں ایک بلیک چادر میں لپٹی ایک باوقار سی شخصیت بیٹھی ہوئی تھی،،ہانیہ نے اشتیاق

سے اُنہیں دیکھا کیونکہ اُن کی آنکھوں کا رنگ بھی گرے تھا بلکل زی کی آنکھوں جیسا،،

"یہاں آؤ بیٹی میرے پاس بیٹھو"

اُنہوں نے شفقت سے اُسے اپنے پاس بُلایا،، ہانیہ اُن دونوں کو دیکھتی شرافت سے چلتی ہوئی اُن کے قریب جا کر بیٹھ گئ،، نینا اور زی اپنی جگہ کھڑے رہے،،

"اب تُم لوگ کیا میری شکل دیکھ رہے ہو بیٹھ جاؤ تُم دونوں بھی"

وہ سنجیدگی سے بولے تو نینا اور زی بھی ایک ساتھ صوفے پر ٹک کر بیٹھ گئے،، اُنہوں نے گہری سانس حارج کر کے ہانیہ کو دیکھا جو ٹکر ٹکر اُنہیں ہی دیکھ رہی تھی،،

"بیٹی بتاؤ ان دو نالائقوں نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا تمہیں"

وہ شفقت سے بولے تھے ہانیہ نے بمشکل اپنی مُسکراہٹ پر قابو کیا،، نینا کی شکل اُتری جبکہ زی کے تاثُرات میں کوئی خاص ابدلاؤ نہیں آیا پر اُس غیر لڑکی کے سامنے خود کو نالائق کہے جانا اُسے بھی بُرا لگا تھا،،

"بھائی بابا کو کون سے کیڑے نظر آتے ہیں ہم میں ہم سے بات کرتے وقت تو ایسی سری بھنڈی جیسے بن جاتے ہیں یا ایسے بن جاتے جیسے ہم اُن کی اولاد ہی نہ ہوں لے کر پالا ہے جیسے ہمیں"

وہ زی کے کان میں گھس کر سرگوشی کرتی ہوئی بولی،، زی نے اُسے گھورا،،

"نین بابا ہیں تمیز سے"

وہ سنجیدگی سے بولا تو نینا نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی اُس کی بات پر،،

"ہاں تو میں نے کب کہا پڑوسیوں کے بابا ہیں اپنے ہی بابا ہیں"

وہ منہ بنا کر بڑبڑاتی ہوئی بولی،، زی نے پھر اُسے گھورا، ہانیہ نے ایک نظر اُن دونوں کو دیکھا اور پھر گلا کھنکار کر بات کا آغاز کیا،،

"جی نہیں انکل وہ بس تھوڑا تنگ کیا پر زیادہ نہیں کیا"

نینا نے منہ کھولے اُسے دیکھا جو شرارت سے اُن کی شکایت لگا رہی تھی،،

جی نہیں بابا جھوٹ بول رہی ہے یہ ورنہ جتنا اس نے ہمیں تنگ کیا ہے نہ"
ہم بتا نہیں سکتے"

وہ اپنی زبان پر قابو نہ رکھتی ہوئی بولی،، ہانیہ نے اُن سے چھپ کر اُسے منہ چڑایا،،

"جب بولنے کے لئے کہا جائے صرف تب ہی بولنا نینا خان"

وہ سخت لہجے میں بولے تو نینا سر جھکا کر دانت پیس کر رہ گئی اُپنی بستی پر،، زی نے اپنی مُسکراہٹ دبائی تھی،، نینا نے تلملاتے ہوئے اُس کے پیٹ میں کہنی ماری،،

"آپ بتاؤ بیٹی یہاں آنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا"

وہ دوبارہ نرمی سے اُس سے مخاطب ہوئے،، ہانیہ نے سر کھجایا،،

"جی نہیں انکل اب بتا بھی دیں مجھے یہاں لانے کا مقصد دن کی نیندیں اور رات کا چین اُڑ گیا ہے میرا سوچ کر اب دیکھیں نہ آپ خود ہی نہ میں آپ کو جانتی ہوں نہ آپ مجھے جانتے ہیں پھر یہ لوگ مجھے گھر سے اُٹھا کر لے آئے اور دادی کو بھی پتا نہیں کیا کیا کہہ کر بلیک میل کیا پوچھ پوچھ کر تھک گئ میں پر یہاں کوئی کچھ بتاتا ہی نہیں"

اُس کی زبان نے پھر سے فراٹے بھرے،،اُنہوں نے غور سے اُس کی شکایت سُنی اور دھیما سا مُسکرائے،،

"بلکل اپنی ماں پر گئی ہو تُم"

وہ گہری سانس خارج کر کے بولے تھے،،ہانیہ نے اُن کی اس بات پر حیرانی سے اُن کی جانب دیکھا،،

"ہاں تو اپنی ماں پر ہی جاؤں گی پڑوسیوں کی ماں پر جانے سے رہی"

وہ منمنا کر بولی تھی،،اُن کے چہرے پر پھر مُسکراہٹ آئی تھی اُس کی بات پر،،نینا تو غش کھانے والی ہو گئی،،

"بھائی اب تو مجھے سو فیصد یقین ہو گیا ہے بابا نے ہمیں کہیں سے لے کر ہی پالا ہے خود دیکھیں آپ غیروں سے ایسے شفقت والا سلوک اور ہمیں گھاس تک نہیں ڈالتے"

اُس نے پھر زی کے کان میں دل کے پھپھولے پھوڑے،،

"نین کیا تُم دو منٹ اپنی چونچ بند رکھ سکتی ہو کہ میں اُٹھ کر دوسری جگہ پر بیٹھ جاؤں"

زی سے خود یہ سب ہضم نہیں ہو رہا تھا اوپر سے نینا کی کمنٹری اُس کا غُصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا،، نینا نے ایک ہاتھ سے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اُس کا بازو پکڑ لیا،،

"انکل اب بتائیں نہ آخر کون ہیں آپ کیا میرے پاپا نے آپ سے کوئی اُدھار لیا تھا جو آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں انکل آپ تو اتنے امیر لگ رہے ہیں تو کیا ایک معصوم سی بچی کے ابا کا اُدھار بھی معاف نہیں کر سکتے آپ میرے پاس تو کوئی اربوں کی پراپرٹی بھی نہیں ہے میں نے دو تین دفعہ اپنے گھر کا فرش بھی کھود کر دیکھا ہے مجال ہے جو کوئی دبا خزانہ مل جائے کہیں سے "

وہ بے چینی سے اپنی ہانکتی ہوئی بولی تھی،، نینا نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی اُس کی گوہر افشایؤں پر،، اُنھوں نے سنجیدگی سے اُس کے تحفظات سُنے،،

"بیٹی تُم فکر مت کرو تمہارے بابا نے میرا کوئی اُدھار واپس نہیں کرنا ہے آج تُم یہاں اس لئے ہو کیونکہ یہی تمہاری اصل جگہ ہے "

ہانیہ نے اُن کی بات پر نا سمجھی سے اُن کو دیکھا تھا،،

انکل پلیز آپ کھل کر بتائیں آخر کون سا رشتہ ہے آپ کا میرے ماں باپ "
سے "

وہ اُلجھتے ہوئے بولی تھی،،

" تمہارے بابا دوست تھے میرے کافی سالوں سے اُن سے کوئی ملاقات
نہیں ہو سکی اب جب پتا چلا کہ اُس کی ڈیتھ ہو گئی ہے تو سُن کر بے حد دُکھ ہوا
تمہارے بابا کی ایک امانت تھی میرے پاس وہ بھی دینی تھی تمہیں اور دوسرا
یہ کہ وہ جگہ تمہارے رہنے کے قابل نہیں کل تُم میرے ساتھ اسلام آباد
جاؤ گی جہاں ہماری آبائی حویلی ہے اور وہاں جا کر اپنی تعلیم کا آغاز کرو گی کچھ

بنو گی تا کہ تمہارے ماں باپ تُم پر فخر کر سکیں اور میرا فرض بھی ادا ہو جائے
"جو میں اُس کے دُنیا میں رہتے ہوئے نہیں کر سکا

اُنہوں نے سنجیدگی سے ساری بات بتائی،، وہیں ہانیہ نے یہاں سے جانے کا
سُن کر بے اختیار زی کی جانب دیکھا پر وہ لاتعلق سا موبایل میں غرق
تھا،، اُنہوں نے بہت غور سے اُس کی یہ حرکت دیکھی تھی،،

انکل مجھے تو سمجھ ہی لگ رہی جو آپ کو بہتر لگے اگر آپ خود کو بابا کا دوست "
"کہہ رہے ہیں تو مجھے آپ پر اعتبار ہے

وہ سنجیدگی سے بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئی ینا بھی اُس کے پیچھے بھاگی،، زی
اور اُنہوں نے سنجیدگی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا،،

****

(ماضی)

"پتہ نہیں کون سا تیس مار خان سمجھتا ہے خود کو میرے پھول میری مرضی جس کو مرضی دوں خوش فہم کہیں کا مطلب اب دُنیا کی ساری لڑکیاں اسے پھول دیں گی کیا میں کسی چپراسی کو دے دوں اُسے دینے سے اچھا"

وہ غُصے سے بڑبڑاتی ہوئی پیشنٹ کی ڈرپ چیک کرنے لگی پر وہ ابھی بھی باقی تھی باقی کے پیشنٹس پر ایک نظر ڈال کر وہ اپنے روم میں جا کر چیر سنبھال کر بیٹھ گئ،،اسی دوران اُس کے موبائل پر بیل بجی،،اُس نے اچھنبے سے موبائل

پکڑا جہاں بڑے بڑے حروف میں آریان ملک لکھا جگمگا رہا تھا، اُس نے بے اختیار اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا،،

" ایک تو اس بندے کی نا جانے مجھ سے کیا دُشمنی ہے جان ہی نہیں چھوڑتا"

وہ بے بسی سے دانت پیس کر بولی تھی،، دو تین گہری گہری سانسیں لے کر اُس نے فون اوکے کر کے کان سے لگایا،،

" تمہارے ہاسپٹل کے باہر کھڑا ہوں دو منٹ میں پہنچو ورنہ اندر آ کر اُٹھا کر لے کر جاؤں گا "

سامنے سے سنجیدگی سے اپنی بات کہہ کر کال کٹ کر دی گئ،، حرم نے منہ کھول کر موبائل فون کو گھورا جیسے وہ سامنے ہی بیٹھا ہو،،

"یا اللہ صبر دے دے مجھے ایک تو میری اس پھوپھی کے بیٹے کو چین نہیں ہے آ گے صبح اتنی سُتھری کی پر وہی ڈھیٹ عوام پتہ نہیں پھوپھو نے کیا کھا کر پیدا کیا ہے اسے بلکل اُنہی کی اولاد لگتا ہے اب پتہ نہیں کیا تکلیف ہے ہاسپٹل ہی منہ اُٹھا کر آ گیا کیا کروں جاؤں یا نہ جاؤں"

چیر گھوماتی وہ بے چینی سے بڑ بڑائی،،

"ایسا کرتی ہوں چلی جاتی ہوں ورنہ اُس آلو کا کیا بھروسہ ہاسپٹل میں خوامخواہ تماشا لگا دے گا اپنی ماں کی طرح وہ بھی ایکسپرٹ ہیں اس چیز میں نوکری سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا اپنی"

یکدم سے اپنی جگہ سے اُٹھتی وہ فیصلہ کن انداز میں خود سے بولی اور جلدی سے اپنی چیزیں سمیٹتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی،، ہاسپٹل کی اینٹرس پر جاتے ہوئے اُس کا زوردار تصادُم ہوا اُس شخص سے جو اُس کے ساتھ ہی باہر جارہا تھا،، حرم نے بے اختیار اپنا کندھا سہلا کر گھوم کر خوانخوار نظروں سے اُس ٹکرانے والے شخص کو گھورا،،

"سوری مس غلطی سے آپ سے ٹکرا گیا میں"

وہ سنجیدگی سے معذرت خوانہ انداز اپناتا ہوا بولا،، حرم کے تن بدن میں غُصے کی لہر دور گئی اُسی منسٹر کو اپنے راستے میں دیکھ کر،،

"او ہیلو مسٹر چاہتے کیا ہیں آخر آپ مجھے تو لگتا ہے آپ میرا پیچھا کر رہے ہیں اگر ایسا ہے تو پہلے ہی بتا دیں تا کہ میں اچھی طرح سے آپ کا بندوبست کر سکوں"

اپنے کوٹ کی آستینیں چڑھا کر وہ دانت پیس کر بولی تھی،، وجدان نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے نیلی آنکھوں میں دلچسپی بھرے اُس کا یہ لڑاکا انداز دیکھا تھا،،

"ایسی تو کوئی بات نہیں البتہ مجھے اس بات کا شک آپ پر ضرور ہے"

وہ کندھے اُچکاتا شان بے نیازی سے بولا تھا،، حرم نے صدمے سے اُس کا یہ انداز دیکھا،،

اوہیلو منسٹر ہو گے تُم اپنے گھر میری سینڈل کو بھی پرو انہیں کون ہو تُم کون "
نہیں حد ہو گئی خوش فہمی کی انسان کتا پال لے بلی پال لے مگر خوش فہمی تو
ہرگز نہ پالے"

دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے وہ جلے بُھنے انداز میں بولی تھی،، وجدان نے مُتاثر کن
انداز میں آبرو اُچکائی تھی اُس کی بات پر،،

" آپ حلیے سے ڈاکٹر معلوم ہو رہی ہیں غالباً"

وہ بات بڑھانے کی غرض سے بولا تھا،، حرم نے فخریہ انداز میں گردن
اکڑائی اُس کی بات پر،،

"جی الحمدللہ میں ایک ویل قُوالیفائیڈ ڈاکٹر ہوں آپ کو اپنے دماغ کا علاج کروانا ہو تو ضرور آیئے گا آپ کا علاج میں مفت میں کروں گی کیوں کہ آپ ہمارے ملک کی خدمت کرنے کے لئے عوام کی طرف سے چُنے گئے ہیں اسی لئیے آپ کے دماغ کا اپنی جگہ ہونا بے حد ضروری ہے ورنہ یہ ہمارے ملک کے لئے بھی نُقصان دہ ہوگا،، "

وہ سمجھداری بھرے انداز میں بولی تھی،، وجدان کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی اُس کی بے تُکی باتوں پر،، حرم کا موبائل ایک بار پھر بجا، اُس نے روہانسی انداز میں اوکے کر کے فون کان سے لگایا اور وجدان کو ہاتھ سے بائے بائے کا اشارہ کرتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئ، اُس کی پُر سوچ نیلی آنکھوں نے دور تک اُس کی پشت کو گھورا تھا،،

"آ رہی ہوں سرتاج کی اولاد"

وہ دانت پیس کر بولی اور فون کٹ کر کے یہاں وہاں نظریں گُھما کر اُس کی گاڑی ڈھونڈنے لگی،، سامنے ہی چاکلیٹی براؤن آئیز بلیک جینز ساتھ بلیک شرٹ پہنے بلیک ہی برانڈڈ جیکٹ کندھے پر لٹائے ہیوی بائیک کے ساتھ ٹیک لگائے شاندار پرسنیلیٹی کے مالک آریان ملک پر اُس کی نظر پڑی،، وہ ناک چڑھاتی ہوئی اُس کے قریب پہنچی،،

"ہاں جی ارشاد کریں سرتاج کیا وجہ ہے ہاسپٹل آکر میری ناک میں دم کرنے کی"

وہ طنزیہ انداز میں اُس سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،، آریان ایک نظر سنجیدگی سے اُس دیکھ کر بائیک پر بیٹھ گیا،، حرم بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی،،

"آپ کو پتہ ہے مجھے بائیک پر بیٹھنا نہیں پسند"

وہ روہانسی ہو کر بولی تھی،،

اور تُم جانتی ہو مجھے میری ہیوی بائیک کے بغیر کہیں جانے کا مزہ نہیں آتا"
"اب تُم شرافت سے بیٹھ رہی ہو کہ میں زبردستی بٹھاؤں

وہ پُرسکون لہجے میں بولتا ہیلمٹ پہننے لگا،، حرم نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچیں تھیں غُصے سے،،

"نہیں بیٹھوں گی میں کر لو جو مرضی کرنا ہے"

وہ ضدی انداز میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے بول کر رُخ پھیر گئی،، آریان نے سنجیدگی سے اُس کی پشت کو گھورا،،

"حرم ملک تُم بیٹھتی ہو کہ نہیں"

اُس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا،، حرم نے اپنا حلق تر کیا،،

"نہیں بیٹھوں گی آریان ملک جو کرنا ہے کر لو"

وہ جی اکڑا کر بولی تھی،، آریان نے ایک نظر سنجیدگی سے اُسے دیکھا اور بائیک سے نیچے اُترا،، حرم خطرہ محسوس کر کے پلٹی مگر آریان کو خود کو پکڑتا دیکھ کر ایک جھٹکے کے ساتھ پیچھے کی جانب ہو کر بھاگنے لگی،، آریان دانت پیس کر اُس کے پیچھے بھاگا،،

"دیکھیں کزن جی اب آپ زبردستی کر رہے ہیں میں ابا کو آپ کی شکایت لگاؤں گی"

دوسری گاڑیوں کے پیچھے چھپتے ہوئے حرم اُس سے بچتی ہوئی بولی تھی،،

"جس سے کرنی ہے کردو شکایت ڈرتا نہیں ہوں میں کسی سے"

اُس کے ٹھیک پیچھے پہنچ کر اُس نے اُس کی کلائی دبوچ کر بائیک کی جانب قدم بڑھائے،، حرم نے مزاحمت کرنی چاہی مگر ناکامی پر منہ پھلا کر رہ گئی،، بائیک کے قریب پہنچ کر اُس نے حرم کو سنجیدگی سے پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اُس نے پھولے منہ کے ساتھ نفی میں سر ہلایا،، آریان نے اپنی چاکلیٹی براؤن آئیز سے اُسے گھورا،، حرم پاؤں زمین پر پٹخ کر بائیک پر سوار ہو گئی،، اُس کی

گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مُسکرائے تھے اُس کی بچوں جیسی پھولی شکل پر،، ہیلمٹ پہن کر بائیک پر بیٹھ کر اُس نے ایک زوردار کِک مار کر بائیک اسٹارٹ کردی،، اُس نے بائیک روڈ پر آنے پر اسپیڈ تیز کردی،، حرم نے بُدک کر اُس کے کندھوں کو پیچھے سے تھاما،،

"آرام سے چلائیں سرتاج مجھے اپنی جان عزیز ہے"

وہ پیچھے سے دبا دبا چیخ کر بولی،، اُسے بچپن سے ہی بائیک پر بیٹھنے سے بے حد خوف آتا تھا،، آریان نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے سپیڈ اور بڑھادی،، حرم رونی صورت بنا کر اُس کے کندھوں کو سختی سے تھام گئی،،

"کون سے جنم کا بدلہ لے رہیں ہیں آپ مجھ معصوم سے سرتاج میں نے تو آج تک آپ سے کوئی اُدھار بھی نہیں لیا"

حرم احتجاج کرتی ہوئی بولی،،

"کیا تُم دو منٹ کے لئے خاموش نہیں رہ سکتی"

وہ سنجیدگی سے پوچھ بیٹھا اور بائیک کا ایک اور ٹرن لیا،، حرم کے سنہری بال تیز ہوا کے جھونکوں کے باعث پیچھے کی جانب اُڑ رہے تھے،، حرم نے اُسے پیچھے سے گھوری سے نوازا اُس کی بات پر،،

" سرتاج بائیک روکیں"

وہ زوردار آواز میں چلائی تو آریان نے ہڑبڑاتے ہوئے بائیک سائیڈ پر لگا کر حیرانگی سے اُسے دیکھا،، جو بائیک سے نیچے چھلانگ لگا کر گول گپوں کے ٹھیلے

کے پاس جا کر کھڑی ہو گئ تھی،،اُس نے نفی میں سر ہلایا اُس کی حرکت پر اور خود بھی بائیک اسٹینڈ پر لگا کر اُس کے پیچھے آ گیا،،

بھائی دو پلیٹ بنا دیں اور ہاں مصالحہ رج کر ڈالنا پتہ لگے کہ گول گپے کھائے "جا رہے ہیں"

حرم پُر جوش انداز میں اُس ریڑھی والے سے بولی تو وہ سر اثبات میں ہلاتا ہوا اُس کی پلیٹس بنانے لگا،،

کیا تُم نے یہ دو ٹکے کے گول گپے کھانے کے لئے بائیک روکی ہے حد ہو گئ "ہے بچپنے کی"

وہ اُس پر بھڑکتا ہوا بولا،، حرم نے صدمے سے اُسے دیکھا تھا،،

سر تاج اب اگر آپ نے ایک لفظ بھی بولا نہ میرے گول گپوں کے خلاف" تو یہاں خون کی ندیاں بہادوں گی میں اور بھول جاؤں گی کہ آپ میری "پھوپھی کے ایک عدد اور اکلوتے سپوت ہیں

وہ جزباتی انداز میں بولی،، آریان نے تاسف سے اُسے گھورا،،

"باجی آپ کی پلیٹ تیار ہے"

وہ ریڑھی والا حرم سے بولا تو وہ آریان سے بحث کو پینڈنگ پر رکھ کر چیر پر بیٹھ کر ہونٹوں پر زبان پھیر کر ہاتھ مل کر سامنے میز پر رکھی دُو گول گپوں کی پلیٹ اور کھٹے کو دیکھنے لگی،، آریان نے بے زاری سے نظریں گُھمائیں تھیں اُسے دیکھ کر،،

سُنیں جی اگر آپ کو کھانے ہیں تو خود کے لئے الگ پلیٹ لیں لیں کیونکہ "
میں آپ کو ہر گز صلح نہیں مارنے والی اسی لئے براہِ کرم کسی غلط فہمی کا شکار
مت ہوئیے گا اگر بالفرض آپ میری پلیٹ سے کھانا بھی چاہیں تو وہ آپ کو
ہضم نہیں ہو گا کیونکہ میری نظریں آپ کے گول گپے پر ہی ٹکی رہے گی یوں
"آپ کی صحت پر حاصا اثر ہو گا اسی لئے آپ رہنے ہی دیں

وہ نہایت مہذب انداز میں اُسے ساتھ کھانے کی صلح نہ مار کر بھی صلح مارتے
ہوئے بولی،، آریان نے اُس کے اس انداز پر دانت پیسے،،

مجھے نہیں کھانی یہ فضول چیز تُم جلدی سے فینش کرو یہ سب بہت ضروری"
بات کرنے کے لئے تمہیں ہاسپٹل سے لایا تھا کوئی سیر سپاٹے کروانے نہیں
"

وہ اپنے ازلی سنجیدہ انداز میں بولا تو حرم نے اُس کی بات پر ناک چڑھا کر ایک گول گپے کو اُٹھا کر کھٹے کی پلیٹ میں ڈبو کر فوراً منہ میں رکھ دیا،، آریان نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا اُسے دیکھ کر،،

"ویسے سرتاج جتنی آپ نے میرے گول گپے کی توہین کی ہے نہ میری آپ کی بات سُننا بنتا نہیں ہے ویسے چلو پھر بھی سُن لوں گی آپ بھی کیا یاد کریں گے اتنی دریا دل کزن نصیب میں ملی ہے اتنا بڑا دل ہے اُس کا"

بھرے بھرے منہ کے ساتھ گول گپوں کے ساتھ انصاف کرتی حرم سنجیدگی سے بولی تھی،، اُس نے کوفت سے اپنی چاکلیٹی براؤن آئیز گھومائیں تھیں اُس کے شکوے پر،، حرم نے اُسے خاموش دیکھ کر آنکھیں

گھومائیں،، یکدم ہاتھوں میں ایک بھرا ہوا گول گپا اُٹھائے وہ اُس کے قریب پہنچی،، آریان نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

"سرتاج جلدی منہ کھولیں نیچے زمین پر کھٹے کا قتلِ عام ہو جائے گا گول گپوں میں سے "

وہ ہڑبڑاتے انداز میں بول کر گول گپہ اُس کے چہرے کے قریب لے گئی،، آریان نے منہ پر ہاتھ رکھ کر چہرے کا رُخ بدلا تھا،، حرم نے اُس کے اس نکھرے پر دانت پیسے،،

" پلیییزززز میری خاطر ایک کھا کر بتائیں کیسا ہے پلیییزززز سرتاج"

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی تو آریان ایک نظر سنجیدگی سے اُسے دیکھتا اُس کے ہاتھ سے گول گپہ لے کر منہ میں رکھ گیا،،

"ویسے سرتاج میرے ہاتھوں میں کوئی زنگ نہیں لگا تھا آپ میرے ہاتھوں سے بھی کھا سکتے تھے پر رہی کھڑِوس بن کی انتہا ختم ہے آپ پر چلیں اب بتائیں کیسا لگا گول گپہ ویسے بہت قسمت والے ہیں آپ جو میرے پیسوں کا گول گپہ کھانے کو مل رہا ہے ورنہ میری دوستیں تو میرے پیسوں کی ایک ٹافی کھانے کو بھی ترس گئیں ہیں"

وہ نہایت فخر سے اپنا کارنامہ بتا کر اُسے پوچھتے ہوئے بولی،، آریان کی براؤن آنکھیں تیزی سے سُرخ ہوئیں تھیں مرچوں سے بھرا گول گپہ کھانے سے،، اُسے بے اختیار کھانسی کا شدید دورہ پڑا تھا،، حرم جو اپنی ہی ہانکنے میں مصروف تھی اُس کی حالت پر اُس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے،،

"بھائی پانی کی بوتل دے جلدی"

وہ چیختی ہوئی بولی اور اُس کی کمر پر ہاتھ پھیرنے لگی جو کھانس کر دوہرا ہو رہا تھا،، اُس آدمی نے ہڑبڑاتے ہوئے پانی کی بوتل اُس کی جانب اُچھالی جو حرم نے جلدی سے کیچ کر کے آریان کو پکڑائی،، اُس نے ڈھکن کھول کر جلدی سے پانی کی بوتل منہ کو لگائی تھی،، حرم نے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبایا تھا اُس کی حالت پر،، چاکلیٹی براؤن کانچ سی آنکھیں کھانسنے کے باعث بے تحاشا سُرخ ہو رہی تھیں،، اور اُس کے گالوں میں سُرخی سی چھا گئی تھی مرچی کے باعث،، حرم کو وہ اس وقت اس قدر کیوٹ لگا کہ وہ بے اختیار اُسے دیکھنے لگی،، مگر پھر اپنے ہی خیال پر فوراً لعنت بھیجی،، آریان نے ساری پانی کی بوتل ایک سانس میں ختم کی،، مگر گلے میں ابھی بھی شدید جلن محسوس ہوئی تھی اُسے،، اُس نے خونخوار نظروں سے حرم کو گھورا،،

"سوری سرتاج"

وہ دونوں کان پکڑ کر نچلا ہونٹ پھیلا کر معصومیت سے بولی تھی،، آریان سنجیدگی سے اُسے دیکھتا ہوا والٹ سے پیسے نکال کر اُس ریڑھی والے کو دیتا ہوا حرم کو کھینچتا ہوا وہاں سے لے گیا،،

"ارے میرے گول گپے"

وہ احتجاجً بولی،، بلکے حقیقی معنوں میں اُسے صلح مار کر پچھتائی تھی،، آریان نے کھینچ کر اُسے اپنے مُقابل کیا،، حرم کی سانسیں رُکیں تھیں اُس کی سُرخ آنکھوں میں غُصہ محسوس کر کے،،

"بہت ہو گیا ڈرامہ اب جب تک ہوٹل نہیں آتا تب تک تمہاری آواز حلق سے نہیں نکلنی چاہیے"

وہ آواز نیچی کئے سخت لہجے میں بولا تھا،، حرم نے اُس کی بات پر حلق تر کرتے ہوئے اچھے بچوں کی طرح ہونٹوں پر اُنگلی رکھی،، اُسے سنجیدگی سے دیکھتا سر جھٹکتا وہ اپنی ہیوی بائیک پر سوار ہوا حرم بھی اُس کے پیچھے خاموشی سے اُس کے کندھوں پر گرفت جمائے بیٹھ گئ،، آریان نے سنجیدگی سے بائیک اسٹارٹ کر کے روڈ پر ڈال دی،، حرم نے منہ بنا کر اُس پیچھے وہ جانے والی گول گپے کی ریڑھی کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا تھا،،

"اللہ کرے سرتاج آپ کی بائیک کا ایکسیڈنٹ ہو جائے"

وہ دل ہی دل میں اُسے کوس کر بولی مگر پھر اپنے جُملے پر غور کیا تو بے اختیار بلند آواز استغفار کہا،،

" کیا کہہ رہی ہے منہوس اگر سرتاج کی بائیک کا ایکسیڈنٹ ہوا تو تو بھی بے موت ہی ماری جائے سوری اللہ جی یہ والی دُعا قبول نہ کرنا "

وہ بڑبڑاتے ہوئے بول کر ایک ہاتھ کانوں سے لگا گئ،، آریان نے اُسے خود سے باتیں کرتا دیکھ کر سر نفی میں ہلاتے ہوئے بائیک کی اسپیڈ تیز کر دی تھی،،

****

وہ خاموشی سے کپڑے کی مدد سے اپنے کمرے کی ڈسٹنگ کر رہی تھی کہ بیڈ کی سائیڈ سے ایک پرچی صفائی کرتے ہوئے نیچے گر گئی،، بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑساتے ہوئے اُس نے نیچے جُھک کر وہ چٹ اُٹھائی اور غور سے اُس پر لکھا نمبر دیکھنے لگی،،

" یہ نمبر تو اُسی ڈاکٹر کا ہے کیا نام تھا اُس کا ڈاکٹر حرم "

اپنے دماغ پر زور دیتی وہ نمبر یاد کرتی چونک اُٹھی،، سنجیدگی سے اُس چٹ کو دیکھتے ہوئے اُس نے اُسے بیڈ کی سائیڈ ڈرار میں رکھ دیا اور تھکاوٹ کے باعث بیڈ پر بیٹھ گئی،، اُس کے سر میں درد کی ایک شدید لہر اُٹھی تھی،، اُس نے بے اختیار سر دونوں ہاتھوں میں تھاما،، مسلسل تین دنوں سے اُسے سر میں بے حد درد ہو رہا تھا،، جس کی وجہ وہ جاننے سے قاصر تھی،، اسی دوران

انٹر کام پر بیل بجی،، تمام درد کو ایک جانب رکھ کر وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر فون تھام کر کانوں سے لگا گئی،،

"ابھی اور اسی وقت میرے روم میں کافی لے کر پہنچو"

سامنے سے سنجیدگی سے کہہ کر فون کٹ کر دیا گیا،، وہ گہری سانس خارج کرتی لمبے لمبے ڈگ لیتی کچن میں پہنچی اور کافی بنانے لگی،، سر میں درد نے بے اختیار زور پکڑا،، اُس نے اپنی آنکھیں ضبط سے میچیں تھیں،، جلدی جلدی کافی بنا کر کمر سے ڈوپٹے کی گرہ کھول کر اُسے اچھی طرح سر پر جما کر ہاتھوں میں کافی کا ٹرے میں رکھا مگ پکڑتی ہوئی وہ جلدی جلدی سیڑھیاں چل کر اُس کے کمرے کے باہر پہنچی اور دروازہ کھٹکھٹایا،،

"آ جاؤ"

اندر سے سنجیدہ آواز میں اجازت دی گئ،، حلق تر کرتی ڈور دھکیلتی ہوئی وہ اندر داخل ہوئی نظریں بے اختیار سامنے اُس ستمگر کی جانب اُٹھیں جو آنکھیں بند کئے صوفے پر نیم دراز تھا،، دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی کافی کا ٹرے صوفے کے عین سامنے والی ٹیبل پر رکھتی وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ اُس کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا،، اُس نے بے اختیار حیرت سے اُسے دیکھا جو بند آنکھوں سے اُس کی کلائی تھام چُکا تھا،، پر جس چیز پر اُسے حیرت ہوئی وہ اُس کے ہاتھوں کی بے پناہ تپش تھی،، یوں جیسے کسی دہکتے ہوئے کوئلے نے اُس کی کلائی تھامی ہو،،

"سرد بادو میرا"

وہ سنجیدگی سے بند آنکھوں سمیت بولا تو وہ سر ہلاتی ہوئی صوفے کے پچھلی جانب کھڑی ہو کر اُس کا سر اپنے دونوں ہاتھوں سے نرمی سے دبانے لگی،، سر دباتے ہوئے اُسے اُس کے شدید بخار میں ہونے کا احساس ہوا،، پریشانی سے اُس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا،،

" آپ تو بہت تیز بخار ہے پلیز آپ بیڈ پر لیٹ جائیں "

وہ لہجے میں فکرمندی سموئے بولی تو غازان نے اپنی بخار کی شدت کے باعث سُرخ ہوتی آنکھیں کھولیں،،

"تُم سے جتنا کہا ہے اُتنا کرو تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں ہے مجھے "

وہ بے رُخی سے بولتا ہوا دوبارہ آنکھیں موند گیا، ثوابیہ نے پریشانی سے اُس کا ضدی انداز دیکھا،، صوفے کی دوسری سائیڈ پر آ کر اُس کا ایک بازو اپنے کندھے پر رکھ کر بمشکل اُسے سہارا دے کر اُٹھانے لگی،،

"کیا کر رہی ہو چھوڑو مجھے"

یہ شاید بخار کے باعث ہونے والی کمزوری کا ہی اثر تھا کہ وہ زیادہ مزاحمت نہیں کر رہا تھا محض منہ سے ہی بے رُخی سے بول رہا تھا،، اُس نے بمشکل اُسے بیڈ پر لٹایا اور اُس پر کمفرٹ اوڑھ دیا،، بخار کے باعث وہ نیم بے ہوشی میں تھا،، وہ بیڈ کے ایک کونے پر ٹک کر بیٹھ کر اُس کے سر میں دھیرے دھیرے سے ہاتھ چلانے لگی،، جلد ہی وہ اُس کے ہاتھوں کا نرم لمس محسوس کرتا پُرسکون ہوتا گہری نیند میں چلا گیا،، ثوابیہ کے سر میں شدید درد کی لہر اُٹھی تھی دوبارہ،، بمشکل اپنے کمرے میں جانے کے لئے وہ لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ

سے اُٹھی اور کمرے کی لائٹس اوف کر کے اُس کے ماتھے پر ہاتھ کر کے ٹیمپریچر چیک کرنے لگی جو کہ دہک رہا تھا،، اُس نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی،، اور بھاگتے ہوئے نیچے کچن میں جا کر ایک باؤل میں ٹھنڈہ پانی اور کچھ پٹیاں لے کر واپس آئی،، اُس کی سانس پھول چُکی تھی اس قدر تیزی پر،، مگر خود کی فکر نہیں تھی اُس وجود کی تھی وہ بیڈ پر بخار کے باعث بے حس و اُسے حرکت پڑا تھا،، بیڈ کے کنارے ٹک کر وہ نہایت آرام سے اُس کی پٹیاں کرنے لگی،، آنکھیں نیند کے باعث بوجھل سی محسوس ہوئیں تھیں اُسے خود کی،، آدھے گھنٹے مسلسل اُس کی پٹیاں کرنے کے بعد اُس نے اُس کے ماتھے ہر ہاتھ رکھ کر اُس کا ٹیمریچر چیک کیا جو کہ اب پہلے کی نسبت کچھ بہتر تھا،، مزید کچھ دیر اُس کی پٹیاں کر کے وہ باؤل سائیڈ دراز پر رکھ کر اُس کا سر دبانے لگی،،

"اللہ پاک انہیں ٹھیک کر دیں پلیززز آپ جو کہیں گے میں کروں گی"

نم آنکھوں سے اُس نے اوپر دیکھ کر دُعا کی،، دن بھر کی تھکاوٹ کو اور سر میں شدید درد کو سہتے ہوئے اُس نے لڑکھڑاتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھ کر وہاں سے اپنے روم میں جانا چاہا مگر اُس نے اُس کی کلائی پھر سے سختی سے دبوچ لی،، ثوابیہ نے روہانسی انداز میں اُسے دیکھا جو گہری نیند میں ہوتے ہوئے بھی اُس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہ تھا،، شدید تھکاوٹ کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ بیڈ کے کراؤن کی پشت سے ٹیک لگا کر سونے کی کوشش کرنے لگی اور بہت جلد کامیاب ہوتی نیند کی گہری وادیوں میں اُتر گئی،، اُس نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اُس کے اندھیرے میں اُس کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا اور دھیرے سے بیڈ پر جگہ بنا کر اُسے سیدھا لٹا کر اُس پر کمفرٹ اوڑھ دیا تھا تاکہ اُسے ٹھنڈ سے بچا سکے،، بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ اُس کے چہرے کو بے اختیار دیکھے گیا،،

"کاش تُم اتنی ہی معصوم ہوتی جتنی نظر آتی ہو"

اُس نے سنجیدگی سے سوچا اور جھک کر اُس کی پیشانی پر عقیدت سے اپنے ہونٹ رکھتا کروٹ بدل کر سو گیا تھا،

"حرم ملک میں نے تمہیں یہاں کھانے کے لئے نہیں بُلایا"

ایک ہاتھ سے پیشانی مسلتا وہ ایک ایک لفظ چبا کر اپنے سامنے بیٹھی برگر اور کولڈ ڈرنک سے انصاف کرتی حرم سے بولا تھا، اُس نے چونک کر اُس کی بات پر سر اُٹھایا،

"ہاں مجھے معلوم ہے آپ نے کوئی ضروری بات کرنی ہے پر آپ کو اتنی تو سینس ہونی چاہیے سرتاج میں باتیں کان سے سُنتی ہوں منہ سے نہیں اسی لئیے آپ یوں بھی اپنی بات کہہ سکتے ہیں میں ہمہ تن گوش ہوں"

برگر کا ایک بڑا سا بائٹ لیتے اُس نے لاپرواہی سے کہا تھا،،

"باتیں کانوں سے سُنی جاتی ہیں مگر اُس کے لئے اگلے انسان کی مکمل توجہ بھی درکار ہوتی ہے"

وہ سنجیدہ انداز میں بولا تھا،، حرم نے برگر کا آخری بڑا بائٹ لے کر اُسے اُس کے اصل ٹھکانے پر پہنچایا اور ہاتھ جھاڑ کر اُس کی بات سُننے لگی،،

"اب فرمائیں سرتاج"

اپنے ناخنوں پر پھونک مارتی وہ بے نیازی سے بولی تھی،، آریان کی پیشانی پر شکنیں اُبھریں اُس کے انداز پر،،

اب اگر تُم نے مزید ایک بار بھی مجھے اس فضول نام سے بُلایا تو مجھ سے بُرا "کوئی نہیں ہو گا"

وہ ضبط کے آخری مراحل سے گزرتا ہوا دانت پیس کر بولا تھا،، حرم نے اپنی ہنسی دبائی تھی اُس کا سُرخ چہرہ دیکھ کر،،

"ہاں تو بتائیں کیا کہنا چاہتے ہیں آپ آریان بھائی"

اپنی سبز آنکھیں پٹپٹاتے وہ معصومیت سے بولی تھی،، آریان کو جھٹکا لگا تھا اُس کے طرزِ مخاطب پر،،

"واٹ دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمہارا ایسا کرو سرتاج ہی بلا لو تُم مجھے"

وہ بھڑکیلے انداز میں تیکھے تاثُرات لیے بولا تھا،، حرم نے بے نیازی سے کندھے اُچکائے اُس کی بات پر،،

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا سرتاج آپ کو ہی اعتراضات ہیں"

اُس نے معصومیت سے کہا تو آریان نفی میں سر ہلا کر رہ گیا،،

"رشتے سے منع کیوں کیا تُم نے"

اُس نے آنکھوں میں گہری سنجیدگی لئے پوچھا تھا،، حرم نے گہری سانس لی،، اُسے پتہ تھا یہ سوال اُس سے لازمی پوچھا جائے گا،،

پہلی بات آپ کے پروپوزل سے انکار میں نے نہیں بابا نے کیا تھا دوسری" بات اگر مجھ سے میری رائے پوچھی بھی جاتی تو میری جانب سے بھی انکار ہی ہوتا کیونکہ میں نے کبھی آپ کو اُس نظر سے نہیں دیکھا سب شرارتیں ایک طرف پر میرے لئے آپ ہمیشہ سے صرف میرے کزن ہی رہے ہیں اور کچھ نہیں تیسری بات اور جو اس رشتے میں میری رضامندی نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے وہ ہے پھوپھو کی میری ماما کے بارے میں بولی جانی والی بے تُکی باتیں جو کہ کم از کم میری برداشت سے باہر ہیں اور چوتھی اور آخری بات ہے کہ ان سب باتوں کا اب کوئی فائدہ نہیں بابا میرا رشتہ اپنے دوست کے بیٹے سے طے کر چکے ہیں اسی لئیے ان سب باتوں کا

اب کوئی مقصد باقی نہیں رہا پر آپ بلکل فکر نہ کریں سرتاج میں جانتی ہوں آپ کو لڑکیوں سے ایلرجک ہے اسی لئے آپ کے لئے لڑکی میں حرم ملک "یعنی آپ کی یہ پیاری سی کزن خود ڈھونڈے گی

اپنے تمام تر خدشات اور باتوں کو منظرِ عام تک لانے کے آخر میں وہ شرارتی انداز اپناتے ہوئی بولی تھی،، آریان نے نہایت تحمل سے اُس کی ساری بات سُنی،،

"میں نے تُم سے تمہاری رائے پوچھی ہے کوئی فضول مشورا نہیں مانگا"

وہ اپنی چاکلیٹی براؤن آئیز میں سنجیدگی بھر کر بولا تھا،، حرم نے بے اختیار اپنا سر پیٹا،، مطلب اتنی سب باتوں کا بھی اُس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا،،

"آپ سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں میں نے کبھی آپ کے بارے میں اُس طرز سے نہیں سوچا ہے"

وہ دانت پیس کر بولی تھی،، آریان نے سنجیدگی سے اُسے دیکھا تھا،،

"کوئی اور ہے تمہاری زندگی میں"

وہ سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگا،، حرم نے آنکھوں میں تعجب اور بے یقینی بھر کر اُسے دیکھا تھا،،

"نہیں کیا مطلب ضروری نہیں رشتے سے انکار کی وجہ کوئی تیسرا وجود ہو مگر آپ کے خدشات ختم کرنے کے لئے بتا دیتی ہوں میری زندگی کسی کے لئے فلحال کوئی جگہ نہیں ہے"

وہ روہانسی انداز میں بولی تھی،، آریان نے پُر سکون انداز میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی تھی اُس کی بات پر،، حرم نے حیرت سے اُس کا یہ انداز دیکھا،،

پھر حرم شمس ملک اپنی ننھی سی کھوپڑی میں یہ بات فکس کرلو کہ تمہارے تمام ترخدشات اور اعتراضات بے بُنیاد قرار دیئے جاتے ہیں اور اب تمہیں یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ تُم صرف اور صرف آریان ملک کی ہی دُلہن بنو گی ورنہ ساری زندگی تنہا گزاروگی کیونکہ جو تُم سے شادی کرنا چاہے گا وہ اپنی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ مجھے ہی پائے گا اب اگر تُم میرے بارے میں اُس طرز سے نہیں سوچتی تو سوچنا شروع کردو کیونکہ اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی آپشن باقی نہیں ہے رہی بات ماموں کی تو اُن کو منانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اب تُم بس شادی کی تیاریاں کرو"

وہ نہایت اطمینان بھرے لہجے میں بولتا حرم کے چھکے چھڑوا گیا،،اُس نے صدمے سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے میں بابا کو منع کر دوں گی"

وہ دانت پیستی ہوئی بولی تھی،،آریان کی پیشانی پر شکنیں اُبھریں اُس کی بے تُکی بات پر،،

زبردستی کروں گا اور تُم دیکھو گی اور رہی بات رشتے سے انکار کی تو یہ قدم" سوچ سمجھ کر اُٹھانا کیونکہ دن میں ہزاروں ایسے واقعات ہوتے ہیں جن میں لڑکیوں کا اغوا کر کے زبردستی نکاح کر لیا جاتا ہے مگر تُم خوش قسمت ہو جو آریان ملک نے تمہارے گھر عزت سے رشتہ بھیجا ہے لہزا بہتری اسی میں ہے کہ تُم اسے شرافت کے زمرے میں رہتے ہوئے اُسے قبول کر لو آریان

ملک ہی تمہارا نصیب ہے حرم ملک یہ بات جتنی جلدی جان لو اُتنا ہی اچھا ہے تمہارے لئے"

ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتا ہوا وہ ماحول پر سکوت طاری کر گیا تھا،، اُس نے آنکھوں میں بے یقینی بھرے اُس کا یہ دھمکی آمیز انداز ملاحظہ کیا،، اُسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا،،

" محبت کرتے ہیں کیا آپ مجھ سے "

اب کہ بار اُس کا لہجہ بھی جزبات سے عاری تھا،، آریان نے چونک کر اُس کے سوال پر اُس کی جانب دیکھا،، حرم ہنوز سنجیدہ اور متجسس انداز میں اُس کی آنکھیں پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی،،

"شادی کرنے کے لئے محبت کرنا ضروری نہیں ہے"

اُس نے بے نیازی سے کہا تھا،، حرم کی بڑی بڑی سبز آنکھیں صدمے سے مزید بری ہو گئیں تھیں،،

"یہ آپ چاہتے کیا ہیں آخر صاف صاف الفاظ میں بتا دیں محبت آپ کو مجھ سے ہے نہیں نہ ہی کوئی طوفانی قسم کا عشق ہے پھر کیوں زبردستی کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ یہ عجیب بات ہے نہیں مطلب میں آپ کو کوئی اُلو نظر آ رہی ہوں یا کوئی دودھ پیتی بچی جو آپ کے عزائم کو سمجھ نہ سکے"

وہ جزباتی انداز میں اُس ڈھیٹ انسان سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی جس نے اُس کے دماغ کی دہی کرنے میں کوئی قصر باقی نہیں چھوڑی تھی،، آریان نے تعجب سے اُس کی بات پر اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"کیسے عزائم"

ایک آبرو اُچکائے وہ سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے بولا تھا،، وہ جانتا تھا ضرور کوئی فضول بات ہی سوچ کر بیٹھی ہو گی یہ پاگل لڑکی اسی لئیے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس کی بات سُننے لگا،،

کیسے عزائم میں بتاتی ہوں آپ کو آپ مجھ سے بدلہ لے رہے ہیں جیسے ناولز" میں لیتے ہیں آپ کے رشتے سے انکار کیا ہے نہ میں نے اسی لئیے آپ شادی کر کے مجھ پر ظلم کے پہاڑ توڑنا چاہتے ہیں آپ مجھے کہیں گھومانے نہیں لے کر جائیں گے مجھے کھانا نہیں دیں گے مجھ سے گھر کے کام کروائیں گے مجھ سے برتن دھلوئیں گے کپڑے بھی دھلوائیں گے اور کھانا بھی پکوائیں گے مجھے میرے بابا سے بات نہیں کرنے دیں گے صرف اسی لئے کے میں نے

آپ کے رشتے سے انکار کیا ہے نہ آپ جانتے نہیں آپ کا پالا کسی عام لڑکی نہیں حرم شمس ملک سے پڑا ہے ناکوں چنے نہ چبوا دیئے تو میں بھی ملکوں کی لڑکی نہیں ہوں گی پھر اور ہاں میری طرف سے سو بار ہزار بار اور لاکھ بار انکار ہے انکار ہے اور بس انکار ہے بر گر کے پیسے دے دینا ویسے بھی میرا بہت ٹائم ضائع کیا ہے آپ نے سرتاج"

اپنے دماغ میں سوچا ہوا ایک ایک ظلم یاد کرتی وہ اُسے انگلیوں پر گنوا کر سنجیدگی سے بولی تھی،، آریان نے بمشکل خود کو کچھ سخت لہجے سے روکا تھا ورنہ اس قدر بچکانہ انداز پر دل تو چاہ رہا تھا کہ ایک آدھا تھپڑ ہی جھڑ دے اُسے،، تمام باتیں شمس ماموں سے کلیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہوئے اُس نے فلحال اُسے کوئی جواب دینا مُناسب نہیں سمجھا،، اُس نے گہری سانس لیتے ہوئے اُس کے معصوم چہرے کو دیکھا تھا جو چھوٹی سی ناک پر غُصہ سجائے اپنی سبز آنکھوں میں خفگی بھرے اُسے گھور رہی تھی،، وہ سنجیدگی سے اپنی جگہ سے

اُٹھا حرم بھی حیرت سے اُسے دیکھتی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئ،، جیکٹ میں سے والٹ نکال کر بل ٹیبل پر رکھتا اُس کی کلائی پکڑتا ہوا ہوٹل سے باہر لے جانے لگا،، حرم نے غُصے سے اپنی کلائی چھڑوانی چاہی مگر اُس کی اس قدر سخت گرفت پر منہ پھلا کر رہ گئ،، راستے میں اُس کے شیطانی دماغ میں ایک شرارت کودی جس پر عمل کرتے ہوئے اُس نے آریان کو بائیں جانب تھوڑا سا دھکا دیا جس کے باعث اُس کا کندھا پاس سے گزرتی ایک ماڈرن لڑکی سے ٹچ ہوا،، آریان نے اُسے اس حرکت پر خطرناک گھوری سے نوازا،، حرم نے اُس کی گھوری پر ناک چڑھایا،، وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ پیچھے سے آنے والی آواز پر بُری طرح ٹھٹھکے،،

"ہے یو مسٹر تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ٹچ کرنے کی تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہے کیا"

وہ لڑکی غُصے سے اُسے مخاطب کر کے بولی تھی،، آریان سنجیدگی سے پلٹا اور اُس کے مُقابل جا کھڑا ہوا،، حرم کی کلائی ہنوز اُس کے ہاتھ میں تھی،، اُس نے حلق تر کیا ایسا محسوس ہوا جیسے غلط جگہ پنگا لے لیا ہو،،

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کو ٹچ کرنے کا مس نہ ہی میں آپ سے جان بوجھ کر ٹکرایا ہوں اسی لیئے اپنا یہ غُصہ کسی اور وقت کے لئے سنبھال کر رکھیں کیونکہ غُصہ کرنا میں بھی جانتا ہوں"

اُتنے سارے لوگوں میں اپنی انسلٹ ہوتا دیکھ کر وہ لڑکی تلملا کر رہ گئی،، وہ بے نیازی سے اُسے اُس کی حد باور کرواتے پلٹا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک بار پھر شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کی جسارت کی گئی،، اب کی بار حرم کو بھی اُس کی بات پر شدید قسم کی تپ چڑھی تھی،،

"سمجھتے کیا ہو خود کو تُم،، تُم مجھ سے جان بوجھ کر ٹکرائے اور بجائے معافی مانگنے کے اُلٹا مجھے اکڑ دیکھا رہے ہو،،ابھی اور اسی وقت مجھ سے معافی مانگو ورنہ میں تُم پر ہراسمنٹ کا کیس کر دوں گی یقیناً جیل میں بیٹھ کر چکی پیسنے سے بہتر تُم معافی مانگنا پسند کرو گے"

وہ طنزیہ انداز میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اپنی بے عزتی کا بدلہ لیتے ہوئے بولی تھی،،آریان کا چہرہ ضبط کی شدت سے سُرخ ہوا تھا اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا حرم اُس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑواتی اُس لڑکی کے مُقابل جا کھڑی ہوئی،،

"شرم نہیں آتی تمہیں ایک تو میں کب سے تمہارا لڑکی ہونے کا لحاظ کر رہی ہوں کہ چوری کی ہے تو کوئی وجہ ہی ہو گی مگر تُم ایک میرے مجازی خُدا سے پہلے خود جون بوجھ کر ٹکرائی پھر اُس کا والٹ چوری کر لیا اور اب تماشا بنا رہی

ہوتا کہ ہمارا دھیان والٹ پر نہ جائے اور تُم ہمارے پیسے بھی لے جاؤ اور ہم سے معافی منگوا کر اپنی انا کو بھی تسکین پہنچا لو واہ بھائی واہ اندھا سمجھا ہے ہمیں نکالو ہمارا والٹ ورنہ ابھی پولیس میں فون کروا کر تمہیں تمہاری اوقات یاد "دلا دوں گی چورنی کہیں کی

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اطمینان بھرے لہجے میں بولتی ہوئی وہ اُس لڑکی کے پیروں تلے زمین نکال گئی،، وہاں کھڑے سب لوگ جو پہلے لڑکی کی حمایت میں بول رہے تھے اب وہی اُسے شک بھری نظروں سے دیکھنے لگے تھے،، وہ لڑکی سب کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی،،

جھوٹ بول رہی ہے یہ ساتھ ملی ہوئی ہے اُس لڑکے کے میں نے کوئی "
"چوری نہیں کی

وہ سب کو یقین دلاتے ہوئے بولی تھی،، حرم نے طنزیہ انداز میں اُسے دیکھا تھا،،

پاگل سمجھا ہے ہمیں چور کب مانتا ہے کہ اُس نے چوری کی ہے اگر نہیں کی"
"ہے تم نے چوری تو مجھے خود کی تلاشی لینے دو

وہ پُر سکون لہجے میں بولتی اگلے کا سکون غارت کر گئی،، دونوں ہاتھ سینے پر باندھے آریان دلچسپی سے اُس کا یہ انوکھا اور پٹھا کا روپ دیکھ رہا تھا،،

پر میں نے چوری کی ہی نہیں تو کیوں لینے دوں تلاشی تُم جھوٹ بول رہی ہو"
"الزام لگا رہی ہو مجھ پر

وہ لڑکی چیخ کر بولی تھی،، مگر اب کیا کر سکتے تھے اُس نے شہد کی مکھیوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا تھا انجام تو بھگتنا ہی تھا آخر،، حرم نے افسوس سے نفی میں سر ہلا کر اُسے دیکھا اور ایڑھیوں کے بل گھول کر وہاں کھڑی عوام کی جانب متوجہ ہوئی،،

" میرا مقصد ہر گز بھی یہاں تماشا بنانے کا نہیں تھا مگر اس لڑکی کی حرکت نے مجھے یہ سب کرنے اور کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ایسی جیب کتری لڑکیاں پہلے لوگوں سے جان بوجھ کر ٹکراتی ہیں پھر اُن کے پیسے چوری کرتی ہیں اُن کا تماشا بنواتی ہیں اور پھر خود مظلوم بن کر نکل جاتی ہیں میرا یہ سب کہنے کا یہی مقصد تھا کہ ایسی لڑکیوں سے آپ سب بھی ہوشیار رہیں ورنہ ہماری طرح آپ کا بھی تماشا بنا دیں گی،، ایسی لڑکیاں جہاں ملیں آپ بغیر ہچکچائے ان کو اِن کی اوقات یاد دلائیں اب انہوں نے ہمارے جو پیسے چوری کیئے ہیں وہ میں

اپنا اور اپنے ہسبنڈ کا صدقہ سمجھ کر معاف کرتی ہوں مجھے بس یہی کہنا تھا شُکریہ "

وہ شائستگی سے بولتی ہوئی چہرے پر مُسکراہٹ سجائے اُس لڑکی کے قریب گئی اور اُس کے کان میں کے قریب چہرہ لائی،،

" لڑکی تُم غلط نہیں ہو مگر پنگا تُم نے غلط جگہ لے لیا اسی لئیے آئندہ بولنے سے پہلے بار بار سوچنا ایک بار دو بار یا ہزار بار کتنی بار سوچنا ہے اس بات کا اندازہ تمھیں آج کی بے عزتی سے ہو گیا ہو گا "

وہ سرگوشی نما آواز میں بولتی چہرے پر پیاری سی مُسکان سجائے پلٹی اور آریان کے قریب پہنچ کر اُسے کے بازو میں اپنا ہاتھ ڈال کر اُسے وہاں سے لے گئی،، اپنی مُسکراہٹ ضبط کئیے آریان خاموشی سے اُس کے ساتھ چلنے

لگا،، پیچھے سب اُس لڑکی کو ملامت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے،، وہ لڑکی تو ابھی تک اپنے ساتھ ہوئے جانے والے سانحے پر صدمے سے اپنی جگہ کھڑی تھی،،

"زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو سر تاج وہ میں نے بس ڈیفنس میں ڈائلوگ مارے تھے سیر یس لینے کی جسارت ہر گز بھی مت کیجیے گا آخر اُس لڑکی کو بھی پتہ چلے ملکوں کے لڑکوں کو کوئی ایسے ہی باتیں نہیں سُنا سکتا ورنہ منہ کی کھائے گا"

ہوٹل سے باہر پہنچ کر دونوں ہاتھ کمر پر باندھے وہ تیکھے چتون لئیے اُسے باور کرواتی بولی اور آخر میں فخریہ انداز اپنایا،، آریان نے مُتاثر کن انداز میں اُسے دیکھتے آبرو اُچکائی،،

"یہ سب کہنے کے لئیے ہسبنڈ بتانا ضروری تھا حرم ملک"

وہ اُس کے کان کے قریب سر گرشی کرتا ہوا بولا اور مُسکراہٹ چھپاتے ہوئے بائیک پر بیٹھ گیا،، حرم کے گال نا محسوس انداز میں دہک اُٹھے،،

وہ ایسے ڈائلاگ میں جان آ گئ تھی اسی لئیے کہا تھا بس اچھا اور کوئی بات نہیں ہے"

وہ گڑ بڑاتے ہوئے بولتی جلدی سے اُس کے پیچھے بائیک پر بیٹھ کر اُسے کندھوں سے تھام گئ،، اُس کی چاکلیٹی براؤن آئیز مُسکرائی تھیں اُس کی بات پر،، ایک زوردار کک مار کر اُس نے ہیوی بائیک اسٹارٹ کی اور روڈ پر ڈال کر گھر کے راستے کی جانب موڑ لی،، پیچھے بیٹھی حرم اپنے ڈائلاگ کی وجہ سے ہوتی شرمندگی پر خود کو کوس کر رہ گئ،،

"کیا ضرورت تھی ان کو ہسبنڈ بتانے کی کیا کرتی ہے حرم تیری عقل تو گھاس چرنے گئی ہے پاگل کہیں کی"

وہ روہانسی انداز میں دل ہی دل میں بڑبڑا کر رہ گئی،، سامنے ایک جمپر آیا،، آریان نے بائیک کی رفتار تیز کر کے اُس جمپر سے بائیک کو ہوا میں اچھال کر دوسری جانب مُنتقل کیا،، حرم نے دہل کر اُس کے کندھوں پر گرفت مضبوط کی تھی،،

****

ازان کی آواز پر پٹ سے اُس کی آنکھ کھلی،، وہ کسمساتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھ کر حیرانگی سے ارد گرد کا منظر دیکھنے لگی،،

"یا میرے اللہ کیا میں رات کو یہاں پر ہی سو گئ تھی"

وہ حیرت سے بڑبڑاتی ہوئی ساتھ لیٹے غازان کو دیکھنے لگی جو بیڈ کی دوسری جانب پُر سُکون انداز میں ایک بازو اپنے سر پر رکھے گہری نیند میں سویا ہوا تھا،، وہ بے اختیار اُسے دیکھے گئ،، وہ سوتے ہوئے لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا،، ثوابیہ نے بمشکل اپنی نگاہیں اُس کی جانب سے ہٹائیں اور ڈرتے ہوئے اُس کے ماتھے پر ہاتھ کی پشت رکھ کر اُس کا ٹیمریچر چیک کرنے لگی جو کہ نارمل تھا،، پُر سکون سانس حارج کرتے اُس نے اپنا ہاتھ وہاں سے ہٹانا چاہا اُسی دوران اُس نے اُس کی کلائی تھام کر اپنی آنکھیں کھول لیں،، ثوابیہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا اُس کی گہرے آنکھوں میں کچی نیند کی سُرخی پھیلی دیکھ کر،،

"کیا کر رہی تھی"

اُس نے سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھ کر پوچھا تھا،، ثوابیہ نے اپنا حلق تر کیا تھا،،

وہہ،،،وہ"

"کیا وہ وہ لگا رکھی ہے بتاؤ کیا کر رہی ہو میرے کمرے میں میرے بیڈ پر،،"

اُس کی گھبراہٹ دیکھتا وہ سنجیدہ لہجے میں اُس مخاطب ہو کر بولا تھا،، نا چاہتے ہوئے بھی اُس کے چہرے کے اُڑے رنگ کو دیکھ کر اُس کے ہونٹوں پر ایک مُسکراہٹ جھلک دکھلا کر غائب ہوئی تھی،، ثوابیہ کو وہ اپنا وہم معلوم ہوا تھا،، اُس کے سوال پر اُس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہوئیں تھیں،، وہ خاموشی

سے کسی مجرم کی طرح سر جھکا گئی،،غازان کچھ دیر تو سنجیدگی سے اُس کا گھبرایا چہرہ دیکھتا رہا مگر پھر اُس کی کلائی چھوڑتا کروٹ بدل کر لیٹ گیا تھا،،ثوابیہ کی جان میں جان آئی تھی،،اُس نے پھرتی دیکھاتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھنا چاہا مگر سر میں آنے والے شدید چکر کے باعث لہرا کر دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئی تھی،،اُس کی سیاہ آنکھوں میں نمی اُبھری تھی تکلیف کے باعث،،غازان چونک کر اپنی جگہ سے پلٹ کر حیرت سے اُس کی اُتری شکل دیکھنے لگا،،

"کیا ہوا ہے تمہیں"

ناچاہتے ہوئے بھی اُس کا لہجہ نرم ہوا،،ثوابیہ کی سیاہ آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی نمکین پانیوں سے بھر گئی تھی اُس کا نرم لہجہ محسوس کر کے،،اُس کی سیاہ آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کر غازان پریشانی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے پاس بیٹھ گیا،،اُس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اُس کی پیشانی چیک کی،،ثوابیہ نے

اپنی سانسیں روکیں تھیں اُس کے ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے،، ٹمپریچر تو نارمل تھا،، اُس نے اچھنبے سے اُس کا جائزہ لیا،، جو کہ پہلے سے کافی کمزور معلوم ہو رہی تھی،،

"ابھی کے لئے تُم سو جاؤ بعد میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گا ابھی سب ہاسپٹلز بند ہوں گے"

وہ سنجیدگی سے اُسے بولنے لگا،، ثوابیہ نے فضا میں گہری سانس لی تھی،،

"میں ٹھیک ہوں مجھے کہیں نہیں جانا اور نہ سونا ہے نماز کا وقت ہے میں نماز پڑھنے جا رہی ہوں آپ بھی پڑھ لیں اگر جاگ گئے ہیں تو"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھی سے واشروم میں بند ہوگی،، غازان نے سنجیدگی سے اُس کی پشت کو گھورا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے ڈریسنگ روم میں چینج کرنے چلا گیا تاکہ مسجد جاکر نماز ادا کرسکے،، پر اُس نے دل میں ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اُسے ہاسپٹل ضرور لے کر جائے گا،،

****

****

وہ پریشانی سے اپنے کمرے میں ٹہلتی ہوئی سوچوں کے بھنور میں پھنسی تھی،، سفید کوٹ لاپرواہی سے صوفے پر پھینکا گیا تھا،، اور کلچ زمین کو سلامی دے رہا تھا،،

"اُفففففف اللہ جی آخر کیوں بھیج دیا اس جن کو میری زندگی میں میرا سکون برباد کرنے کے لئے"

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں اپنے سنہری بالوں کو سختی سے بھینچتی وہ دانت پیستی ہوئی بیڈ پر گرنے کے انداز سے بیٹھ گئی،، اُسے رہ رہ کر اُس کا دھمکی آمیز لہجہ اور پُر اسرار الفاظ یاد آرہے تھے،، تین گھنٹوں سے وہ اپنے کمرے میں قید تھی،، سوچوں کا تسلسل آریان ملک سے جُڑا تھا کہ کیسے اُس سے جان چھڑوا کر اپنی زندگی آسان کی جائے مگر اُسے ابھی تک کوئی خاطر خواہ آئیڈیا نہیں ملا تھا،،

"اللہ جی رحم کریں مجھ معصوم جان پر میرا نہیں گزارا اُس جن کے ساتھ کہاں وہ چوبیس گھنٹے کھڑوس سی شکل بنائے رکھنے والا لڑکا اور کہاں میں ہر

وقت چپر چپر کرنے والی پیاری سی لڑکی کہاں وہ سال میں ایک بار بلکہ مجھے تو لگتا ہے وہ تو اپنے بچپن میں بھی کبھی نہیں مُسکرایا ہوگا اور کہاں میں ہنستی کھیلتی معصوم سی بچی کہاں وہ جب بھی بات کرتا تو یوں معلوم ہوتا گویا ڈریگن کی طرح آگ اُگل رہا ہو اور کہاں میں جب بھی بات کرتی یوں معلوم ہوتا جیسے پھول جھڑ رہے ہوں وہ آگ ہے تو میں پانی ہوں اور آگ اور پانی کا ملاپ مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اگر وہ زمین ہے تو میں آسمان اگر وہ سونا ہے تو میں ہیرا ہوں آپ خود ہی دیکھ لیں نو وو میچ اتنا سا بھی میچ نہیں ہمارا اللہ جی یا تو اُس سرتاج کے بچے کو ہدایت دیں دے یا پھر اُس سے جان چھڑوانے کا کوئی ڈھانسو اور زبردست سا آئیڈیا دے دیں پلیزززز"

سبز آنکھوں پر گھنی پلکوں کی چھایہ کئیے،، دونوں ہاتھوں کو دُعا کی صورت اُٹھائے اُس نے معصومیت سے بند آنکھوں کے ساتھ دُعا کی،، اُسی دوران موبائل کی روشنی چمکی اور اور ڈائن کالنگ لکھا آیا،، حرم چونک کر مڑی اور

بیڈ پر رکھا موبائل پکڑ کر اوکے کر کے بے زاری سے فون کان پر لگایا،، اس وقت دماغ کی جتنی دہی بن چُکی تھی اُس کا کسی سے بھی بات کرنے کا موڈ نہیں تھا،، یہ واحد کال تھی جسے ناچاہتے ہوئے بھی اُسے اُٹھانی ہی تھی ورنہ مُقابل کا کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ فون سے نکل کر اُس کا گلہ گھونٹ دے کال رسیو نہ کرنے پر،،

"بھونک"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی،، مُقابل نے فون کان سے ہٹا کر اُسے گھوری سے نوازا گویا وہ سامنے ہی موجود ہو،،

"کس پاگل کتے نے کاٹ لیا تجھے"

وہ ہنسی دباتے ہوئے پوچھنے لگی،، کیونکہ حرم ایسا انداز تب ہی اپناتی جب وہ بے حد غصے میں ہوتی ہو،،

"تجھے کیا اُس سے تو کون سا کوئی ڈاکٹر ہے جو میرا علاج کرے کام کی بات کر ورنہ فون رکھ خبردار میرے دماغ کی مزید دہی کی تو نے"

وہ دانت پر دانت جما کر سنجیدگی سے بولی تھی،، فائقہ نے تشویش سے آبرو اُچکائی،، یقیناً اُس کے غُصے کا گراف بہت زیادہ تھا،،

"مزید ددہی مطلب کوئی اور پہلے سے تیرے دماغ کی دہی کر چُکا ہے تو ڈاکٹر صاحبہ کون ہے وہ شخص جس نے شہد کی مکھیوں کے اڈے پر حملہ کیا ہے زرا اُن کا نام تو عرض کریں"

آنکھیں پٹپٹاتی وہ معصومیت سے پوچھتی ہوئی بولی،، حرم نے بمشکل ایک ہاتھ سے بیڈ شیٹ سختی سے مٹھی میں جکڑ کر اُس کی نا ٹنکی برداشت کی،، ورنہ دل تو چاہ رہا تھا اُس کے گھر میں گھس کر مکے مار کر اُس کا چہرہ بگاڑ دے،،

"وہ محض فون کیا ہے فون کیا ہے جس کام کے لئیے فون کیا ہے اپنی بکواس بند کیجیئے فائقہ سلمان اور جس کام کے لئیے فون کیا ہے محض وہ بھونکیں مجھے اور بھی کی کام ہیں سارا دن فون پر ہی ویلی نہیں بیٹھ سکتی آپ کی طرح"

دونوں دانت ایک دوسرے پر جما کر وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی،، پہلے آریان اور اب یہ اُس کے زندگی میں سکون دیکھ ہی نہیں سکتے،، ایک یہ تھی دوست کے روپ میں چھپی ڈائن اور دوسرا وہ تھا جو اُس کا خون جلانے کی کوئی بھی کثر نہیں چھوڑتا تھا،، کاش کوئی جادو کی چھڑی اُس کے ہاتھ لگ جائے اور اس زمین سے ان دونوں کا صفایا کر دے وہ یا پھر کسی ٹوٹے تارے

سے وش مانگ کر وہ ان دونوں کو کسی دوسرے پلینٹ مُنتقل کر دے کاش کوئی اُس سے اُس کی ساری دولت لے لے اور ان دونوں کو جیل میں بند کر دے مگر یہ تینوں ہی صورتیں اُس کے لئیے ناممکنات میں شامل تھیں،اسی لئیے وہ محض حسرت سے سوچ ہی سکی تھی،،فائقہ کی آواز پر وہ اپنے خیالوں کی دُنیا سے بروقت باہر آئی،،

"اوہووووا تنی تُم وزیرِاعظم کی اولاد جو مجھے تُم سے کام پڑ جائے اور بول تو ایسے رہی جیسے میں ابھی کوئی کام کہوں گی تو فوراً ہی کر دے گی اور بہن ویلی نہیں بیٹھتی میں اب تُم ڈاکٹر بن گئی ہو تو کیا میں بھی کچھ کم نہیں ہوں قوالیفائیڈ کومپیوٹر انجینیز ہوں میں دور دور سے لوگ آتے مجھ سے کام کروانے یہ لمبی لمبی لائنز لگتی ہیں جہاں میں کام کرتی ہوں"

حرم نے بے زاری سے اُس کی شوخیاں سُنی،، وہ ابھی مزید اپنی شان میں قصیدے پڑتی ہی کہ حرم نے اُس کے غبارے سے ہوا نکال دی،،

"ظاہر ہے ریسیپشنٹ کی نوکری پر لوگوں کا رش تو ہو گا ہی جیسے گول گپے کی ریڑھی پر گاہکوں کا رش ہوتا ہے"

وہ بے نیازی سے بولتی اُس کی بنائی گئی شان و شوکت والی عمارت کو ایک لمحے میں دو کوڑی کا کر گئی،، قائفہ نے منہ بنایا تھا اُس کی بات پر،،

"ہاں تو کسی کے باپ کا نہیں کھاتے ہم محنت سے کام کرتے ہیں ویسے بھی کوئی کام چھوٹا بڑا نہیں ہوتا یہ تو لوگوں کی سوچ اُس کام کو چھوٹا کر دیتی ہے"

اُس نے تاریخی ڈائلوگ مارا،، حرم کی ہنسی چھوٹی اُس کی نوٹنکی پر،، فائقہ نے شُکر کا سانس لیا اُس کے موڈ ٹھیک ہونے پر،،

"اچھا بتا اب کیا بات پریشان کر رہی ہے تجھے"

اُس نے سنجیدگی سے پوچھا،، حرم نے گہری سانس بھری،، جانتی تھی وہ پوچھے بغیر چین سے نہیں بیٹھے گی،،

"یار وہ ہے نہ"

نا چاہتے ہوئے بھی اُسے کے لبوں سے آریان کا نام ادا نہیں ہوا،،

"کون وہ"

ایک آبرو اُچکا کر وہ حیرانی سے بولی،،

"ارے ے وہ میرا دُشمن"

وہ جھنجھلا کر بولی،، فائقہ نے تعجب سے فون کو گھورا،،

"کون وہ آیان جسے یونی میں تو نے گبارے مارے تھے"

اُس نے تُکا لگایا،،

"ابے نہیں وہ نہیں اُس سے بھی بڑا دُشمن ہے وہ میرا"

وہ دانت پیستی ہوئی بولی،، فائقہ نے پُر سوچ انداز میں اُنگلی تھوڑی پر ٹکائی،،

"کون وہ فاروق جس کی جیب میں تو نے چٹ گھسا کر اُسے ایگزیمینیشن ہال سے نکلوایا تھا اور پھر خود فرسٹ آگئی تھی"

وہ پُر جوش انداز میں بولی،، حرم نے بے اختیار اپنا سر پیٹا،،

"اب نہیں وہ بھی نہیں وہ ہے میرا اکلوتا دُشمن"

اُس نے جھنجھلاتے ہوئے تکیا اُٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا،،

" خود بھونک دے نہ اُس کا نام کیوّ دماغ خراب کر رہی ہے"

فائقہ تنگ آتے ہوئے بولی تھی،، حرم نے بے بسی سے ایک اور تکیہ دیوار پر دے مارا،،

"تیرا کرش منحوس انسان اگر اب بھی نہ پہچانا تو کہیں دفع ہو جانا میری بلا سے"

وہ چیخ کر بولی تھی،، فائقہ نے ہڑبڑاتے ہوئے فون کان سے ہٹایا،،

"کہیں تو اپنی یونی کے چاکلیٹی بوائے آریان ملک کی بات تو نہیں کر رہی جو تیرا کزن بھی ہے"

وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی،، حرم نے سُکون کا سانس لیا،، کہ چلو بلا ٹلی،،

"ہاں وہی"

وہ منہ پھلا کر بولی،،

"ہاں تو وہ کیا اُس نے کیا کہا ہے تجھے پوری بات بتانہ"

وہ تجسس آمیز لہجے میں بولی تھی،،

"رشتہ بھیجا ہے میرے گھر"

دانتوں پر دانت جما کر وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی،،

"واٹ"

فائقہ خولناک انداز میں چیخی،، حرم نے دہل کر فون کاف سے ہٹایا،اُسے اپنا کان سُن ہوتا ہوا محسوس ہوا اُس کی چیخ ہے،،

ڈونٹ ٹیل میں آریان ملک جو یونی کی ساری لڑکیوں کا ڈریم بوائے تھا جس" کے اسٹائل کے سب لڑکے فین تھے جو کبھی بلیک کُرتا پہن کر یونی آجائے تو آدھی لڑکیاں تو ویسے ہی اُسے اپنا دل ہار بیٹھتی ہیں جس کی براؤن آئیز سمندر سے بھی زیادہ گہری ہیں جو جب گھورتا بھی ہے تو اگلے کی جان نکل جاتی ہے سپورٹس میں بیسٹ اسٹڈیز میں بیسٹ ٹیچرز کا فیورٹ اٹیٹیوڈ کنگ لڑکیوں کی جان ارے وہ تو لڑکوں کی بھی جان ہے اُس نے اُس نے تجھ جیسی بندری کے لئیے رشتہ بھیجا ہے ہم مر گئے تھے کیا ہائے حرم کی بچی تیرا اکھ نہ رہے دیش انسان گھنی میسنی کیسے راتوں رات میرے کرش کو سیٹ کر لیا تو نے ہائے اللہ مجھے تو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے آخر کیا دیکھا اُسے تجھ میں

جو مجھ میں نہیں تھا اللہ میاں یہ کس جنم کی سزا مل رہی ہے مجھے ایڈا وڈا ظلم تو کسی دُشم کے ساتھ بھی کبھی نہیں ہوا"

وہ شدید صدمے کے زیرِ اثر چیختی ہوئی بول رہی تھی، حرم کا چہرہ غُصے کی شدت سے سُرخ ہوا تھا اُس کی باتوں پر،، اُسے اتنا غُصہ اپنے بندری کہے جانے پر نہیں آیا جتنا آریان ملک کی شان میں پڑھے جانے والے قصیدوں پر آیا تھا،،

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ اگر اتنا ہی عزیز ہے تجھے وہ تو آج سے تیری میری دوستی ختم بھاڑ میں جا تو بھی اور وہ تیرا دو نمبر کرش آریان ملک بھی خبردار جو اب اپنی منحوس آواز سے مجھے کال کی گیٹ لاسٹ"

وہ کسی لاوے کی طرح غُصے سے پھٹ پڑی اور اُسے سُناتی ہوئی کال کاٹ کر موبائل بیڈ پر پٹخ گئی،، اُس نے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے خود کو کنٹرول کرنا ہی چاہا تھا کہ موبائل فون پھر سے بج اُٹھا،، اُس نے خوانخوار نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے ہاتھوں میں لیا اور اُس کا نمبر بلیک لسٹ میں ڈال دیا،، اور بیڈ پر لیٹ کر اپنی آنکھیں موند گئی،، تھوڑے دیر کے وقفے کے بعد ایک بار پھر فون بجا،، اُس نے جھنجھلاتے ہوئے اُسے پکڑ کر نام پڑھا جہاں جن لکھا آرہا تھا،،

"اب یہ اپنے بھائی کے نمبر سے کال کر رہی ہے اُفففففف"

اُس نے دانت پیستے ہوئے سوچا اور اُٹھ کر فون او کے کر کے خود پر ضبط کے کڑے مراحل بٹھاتے ہوئے اُسے کان سے لگالیا،،

آئےئےےے تو پاگل واگل ہے کیا میں تو مزاق کررہی تھی ایسے "
ہزاروں آریان ملک تجھ جیسی بندری پر قُربان کردوں میں اتنا ہلکا لے لیا تو
نے فائقہ سلمان کو،، تو بھی نہ جزباتی عوام وہ تو میں تجھے تنگ کررہی تھی ورنہ
آریان ملک میرا مطلب آریان بھائی کو تو میں نے ہمیشہ دل سے اپنا بھائی سمجھا
"ہے تیری قسم

قائقہ نے جس دل سے یہ بات کہی تھی وہ وہی جانتی تھی،، حرم کے غُصے کی
شدت میں تھوڑی کمی ہوئی تھی اُس کی وضاحت سُن کر،،

بکواس نہ کر میری قسم کیوں کھارہی تاکہ اگلے دن ہی میں کہیں مر مرا"
"جاؤں

وہ طنزیہ انداز میں بولی تھی،، فائقہ نے ناک چڑھائی تھی اُس کی بات پر،،

"چل اب زیادہ بھاؤ نہ کھا اب یہ بتا مسئلہ کیا ہے تیرے ساتھ اتنے اچھے لڑکے کا رشتہ آیا ہے تیرے گھر جس کا خواب نا جانے کتنی لڑکیاں دیکھ رہی ہیں وہ تجھ پر لٹو ہے بجائے شکرانے کے نفل پڑھنے کے تو نکھرے دیکھا رہی ہے ویسے ٹھیک ہی کہتے ہے اوقات سے زیادہ مل جائے تو لوگ ایسے ہی نکھرے دیکھاتے ہیں"

حرم نے پھر سے دانت پیس کر اُس کی بات سُنی،، فائقہ تو اُسے مزید تپانے کے لئیے اپنی ہانکتی ہوئی اُس کا ریکشن دیکھنے کے لئے لب دانتوں تلے دبا کر چُپ ہوئی تھی،،

"مجھے یہ شادی نہیں کرنی میں نے انکار کر دیا تھا"

اُس نے سنجیدگی سے بتایا،، فائقہ کے پیروں تلے زمین نکلی تھی اُس کی بات پر

،،

اوئے تو پاگل ہے کہاں ہے تیرا دماغ بیچ دیا ہے کیا عقل کہاں گئی تیری یا"
میرے خُدا یہ لڑکی اس کے دماغ کا سکرو ڈھیلا ہو گیا ہے میں ہوتی تو آخری
سانس تک نہ کرتی انکار اور تو نہیں کون سے ہیرے موتی جھڑے ہیں
" تیرے اندر جو اتنا اچھا رشتہ ٹھکرا دیا تو نے

وہ ایک بار پھر صدمے سے چیخی،، حرم نے بروقت فون کان سے ہٹا کر اپنے
سماعتوں کو شہید ہونے سے بچایا تھا،،

"اوئے ہتھ ہولہ رکھ اپنا تو جانتی ہے مجھے نہیں اچھا لگتا وہ خواہمخواہ کا اٹیٹیوڈ دکھاتا ہے جیسے پتہ نہیں کون سی ریاست کا شہزادہ ہو پر اصل مسئلہ یہ نہیں ہے"

وہ جھنجھلاتی ہوئی بولی تھی،، فائقہ نے غُصے سے فون کو گھورا،، یہ لڑکی آج اس کو ہارٹ اٹیک کروا کر ہی چھوڑے گی،،

"تو مان نہ مان شہزادہ تو وہ لگتا ہے قسم سے جب وہ اپنی ہیوی بائیک سے ہیلمٹ اُتار کر اُترتا تھا اور اپنی پیشانی پر بکھرے بال سمیٹتا تھا تو اتنا ہینڈسم لگتا تھا کہ کیا بتاؤں"

وہ ایک بار پھر اُس کی شان میں قصیدے پڑنے لگی،،

"تو نے میرا مسئلہ حل کرنا ہے تو بتا ورنہ تیری فضول باتوں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے اس سے اچھا میں نیند کی گولیاں کھا کر سو جاؤں"

وہ جلے بھنے انداز میں بولی تھی،، فائقہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی اُس کی جیلسی پر،،

"اب بتا بھی دے آخر کیا مسئلہ ہے اتنے اچھے بندے کا رشتہ آیا تو نے انکار کر دیا بس بات ختم چیپٹر کلوزدل ٹوٹس آنس پھوٹس تو آخراب کون سا مسئلہ بچا ہے"

وہ بے زاری سے اُس کا مسئلہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی،،

"یار نہیں ہوا نہ ختم وہ پیچھے پڑا ہے میرے کہتا ہے شادی ہو گی تو تُم ہی سے ہو گی اگر اور کسی سے کی تو وہ میری راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ بنے گا دھمکی دی ہے اُس نے مجھے کہ گھر سے اُٹھوا کر زبردستی نکاح کر لے گا ساری زندگی تنہا گزارنی پڑے گی اگر اُس کے ساتھ شادی نہ کی اور تو اور وہ بابا کو بھی پٹانے کی کوشش شروع کرنے والا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیسے اُس سے جان چھڑواؤں"

اُس نے روہانسی ہو کر سارا مدعا بیان کیا،، جو فائقہ نے کافی غور سے سُنا،،

"ایسی ناشکری لڑکی میں نے زندگی میں آج تک نہیں دیکھی ہائے اتنا ہینڈسم پیارا ڈیشنگ کیوٹ غُصیلا سا لڑکا تیرے عشق میں گوڈے گوڈے ڈُوبا ہے اور تو ہے کہ نکھرے ہی ختم نہیں ہو رہے"

ایک ہاتھ گال پر رکھے اُس نے ایک بار پھر اُس پر افسوس کیا،، حرم نے دانت پر دانت جما کر ایک بار پھر اپنا غُصہ ضبط کیا،،

"کوئی پیار ویار نہیں کرتا وہ مجھ سے صرف بدلے کے لئیے شادی کرنا چاہتا"

وہ تنک کر بولی تھی،، فائقہ کو جھٹکا لگا تھا اُس کی بات پر،،

"تجھے کیسے پتا وہ تجھ سے محبت نہیں کرتا"

اُس نے تعجب سے پوچھا،،

"وہ میں نے خود اُس سے پوچھا تھا"

اُس کی زُبان پھسلی،،اُس نے بے اختیار زُبان دانتوں تلے دبائی،،پر اب کیا ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل چُکا تھا،،فائقہ نے حیرانگی سے آبرو اُچکائی،،

"یہ تو مجھے اُلو بنا رہی ہے مجھے تو لگتا ہے تیرے دل میں بھی کچھ ہے اُس کے لئے بس تو بتانا نہیں چاہتی گھنی کہیں کی"

وہ سنجیدگی سے بولی تھی،،حرم نے اپنا سر پیٹا،،

"میں حرم ملک اپنے دل میں کسی کے لیے کسی قسم کے جزبات نہیں رکھتی اور اگر رکھوں گی بھی تو وہ کم از کم آریان ملک نہیں ہو گا قطعاً نہیں"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی تھی،،فائقہ نے گہری سانس حارج کی اُسے سارا مسئلہ سمجھ میں آ چُکا تھا،،

"اچھا تو تو اب اُس سے اپنی جان چھڑوانا چاہتی ہے"

اُس نے ایک بار پھر سنجیدگی سے پوچھا،،

"ہاں میری بہن ہاں اب پلین بتا مجھے"

وہ منتیں کرتی ہوئی بولی،، فائقہ نے پُر سوچ انداز میں اپنی نظریں گھمائیں،، حرم جی جان سے اُس کے شیطانی دماغ میں پلنے والے آئیڈیے کی مُنتظر تھی،،

"آئیڈیا"

وہ چلائی،،

"بتا بتا"

حرم اُس سے زیادہ ایکساٹڈ آواز میں بولی،، فائقہ نے گہری سانس حارج کر کے سارا پلین اُس کے گوش گزار دیا،، جسے سُن کر حرم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا،،

"اب یونی تو ختم ہو گئ ہے ہماری پھر یہ سب ڈرامہ کب کریں گے اور کریں گے بھی کیوں میں کیوں اپنا آپ بدلوں اُس کی وجہ سے"

اُس نے جھنجھلاتے ہوئے فوراً اعتراض اُٹھایا،،

یونی کی ٹینشن نہ لے مجھے آج ہی نوٹی ملا ہے وہ لوگ لاسٹ ایئر پروموٹ "
ہوئے بچوں کو پارٹی دے رہے ہیں اور یہ پارٹی ہمارے نونیرز کی طرف سے
ہے جو کہ اب سینزز کے عہدے پر فائز ہیں اور حرم ملک تُم مجھے بتادو تمہیں
آریان ملک سے جان جھڑوانی ہے کہ نہیں کیوں کہ پلین تو یہی رہے گا اگر
"عمل کرنا ہے تو. ٹھیک ورنہ اپنا مسئلہ خود حل کرلیں

اُس نے ایک چٹکی میں اُس کے سارے اعتراضات ختم کئے،، حرم نے بے چینی سے لب دانتوں تلے دبائے،،اب جان تو چھڑوانی ہی ہے تو کچھ تو کرنا ہی پڑے گا بی بریو حرم یو کین ڈواٹ پھر موجیں ہی موجیں،، اُس نے اپنے آپ کو حوصلہ دیا،،

"پر ہمیں کیا پتہ کہ اُس پارٹی میں وہ آئے گا کہ نہیں"

وہ تشویش کا اظہار کرتی ہوئی بولی،، فائقہ کے چہرے پر ایک شرارتی سی مُسکان نے بسیرا کیا،،

"وہ میرا مسئلہ ہے بس تو کل کی پارٹی میں جانے کی تیاری پکڑ"

دونوں آنکھیں پٹپٹاتے وہ معصومیت سے بولی تھی مگر ان آنکھوں میں چھپی شرارتی سی چمک سے حرم ناواقف ہی رہی تھی،،

چلو شُکر اللہ کا بس یہ مسئلہ حل ہو جائے تجھے ایک برگر کھلاؤں گی شامی والا"
"

وہ پُرجوش انداز میں بولی تھی،، فائقہ نے منہ بنایا تھا اُس کی بات پر،،

"بس کر دے پورے آٹھ سال کی دوستی ہے میری تیرے سے میٹرک سے ساتھ ہوں تیرے مگر مجال ہے جو کبھی ایک روپے کی ٹافی بھی غلطی سے کھلا دی ہو تو نے کنجوس کہیں کی شامی والے برگر کے خواب نہ ہی دیکھا مجھے پتہ آخر میں بل میں نے ہی بھرنا ہوتا ہے"

وہ جلے بھنے میں انداز میں اپنا دُکھڑا اُسے سُناتی ہوئی بولی تھی،، حرم کی ہنسی چھوٹی تھی اُس کی بات پر،،

"ارے اگر تو کہے نہ جان دے دوں میں پر تو کہیں نہ ورنہ بہت پیٹوں گی تجھے"

وہ بے نیازی سے بولی تھی،، فائقہ نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا تھا،،

"تجھ جیسی دوست سے اچھا انسان چوزا پال لے کم از کم بڑے ہو کر انڈے تو گا اور ہو سکے تو ہم اُس کو زبح کر کے اُس کی بریانی یا پلاؤ بھی بنا سکتے ہیں پر تو تو بلکل ہی بیکار ہے"

وہ اُسے چڑاتی ہوئی بولی،، حرم نے منہ بنایا اُس کی بات پر،،

"اور تجھ جیسی دوست سے مدد مانگنے سے اچھا انسان ایفل ٹاور پر کھڑے ہو کر اپنی جان دے دے"

اُس نے بھی ٹکا کر جواب دیا،، فائقہ نے مُتاثر کن انداز میں آبرو اُچکائی تھی اُس کی بات پر،،

"پھر زندہ کیوں ہے جا کہیں جا کر کود کر جان دے دے اپنی کم از کم ایک پلیٹ بریانی ہی نصیب ہو جائے گی مجھے ورنہ زندہ رہتے ہوئے تیرے سے کوئی فائدہ ملنے سے رہا "

وہ بے نیازی سے بولی تھی،، حرم نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا،،

"تجھے قدر ہی نہیں میری جس دن میں چلی گئی نہ اس دُنیا سے دیکھ لینا سب سے زیادہ تو ہی روئے گی "

وہ جتانے والے انداز میں بولی تھی،، فائقہ کے چہرے پر مُسکان آئی تھی اُس کی بات پر،،

"ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ تیری موت ہو اور میں روؤں "

اُس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہااور اپنے پیچھے پڑے بھائی کے بیڈ پر گر گئ،، چوں کہ وہ فریش ہونے گیا تھا اسی لئیے فائقہ آرام سے اُس کے فون ہر بات کرر ہی تھی،،

"ایسا کیوں"

وہ تعجب سے بولی،،

"چل تجھے ایک شعر سُناتی ہوں تجھے پتہ چل جائے گا کہ ایسا کیوں"

وہ مُسکرا کر بولی تھی،،

"ارشاد ارشاد"

وہ کھنکھتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی تھی،،

"کہ سُنیں سب"

وہ گلہ کھنکھار کر بولی،،

"سُنائیں سنائیں"

وہ مُسکراہٹ دبا کر بولی تھی،،

شدتِ محبت تُم سے اس قدر کرتے ہیں کہ کوئی حد نہیں"

تُم ہی جنونِ الفت ہو تُم ہی جینے کا مقصد ہو

اے دوست

میری دیوانگی تمہارے لئیے کچھ اس طرح ہے

کہ موت جیسے ہی تُم پر اپنے پنکھ پھیلائے گی

اُس سے پہلے جنازہ میرا اُٹھے گا

سانسیں جیسے ہی تمہاری کھینچی جائیں گی دفنایا مجھے جائے گا

مختصر اًراز کہتی ہوں میرے لئیے تُم ہی سب کچھ ہو،، تُم ہو تو جہاں ہے،، تُم ہو تو سانس ہے تُم ہو تو ہنسی ہے،، تُم ہو تو مستی ہے،، خوشی ہے،، کہ سُنتے ہو

تُم نہیں تو میری روح میرے جسم میں رہنے کی اہل نہیں

مختصر اًراز کہتی ہوں میری پہلی اور آخری محبت بھی تُم ہو میرا جنون،، میری زندگی بھی تُم ہو،،

موت تمہاری ہو گی تو جنازہ میرا ہو گا

"ایک منجی آگے تیری دوسری پیچھے میری ہو گی

(از قلم_ عروج بٹ)

حرم دم بخود رہ گئی تھی،، جیسے صور پھونک دیا گیا ہو،،اس قدر ساحرانہ الفاظ،،وہ سکتے کی کیفیت میں اُسے سُن رہی تھی،،فائقہ جانتی تھی وہ اُس کی شاعری میں کافی حد تک کھو گئی ہے اسی لئے اُس نے آخر میں شرارت سے بولتے ہوئے ساری غزل کا ستیاناس کر دیا،،

"اتنی منحوس غزل میں نے آج تک نہیں سُنی"

اُس نے آخری جُملے پر دانت پیستے ہوئے اپنی آنکھوں میں چمکتی نمی صاف کی،،فائقہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی اُس کی بات پر،،

نوازش نوازش چل میں بعد میں بات کرتی ہوں جن باہر آنے والا ہے "
" آدھی دُنیا کا پانی ختم کر کے

وہ شرارت سے واش روم سے کھلتے دروازے کو دیکھ کر بولی تھی،، حرم کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی اُس کی بات پر،،

"چل دفع ہو اب کل ملیں گے اللہ خافظ "

وہ مُسکراتے ہوئے بولی تھی،،

ہاں انشاءاللہ اور سُن زرا تیار شیار ہو کر آئیں یوں نہ ہو کہ سر جھاڑ اور منہ پھاڑ "
"آجائیں کہ ہمارے جونیرز بھی مجھے پہچاننے سے انکار کر دیں اللہ خافظ

وہ شرارت سے اُس پر جملہ کستے ہوئے فون بند کر گئی،، حرم فون کو گھور کر رہ گئی،، پھر کل والے پلین کو سوچتے ہوئے ریلکس انداز میں بھاگتے ہوئی نیچے چلی گئی،، تاکہ کچھ کھا کر کل کے لئے اپنا ڈریس سیلکٹ کر سکے،،

****

سورج کی ہلکی ہلکی روشنی نیلے آسمان کی دلکشی میں اضافہ کر رہی تھی وہیں پرندے چہچہاتے ہوئے یہاں سے وہاں پر پھیلائے تفریح کر رہے تھے،، ایسے میں وہ شبنم کے قطروں سے چمکتی ہوئی سبز رنگ کی گھاس پر اپنے گُلابی پاؤں جوتوں سے آزاد کیئے ٹہل رہی تھی،، چہرہ ڈوپٹے کے ہالے میں لپٹا ہوا تھا،، سیاہ آنکھیں اس وقت کسی بھی قسم کے جزبے سے خالی صبح کی خوبصورتی محسوس کرنے میں کوشاں تھیں،، نماز کے بعد نرم گھاس پر ننگے پاؤں ٹہلنا اُس کا روز کا کام تھا،، ایسا کرنے سے اُس اپنی گھٹتی ہوئی زندگی

میں سکون محسوس ہوتا تھا،، وہ تو مسجد سے آ کر اُس سے نظریں ملائیں بغیر کمرے میں جا کر شاید سو گیا تھا،، جبکہ ثوابیہ اپنا روز کا کام سر انجام دے رہی تھی،، اسی دوران اُس کی نظر صحن میں گرے ایک پرندے پر پڑی،، وہ بھاگتی ہوئی چہرے پر پریشان کن تاثُرات سجائے اُس کے پاس پہنچی اور اُس زخمی چڑیا میں اُٹھائے اندر کی جانب بھاگی،، اُس زخمی چڑیا کو نرمی سے ہاتھوں سے صوفے پر بٹھائے کبرڈ سے فرسٹ ایڈ کٹ نکال کر جلدی سے اُس کے پاس بیٹھ گئی،، اُس چڑیا کا ایک پنکھ زخمی تھا،، وہ مُسلسل درد سے پھڑ پھڑا رہی تھی،، اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اُس کے زخم کا معائنہ کیا،، یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بلی یا دوسرے جانور سے اپنی جان بچاتے ہوئے کسی دیوار سے ٹکرا کر اُن کے صحن میں گر گئی ہو،، اُس نے فرسٹ ایڈ کٹ سے ٹیوب نکال کر اُسے لگانی چاہی مگر وہ ایک پنکھ پر ہی زور دے کر صوفے سے اُٹھتی ہوئی نیچے زمین پر گر گئی،، اُس کی ننھی ننھی سی درد میں ڈوبی آوازیں سُن کر اُسے اپنا سر ایک بار پھر شدت سے چکراتا ہوا محسوس ہوا،، آنکھوں میں نمی

سی اُبھری تھی اُس کی تکلیف دیکھ کر،، وہ چڑیا خود کو گھسیٹے ہوئے آگے کی جانب جانے لگی،، ثوابیہ اپنا درد بھلائے اپنی جگہ سے اُٹھی اور جلدی سے آگے بڑھ کر اُس کے نزدیک پہنچی،، اُس نے جیسے ہی زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُسے اُٹھانا چاہا اُس کی نظر جو گرز پر پڑی،، اُس نے حیرانگی سے سر اُٹھایا جہاں بلیک ٹرائوزر اور نیوی بلیو شرٹ میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھے غازان سنجیدگی سے اُس کی کاروائی ملاخطہ کر رہا تھا،، اُس کے حلیے سے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ باہر جانے کی تیاری کر رہا ہو،، اُس نے اُس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُس زمین سے اُٹھایا،، وہ دم بخود سی کسی روبوٹ کی طرح کھڑی ہوئی،، آنکھیں مسلسل اُس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں،، اب کہ غازان نے زمین پر ترپتے اُس چڑیا کو نرمی سے ہاتھوں میں لیا اور اُسے لئیے صوفے پر بیٹھ گیا،،

"اب وہاں کھڑی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو یہاں آکر اُس کی پٹی کرو مجھے یہ سب نہیں آتا"

اُسے ہنوز اُسی پوزیشن میں کھڑا دیکھ کر وہ سنجیدگی سے گویا ہوا،، تو ثوابیہ اس کے سحر سے نکلتے ہوئے ہڑبڑاتے ہوئے اُس سے تھوڑے سے فاصلے پر صوفے پر بیٹھ کر فرسٹ ایڈ سے ٹوب نکال کر اُسے لگانے کی کوشش کرنے لگی،، مگر چوں کہ وہ تھوڑی دور تھی اسی لئیے اُسے لگانے میں مشکل پیش آئی،، اُس نے بے بسی سے لب دانتوں تلے دبائے،، غازان کچھ دیر اُسے گھورا رہا پھر خود ہی فاصلہ مٹاتا ہوا اُس کے نزدیک بیٹھ گیا،، ثوابیہ کی دھڑکنوں نے کا اشتعال بڑھا تھا اُس کے پاس آنے پر،،

"جلدی کرو میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہے"

حیرت سے اُس کے چہرے کی گُلابی رنگت دیکھتا وہ سنجیدگی سے بولا،، تو ثوابیہ کے لڑکھڑاتے ہاتھوں سے اُس چڑیا کے پیکھ پر ٹیوب لگانا شروع کر دی جو کہ ہڑبڑی میں لگاتے ہوئے اُس نے فوراً بند کی اور پٹی نکال کر نہایت احتیاط سے اُس کے ایک پنکھ کی پٹی کی،، غازان نے غور سے اُس کی جلد بازی ملاحظہ کی،،

"اسے اوپر والے اسٹور روم میں ایک کیج ہے وہاں رکھ دو جب ٹھیک ہو جائے تو چھوڑ دینا"

نرمی سے اُس کے ہاتھوں میں اُس چڑیا کو پکڑاتے ہوئے وہ تحکم انداز میں بولا تو ثوابیہ نے معصومیت سے سر ہلایا،، غازان کچھ دیر یونہی لب بھینچے اُسے دیکھتا رہا اور پھر گاڑی کی کیز اُنگلی پر گھماتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا،، ثوابیہ نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھا کر اُس کی پشت کو دیکھا،، یہاں تک کہ وہ کار اسٹارٹ کرتا گیٹ سے باہر چلا گیا،، اُس نے گہری سانس خارج کر کے اپنا دھیان اُس

چڑیا کی جانب مرکوز کیا وہ بھی عازان کی پُشت کو ہی معصومت سے دیکھ رہی تھی،،

"اے ے وہ میرا ہے خبردار جو اُس پر اپنی نظر رکھی بیڈ چڑیا بد تمیز کہیں کی"

اُس کی نظروں کا مخور محسوس کرتی وہ نرمی سے اُسے سمجھاتے ہوئے بولی تو چڑیا نے اپنا منہ بائیں جانب کر کے اُس کی بات کو نظرانداز کیا،،وہ حیرانگی سے اُسے دیکھتی نفی میں سر ہلاتی ہوئی اُوپر اسٹور روم میں جانے لگی،

"بابابابا میں جا رہی ہوں"

بلیک کلر کی ایک نہایت خوبصورت پیروں تک چھوتا فراک پہنے جس پر نفیس سفید موتیوں کا کام ہوا تھا ساتھ ہم رنگ ٹراؤزر پہنے بلیک کلر کا نہایت خوبصورت حجاب چہرے کے گرد لپیٹے پاؤں میں بلیک کلر کی خوبصورت سی ہیل پہنے، ایک ہاتھ میں بلیک کلچ پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے فراک کو اوپر اُٹھائے وہ اونچی اونچی آواز میں بولتی ہوئی بمشکل زینے اُتر رہی تھی کہ اُس کے کلچ کے اندر سے وائبریشن ہوئی،، اُس نے جھنجھلاتے ہوئے فون نکال کر اوکے کر کے کان سے لگایا،،

"حرم کی بچی گئی نہ تیری عادت آلسی پن کی آدھے گھنٹے سے دروازے سے لگ کر بیٹھی ہوں کہ کب تو یہاں مرے اور پھر ہم دونوں اکھٹے یونی میں مریں"

فائقہ کی غُصے سے بھری تیز آواز سُن کر حرم نے ہڑبڑاتے ہوئے فون کان سے ہٹانا چاہا اسی اثنا میں فراک اُس کی ہیل میں اٹکا اور وہ چیختی ہوئی آخری دو اسٹیپس سے نیچے گرنے ہی والی تھی دو مہربان ہاتھوں نے بروقت اُسے کمر سے تھام لیا،، فون اور کلچ اُس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دور جا گرا،،

"کیسا حسین اتفاق ہے"

شرارتی لہجہ اپنائے وہ چہرے پر مبہم سی مُسکراہٹ سجا کر بولا،، حرم جو خود کو جنت کی وادیوں میں اُڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ اب تک تو فائقہ نے اُس کے ختم کے لئیے بریانی کا بھی انتظام کر لیا ہوگا مردانہ لہجہ اور تیز کلون کی خوشبو محسوس کرتے ہوئے اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں،، اُس کی سُرمے سے لدی گرین آئیز سامنے والی شخصیت کو دیکھ کر کھلی کی کھلی رہ گئیں،، مُقابل کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا اُس کی

خوبصورت آنکھوں میں،،ماحول میں ایک سحر کا سماں تھا،، جسے حرم نے جلدی سے پیچھے ہٹ کر توڑا،، وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر گہری سانس بھر کر رہ گیا،،

"تُم یہاں کیا کر رہے ہیں میرا پیچھے کرتے کرتے میرے گھر تک بھی پہنچ گئے تُم"

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ تنک کر اُسے دیکھ کر بولی تھی،،وجدان حیرت سے اُسے دیکھتا دلکشی سے ہنس دیا،،

"آپ ہر بار مجھ پر غلط رائے کیوں قائم کر لیتی ہیں مس حرم"

دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب باندھے وہ اُس کے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو کر مُسکراتے لہجے میں پوچھنے لگا،، حرم ایک قدم پیچھے ہوئی تھی اُس کے آگے ہونے سے،، ماتھے پر ننھے ننھے بل نمودار ہوئے تھے اُس کے سوال اور انداز پر،،

"اوہیلو آپ جو کوئی بھی ہو مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں اور میری رائے کسی بھی شخص کے لئے آج تک غلط ثابت نہیں ہوئی مجھ سے ہوشیاری بہت مہنگی پڑے گی آپ کو شرافت سے بتادیں کون ہیں آپ اور اس وقت میرے گھر میں کیوں موجود ہیں"

اُس اِس اجنبی شخص خاص قسم کی چڑ سی محسوس ہوئی جہاں جاتی وہاں ٹپک جاتا اور اب سیدھا اُس کے گھر ہی لینڈ کر گیا تبھی وہ جھنجھلاتے ہوئے اُس دیکھ کر دانت پیس کر بولی تھی،،

"یہ بات آپ کو جلد معلوم ہو جائے گی فلحال آپ اتنا جان لیں کے بہت گہرہ رشتہ ہے میرا آپ سے"

نیلی آنکھوں میں سنجیدگی بھر کر وہ مبہم مُسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا،، حرم کو اُس کے لہجے میں پُراسراریت سی محسوس ہوئی تھی،،

" کیوں بھائی ہو میرے"

اُس نے اُلجھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا تھا،، وجدان کے پیروں تلے زمین نکلی تھی اُس کی بات سُن کر،، مگر اُس کی آنکھوں میں چھپی معصومیت دیکھ کر وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا،،

"استغفار بھائی کے علاوہ بھی دُنیا میں بہت رشتے ہوتے ہیں اگر آپ اپنے ننھے سے زہن پر زور ڈالیں تو،، پر کہتے ہیں نہ لڑکیوں کے عقل گھٹنوں میں ہی ہوتی ہے"

وہ اطمینان بھرے لہجے میں بولتا ہوا حرم کو سُلگا گیا،،

"او ہیلو ڈونٹ انڈر ریسٹیمیٹ دی پاور او وف و گرل،، تُمہارا مجھ سے جو بھی رشتہ ہے میں اُسے ختم کرتی ہوں اسی لئے تُم ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکلو ورنہ گارڈز کو بلوا کر تمہیں اُٹھوا کر اچھی طرح سے تمہاری کٹ لگوا کر باہر نکالوں گی آج کل کے لوگ بھی نہ شرافت کی زُبان سمجھتے ہی نہیں ہیں اور یہ چوکیدار کیا کرتا رہتا ہے سارا دن ہمارا گھر نہ ہو گیا کوئی ہوٹل ہو گیا کوئی بھی اجنبی گھس آئے "

وہ پٹر پٹر بولتی ہوئی وجدان کو بے انتہا پیاری لگ رہی تھی،،وہ دم سادھے اُسے سُنتا گیا،،

"حرم بیٹا یہ کیا کر رہی ہو آپ"

اپنے پیچھے سے آتی شمس صاحب کی حیرانگی میں بھری آواز سُن کر اُس کی راولپنڈی ایکسپریس کی رفتار سے چلتی ہوئی زبان کو بریک لگی،،وہ معصومیت سے پلٹ کر اپنے بابا کو دیکھنے لگی جو آنکھوں میں تعجب بھرے اُسے دیکھ رہے تھے،،

"ارے بابا آپ خود ہی دیکھ لیں یہ پتہ نہیں کون ہیں ایسے ہی ہمارے گھر میں گھس آئے میں پوچھ بھی رہی ہوں کون ہو کون ہو اور یہ آگے ہی باتیں

گھمائی جا رہے ہیں آپ ابھی گارڈز کو بلوائیں یہ مسئلہ میں ابھی یہاں حل کرتی

ہوں"

شمس صاحب بے اختیار سر تھام کر رہ گئے اُس کی زبان کے جوہر دیکھ

کر،، حرم نے وجدان کو دیکھ کر منہ چڑایا،، تو اُس نے اپنا دائیں ہاتھ دل پر رکھ

کر مُسکرا کر اُسے دیکھا،، اُس نے ہڑ بڑاتے ہوئے اپنی نظروں کا رُخ مورا،،

"ٹھرکی کہیں کے تو مجھے باہر مل نانی یاد نہ کروا دی تو کہنا"

وہ دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئ،،

"ارے منسٹر صاحب آپ اندر آئیں نہ معذوت مجھے آپ کے آنے کی خبر

نہیں ہوئی ورنہ میں بزاتِ خود آپ کا استقبال کرتا آپ میری بیٹی کی باتوں کا

بُرا مت مانیے گا اِسے تو عادت ہے بلاوجہ بولنے کی ایک بار پھر میں آپ سے معذرت کرتا ہوں"

حرم کو گھورتے ہوئے وہ بمشکل مُسکرا کر بولے تھے،، یہ لڑکی ہر جگہ کچھ اُلٹا کر دیتی تھی،، حرم نے صدمے سے اپنے بابا کے بدلتے رنگوں کو دیکھا تھا،،

"ارے پلیز سب سے پہلے آپ مجھے منسٹر صاحب مت کہیں مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے میرا نام وجدان ہے آپ مجھے وہ کہیں گے تو زیادہ اچھا لگے گا اور پلیز آپ معذرت مت کریں میری غلطی تھی مجھے اطلاع دے کر آنی چاہیئے تھی پر معاملہ بے حد اہم تھا تو گویا میں نے اطلاع دینا ضروری نہیں سمجھا اور سیدھا یہاں چلا آیا،، رہی بات آپ کی بیٹی کی تو میں نے ان کی باتوں کا بلکل بھی بُرا نہیں منایا آپ ریلکس ہو جائیں"

وہ نرم لہجہ اپنائے مبہم سی مُسکراہٹ سجائے سنجیدگی سے بولا تھا،اُس کی روعب دار پر سنیلیٹی اور باتوں سے شمس صاحب کافی حد تک امپرس ہوئے تھے،،حرم نے منہ پھلا کر خفگی سے دونوں کو ایک نظر دیکھا اور زمین سے اپنا کلچ اور موبائل اُٹھاتی ہوئی پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئ،،شمس صاحب نے فکر مندی سے اُسے دیکھا،،پتہ تھا اب وہ اُن سے شدید ترین والی ناراض ہو چکی ہے،،

"آپ فکر مند نہ ہوں وہ مان جائے گی"

اُن کا شانا تھپتھپاتا وہ گہری سانس بھر کر بولا تھا،،شمس صاحب نے بے بسی اثبات میں سر ہلایا،،وہ اُن کی بیٹی سے واقف نہیں تھے شاید اسی لیے ایسا بول رہے تھے،،پوری ماں کی کوپی تھی وہ بھی جب ناراض ہو جاتی ہو بے حد مُشکلوں سے مانتی تھیں،،

" اچھا آپ تو اندر چلیں یہ باتیں تو ہوتیں رہیں گیں "

وہ سوچوں سے بھنور سے نکلتے ہوئے وجدان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے،، تو وجدان نے اُن کی بات پر سر کو خم دیا اور اُن کے پیچھے چلنے لگا ،، شمس صاحب ایک جانے مانے سیاست دان تھے،، اُن کی اپنی سیاسی پارٹی تھی،، جو الیکشن جیت کر ملک کر خدمت میں کوشاں تھی،، پہلے وجدان کے والد اُس کی جگہ پر منسٹر تھے مگر پھر اُن کی وفات کے بعد جس طرح وجدان نے اپنی قابلیت کا لوہا منوا کر سیاست کے میدان میں اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑھے اور منسٹر بنے وہ اُس کی کوششوں سے کافی حد تک ایمپریس ہوئے اور اُسے اپنی پارٹی میں شامل کر لیا،، وہ نہیں جانتے تھے کہ وجدان کس اہم مسئلہ کی بات کر رہا ہے پر اگر وہ بات وجدان کر رہا ہے تو وہ یقیناً اہم ہو گی اور اُس کا سیدھا ان کے گھر آنا اس بات کا واحد ثبوت تھی،،

"پتہ نہیں سمجھتا کیا ہے خود کو کیسے میرے بابا سے معافی منگوائی اور مجھے بھی ڈانٹ پڑوائی اسے اللہ تو پوچھے گا ہی پر چھوڑوں گی تو میں بھی نہیں دیکھا مسٹر وجدان تمھیں ایسا مزا چکھاؤں گی کہ ساری زندگی یاد کرو گے مجھ سے پنگا لے کر تُم نے اچھا نہیں کیا"

غُم اور غُصے کی کیفیت میں بڑبڑاتی ہوئی وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی مگر پھر اُس کی نظر ایک اور سفید رنگ کی خوبصورت سی گاڑی پر پڑی،، جسے دیکھ کر اُس کے دماغ میں جھماکا ہوا،، اور آنکھوں کی چمک دُوگنی ہوئی،، چہرے ہر مُسکراہٹ سجاتے ہوئے وہ اطمینان سے گاڑی کا ڈور کھول کر باہر نکلی اور ٹلہتے ٹہلتے اُس گاڑی تک پہنچی اور اپنے حجاب میں سے بلوچ نکال کر گاڑی کے پاس سے گزرتی ہوئی گُنگُناتی ہوئی ایک ہاتھ سے حجاب کو پکڑے اُس نے دوبارہ اُس میں بلوچ لگایا اور ہاتھ جھاڑتی ہوئی فخریہ انداز میں چلتی

ہوئی اپنی گاڑی میں جا بیٹھی،، سامنے پڑی اُس خوبصورت سی گاڑی پر ظالمانہ طریقے سے ایک نہایت بڑا اسکریچ ڈال دیا گیا،،

"واہ حرم اب یہ منسٹر کا بچا تجھ سے پنگا لینے سے پہلے ہزار بار سوچے گا"

خود کو داد دیتی وہ گاڑی گیٹ سے باہر نکال کر زن سے بھگا گئی،، اُس کا فون ایک بار پھر وائبریٹ ہوا،، اُس نے فائقہ کے گھر کی جانب جاتی روڈ پر گاڑی ڈال کر ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ پکڑے دوسرے ہاتھ سے فون اسپیکر پر کر کے سامنے رکھ دیا،،

"یار بتا دے اگر تو نے نہیں آنا نہیں جان چھڑوانی آریان ملک سے تجھے پتا بھی ہمیں اپنے پلان پر عمل کرنے کے لئیے جلدی جانا ہے یونی پھر بھی ڈھیٹ ہڈی کہیں کی کچھوے کی طرح کام کر رہی"

فائقہ کی جھنجھلاتی ہوئی آواز جب حرم کے کانوں سے ٹکرائی تو اُس نے بے زاری سے آنکھیں گھومائیں،،

آرہی ہوں بھائی گاڑی ہے ایرپلین نہیں جسے اپنے گھر سے اُڑا کر سیدھا" تیرے گھر لینڈ کروں ویسے تو بڑی شوخیاں مارتی ہے دور دور سے لوگ آتے جب میں کام کرتی کوئی کام چھوٹا بڑا نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ،، ایک گاڑی تک تو "لینے کی اوقات نہیں ہے تیری،، غریب انسان نہ ہو تو

وہ اطمینان بھرے لہجے میں اُس کا خون جلانے کے مشن میں سو فیصد کامیاب رہی،،، فائقہ نے دانت پیس کر اُس کی بات سُنی،،

"تو ہے ناگن چھپی میں روپ کے اُس نہیں دوست اوقات اپنی نہ دیکھا دی

ایک میں تیرے لئیے اتنا خوار ہو رہی اوپر سے تجھے مجھے پِک کرنے میں ہی

مرگی کے دورے پڑنا شروع ہو گئے جا دفع ہو میری بلا سے اب بھول جانا

ہوئی فائقہ سلمان تھی تیری زندگی میں تو میری دوستی کے قابل ہی نہیں

"ویسے بھی انسان دل کا امیر ہونا چاہیئے پیسہ تو آنے جانے کی چیز ہے

فائقہ جذباتی انداز میں بولی تھی،،ایک تو وہ پورے ایک گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہی تھی اور کچھ کھایا بھی نہیں تھا کہ یونی جا کر وہاں سے بریانی کھائے گی اور ایک یہ تھی جس تک اس نے یونی پہنچانا تھا تب تک دیگ ہی ختم ہو جانی تھی،،

"چل جذباتی انسان اپنے یہ تھرڈ کلاس بالیووڈ ڈائلوگز بند کر یقین کر تجھے کپل شرما شو میں بھی ایکٹنگ کا کوئی چانس نہیں ملنے والا اب اپنی یہ دو ڈھائی ٹکے کی ناراضگی کو ڈسٹبن میں ڈال کر باہر آجا ڈرائیور حاضر ہے"

اُس کے چھوٹے سے گھر کے سامنے گاڑی روک کر وہ سنجیدگی سے دوبارہ اُس کا خون جلانے کے مشن پر پُورا اُترتی ہوئی بولی تھی،، فائقہ نے تلملاتے ہوئے فون بند کر کے کلچ میں رکھا اور آستینیں چڑھا کر باہر کی جانب بڑھی،،

"بے بے حرم آگئی ہے باہر میں دس بجے گھر آجاؤں گی کھانے بھی کھا آؤں گی وہاں سے اسی لئیے میرے لئے کھانا مت رکھنا"

گیٹ کے پاس پہنچ کر وہ اونچی آواز میں کچن میں کھڑی اپنی امی کو مخاطب کرتی ہوئی بولی تھی،،

"ارے حرم بیٹی آئی ہے اُسے اندر تو بلاؤ میں ابھی اُس کے لئیے ایک کپ چائے بناتی ہوں"

وہ خوشگوار لہجے میں اپنے چھوٹے سے کچن میں سے ڈوپٹے سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی باہر نکل کر بولیں،، فائقہ نے کس دل سے اُس کے تعریف برداشت کی یے یا تو وہ جانتی تھی یا اُس کا خُدا،، انسان زندگی میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنے ماں باپ کے منہ سے اپنے جگری یار کی تعریف،، نہیں،، قطعاً نہیں،،

"بے بے وہ ابھی ہم جلدی میں ہیں ویسے بھی وہ گھر سے چائے پی کر ہی آئی ہو گی اسی لئیے زیادہ اُسے سر پر چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے"

وہ ناک چڑھا کر بولی تھی،، بے بے کے چہرے پر اُس کی بات سُن کر افسوس بھرے تاثرات اُبھرے،،

"اسلام علیکم بے بے کیسی ہیں آپ"

حرم چہکتی ہوئی گیٹ سے نمودار ہوئی اور فائقہ کو پیچھے کی جانب دھکا دیئے جا کر اُن کے گلے لگ گئی،، فائقہ کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے،، جتنا وہ جلدی جانے کی کوششوں میں لگی ہوئی تھی اُتنا ہی یہ لڑکی وقت برباد کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھی،،

"واعلیکم سلام جیتی رہو حرم بیٹی ماشاءاللہ سے چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے آج تو میری بیٹی"

وہ اُس کی بلائیں لیتی ہوئی محبت بھرے لہجے میں بولیں،، فائقہ کا جیلسی سے سُرخ چہرہ دیکھ کر حرم نے بمشکل اپنے چمکتے ہوئے دانت اندر کیئے،،

"بے بے میں بھی تو آپ ہی کی بیٹی ہوں مجال ہے جو کبھی غلطی سے میری تعریف کر دی ہو آپ نے بس یہ حرم ہی آپ کی سگی ہے مجھے تو کچرے سے اُٹھایا ہے نہ آپ نے"

وہ کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح گلہ کرتی ہوئی بولی،، بے بے نے تیکھی نظروں سے اپنی بیٹی کو گھورا،،

"کچرے سے بھی انسان کوئی اچھی چیز ہی اُٹھاتا ہے اب اس بات کو سمجھ لو کہ تُم میری ہی بیٹی ہو"

اُنہوں نے فائقہ کو ایک ہی گیند پر وائٹ واش کر دیا، اب کہ حرم سے اپنی ہنسی ضبط نہ ہو سکی اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی فائقہ کی تازی تازہ بستی پر،،

"بے بے آپ بھی نہ اور تُم دانت نکالنا بند کرو لیٹ ہو رہے ہیں ہم فنکشن اسٹارٹ ہونے میں بیس منٹ رہ گئے ہیں"

فائقہ کو اتنا غُصہ اپنی بستی پر نہیں آیا جتنا حرم کے دانت نکالنے پر آیا تھا، تبھی وہ خفگی سے اُنہیں بولتی ہوئی حرم کو کھینچ کر باہر کی جانب لے گئ،،

"ارے حرم بیٹی چائے تو پی لو"

پیچھے سے بے بے کی آواز آئی،،

"بے بے پھر کبھی پیوں گی ابھی ہمیں دیر ہو رہی ہے"

وہ فائقہ کے ساتھ گھسیٹے ہوئے جاتی ہوئی منہ پیچھے کر کے بلند آواز بولی تو بے بے نے اُس کی بات پر سر ہلایا اور آگے بڑھ کر گیٹ کے پاس کھڑی ہو گئیں،، گاڑی تک پہنچ کر فائقہ اُسے پیچھے دھکیلتی ہوئی خفگی سے اندر بیٹھ گئی،، حرم مُسکراہٹ دباتے ہوئے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی،، بے بے اُس گاڑی کے وہاں سے اوجھل ہو جانے تک کھڑی رہیں اور پھر مُسکراتے ہوئے گیٹ بند کر گئیں،، یہ تھی فائقہ سلمان کی کہانی جو ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتی تھی،، اُس کے چھوٹی سی فیملی اُس کی بے بے یعنی امی سے شروع ہو کر حرم پر ختم ہوتی تھی،، اُس کی والد اُس وقت دُنیا سے گئے تھے جب سب اُسے اُن کی سب سے زیادہ ضرورت تھی،، وہ نویں کلاس کی طالبِ علم تھی اُس وقت،، اُس کا گھرانہ بلکل بدل کر رہ گیا تھا سلمان صاحب کی موت کے بعد وہ لوگ بلکل بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے

تھے،،ایسے میں رشتے داروں نے اُس کی شادی پر زور دینا شروع کر دیا،،ہزاروں آزمائشوں طعنوں سے سے گزرتے ہوئے اُنہیں برداشت کرتے ہوئے وہ لوگوں کے فضول مشوروں کو نظرانداز کرنے لگے،، سلمان صاحب کے حصے میں بس ایک دُکان تھی جن پر اُن کے بھائی نے قبضہ کرلیا تھااور وہ اپنی مرضی سے اُن کو جیب خرچ دیتے تھے،،جب بے بے نے یہ محسوس کیا کہ ان اخراجات میں فائقہ کا آگے پڑھائی کرنا ممکن نہ ہوگا تو اُنہوں نے اپنے حق میں آواز اُٹھانی چاہی مگر پھر سب کا اصل روپ سامنے آگیا،،سچ کہتے ہیں جن کے باپ اس دُنیا میں موجود نہ ہوں وہاں زندگیاں تنگ کردی جاتی ہیں،،ایسا ہی فائقہ اور بے بے کے ساتھ ہو رہا تھا،،ایسے مشکل حالات میں اُنہوں نے زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ کیااور سب کو چھوڑ کر دوسرے شہر چلی گئیں اور وہاں کرائے کے مکان میں رہنے لگیں،،کچھ زیور بیچ کر اُنہوں نے اُس مکان کا ایڈوانس وغیرہ پے کیا،،اور فائقہ کو وہاں میں داخلہ لے کر دیا،،کیونکہ سلمان صاحب کا خواب تھا کے بڑے اسکول

کہ اُن کی بیٹی کسی اچھے ادارے میں تعلیم حاصل کرے،،اُن کی ساری پریشانیاں لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی گئیں،،پھر فائقہ کی مُلاقات اپنی کلاس میں حرم سے ہوئی،،وہ بہت ریزرو رہتی تھی،،اپنے بابا کی موت کے بعد ہمہ وقت سنجیدہ،،اپنے کام سے کام رکھنے والی،،یہ تو حرم تھی جس نے اُس کے اس خول کو توڑا،،اپنی چُلبلی باتوں سے،،اپنی شرارتوں سے،،اپنی مستیوں سے،،پھر جہاں حرم ہوتی وہاں فائقہ نہ ہو یہ ناممکن تھااور جہاں فائقہ ہو اور حرم موجود نہ ہو یہ تو بلکل ہی ناممکن تھا،،سارا اسکول اُن کی دوستی پر رشک کرتا تھا،،اُن دوستی یوں تھی کہ دو جسم ایک جان،،آپس میں خوب لڑتی یہاں تک کہ مرنے مارنے تک کی نوبت آجاتی اور تقریباً اگلے ہی منٹ بلکل یوں ہو جاتیں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو،،سب حیرانگی سے اُن کو دیکھتے رہ جاتے سے جانی جاتی تھیں،،پورے اسکول تھے،،وہ دو دیوانی لڑکیوں کے نام میں،،کلاس کو چیٹنگ کروانی ہو،،یا ٹیچرز کو تپانا ہو سب سے آگے حرم اور فائقہ موجود ہوتیں،،اور شرارت بھی کچھ اس انداز سے کرتیں کے ٹیچرز

ثبوت نہ ہونے پر تلملا کر رہ جاتے تھے،، سب اسٹوڈنٹس اُس کی مخالفت میں بولنے کی جرات نہیں کرتے تھے،، وہ جانتے تھے ان سے دُشمنی بہت مہنگی پڑ سکتی ہے،، بے بے اپنی بیٹی میں آئی مثبت تبدیلیوں پر بے انتہا خوش تھیں،، اور اُس لڑکی کی شُکر گزار تھیں جس نے اُن کی بیٹی کو پہلے جیسا بنا دیا تھا،، چُلبُلا اور ہنستا کھیلتا،، کھلکھلاتا ہوا،، اُنہوں نے فائقہ کے لئیے گھر میں کپڑے سلائی کرنا شروع کر دیئے،، اور اس طرح فائقہ اور اپنا بوجھ خود اُٹھایا،، یوں ہی وقت گزرتا رہا حرم اور فائقہ شاندار نمبرز سے میٹرک پاس کر گئیں،، حرم نے پورے اسکول میں ٹاپ کیا جب کہ فائقہ نے دوسری پوزیشن حاصل کی،، اُن کے اس قدر شاندار رزلٹ پر ٹیچرز بھی حیرت زدہ رہ گئے،، اُن دونوں نے ایک ہی کالج میں ایڈمیشن لیا اور اس طرح وہاں بھی اپنی دھاک بٹھائی،، سینیرز تک اُن سے بات کرنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے،، وقت کا کام تھا گزرنا اور وہ گزرتا گیا،، فائقہ نے بی کام کر کے بینک میں جاب کر لی کیونکہ وہ جلد از جلد اپنی بے بے کا ہاتھ بٹانا چاہتی تھی جبکہ حرم کا

جنون تھاڈاکٹر بننالہٰذا بے انتہا محنت کے بعد وہ ڈاکٹر بن گئی،، جس کالج میں حرم اور فائقہ پڑھتے تھے وہ کمبائن کالج تھا اسی لیئے حرم کا کزن آریان ملک بھی وہیں پڑھتا تھا،، جس سے ناجانے حرم کو کون سے خُداواسطے کا بیر تھا وہ فائقہ کبھی جان نہ سکی،، فائقہ کے سر پر والد کی شفقت کا سایہ موجود نہیں تھا جب کہ حرم کے پاس ماں جیسی گرم آغوش موجود نہیں تھی،، اسی لیئے وہ دونوں ایک دوسرے کے دُکھ کو اچھی طرح سمجھتے تھے،، وہ ایک دوسرے کے رازدار تھے،، ایک دوسرے کی جان بستی تھی دونوں میں،، آٹھ سال کے وسیع عرصے میں اُن کی دوستی ایک تناور درخت کی طرح مضبوط ہو گئی تھی،، پر آگے آنے والی آزمائشوں نے بھی ان کے لیئے بہت کچھ سوچ رکھا تھا،، قسمت ناجانے کیا کھیل کھیلنے والی تھی سب انجان تھے اس بات سے،،

****

گاڑی ٹھیک یونیورسٹی کے باہر آرُکی،، حرم نے ہنسی دباتے ہوئے فائقہ کو دیکھا جو پورے راستے منہ پھلا کر بیٹھی رہی تھی،،

"یار مانا کہ بے بے نے آج واقعی تیرے ساتھ زیادتی کر دی ہے مگر تو خود دیکھ نہ بات میں تو اُن کی بھی دم تھا ویسے ورنہ تجھے پتہ کیسے لگتا کہ تجھے کچرے سے نہیں اُٹھایا بلکہ تو اُن کی اپنی ذاتی بیٹی ہے"

حرم نے اُسے سمجھانا چاہا مگر اُس کی صورت دیکھتے ہوئے نا چاہتے ہوئے بھی وہ اُسے چھیڑ بیٹھی،، فائقہ نے خونخوار نظروں سے اُسے دیکھا اور بغیر کچھ کہے کار کا ڈور کھول کر باہر نکلی اور احتیاط سے دونوں ہاتھوں سے اپنا لونگ فراک اُٹھائے یونی کی طرف بڑھنے لگی،، اُس کی اور حرم کی ڈریسنگ سیم ہی تھی بس اُس کے فراک کا کلر ڈارک بیلو تھا جبکہ حرم کا بلیک،، حرم اُس کی ناراضگی پر نفی میں سر ہلاتی گاڑی سے باہر نکلی اور اُسے اچھے طرح سے لاک کرتی ایک

ہاتھ سے کلچ تھامتے اور دوسرے ہاتھ سے فراک سنبھالے اُس کے پیچھے بھاگی،، نامحسوس انداز میں فائقہ نے اپنے قدموں کی رفتار سُست کرلی تاکہ حرم تیزی میں چلتی ہوئی نیچے نہ گرجائے،، حرم اُس کی حرکت دیکھتی چہرے پر پیاری سی مُسکان سجائے اُس کے ساتھ پہنچ کر چلنے لگی،، فائقہ ہنوز چہرے پر بے نیازی سجائے اُسے پر ایک بھی نظر ڈالے بغیر آگے بڑھ رہی تھی،،

ہائے اُن کے حسین مکھڑے پر سجا غُصہ "

" دل کی دُنیا تہہ و بالا کردیتا ہے ایسا غضب ڈھاتا ہے واللہ

وہ شرارتی انداز اپنائے چہرے ہر مُسکراہٹ سجاتے ہوئے شاعرانہ لہجے میں بولی،، فائقہ نے بے نیازی سے اپنی خوبصورت سی سیاہ آنکھیں گھمائیں،، حرم نے آبرو اُچکا کر اُس کا انداز ملاخظہ کیا،، وہ دونوں ایک ساتھ

یونی میں داخل ہوئیں وہاں تو رنگوں اور روشنیوں کا ایک سیلاب سا اُمڈ آیا تھا،، جھلملاتے قہقہے،، خوبصورت یادیں،، وہی شرارتیں،، وہی مستیاں ،، وہی دُشمنیاں،، وہی دوستیاں،، وہ دونوں ایک لمحے کے لئیے مبہوت سی رہ گئی تھیں،، آنکھوں میں نمی چمکی تھی،،

"آپ اسی یونی کی ہیں نہ مس اپنا ایس ایم ایس دیکھائیں"

چوکیدار اُن کے سامنے کھڑا ہوتا ہوا بولا،، فائقہ اور حرم نے سنجیدگی سے ایک دوسرے کو دیکھا،، فائقہ نے اپنا بیگ ٹٹولا،،

"موبائل گھر بھول گئ"

اُس نے سنجیدگی سے حرم کے کان میں سرگوشی کی،، تواُس نے اُس کے پیٹ میں زوردار کہنی ماری،، وہ کراہ کر رہ گئ،، حرم نے سنجیدہ تاثُرات سجائے اپنے بیگ سے اپنا موبائل فون نکال واٹس ایپ کے ایک گروپ جو "نوکرز" کے نام سے محفوظ تھا اُسے کانفرنس کال ملا کر اسپیکر پر رکھا،، لمحے کے ہزاروں حصوں میں کال ریسو کرلی گئ،،

"جی باس حکم کریں"

آگے سے باری باری سب نے مہزب انداز میں حرم سے پوچھا،، فائقہ نے ہنسی دبائی،، یہ وہی جونیرز تھے جن کی ناک میں سب سے زیادہ دم انہوں نے کر رکھا تھا،، اُن دونوں نے مل کر اُن کے ایسے ایسے راز اپنے قبضے میں کییے ہوئے تھے کہ وہ نا چاہنے کے باوجود انہیں عزت دینے پر مجبور

تھے،،ورنہ عزت ان لڑکیوں کے ہاتھوں عزت کا فالودہ بننے میں ایک لمحہ بھی درکار نہیں ہوگا،،

"ہاں بے یہ چوکیدار اندر نہیں آنے دے رہا نیا ہے شاید بات کر تو"

وہ سنجیدہ لہجے میں بولی اور فون چوکیدار کے سامنے کر دیا جو ہونقوں کی طرح اُن کی کاروائی ملاخظہ کر رہا تھا،، بیچارا شاید نیا تھا تبھی انہیں پہچان نہیں رہا تھا،،

"ہاں فاروق بھائی آنے دو اپنی ہی یونی کے دہشتگرد میرا مطلب اسٹوڈنٹس ہیں"

"بھائی آپ اُنہیں انتظار مت کروائیں بھیج دیں اندر ورنہ آپ کے ساتھ ساتھ ہماری زندگی میں بھی اندھیری آجائے گی"

"بھائی ان سے بحث کیوں کر رہے ہیں آپ اپنی جاب پیاری نہیں ہے کیا

آپ کو اگر اُنہیں غُصے آگیا تو آپ کی کٹ لگا کر ویڈیو شوشل میڈیا پر وائرل کر دیں گیں"

"بھائی انسان کی عزت اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے پر ہماری ان کے ہاتھ میں ہیں

جلدی اندر بھیجیں انہیں"

باری باری سب نے اُس چوکیدار کی منتیں کیں،، اُس نے جیب سے رومال نکال کر اپنے ماتھے کا پسینہ صاف کیا جو اُن کی باتوں کی وجہ سے گھبراہٹ کے مارے نکل گیا تھا،، حرم نے اطمینان سے اپنا فون اوف کر کے کلچ میں ڈالا اور آگے کی جانب بڑھ گئ،، فائقہ بھی سر جھٹکتی ہوئی بے نیازی سے اندر بڑھ گئ،، پیچھے چوکیدار کو اپنی جاب چلے جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا،،

"ارے رے شُکر فائقہ تُم آ گئی تمہارے کہے کے مطابق میں نے سب انتظامات کر دیئے ہیں قسم سے جان چلی جاتی میری اگر کسی پروفیسر کی نظر پر جاتی مجھ پر"

وہ دونوں چونک کر اُس نئے آنے والے نفوس کو دیکھنے لگے جو شاید اُن دونوں کے آنے کا ہی مُنتظر تھا تبھی بغیر رُکے پٹر پٹر بولی جا رہا تھا،، فائقہ کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی اُس کی بات سُن کر وہیں حرم نے نا سمجھی سے دونوں کا دیکھا تھا،،

"ویری گُڈ مجھے اُمید تھی تُم کر لو گی اسی لئیے میں نے خاص طور پر تُمہیں یہ کام کہا تھا"

فائقہ کے چہرے پر اطمینان سجا ہوا تھا، اُس نے مُسکراتے ہوئے اُس شکریہ ادا کیا،،

"میرا کام بھی یاد ہے نہ تمہیں"

اُس نے منت کرنے والے انداز میں کہا تو فائقہ نے سر کو اثبات میں خم دیا،،

بلکل سمجھو تمہارا کام ہو گیا ہے بس دیکھ لینا کوئی گڑبڑ نہ ہو ورنہ جانتی ہو نہ "انجام کیا ہو سکتا ہے"

اُس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو مُقابل نے سر کھجایا، حرم ان دونوں کی باتوں کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی،،

"ہاں ہاں جانتی ہوں چل میں چلتی ہوں آگے کا کام تیرا ہے"

وہ دانت نکال بولتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی،،

"اوئے تو نے اُس سے ڈر گز منگوائے ہیں کیا"

حرم کی پُر سوچ انداز میں کہی گئی بات پر فائقہ نے دہل کر اُس کے منہ پر ہاتھ رکھا،، حرم اپنی سبز آنکھیں پوری کھول کر اُسے دیکھنے لگی،،

بکواس نہ کر یونی میں ہیں ہم تیری یہ فضول بات یہاں کسی نے سُن لی نک تو"
دونوں جیل
"جائیں گے

اُس کا دل چاہا اُس کا گلہ دبا دے مگر ضبط کرتی دانت پیس کر آواز دھیمی کیئے اُسے سمجھانے لگی اور اُس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا،، حرم نے اُس کی بات پر اپنے دونوں ہاتھ لڑنے کے انداز پر کمر پر رکھے،،

ہاں تو اب تُم ایسے گنڈوں کی طرح کہو گی ہاں بے میرا کام ہو گیا آگے سے دوسرا کہے ہاں بھائی اب میرا کام بھی کر دیو تو اگلا تو یہی سمجھے گا نہ کہ کچھ گڑبڑ چل رہی ہے چل اصل بات بتا اب"

حرم اُس کی برداشت آزماتی ہوئی معصومیت سے بولی تھی،، فائقہ نے بے اختیار اپنا سر پیٹا،،

او بھائی تو اپنی عقل کم ہی استعمال کیا کر آگے تیرا دماغ خالی ہے تیرے لئیے ہی یہ سب تیاریاں کروائی ہیں میں نے"

وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی،، حرم اُس کی بات پر ٹھٹھکی،،

"کون سی تیاریاں بہن کہاں ہیں تیاریاں ابھی تو وہ بھی نہیں آیا تیرا سو کالڈ کرش"

وہ ناک چڑھاتے ہوئے چہرے پر بے زاری سجائے بولی،،

"خبردار جو میرے جیجو کے بارے میں تو نے ایک لفظ بھی کہا"

فائقہ کی زبان پھسلی،، اُس نے بے اختیار نظریں حرم کی جانب اُٹھائیں پر اُسے سامنے کی جانب متجسس سا دیکھتا پا کر اُس کی رگ و جان میں سکون کی ایک لہر دوڑ گئی،،

"شُکر اللہ پاک آپ نے بچا لیا ورنہ یہ تو میرا خون پی جاتی"

اُس نے گہری سانس خارج کرتے شُکر کا کلمہ پڑھا،،

"اے وہ سامنے دیکھ"

وہ ایکسائیٹمنٹ سے چلائی تو فائقہ نے چونک کر سامنے کی جانب دیکھا جہاں پارٹی کے لئیے شاندار قسم کی میز سجی ہوئی تھی اور ساتھ پلیٹس رکھیں ہوئیں تھیں تاکہ اسٹوڈنٹس اُس میں ڈال کر کھڑے ہو کر کھائیں،، پر کوئی بھی سہی طرح سے کھا نہیں رہا تھا لڑکیاں بھی نزاکت سے صرف ڈرنکس ہی پی رہیں تھیں اور لڑکے بھی بیت تھوڑا تھوڑا اور تمیز سے کھا رہے تھے،، حرم اور فائقہ نے اطمینان سے ایک دوسرے کو دیکھا اور بھاگتی ہوئی ٹیبل کے پاس

پہنچیں،،اُن دونوں نے اپنے بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیا اور پلیٹس تھام لیں،،

"حرم زرا ایک منٹ موبائل دیں میں بے بے کو بتادوں ناکہ میرا موبائل باہر پلنگ پر رکھا ہے اُسے اُٹھالیں ورنہ وہ منحوس بلی اُس کا ستیاناس کر دے گی"

فائقہ ایک دم سر پر ہاتھ مار کر حرم سے بولی،،وہ جو دلچسپی سے ٹیبل پر رکھی ڈشز ملاخطہ کر رہی تھی اُس کی بات پر چونکی اور پھر سر ہلاتے ہوئے کلچ سے فون نکال کر اُسے تھمایا،،فائقہ جلدی سے فون پکڑتی ہوئی دوسرے کونے میں چلی گئی،،اُس سے قدرے دور پہنچ کر اُس نے حرم کو دیکھا جو پلیٹ میں بریانی کا ایک پہاڑ بنا کر ڈال رہی تھی،،سر نفی میں ہلاتی اُس کا فون انلوک کرتی وہ کال لوگز میں گئی،،

"آریان ملک آریان ملک کہاں ہے"

وہ بڑبڑاتی ہوئی اُس کا نمبر تلاش کرنے لگی جو کہ بہت جلد اُسے مل گیا جہاں آریان ملک کے ساتھ شیطانی ایموجی لگایا گیا تھا،، اُس کے چہرے پر نہایت شرارتی مُسکراہٹ نے اپنی جھلک دکھلائی،، گلہ کھنکھارتے ہوئے اُس نے ایک نظر حرم کو دیکھا جو چمچ کو سائیڈ پر رکھے ہاتھوں سے اطمینان سے بریانی کھا رہی تھی،، ارد گرد کھڑے سینز کو اس بات پر زرا بھی حیرت نہیں ہو رہی تھی کیونکہ اُن کے بقول اگر اس پوری دُنیا کا کھانا بھی حرم ملک کو کھلا دیا جائے تب بھی اُس کا پیٹ نہیں بھرنے والا،، فائقہ نے اُسے دیکھتے افسوس سے سر ہلایا تمیز کے معاملے میں وہ اس پر بلکل نہیں گئ تھی،، سر جھٹکتے ہوئے اُس نے کال ملا کر فون کان سے لگایا،، دل زور زور سے دھڑک رہا تھا،، پتہ نہیں اُس کے کئیے کا کیا انجام نکلنے والا تھا،، مگر اپنی دوست کی

رضامندی اور خود کو اُس کی خوشیاں محفوظ دیکھنے کا یقین دلانے کے لیئے اُس کا یہ کرنا بے حد ضروری تھا،، اکلوتی ہی تو دوست تھی اُس کی،، اب اُس کے لیئے اتنا تو کر ہی سکتی تھی،، وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا واقعی آریان ملک حرم سے محبت کرتا ہے یا پھر اُس سے بدلے کے لیئے شادی کر رہا حرم کے بقول،، چند لمحوں بعد کال اُٹھالی گئ،، فائقہ نے خود کو ایکٹنگ کے لیئے مکمل تیار کیا،،

"بولو حرم کیا کام ہے میں ابھی آفس میں ہوں"

سامنے سے اُس کی مصروف اور گھمبیر آواز گونجی،،

"آ،، آریا،، آریان بھائی میں ہوں فائقہ"

فائقہ نے اپنی آواز میں نمی شامل کر کے لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں کہا،، وہاں آریان اُس کی آواز پر ٹھٹھکا اور فون کان سے ہٹا کر دیکھا نمبر تو حرم کا ہی تھا پھر آواز کسی اور کی کیسے،،

"فائقہ کون اور حرم کا فون تمہارے پاس کیا کر رہا ہے"

اُس نے نا سمجھی سے اُس کی بات سُنی اور سختی سے پوچھنے لگا،، وہاں فائقہ نے اپنے دانت پیسے اُس کا دل چاہا کہہ دے،،

" آپ کی ہونے والی پتنی کی جڑواں"

مگر ہنوز رونے کی آوازیں نکالتی رہی،، آگے سے آواز نہ آتے دیکھ کر آریان کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں،،

"اگر آپ نے اپنے رونے کی آواز سُنانے کے لئیے مجھے فون کیا ہے تو میں فون بند کرتا ہوں"

وہ لب بھینچے پیشانی پر شکنیں سجائے بولا تھا،، فائقہ نے اپنا سر پیٹا،، بھئی اب تھوڑی ایکٹنگ بھی نہ کرے وہ،،

"نہیں نہیں پلیز زآریان بھائی میں فائقہ ہوں حرم کی دوست وہ حرم نہیں مل رہی"

وہ جلد بازی میں بولتی ہوئی آخر میں پھر اپنی جاندار ایکٹنگ سے رونے لگی،، وہاں اُس کے پیروں تلے زمین نکلی تھی اُس کی بات پر،، فضا میں جیسے ایک دم آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی،،

"واٹ کون ہو تُم اور کیا بکواس کر رہی ہو کہاں ہے حرم"

وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا دھاڑا تھا،، براؤن آئیز غیض و غضب لئیے مُقابل کو بھسم کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھیں،، فائقہ کا دل دہل گیا تھا اُس کی دھاڑ پر،، اُس نے بے اختیار فون کان سے ہٹایا،،

"یااللہ پاگل ہے یہ بندہ ابھی میرے کان کا پردہ پھٹ جاتا"

وہ صدمے سے اپنے کان میں انگلیاں مار کر چیک کرنے لگی کے بھائی ٹھیک تو ہے نہ تو،، مگر پھر تسلی ہونے پر شُکر کا سانس لیا،، اُس نے فون کو گھورا جہاں مسلسل آریان کی آواز گونج رہی تھی،،

میں اُس کی دوست ہوں آپ پلیز یونی پہنچیں آپ پارٹی میں حرم کی کچھ "
لڑکیوں کے ساتھ لڑائی ہو گئی تھی وہ حرم کو،،،، پلیز مت
کرو،،،،، پلیززز،،، آپ جلدی پہنچیں اگر اُسے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں
"تو،،، حرممممممم

اُس نے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے لڑکھڑاتے اور خوفزدہ لہجے میں کچھ اس طرح کہا کہ جیسے واقعی کچھ لڑکیاں حرم کو قتل کر رہی ہیں اور آخر میں ایکٹنگ میں جان ڈالنے کے لیئے زوردار آواز میں چیخ کر فون کان سے ہٹا کر فوراً بند کر دیا،، بریانی سے بھرے منہ کے ساتھ فائقہ کی چیخ سُنتے حرم نے دہل کر اُسے دیکھا،، فائقہ کو اُس کا کیوٹ کا پھولا منہ دیکھ کر بے ساختہ ہنسی آئی،،

"پاگل نہ ہو تو"

بھرے منہ کے ساتھ حرم اُسے کوستی کالڈ ڈرنک کا سپ لینے لگی،، فائقہ جلدی سے اُس کے پاس پہنچی،، حرم جو بریانی کی دوسری پلیٹ لینے والی تھی کہ فائقہ نے اُس کے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس واپس ٹیبل پر رکھا اور اُسے کھینچتی ہوئی سائیڈ پر بنے ہوئے ہال کی جانب لے گئی،،

"ارے رے کیا کر رہی ہے تو پاگل عورت"

اُس کے ساتھ کھنچتی ہوئی حرم جھنجھلاتے ہوئے پوچھنے لگی،، روشنیوں سے جگمگاتے ہال کے اندر داخل ہو کر اُس کے درمیان میں پہنچ کر اُس نے حرم کو ایک چیر پر بٹھایا،، حرم نے حیرانگی سے ارد گرد کھڑے اسٹوڈنٹس کو دیکھا،، اُس لگا جیسے وہ سب اُس کے ساتھ کوئی گیم کھیل رہے ہیں،،

"سُن حرم تو میری دوست ہے نہ"

اُس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے اُس نے سنجیدگی سے پوچھا تو حرم نے معصومیت سے سر ہلایا،،

جانتی ہے نہ میں تیرے لیئے کبھی کچھ بُرا نہیں سوچ سکتی اور جو کروں گی"
"تیری بھلائی کے لیئے کروں گی

اُس نے دوسرا سوال دہرایا،، حرم نے اُلجھتے ہوئے اُسے دیکھا،،

"اب پہلیاں کیوں بجھوا رہی صاف صاف بتا نہ"

وہ جھنجھلاتے ہوئے پوچھنے لگی،، فائقہ نے گہری سانس لی،، وقت کم تھا،،

دیکھ تُم نے کہا تھا آریان ملک تُم سے صرف بدلے کے لئیے شادی کرنا چاہتا" "ہے اور تُم سے محبت نہیں کرتا

فائقہ نے آبرو اُچکا کر پوچھا،، تو حرم نے اپنا سر پیٹا،،

"ہاں بھائی کہا تھا میں نے تو پھر کیا آخر کرنا کیا چاہتی ہے تو"

وہ دانت پیس کر کرسی سے اُٹھنے ہی لگی تھی کہ فائقہ نے اُسے دوبارہ بٹھا دیا تھا اُس پر،،

اب میری بات غور سے سُن حرم ضروری نہیں جیسا ہم سوچتے ہیں اگلا" انسان ویسا ہی ہو انسان کی شخصیت کا اندازہ ہم غلط فہمیوں کی بُنیاد پر نہیں لگا

سکتے ہیں میں جانتی ہوں تو اُسے ناپسند کرتی ہے پر سُن یار وہ اتنا بھی بُرا نہیں ہے جتنا تو نے سوچ رکھا ہے تیری سوچ بدلنے اور اپنی تسلی کے لئیے میں نے ایک پلین بنایا ہے آریان ابھی تھوڑی دیر میں پہنچنے والا ہے تُم نے اُس کے سامنے اپنی آخری سانسیں لینے کی اداکاری کرنی ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ تُم اُس کا جنون ہو یا پھر وہ صرف بدلے کے لئیے یہ سب کر رہا ہے"

وہ دھیرے دھیرے اُسے سب بات سمجھاتی ہوئی بولی،، حرم کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں اُس کی بات سُن کر،،

"واٹ دی ربش یار میں کبھی ایسے کھیل کا حصہ بننا پسند نہیں کروں گی"

وہ غُصے سے بولی تھی،، فائقہ نے اپنا سر پیٹا،،

حرم سُن دیکھ یہ ضروری ہے ایسے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ تجھ سے "محبت کرتا ہے یا پھر نہیں"

اُس نے اُسے سمجھانا چاہا،،

"یار تیرا دماغ ٹھیک ہے صرف یہ دیکھنے کے لئیے کے اُسے مجھ سے محبت ہے یا پھر نہیں میں یہ کام کروں اور بھی کئ طریقے ہیں پر میں یہ ہر گز نہیں کروں گی"

وہ ایک ایک لفظ ہر زور دیتی ہوئی بولی تھی،،

"تمھیں ہماری دوستی کی قسم"

اُس نے آخری پتہ پھینکا،، حرم دم بخود رہ گئ تھی اُس کی بات پر،، سبز آنکھیں صدمے سے پھیلیں تھیں،،

"تُم اُس کے لئیے مجھے ہماری دوستی کی قسم دے رہی ہو"

وہ سُرخ چہرہ لئیے آنکھوں میں نمی لئیے اُس کی جانب دیکھتی ہوئی بولی تھی،، فائقہ کے دل کو کچھ ہوا تھا اُس کی آنکھوں میں چمکتی نمی کو دیکھ کر،،

میں اُس کے لئیے نہیں تمہارے لئیے ہماری دوستی کی قسم دے رہی ہوں" میں نہیں چاہتی تُم کبھی آنے والے زندگی میں اپنے اس بے اختیاری میں کئیے گئے فیصلے پر پچھتاؤ پلزززز حرم صرف ایک بار میری بات مان جاؤ پلیزززز"

اُس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اُس نے منت کی،، حرم نے اپنی آنکھوں میں جھلملاتے ہوئے آنسو صاف کیئے،،

"ٹھیک ہے مگر اگر یہ ثابت ہو گیا کہ آریان ملک مجھ سے صرف بدلے کے لیئے شادی کرنا چاہتا ہے تو میں اپنا تعلق تُم سے توڑ لوں گی"

حرم نے سُرخ چہرہ لیئے سنجیدگی سے یہ بات کی تھی،، فائقہ کی روح تک کو جھنجھور گئ تھی یہ بات،، آنکھوں میں بے یقینی بھرے،، اُس نے اُس کی جانب دیکھا،، کیا اس قدر نفرت کرتی تھی وہ آریان ملک سے،، کہ سالوں کی دوستی ختم کرنے کے لیئے تیار تھی،، پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہوا،، وہ بے اختیار لڑکھڑائی،، حرم نے اُسے بروقت بچانا چاہا مگر اُس نے ہاتھ آگے کر کے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا،،

"مجھے منظور ہے"

آنکھیں سختی سے میچتے ہوئے،، حد سوا کی رفتار سے دھڑکتے دل کے ساتھ اُس نے بھرائی آواز میں کہا،، حرم نے ایک جھٹکے سے اُسے دیکھا اُسے لگا وہ انکار کر دے گی،، مگر اُس کی ہاں نے اُسے مزید طیش دلا یا،، آخر ایسا کیا تھا آریان ملک میں،، جو سب اُس کے دیوانے بنی جا رہے تھے،، وہ جزبات سے عاری چہرے کے ساتھ کُرسی پر بیٹھ گئ،، فائقہ اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے اُس کے پاس پہنچی اور زمین سے رسی اُٹھا کر اُس کے گرد باندھنے لگی،، حرم خاموشی سے اُس کی کاروائی دیکھنے لگی،، رسی اچھی طرح سے لپیٹ کر اُس نے اُس کی کلائیوں پر سُرخ رنگ کی کوئی چیز لگائی جو دیکھنے میں بلکل خون جیسی لگ رہی تھی،، حرم کا دل چاہا اُس سے پوچھے کہ کیا یہ مرغی کا خون ہے مگر ناراضگی کے باعث نظریں پھیر کر رہ گئ،، فائقہ نے اُس کی دونوں کلائیوں پر وہ سُرخ رنگ کی چیز لگا کر وہاں بھی اپنی رسی باندھ

تھا،،دوستی کا امتحان تھا،،دیکھتے ہیں قسمت کس کے دی،،اب محبت کا امتحان حق میں اپنا فیصلہ سُناتی ہے،،

"فائقہ آریان ملک آگیا"

کوئی بھاگتا ہوا اندر آکر چلایا،

"جلدی سے منہ کھولو"

فائقہ نے دہلتے ہوئے حرم سے کہا تو حرم نے ڈر کر منہ کھولا،، محبت ہو یا نفرت،،اگر آریان کو پتا چلا کہ یہ سب ڈرامہ تھا تو حرم کی موت اُسی کے ہاتھوں ہوگی،،فائقہ نے جلدی سے وہ لال بوتل اُس کے منہ میں اُنڈیل دی

اور چہرے پر نیلے رنگ کا پاؤڈر اس طرح لگا یا کہ نیل پڑا ہو،، حرم نے بے اختیار اُسے تھوکا،،

"گائز اوف دی لائٹس اینڈ اون دی اسپاٹ لائٹ"

فائقہ چلاتے ہوئے بھاگتی ہوئی پیچھے کے ہال میں چلی گئی اور ڈور کلوز کر دیا،، تقریباً سب اسٹوڈنٹس اُس ہال میں جا چکے تھے جہاں فائقہ گئی تھی، یکدم سب لائٹس بند ہوئیں اور اوپر سے ایک اسپاٹ لائٹ اون ہوئی وہ کہ صرف حرم پر پڑ رہی تھی،، حرم کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کافی تشدد کے بعد باندھ دیا گیا ہو، منہ سے نکلتا لال رنگ کا خون کلائیوں پر لگا خون، منہ پر بنا نیل،، تیز تیز قدموں کی چاپ سُنتے ہوئے حرم نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی آنکھیں بند کیں اور گردن سائیڈ پر گرا دی،، حرم نے اپنی نیم وا آنکھیں کھول کر اندر آنے والے کو دیکھا،، ہاں وہ آریان ملک ہی تھا، پر اُس کے

پیروں تلے سہی معنوں میں زمین نکلی تھی اُس کا حلیہ دیکھ کر،، دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا،، اُس کی پیشانی سے خون رس رہا تھا جیسے وہ تیز رفتاری میں اپنی کار کا ایکسیڈٹ کروا کر آرہا تھا،، سفید شرٹ داغدار ہو چُکی تھی،، چاکلیٹی براؤن آئیز خطرناک حد تک سُرخ تھیں،، وہ کوئی دیوانا معلوم ہو رہا تھا حرم کو،، آریان کی نظر جیسے ہی سامنے کی جانے اُٹھی اُسے لگا جیسے کسی نے جسم سے روح کھینچ لی ہو،، خون اور تکلیف میں ڈوبی حرم کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں کا منظر ایک دم بدلا،، یوں جیسے کسی چیز کے کھو جانے کا ڈر ہو،، وہ بھاگتا ہوا اُس کا قریب پہنچا،، دھڑکنیں کسی بے لگام گھوڑے کی طرح چل رہی تھیں،،

"حرم حرم"

اُس نے قریب آکر اُس کا چہرہ تھپتھپایا،، اُس کی آنکھوں میں موجود دیوانگی دیکھ کر حرم کا دل دھڑکنا بھول گیا،، بس وہی لمحہ تھا،، جس نے اُسے چاروں شانے چت کر دیا تھا،، ہاں وہی حرم ملک جسے آریان ملک سے نفرت سی تھی اُس کی دیوانگی کے ایک جھلک نے اُس کا دل پگھلا دیا تھا،،

"کیا ہوا تمہیں بتاؤ کس نے کیا ہے یہ اُسے زمین کی تہہ میں زندہ گاڑ دوں گا"

پورے ہال اُس کی دھاڑ سے گونج اُٹھا تھا،، دوسرے ہال کے دروازے سے کان لگا کر سُنتی فائقہ نے سہمتے ہوئے انگلیاں دانتوں میں دبائی،،

"سر تاج میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"

لبوں پر زبان پھیرتے خون کا ذائقہ محسوس کرتے فائقہ کو دل میں ہزاروں گالیوں سے نوازتے ہوئے اُس نے آنکھوں میں پانی بھر کر لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا تھا،، اُسے فائقہ کی بات یاد آئی کہ اُس نے مرنے کی ایکٹنگ کرنی ہے،، آریان کا بس نہیں چل رہا تھا پوری یونی کو آگ لگا دے،،

" وقت کا تعین کرنی والی تُم ہوتی کون ہو حرم ملک ایک بات اپنے ذہن میں بٹھا لو تُم نے جینا بھی میرے ساتھ اور مرنا بھی میرے ساتھ ہے اگر تُم نے مجھ سے پہلے جانے کی کوشش کی تو رب سے تمہیں مانگ کر واپس پالوں گا میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا ہم ابھی یہاں سے ہاسپٹل جائیں گے "

وہ تیزی سے اُس کے ہاتھوں سے بندھی رسیاں کھولتے ہوئے اُس کی سبز آنکھوں میں اپنی براؤن آئیز گاڑھتے ہوئے وہ سُرخ آنکھوں کے ساتھ بولا تھا،، کیا نہیں تھا اُس کے لہجے میں شدت،، جنون،، سب سے بڑھ کر

دیوانگی،، حرم کا دل رُک رُک کر چلنے لگا تھا،، اُس کی باتوں کا سحر ہی ایسا تھا، کہ حرم کو لگا کہ اگر وہ مزید کچھ کہے گا تو ویسے ہی اُس کی جان ویسے ہی نکل جائے گی،، پر لفظ ہاسپٹل پر حرم کے ساتھ ساتھ اندر کھڑی فائقہ کے پیروں تلے بھی زمین نکلی،، جیسے ہی رسیاں کھولتے ہوئے اُس نے حرم کے گرد اپنا بازو باندھے اُسے سہارا دے کر اُٹھایا،، حرم لڑکھڑا کر اُس کے ساتھ چلنے لگی،، دل بیلوں اُچھل رہا تھا،، جیسے سے وہ دروازے کے قریب پہنچے حرم لڑکھڑاتے ہوئے اُس کی باہوں میں جھول گئ،، آریان نے بے اختیار اُسے زمین پر بٹھایا،،

"آپ تو مجھ سے محبت بھی نہیں کرتے تو کیوں مجھے بچا رہے ہیں"

اُس نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان کے ساتھ سوال کیا،،اور تیز تیز سانسیں لینے لگی،، جیسے آخری سانس لے رہی ہو،، ہلکا سا ڈور کھولتی فائقہ اُس کی اداکاری

دیکھ کر غش کھانے والی ہو گئ تھی،، آریان کی سُرخ آنکھوں میں غُصے کی پرچھائی لہرائی تھی اُس کی بات سُن کر،، حرم نے اپنا حلق تر کیا تھا اُس کا سُرخ چہرہ دیکھ کر،،

" یہ سب میں تمہیں بعد میں بتادوں گا ابھی ہمیں ہاسپٹل جانا ہے "

جیسے ہی اُسے اُٹھانے کے لئیے آریان آگے بڑھا حرم کھسک کر پیچھے ہوئی دیوار سے ٹیک لگا کر جان بوجھ کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگی،، آریان کا دل کسی دہکتی ہوئی بھٹی کی طرح جل رہا تھا،، اُسے تڑپتے دیکھ کر،،

" ہے ہے حرم کیا ہو رہا ہے تمہیں پلیز ٹیل می کیوں جان نکالنے کے در پر ہو اپنے سرتاج کی "

اُس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑتا وہ اپنی کانچ سی آنکھوں میں بے بسی بھر کر اُسے دیکھنے لگا،، اندر والے ہال میں لگی بڑی سی اسکرین پر آریان کی بے بسی دیکھتے سب اسٹوڈنٹس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں، جبکہ فائقہ تو آرام سے لائیو شو دیکھ رہی تھی،، اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ اب اُس کا جیجو کون ہونے والا ہے،،

"میرے،،، میرے پاس وقت بہت کم،،،، کم ہے آپ،،،، مجھے بتائیں کیوں شادی کرنا چاہتے تھے،،،،، آپ مجھ سے،،،، کیا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں،،،،، بتائیں آریان ملک"

لمبی لمبی سانسوں کے درمیان بمشکل بولنے کی کوشش کرتی وہ آخر میں چلائی تھی،، آریان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں نچوڑ لیا تھا،، بے انتہا سُرخ چہرے اور سُرخ آنکھوں کے ساتھ،، جس میں رقم جنون کسی کو بھی بھسم کرنے

کے لئیے کافی تھا،، وہ کوئی دیوانا معلوم ہو رہا تھا،، وہ بلکل مختلف لگ رہا تھا،، سنجیدہ سا رہنے والا آریان ملک کسی کے لئیے دیوانا بھی ہو سکتا تھا کیا،، فائقہ نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے اُس کی اداکاری دیکھ کر،،

نہیں کرتا میں تُم سے محبت،، نہیں کرتا،،"

اُس کی دھاڑ ایک بار پھر پورے ہال کی درو دیوار ہلا گئ،، حرم کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اور دھڑکنیں سُست ہوئیں،، محل ایک جھٹکے سے زمین بوس ہوا،، وہیں فائقہ کے چہرے کا رنگ اُڑا،، اندر سب اسٹوڈنٹس بھی تجسس سے اگلی کاروائی کے منتظر تھے،،

"سُننا چاہتی ہو حرم ملک تو سُن لو نہیں کرتا محبت تُم سے یہ دیوانا،، عشق ہو تُم میرا،، جب سے تب سے تم اس دُنیا میں آئی تھی،، جب سے تب سے تُم نے

اپنے ننھے ہاتھوں میرا ہاتھ تھاما تھا،، جب تُم نے اپنی سبز آنکھوں میں معصومیت لیئے مجھے دیکھا تھا،، جب تُم شریر سا مُسکرائی تھی،، تب سے ہاں تب سے میں نے دیوانگی کی حدوں تک چاہا ہے،، صرف تمہیں چاہا ہے،، تمہیں مانگا ہے،، ہاں آریان ملک تُم سے محبت نہیں کرتا،، میرا پاکیزہ عشق ہو تُم،، جس کا گواہ میرا خُدا ہے،، سُن لو حرم ملک یہ آریان ملک صرف اپنی حرم کا دیوانا ہے،، تُم مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتی،، کیوں کہ اللہ نے میرا ساتھ تمہارا نام ساتوں آسمانوں پر لکھا ہے،، تمہیں میرے ساتھ جینا ہے اور میرے ساتھ ہی مرنا ہے،، اور اگر تُمہاری جان مجھ سے پہلے قبض کر لی جاتی ہے تو یاد رکھنا آریان ملک کی سانسیں بھی جسم کا ساتھ چھوڑنے میں لگائیں گیں آریان ملک تمہارے بغیر ادھورا ہے،، تمہاری ایک لمحہ نہیں ہنسی،، تمہاری شرارتیں،، تمہاری کھلکھلاہٹیں یہ سب تو میری زندگی ہیں ان کے بغیر میرا وجود بے معنی سا معلوم ہوتا ہے مجھے وہ تو تُم ہو جو مجھ میں جان بھر دیتی ہو یا یوں کہوں کہ میری جان تُم میں قید ہے حرم ملک،،"

کیا صُور پھونکا تھا،،، یہ لفظوں کا کیسا سحر تھا،، حرم کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں تھیں اُس کے عشق کی داستان سُن کر،، سب دم بخود رہ گئے تھے،، اپنی اپنی جگہ بلکل ساکت،، سب کو رشک آرہا تھا حرم کی قسمت پر،، فائقہ نے دونوں ہاتھوں کو فضا میں بلند کر کے اللہ کا دل سے شُکر ادا کیا،، کہ اُس کی دوست کی خوشیاں محفوظ ہوں گی اب،، پر اُسے اب اس ڈرامے کے ڈراپ سین کی فکر تھی،، اگر آریان کو معلوم پڑا تو،، بہت بُرا ہو گا،، اُسے جلد از جلد کچھ کرنا ہو گا اپنی دوست کے لئیے،،

"پہلے کیوں نہیں بتایا آپ نے جب دیکھو کھڑوس بن کر گھومتے رہتے تھے کبھی مجھ سے پیار سے بات نہیں کی"

اُس کی آنکھوں سے آنسو بہن شروع ہو گئے تھے،، اُس نے بھری آنکھوں کے ساتھ معصومیت سے شکوہ کیا،، آریان کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا اُس آنکھوں میں،،

"میں آریان ملک ہوں کوئی عام عاشق نہیں میرے عاشقی کا بھی ایک لیول ہے جو تمہاری سمجھ سے بالاتر ہے"

وہ گہرا سانس بھرتا اُس کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا،، حرم نے چہرہ موڑ کو اُسے دیکھا مگر اُس خود کی جانب دیکھتا پا کر ہڑبڑاتے ہوئے نظروں کا رُک بدلا،، گال پل بھر میں سُرخ ہوئے،، آریان نے ہونٹوں ہر مبہم مُسکراہٹ سجاتے ہوئے اُس کی حالت دیکھی،،

"اب بہتر ہو"

اُس نے سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا،، حرم نے اپنا حلق تر کیا،،

"جی آپ کے اظہارِ محبت نے جان ڈال دی ہے مجھ میں جیسے "

وہ کہتی ہوئی اپنا سُرخ چہرہ جھکا گئی،، اب کیا بتائے تھوڑی دیر پہلے مرنے والی ہو گئی تھی اور اب ایک دم سے سہی نہیں ہو سکتی تھی،، ورنہ اُسے شک ہو جانا تھا،، آریان نے حیرت سے اُس کا چہرہ دیکھا،، دماغ نے دھیرے دھیرے کام کرنا شروع کیا،،

"وہ تمہاری دوست کہاں ہے جس نے مجھے کال کی تھی"

نظریں گھماتا وہ سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگا،، حرم کا دل اُچھل کر حلق میں آیا اُس کی بات پر،، اب کیا جواب دے گی وہ،، یکدم دوسرے ہال سے دروازہ کھلا اور فائقہ پانچ لڑکوں کے ساتھ باہر آئی،، آریان سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا،، حرم نے پیچھے سے اشارہ کر کے فائقہ سے پوچھنا چاہا مگر فلحال فائقہ نے اُسے نظرانداز کیا،،

****

ثوابیہ جو سنجیدگی سے کٹنگ بورڈ پر رکھی سبزیاں کاٹ رہی تھی،، باہر لاؤنج سے آتے قہقہوں کی آوازیں سُنتی ٹھٹھک کر رہ گئی،،

"اس وقت کون ہو سکتا ہے"

سیاہ آنکھوں میں اُلجھن اُبھری،، کمر کے گرد باندھے ڈوپٹے کی گرہ کھولتے اور اُسے سر پر ٹکائے وہ کچن سے باہر آئی،، مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اُس کا دل لہولہان ہوا جہاں غازان کے ساتھ ایک خوبصورت اور ماڈرن سی لڑکی کھلکھلاتے ہوئے اُس کے قدم سے قدم ملائے اندر داخل ہو رہی تھی،، غازان کی نظریں جیسے ہی اُس کی جانب اُٹھیں وہ ٹھٹھک کر رک گیا،، جہاں وہ آنکھوں میں نمی بھرے اُسی کی جانب دیکھ رہی تھی،، اُس کی آنکھوں میں موجود تاثر دیکھ کر وہ جھنجھلا کر رہ گیا تھا،، جلد ہی وہ دونوں اُس کے قریب پہنچے،،

"غازی یہ کون ہے کیا تمہاری میڈ ہے"

آنکھوں میں اشتیاق بھرے وہ ثوابیہ کو سر تا پیر دیکھتی ہوئی بولی تھی،، ثوابیہ کا چہرہ اس قدر ہتک پر سُرخ ہوا تھا،، وہیں غازان کو بھی اُس کی بات سخت ناگوار گزری تھی،،

"زبان سنبھال کر بات کرو مایا یہ بیوی ہے میری"

وہ سخت لہجے میں اُسے باور کرواتا ہوا بولا،، ثوابیہ نے ایک شکوہ کناں نظر اُس پر ڈالی تھی،، اُس نے نظریں چُرائی،،

"اوہ آئی ایم سو سوری وہ تمہاری وائف کا حلیہ ہی کچھ ایسا تھا خیر آپ مائنڈ مت کیجئے گا پلیز"

مایا معصوم بنتی معذرت کرنے لگی،، ثوابیہ بغیر کچھ کہے سر ہلاتے ہوئے واپس کچن میں چلی گئ،، مایا نے نخوست سے ناک چڑھائی تھی اُسے دیکھ کر،،

"اُفففف غازی سیریسلی تُم ایک پڑھے لکھے ویل سیٹلڈ انسان ہو اس کے باوجود تمہاری وائف ایسی ہے مطلب تمہارے ساتھ بلکل میچ نہیں کر رہی تمہارے ساتھ کسی ماڈرن سی لڑکی کو ہونا چاہیئے جب کہ یہ تو کسی گاؤں سے لگتی ہے شاید"

اُس نے بے زاری سے عازان کو دیکھتے ہوئے کہا تھا،، اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا اُس کی بات پر،،

"مایا وہ کسی گاؤں سے ہو یا دیہات سے اسے تمہیں کوئی کنسرن نہیں ہونا چاہیئے وہ میری بیوی ہے بس اتنا ہی کافی ہے اسی لیئے آئندہ اُس کے لیئے

لفظوں کا چناؤ کرنے سے پہلے سو بار سوچنا کیونکہ اگلی بار میں تمہاری کوئی فضول بات برداشت نہیں کروں گا"

وہ سنجیدگی سے اُسے جتاتے ہوئے بولا تھا،، مایا نے حیرت سے اُس کی پوزیسونیس دیکھی تھی،، اپنی بیوی کے لئیے،،

"اُففففف جناب آپ کا غُصہ ہائے مر گئے ہم"

اپنے دل ہر ہاتھ رکھتے اُس نے گرنے کی ایکٹنگ کی،، عازان نے اُسے گھوری سے نوازا،،

"سفر سے آئی ہو تھک گئی ہو گی اوپر والے فلور کے تھرڈ کمرے میں تمہارا سامان سیٹ کروادیا ہے وہاں جا کر آرام کرو تب تک تمہارا دوسرا سامان بھی پہنچادوں گا"

اُس نے سنجیدگی سے کہا تھا،،

"سچ میں مجھے بہت ضرورت ہے آرام کی اتنا لمبا سفر طے کیا ہے تھکاوٹ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جارہا میں تو جا رہی آرام کرنے تُم سے بعد میں بات ہو گی پھر بائے ے ے"

وہ گردن کو ہاتھ سے دائیں بائیں کرتی تھکن سے بند ہوتی آنکھوں کو مسلتے ہوئے مُسکراتے ہوئے اُس سے بولی اور جلدی جلدی اوپر کے زینے طے کرنے لگی،، اُس کے جانے کے بعد عازان گہری سانس خارج کرتا ہوا لمبے

لمبے ڈگ بھرتا سنجیدگی سے کچن میں داخل ہوا،، ثوابیہ گُم سم سی کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹ رہی تھی،، اُس نے ٹھٹھک کر اُس کی جانب دیکھا اور بھاگتے ہوئے چھری اُس کے ہاتھ سے کھینچ کر زمین پر پھینکی،، کیونکہ وہ سبزیوں کے ساتھ ساتھ اپنی اُنگلیاں بھی کاٹنے والی تھی،، ثوابیہ نے سہمتے ہوئے معصومیت سے اُس کی جانب دیکھا جو کہ اب کھڑا غُصے سے اُسے گھور رہا تھا،،

"اندھی ہوا ابھی ہاتھ کٹ جاتا پھر تمہیں رونے کا اور بہانا مل جاتا اور بی جان کو بھی یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ میں نے ہی تم پر یہ دنیا تنگ کر رکھی ہے آخر میں بُرا کون بنتا میں،، تُم تو چاہتی ہی یہ ہو کہ ہمیشہ مجھے ہر جگہ نیچا دیکھایا جائے"

ثوابیہ نے اُس کی بات سُن ایک جھٹکے سے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا،، آنکھوں میں حیرانگی واضح تھی،، اُس نے بے اختیار سر نفی میں

ہلایا،، آنکھیں پانیوں سے بھریں،، اُس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دیکھ کر عازان کا سارا غُصہ ایک پل میں ہَوا ہوا،،

"نہیں میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا آپ مجھ سے قسم لیں لیں میری کبھی ایسی نیت نہیں رہی کہ آپ کو نیچا دیکھاؤں میں نے کبھی نہیں چاہا کہ بی جان آپ پر غُصہ ہوں میں نے کبھی نہیں چاہا کوئی آپ کو ڈانٹے بلکے میں نے تو زندگی میں آپ کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں چاہا"

بار بار آنسو صاف کرتے اُس نے رندھی آواز میں کہا تھا،، عازان جو دم سادھے اُسے دیکھ رہا تھا اُس کی آخری بات اُسے جھٹکا لگا،،

"یہاں بیٹھو"

اُس نے نرمی سے اُسے بازؤں سے پکڑتے ہوئے چیر پر بیٹھایا اور خود بھی اُس کے مُقابل چیر پر بیٹھ گیا،، ٹیبل ہر سے جگ میں پانی گلاس میں ڈال کر اُس کی جانب بڑھایا،، جسے اُس نے دوبارہ آنسو صاف کرتے جھجھکتے ہوئے تھام لیا،، شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ جزبات میں کیا کہہ بیٹھی ہے،، اُس نے پانی کا ایک گھونٹ بھرا،، جو اُس کی نظروں سے خائف ہوتے بمشکل حلق میں اُترا،،

"مجھے اس طرح سے غُصہ نہیں ہونا چاہئے تھا سوری پر تم کام ہی وہی کرتی جو مجھے تیش دلائے پھر کچھ کہوں تو رونے لگ جاتی ہو اب خود ہی بتاؤ کیا علاج ہے تمہارا"

گرے آئیز ارد گرد گھماتے سوری بھی احسان کرنے والے انداز میں کرتے وہ سنجیدگی سے اُس سے دریافت کرتا ہوا بولا تھا،،

"آپ ہیں میرا علاج"

"بولو بھی کہاں کھو گئی"

وہ اُس کے چہرے کے سامنے چُٹکی بجاتے ہوئے بولا،، تو ثوابیہ نے گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظروں کا رُک موڑا،، شُکر وہ صرف سوچ تھی،، اگر کہہ دیتی تو آگے کے بارے میں وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی،، غازان نے حیرت سے اُس کا سُرخ ہوتا چہرہ دیکھا،،

"کیا تُم ٹھیک ہو"

اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا وہ فکر مندی سے بولا،، ثوابیہ کا دل چاہا کہہ دے ہاں نہیں ہوں ٹھیک آپ جائیں یہاں سے،، اُس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے اُس کے گال مزید سُرخ ہوئے،، جبکہ صورتحال سمجھتا غازان بے اختیار اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا،، اُس نے بمشکل اپنے مُسکراہٹ کو قابو کیا،،

"مایا میری دوست ہے وہ امریکا سے آئی ہے کچھ دن ہمارے گھر رہے گی اسی لئیے اُس کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیئے مجھے کچھ کام ہے میں چلتا ہوں"

وہ سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسے ہدایت کرتے ہوئے باہر کی جانب جانے لگی،، ثوابیہ نے مایا کے رُکنے کا سُن کر منہ بنایا وہیں اُس کو کچن سے باہر جاتے دیکھ کر تھوڑی تلے ہاتھ ٹکائے اُسے دیکھنے لگی،،

اور سُنو،،"

وہ ایک دم چونک پر پلٹا ثوابیہ نے ہڑ بڑاتے ہوئے کچھ نہ سمجھ آنے پر جلدی سے پانی کے گلاس کو منہ لگایا،، عازان نے حیرت سے اُس کا پوز دیکھا تھا،،

"آئندہ نائف کا استعمال احتیاط سے کرنا"

وہ بات مکمل کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا،، ثوابیہ نے شُکر بھری سانس خارج کی،، اُس کے دل کی رفتار تو اُس کے دیکھنے پر ہی سُرخ ہو جاتی تھی،،

"یہ لڑکی پوری پاگل ہے"

کار میں بیٹھتا عازان سر جھٹک کر سوچ کر رہ گیا،، مگر پھر اُس کا معصوم سا پوز یاد کرتے اُس کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی،، جسے سیٹتا ہوا گلا سس لگاتا ہوا وہ گاڑی گیٹ سے باہر نکال کر زن سے روڈ پر بھگا گیا،، چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا تھا،،

****

"اچھا ہوا جو تُم خود آ گئے اب دونوں محبت کے پرندے ایک ساتھ اُڑ کر اوپر پہنچیں گے"

فائقہ نے بمشکل چہرے پر سخت تاثرات سجا کر کہا ورنہ ایسی سچویشن میں اپنی ہنسی روکنا اُسے دُنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا،، یعنی جو ایکٹنگ اب تک صرف ڈراموں اور فلموں میں دیکھی تھی اُسے اب حقیقت میں انجام دینے

کا موقع ملا تھا،، حرم نے آنکھوں میں حیرانگی بھر کر اُسے دیکھا تھا،، آریان نے اپنی مٹھی زور سے بھینچی تھی،، اپنے اشتعال کو کم کرنے کے لئیے،، یعنی حرم کا اس حال تک پہنچانے میں اس لڑکی کا ہاتھ تھا،، فائقہ اور حرم نے حلق ترکیا تھا اُس کا غُصے کی شدت سے سُرخ چہرہ دیکھ کر،، چونکہ فائقہ نے اپنا چہرہ رومال سے ڈھانپا ہوا تھا اسی لئیے صرف اُس کی سیاہ آنکھیں ہی واضح تھیں،، اور کپڑوں کو کوٹ کی مدد سے ڈھانپ لیا تھا،، جو کہ کسی اسٹوڈنٹ سے اُس میں ہال میں ہی چھینا تھا،،

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری اُسے ایک کھڑوچ بھی پہنچانے کی"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا سرد لہجے میں بولا تھا،، حرم پریشانی سے کبھی فائقہ کو دیکھی کبھی آریان کی پشت کو،،

"ہمت کی تو بات ہی مت کریں آپ ملک صاحب ابھی آپ نے میری ہمت دیکھی ہی کہاں ہے وہ تو میں ابھی آپ کو دیکھاؤں گی جب یہ لڑکے آپ کو بھی اس حال تک پہنچادیں گے جس حال میں اس وقت آپ کی محبوبہ ہے"

فائقہ حرم کی جانب اشارہ کرتی گردن اکڑا کر خالص بدمعاشوں والے انداز میں ڈائلوگ بولنے لگی،، حرم نے پیچھے سے پانچ اُنگلیاں اُس کے منہ کی جانب کر کے اُس کی سستی ایکٹنگ کی داد دی،، آریان نے آبرو اُچکا کر اُس کی بات سُنی،، اور اپنے کلف کو فولڈ کرتا چہرے پر سخت تاثرات سجائے ایک قدم آگے بڑھا،، فائقہ سمیت وہ پانچوں لڑکے ڈر کر پیچھے ہوئے،، حرم کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ہنسے یا پھر روئے،، فائقہ نے حیرت سے اُب لڑکوں کو دیکھا،،

"ابے پاگل تو نہیں ہو تُم لوگ میں تو لڑکی ہوں تُم لوگ کیوں پیچھے ہو رہے"

وہ دھیمی آواز کیئیے دانت پیس کر اُن سے بولی تھی،،

"پر تُم نے تو کہا تھا معاملہ دور سے حل ہو جائے گا"

ایک لڑکا سر کھجا کر بولا،،

"ہاں تو اب میں ہی کہہ رہی ہوں معاملہ حل کرنے کے لئیے ہمیں اس سے دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے دیکھ نہیں رہا کیسے اُس نے اپنے بازؤوں کی استینیں چڑھالیں ہیں"

وہ اُس کی بات پر جھنجھلا کر بولی تھی،، آریان چہرے پر زاری سجائے اُن کو دیکھ رہا تھا جن کی گفتگو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی،،

"پراگراُس نے ہمیں کٹ دیا تواس کا زمہ دار کون ہوگا"

دوسرا لڑکا پریشانی سے بولا،، فائقہ کا دل چاہا اُس کا سر پکڑ کر دیوار پر پٹخ دے،،

"مرد کے بچے بنو بزدلوں وہ ایک ہے اور تُم پانچ لوگ ہو اور ایک بات ذہن نشین کرلو اگر میرے جیجو کو ایک بھی کھڑوچ آئی نہ تو تُم لوگ اپنا انجام سوچ لینا اب جیسے ہی میں تین تک گنوں تُم سب ایک ساتھ آگے بڑھ کر اُسے قابو کرلینا سمجھے"

وہ اُن کو سارا پلیں سمجھاتی آخر میں وارننگ دیتی ہوئی بولی تھی،، تو اُن سب نے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا،، آگے کنواں اور پیچھے کھائی والا حساب تھا ان کے لئیے،،

"ایک دو تین جاؤ میرے شیروں اور پکڑلو اس شخص کو"

فائقہ ایک دم بلند آواز چیخ کر بولی تو وہ پانچوں بھی چیختے ہوئے آریان کی جانب بڑھے،، حرم نے دانتوں تلے اُنگلیاں پھنسائیں،، اور وہیں فائقہ پیچھے کے دروازے سے کھسکتے ہوئے وہاں سے رفو چکر ہو گئ،، آریان نے سنجید گی سے اُن پانچوں کو دیکھا جو بھاگتے ہوئے اُس کے پاس آرہے تھے،، جیسے ہی پہلے نے اُس مکہ مارنے کے لئیے ہاتھ فضا میں بلند کیا وہیں آریان نے اُس کا وہی ہاتھ پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دے کر اُسے اُس کی کمر سے لگا دیا،، اُس لڑکے کے ساتھ ساتھ باقیوں کے بھی پسینے چھوٹے مگر پھر فارم میں آتے ہوئے ایک نے آریان کے پیٹ میں مکہ مارنا چاہا ہی تھا کہ اُس نے ہلکا سا سائیڈ ہو کر دوسرے ہاتھ سے اُس کی گردن دبوچ کر فضا میں بلند کر زور دار انداز میں زمین پر پٹخ دیا،، وہاں کی در و دیوار اُس کی بلبلاہٹوں سے گونج اُٹھی،، جبکہ

کو دوسرے کو بھی اُس نے سیدھا کر منہ پر زوردار قسم کا مکا مارا جس برداشت نہ کرتے ہوئے وہ بھی ٹوٹے دانت کے ساتھ زمین پر گر گیا،، حرم نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اپنی چیخ روکی،، اگر آریان کو اس ڈرامے کی بھنک بھی معلوم پر گئی تو اُس کا حال بھی کچھ یوں ہی لکھا جائے گا،، اُس نے بے اختیار اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا،، وہ دونوں لڑکے حلق تر کرتے ہوئے اُن تینوں کو دیکھنے لگے جو زمین پر پڑے کراہ رہے تھے،،

"بھائی بات چیت سے معاملہ حل کر لیتے ہیں نہ"

وہ منمناتے ہوئے بولا تھا،، آریان کے چہرے پر مبہم سی مُسکراہٹ اُبھری،، وہ اُن کے حلیے سے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ لڑائی میں کتنے اناڑی ہو سکتے ہیں،، جبکہ اُن کی لیڈر بھی اپنی جان بچا کر بھاگ چُکی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ لڑکے اُس کا مُقابلہ ہر گز نہیں کر سکتے،،

" وہ کیا ہے نہ دوستوں بات بات چیت سے بہت آگے چلی گئی ہے "

اُن دونوں کی گردنوں کے گرد اپنے بازو حمائل کرتا وہ سنجیدگی سے بولنے لگا،، حرم جو متجسس سی اُس کی اگلی کاروائی کی منتظر تھی اپنے کندھے پر رکھے ہاتھ کو دیکھتی ایک دم چیخنے ہی لگی تھی کہ فائقہ نے بروقت اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اُس کی چیخ روکی،، وہ پچھلے دروازے ہوتے ہوئے اپنا کوٹ اور رومال پھینک کر دوبارہ ایک نئی شخصیت بن کر ہال میں داخل ہو چکی تھی،، اُسے دیکھتے ہی حرم کی آنکھیں کچھ پُر سکون ہوئیں،، فائقہ نے آرام سے اُس کے منہ پر سے ہاتھ ہٹایا،،

بس کر دے اوور ایکٹنگ کی دوکان اوہ آریان آج تو پکا میرا پتہ اوپر کی جانب "
" کٹ گیا ہے آپ پلیز مجھ سے اظہارِ محبت کر دیں

فائقہ اُسے کوستی ہوئی ایک ہاتھ پیشانی پر رکھ کر درد بھرے انداز میں بولتی ہوئی اُس کی ایکٹنگ دوہرانے لگی،،

"ہاں بھی تو نے جیسے بڑی کوئی اعلی ایکٹنگ کی ہے ایسی سستی ایکٹنگ اگر مولا جٹ بھی دیکھ لیتا نہ تو قسم سے ایک آدھی ہڈی توڑ کر ہی جاتا تیری ملک صاحب ابھی آپ نے میری ہمت نہیں دیکھی کی پکچھ لگتی وہ دیکھ کیسے بغیر جھاگ کے تیرے سارے بندوں کو دھو ڈالا میرے بندے نے"

فائقہ جو بے زاری سے اُسے سُن رہی تھی اُس کے آخری الفاظ پر چونک کر اُس کی جانب دیکھا،، حرم نے دانتوں تلے لب دبائے،،

اووہوووومیرا "بندہ "کیا بات ہے بھائی جٹا کیا بات ہے تُمہیں تواس "بندے "سے جان چھڑوانی تھی نہ تواب کیا ہوا "بندے "نے دائریکٹ دل پر وار کر دیا کیا "

وہ "میرے بندے "پر زور دیتی شرارتی انداز میں بولی،، حرم کا چہرہ پل بھر میں سُرخ ہوا تھا،،

"بکواس نہ کر ٹھر کی عورت "

وہ جھنجھلاتے ہوئے دانت پیس کر بولی تھی،،ابھی وہ دونوں مزید ایک دوسرے کی ٹانگ کھنچتے ہی کہ پیچھے سے آتی دل دہلا دینے والی آوازوں پر حیرانگی سے پیچھے کی جانب دیکھا تو ساکت رہ گئے جہاں آریان نے اُن دونوں کے سروں کو پکڑتے ہوئے ایک دوسرے کے سر کے ساتھ زوردار انداز

میں ٹکر دیا تھا،،اوراب ہاتھ جھاڑتا ہوا سنجیدگی سے ان کی جانب آرہا تھا،، حرم فائقہ کے ساتھ چپکی،،وہیں فائقہ نے اپنا حلق تر کیا،،اب تو سہی معنوں میں اُنہیں اپنی شامت نظر آنا شروع ہو گئی تھی آریان کی صورت میں

''

"چلو حرم تمہیں ہاسپٹل لے کر جانا ہے"

فائقہ کو نظرانداز کرے وہ سنجیدگی سے حرم سے مخاطب ہوا،،تواُس نے رونی صورت بنائے فائقہ کو دیکھا،،

"اسلام علیکم ! آریان بھائی میں حرم کی دوست ہوں جس نے آپ کو کال ملا کر یہاں بُلایا تھا"

فائقہ خود ہی فخریہ انداز میں اپنا تعارف کرواتی ہوئی بولی،،اُس کی بات پر آریان نے چونک کراُس کی جانب نظریں اُٹھائیں،،

وعلیکم سلام،،اگر آپ اِس کی اتنی ہی اچھی دوست ہوتیں تو کسی کی جرات نہ ہوتی اس کو ہاتھ بھی لگانے کی"

اُس کا لہجہ بے لچک تھا،،

"بھائی میں اس کی دوست ہوں گاما پہلوان نہیں"

فائقہ کی زبان پھسلی،،حرم نے اپنا سر پیٹا،،

"وہ میں فائقہ کے ساتھ ہی ہاسپٹل چلی جاؤں گی آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں"

حرم کشمکش میں پڑتی اُس سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی تھی،، نام وہ اُس کا لے نہیں سکتی تھی اور سرتاج فائقہ کے سامنے بول نہیں سکتی تھی ورنہ خوب ریکارڈ لگانا تھا فائقہ نے اُس کا،، آریان نے اُس کی بات پر آبرو اُچکائی،،

"آریو میڈ حرم ملک میں ہرگز بھی تمہیں اس کیئر لیس لڑکی کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دوں گا جو تمہاری حفاظت تک نہ کر سکے"

وہ سنجیدگی سے اُسے باور کرواتا ہوا بولا تھا،، فائقہ نے خود کو کیئر لیس کہے جانے پر منہ بنایا،،

"ایک تو ان دونوں کا ٹانکا فکس کروانے کے لئے میں نے اتنی محنت کی اوپر سے مجھے ہی باتیں سُنا رہے ہیں سہی کہتی ہیں بے بے آج کل بھلائی کا تو کوئی زمانہ ہی نہیں ہے"

اُس نے دل ہی دل میں دہائی دی تھی،، حرم نے دانتوں تلے لب دبائے اُس کی بات پر،،

"آریان بھائی اب پکا میں اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کروں گی اگر کوئی اس کو گولی بھی مارے گا تو میں آگے کود جاؤں گی پر اسے کچھ نہیں ہونے دوں گی آپ پلیز اسے میرے ساتھ جانے دیں"

فائقہ اب کے دل پر پتھر رکھتی اُس کی منت کرتی ہوئی بولی تھی،،

میری دکشنری میں جو پہلی ہی آزمائش میں ناکام ثابت ہوا اُسے دوبارہ آزمانہ " سراسر بیوقوفی ہے "

حرم کے سامنے ہاتھ پھیلائے وہ سنجیدگی سے اُس سے مخاطب ہوا،، فائقہ کا دل چاہا بھلا وہ بھی خود کو رسیوں سے باندھ لیتی تو یہ طعنے نہ سُننے پڑتے،، حرم ایک نظر فائقہ کو دیکھتی ہوئی جھجھکتے ہوئے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہوئی اُٹھی مگر پاؤں میں فراک اُڑسنے پر فائقہ کی جانب گرنے ہی لگی تھی کہ فائقہ نے اُسے آریان سے پہلے ہی تھام لیا،،

" بس کر دے ایکٹنگ حرم "

اُس کے دوسرے ہاتھ کو تھامتے ہوئے فائقہ نے اُس کے کان میں سرگوشی کی،، ایک طرف آریان نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا تو دوسری جانب فائقہ بے،، یہ

منظر اُسے اس قدر خوبصورت لگا کہ اُس کے دل نے بے ساختہ ساری زندگی یوں ہی رہنے کی دُعا کی،،

مجھ آپ کی بات سے اتفاق نہیں ہے غلطیاں تو انسانوں سے ہی ہوتی ہیں" اگر وہ ایک آزمائش میں ناکام ہو جائیں تو اس کا یہ مطلب ہر گز بھی نہیں ہے کہ خُدا اُنہیں آزمانہ چھوڑ دے گا،، اور ویسے بھی فائقہ سلمان حرم ملک کی صرف دوست ہی نہیں جان ہے اسی لئیے آپ اُس کے بارے میں اس طرح سے بات نہیں کر سکتے،، وہ اس آزمائش میں پورا اُتری ہے کیونکہ اگر وہ بروقت آپ کو بھاگ کر فون نہ کرتی تو شاید آج آپ یہاں میری لاش کا دیدار کرنے ہی پہنچ پاتے"

"شٹ اپ حرم آئندہ اگر ایسی فضول بات کی تو بیت بُرا پیش آؤں گا میں" "میں ایک چماٹا کان کے نیچے لگاؤں گی جو ایسی منحوس بات دوبارہ کہی"

حرم جو سنجیدگی سے بول کر چُپ ہی ہوئی تھی کہ اُس کی آخری بات سُنتے وہ دونوں آپے سے باہر ہوتے ایک ساتھ بولے تھے،، حرم اُن دونوں کو حیرت سے دیکھتی ہوئی کھلکھلا کر ہنس پڑی،، جہاں فائقہ نے منہ بنایا،، وہیں آریان اُس کی کھلکھلاہٹوں میں خود کو ڈوبتا ہوتا ہوا محسوس کرنے لگا،، حرم کی نظر جیسے کی آریان کی جانب اُٹھی اُسے خود کی جانب دیکھتا پا کر اُس نے بروقت اپنی ہنسی کو بریک لگائی اور سُرخ چہرے کے ساتھ یہاں وہاں دیکھنے لگی،، فائقہ نے مُسکراہٹ دباتے سے ان دونوں کو دیکھا،،

اللہ پاک اب تو یہ حرم بھی سنگل سے ڈبل ہو گئی وہ میں نے پوچھا تھا میرے "

" والا کہاں رہ گیا ہے

وہ دل ہی دل میں حسرت سے بولی تھی،،

"وہ میں کہنا چاہتی تھی کہ آپ دونوں کو ہی ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے تو آپ دونوں ہی حرم کی گاڑی میں بیٹھ جائیں کار ڈرائیو میں کرلوں گی پھر ہم تینوں ساتھ ہاسپٹل چلے جائیں گے ویسے بھی آریان بھائی مجھے نہیں لگتا آپ کے سر کا زخم آپ کو اس بات کی اجازت دے گا کہ آپ کار ڈرائیو کر سکیں"

اب کہ اُس نے نہایت شائستگی سے بات سنبھالی،،اس کے پہلے کہ وہ انکار کرتا حرم کی خود کی جانب اُٹھیں التجائی نظروں کو دیکھتا گہری سانس بھرتا سر ہلا کر رہ گیا،،فائقہ نے بے ساختہ شُکر ادا کیا،،وہیں حرم بھی اُس کے مان جانے پر پُر سکون ہوئی،،وہ دونوں ہی حرم کو سہارا دیتے ہوئے گاڑی تک لے جانے لگے،،یونی کے سب اسٹوڈنٹس دانت نکالے انہیں ہی دیکھ رہے تھے،،یونی سے باہر پہنچ کر فائقہ نے حرم سے کار کی کیز مانگیں،،اور پھر کیز ملنے پر کار کا پچھلا ڈور کھول کر حرم کو اندر بٹھایا،،آریان سنجیدگی سے آگے

والی سیٹ پر براجمان ہوا اُسے اس لڑکی پر رتی برابر بھی بھروسہ نہیں تھا اسی لئیے اُس نے آگے بیٹھنا زیادہ مناسب سمجھا،، فائقہ افسوس سے سر نفی میں ہلاتی ہوئی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی اور گاڑی زن سے ہاسپٹل کی جانب گھما دی،، آگے نا جانے کون سے امتحان اُن کے منتظر تھے،،

****

" پلیز کچھ کھالو تھوڑا سا ہی دیکھو اگر تُم کچھ کھاؤ گی ہی نہیں تو پھر ٹھیک کیسے ہو گی "

اُس نے ایک بار پھر روہانسی ہو کر اُس کی منت کی،، جس پر اُس نے اُسے نظر انداز کیا،، اب کہ ثوابیہ کو اُس چڑیا پر غُصہ آیا،، وہ آدھے گھنٹے سے اُس کی منتیں کر رہی تھی کہ کچھ کھالے مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی جو کچھ نا جانے کون سے گُمانوں میں تھی،،

دیکھو میں اچھی طرح سے تمہاری نیت سمجھ رہی ہوں پر یہ جو تُم سوچ رہی "
ہو نہ میں ایسا ہونے نہیں دوں گی تم اپنی کاسٹ میں سے ہی کسی کو ڈھونڈ لو
"مگر خبر دار جو میرے والے پر نظر رکھی

اُس کی ادائے بے نیازی کو دیکھتے ہوئے ثوابیہ نے دانت پیستے ہوئے اُسے
وار ن کیا،، چڑیا نے غُصے سے اُس کے ہاتھ پر اپنا چھوٹا سا ٹھنگا مارا،،

"آوچھ بد تمیز"

جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کرتی وہ اُسے کوستی ہوئی بولی تھی،، چڑیا کے ٹھنگے سے
ایک چھوٹے سے ٹرائے اینگل کا نشان بن گیا تھا اُس کے ہاتھ پر،،

"ہاہاہاہااومائی گُڈنیس"

پیچھے سے آتی ہنسی کی آواز پر اُس نے رُخ موڑ کر حیرت سے مایا کو دیکھا جو ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو رہی تھی،،

"سیر یسلی ثوابیہ تُم ایک معصوم سی چڑیا سے جیلس ہو رہی ہو کم از کم میں تمہیں اتنا بیوقوف نہیں سمجھتی تھی"

وہ مسلسل ہنستے ہوئی بول رہی تھی،، خود کو بیوقوف کہے جانے پر ثوابیہ کے گال پل بھر میں سُرخ ہوئے تھے،، غُصے سے،،

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں کوئی کام تھا کیا آپ کو"

وہ سنجیدگی سے اُس کی جانب سے نظریں پھیرتے ہوئے دوبارہ چڑیا کی جانب کھانے کی پلیٹ اڑساتی ہوئی اُس کا کیج بند کر گئ،،

ہاں اتنے بڑے گھر میں غازان کے بغیر میں بور ہو رہی تھی تو سوچا اُس کی وائف سے کچھ گپ شپ لگا لی جائے اسی لئیے تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں چلی آئی"

وہ اپنے گولڈن بال جو کہ اونچی پونی میں جکڑے ہوئے تھے اُنہیں پیچھے کی جانب جھٹکتے ہوئے مُسکراہٹ دبا کر بولی تھی،، ثوابیہ کو نا جانے کیوں اُس کا بار بار غازان کا نام لینا ناگوار گزرا تھا،،

پر میں تو کچن میں جانے لگی ہوں تاکہ رات کے کھانے کا انتظام کر سکوں" آپ یوں کریں کوئی فلم لگا کر اپنا ٹائم پاس کر لیں"

وہ سادگی سے اُسے اپنی مصروفیات بتاتی ہوئی مشورہ دینے لگی،،

"ہاں تو کوئی بات نہیں میں تمہارے ساتھ ہی کچن میں چلی آتی ہوں ویسے میرا آج تک کوئی پاکستانی دش کھانے کا اتفاق نہیں ہوا مگر آج دل چاہ رہا ہے اپنے بیسٹ فریڈ کی وائف کے ہاتھوں کا کچھ چٹ پٹا سا ٹیسٹ کیا جائے اُمید ہے تُم منع نہیں کرو گی"

وہ شائستگی سے اُس سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی تو ثوابیہ اُس کے چہرے سے پھوٹتی خوشی دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلا کر رہ گئی،، ایک نظر چڑیا کو دیکھتی ہوئی وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور اُس کے پاس سے ہوتی ہوئی کھلے دروازے سے باہر کی جانب چلی گئی،، مایا بھی مُسکراتے ہوئے اُس کے پیچھے چلنے لگی،، کچن میں پہنچتے ہوئے ثوابیہ نے فریج سے چکن نکال کر اُسے واش

کرنا شروع کیا،، اُس کا ارادہ بریانی بنانے کا تھا، ، مایا متجسس سی سنک سے ٹیک لگائے اُس کے ایک ایک عمل کو ابزرو کر رہی تھی،،

"اچھا ویسے تمہاری مُلاقات کیسے ہوئی غازان سے"

تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ مایا نے ایک بار پھر دونوں کے درمیان حائل خاموشی کو توڑا اور آنکھوں میں تجسس بھرے اُس سے پوچھنے لگی،، ثوابیہ کا ہاتھ رُکا،، اُس نے ٹیب بند کیا اور چکن کو ایک باؤل میں ڈال دیا، ، مایا ہنوز اپنے جواب کی منتظر تھی،، وہ اس لڑکی میں غازان کی دلچسپی کی وجہ جاننا چاہتی تھی،،

"ہمارے یہاں لڑکے لڑکیوں کے آپس میں ملنے کا رواج نہیں ہے بس بڑوں میں بات طہ کی گئی اور پھر ہماری شادی ہو گئی"

اُس نے سادگی سے بتایا،، وہاں مایا کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا،،

"سیریسلی تُم نے شادی سے پہلے غازی کو دیکھا تک نہیں مطلب ایک جھلک بھی نہیں یہ کیسے پاسیبل ہے مطلب تُم نے اپنے ہونے والے لائف پاٹنر کو دیکھے بغیر ہی شادی کے لیئے ہاں کر دی"

اُس کی شدیدِ حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز گونجی،، ثوابیہ نے چونک کر اُسے دیکھا،،

"میرے ماں باپ نے دیکھ لیا میں نے دیکھ لیا ایک ہی بات ہے ویسے بھی مجھے اپنے بڑوں پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہمارے لیئے کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے"

اب کہ وہ چاولوں کو واش کرتے ہوئے سنجید گی سے بولی تھی،،مایا کے پیشانی پر ننھے ننھے بل پڑے تھے اُس کی بات پر،،

پر زندگی تو تُم نے گزارنی تھی مطلب ایک بار دیکھنے میں کیا چلا جاتا ہے اگر" تمہاری شادی غازان سے نہ ہوتی اور کسی اور سے ہو جاتی اور وہ بُرا نکلتا تو اس میں کس کی غلطی ہوتی تمہارے ماں باپ کی جن کے کہنے پر تُم نے بغیر کچھ "سوچے سمجھے ہاں کر دیا یا پھر تمہاری

وہ اُس کے سامنے اپنا پوائنٹ اوف ویو رکھتی ایک اور سوال داغ گئی،،ثوابیہ نے اُس کی بات سُنتے ہوئے ایک پتیلی میں پانی بھر کر اُسے چولھے پر چڑھا دیا اور فلیم اون کر دی،،اُس کے سوال پر وہ گہری سانس حارج کر کے رہ گئی،،

توپھر میں اِسے قسمت کہتی یا پھر میرے نصیب میں لکھی ہوئی آزمائش کہتی "
،،اگر میرا جوڑ کسی بُرے شخص سے بنا دیا جاتا ایک بار دیکھنے سے واقعی کچھ نہیں ہوتا مگر میں نے اس بات سے انکار کر دیا تھا،، بیشک ہمارے ماں باپ ہم سے زیادہ تجربہ کار ہیں اور وہ اپنی اولاد کے لئیے کبھی کوئی غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے"

وہ پُر سکون لہجے میں بولتی ہوئی چاولوں کو اُبلتے ہوئے پانی میں مُنتقل کر گئی،، مایا کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا اُس کی باتوں پر،،

تمہاری سوچ بہت ٹیپکل ہے تمہیں نہیں لگتا ایسے ہی نا جانے کتنے لوگوں "
" کی علیحدگی ہو جاتی کہ وہ ایک دوسرے کے مزاجوں کو سمجھ نہیں سکتے

وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بولی تھی،،

"جسے تُم ٹپیکل سوچ کہہ رہی ہو اسے یہاں فرمانبرداری کہتے ہیں اور تمہاری دوسری بات پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ علیحدگی تواُن میں بھی ہو جاتی ہے جو اپنی مرضی سے شادی کرتے ہیں بقول تمہارے کہ دیکھ لینا باتیں کر لینا ان سب میں کیا جاتا ہے تو پھر تُم خود بتاؤاُن کے درمیان علیحدگی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے وہ تو ایک دوسرے سے مزاج شناس تھے نہ اسی لئیے اپنی مرضی سے کئیے گئے فیصلے بھی غلط ثابت ہو جاتے ہیں پر اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے ماں باپ سے زیادہ زمانہ شناس ہیں دینِ اسلام پسند کی شادی کے خلاف نہیں ہے مگر ماں باپ کی رضامندی سے کی گی ٔشادی میں زیادہ برکت ہے"

ثوابیہ نے دھیمی مُسکان چہرے پر سجائے اُس کے سوال کا جواب دیا اور چاولوں کے اوپر ڈھکن رکھ دیا،، مایا نے دلچسپی سے اُس کی بات سُنی تھی،، اُسے غازان کی بیوی اتنی بھی بُری نہیں لگی تھی،،

"مطلب تُم خوش ہو اپنے ماں باپ کے فیصلے سے"

گفتگو اب اختتامی مراحل میں داخل ہو رہی تھی،،

"ہاں میں خوش ہوں بہت خوش ہوں سب کچھ تو ہے میرے پاس رہنے کے لئیے چھت ہے ایک اچھے ہمسفر کا ساتھ ہے اور اس پر میں اپنے رب کی اپنے ماں باپ کی بے حد شُکر گزار ہوں"

اُس نے سادگی سے کہا،، مایا اُس کی بات پر چونکی،،

اور محبت،،"

ثوابیہ کے چہرے سے خون نچور گیا تھا اُس کی بات سُن کر،،مایا نے حیرت سے اُس کے چہرے کے تاثُرات دیکھے،،

مطلب،،"

اُس نے اُلجھتے ہوئے پوچھا اور چاولوں کا ڈھکن اُٹھایا،،دھواں بھاپ کی صورت میں اُٹھا اور فضا میں بلند ہوتا غائب ہو گیا،،

مطلب محبت کرتا ہے وہ تُم سے،،"

اب کہ اُس نے اپنی حیرت چھپائے سنجیدگی سے پوچھا تھا،، پتیلی اُٹھاتے ثوابیہ کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ ہوئی تھی جس کے باعث اُس کی گرفت اُس پر ڈھیلی پڑی اور وہ زمین بوس ہو گئ،، گرم دھواں اُڑاتے پانی کی کئ چھینٹیں اُس کے پیروں کو جھلسا گئ،

اہہہ،،"

سیاہ آنکھیں تکلیف کی شدت سے سُرخ پڑیں تھی،،وہ بے اختیار لڑکڑائی اس سی پہلے سے وہ زمین بوس ہوتی سکتے میں یہ منظر دیکھتی مایا بروقت ہوش میں آئی اور اُس تھامتی ہوئی چیر کھینچ کر اُس پر بٹھا گئ،،

اومیرے اللہ ثوابیہ حد ہو گئ لاپرواہی کی ایسے پکڑتے ہیں گرم کیٹل کو کسی"
کپڑے کا استعمال نہیں کرسکتی تھی تُم"

وہ کیٹل کو کپڑے کی مدد سے زمین سے اُٹھا کر سنک میں رکھی صدمے سے بولی تھی،، چاول تو نیچے گرنے سے بچ گئے تھے،، وہ نیچے بیٹھ کر اُس کے پاؤں کے زخم کا معائنہ کرنے لگی،، صد شُکر نقصان زیادہ بڑا نہیں تھا مگر کچھ کم نہیں تھا،، اُس نے پیشانی مسلتے ہوئے ثوابیہ کو دیکھا جو منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ رہی تھی،،

"میں غازان کو فون کرتی ہوں پھر ہم ہاسپٹل چلتے ہیں پلیز تُم تھوڑا صبر کرو"

وہ اپنے فون سے غازان کا نمبر ملاتی اُسے تسلی دیتے ہوئے بولی،، ثوابیہ کا اپنے پاؤں جلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے،، سیاہ آنکھوں میں تکلیف کی شدت سے سُرخ ڈوریں نظر آرہی تھیں،،

"اووکم اون غازی پک اپ دی کال"

اُس نے جھنجھلاتے ہوئے اُس کا نمبر ری ڈائل کیا،، مگر پھر ثوابیہ کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے خود ہی کٹ دیا،،

آئی تھنک وہ ابھی کہیں بزی ہے ایسا کرتی ہوں میں تمہیں ہاسپٹل لے جاتی" "ہوں اُٹھو

وہ شرمندہ لہجے میں بولتی ہوئی اُس کا ایک بازو اپنے کندھوں پر رکھتی اُسے کمر سے تھامتی ہوئی احتیاط سے باہر کی جانب لے جانے لگی،، ثوابیہ خاموشی سے تکلیف برداشت کرتے ہوئے اُس کے ساتھ چلنے لگی،، مایا نے بمشکل کار کا فرنٹ ڈور کھول کر احتیاط سے اُسے اندر بٹھایا اور خود دوسری جانب آکر بیٹھ گئی،، رات کے سائے گہرے ہو رہے تھے،، سردیوں کے باعث ہر طرف ہو

کا عالم تھا،، گیٹ کھلنے پر مایا نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے روڈ پر ڈالی اور ہاسپٹل کی جانب گامزن کر دی،،

****

فائقہ نے ہاسپٹل کے باہر کار روکی،، آریان فوراً حرم کو سہارا دینے کے لئیے باہر نکلا،، حرم نے بے چارگی سے فائقہ کو دیکھا تو اُس نے اُسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی، اُس نے ڈور کھول کر ہاتھ آگے بڑھایا جسے حرم جھجھکتے ہوئے تھامتی ہوئی باہر نکلی،،

"بس بس آگے میں خود ہی سہارا دے دوں گی اپنی دوست کو آریان بھائی"

فائقہ بھی گاڑی سے باہر نکل اُسے لوک لگاتی بھاگتے ہوئی حرم کے پاس پہنچی اور اُس کا ایک ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کر اُسے سہارا دیتے پھولی ہوئی سانس

کے ساتھ مُسکراتے ہوئے بولی تھی،، حرم نے فوراً اپنا ہاتھ آریان کی گرفت میں سے نکالا،، آریان سنجیدگی سے اُن دونوں کو گھورتا ہوا آگے چلنے کا اشارہ کرنے لگا،، وہ دونوں ہنسی دباتے ہوئے زینے طے کرتی ہوئی ہاسپٹل کے اندر داخل ہوئیں،،

"آریان بھائی آپ ایسا کریں اپنے سر کی پٹی کروا آئیں تب تک میں حرم کو چیک کروا آتی ہوں"

اُس نے گلا کھنکھارتے ہوئے معصومیت سے کہا تھا،،

"نہیں میں پہلے حرم کو چیک کرواؤں گا پھر اپنی پٹی کروا لوں گا ویسے بھی اتنا گہرا زخم نہیں ہے میرا"

وہ اُس کی بات رد کرتا بے لچک لہجے میں بولا تھا،، فائقہ نے اپنے دانت کچکائے،، وہیں حرم کو پریشانی ہوئی،،

"ٹھیک ہے پھر آپ یہاں بیٹھیں تب تک میں پرچی لے کر آتی ہوں"

دماغ میں تانے بانے جوڑتے ہوئے اُس نے سنجیدگی سے کہا اور حرم کو وہاں کے بینچ پر بٹھاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی،، آریان سنجیدگی سے حرم کے پاس ہی بیٹھ گیا،، حرم اُس سے تھوڑا دور کھسکی،، اُس کی اس حرکت پر وہ گھورتا ہوا دوبارہ اُس کے ساتھ ہو کر بیٹھ گیا،، اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ آگے کھسکتی اُس کی دھمکی پر منہ پھلا کر وہیں بیٹھ گئی،،

"حرم ملک اب اگر تُم مزید آگے ہوئی تو ہاسپٹل سے باہر پھینک آؤں گا"

وہ سنجیدگی سے بولا،، اُس کا بچوں جیسا پھولا منہ دیکھ کر اُس کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی جسے وہ سمیٹتا ہوا بے چینی سے اُس کی دوست کا انتظار کرنے لگا جو شاید کوئی اسپیشل قسم کی پرچی بنوانے چلی گئی تھی،، حرم بے زاری سے ارد گرد دیکھ ہی رہی تھی کہ اُس کی نظر اینٹریس پر پڑی جہاں سے ایک لڑکی بمشکل دوسری لڑکی کو سہارا دیئے اندر داخل ہو رہی تھی،، اُس کے دماغ میں کچھ ماہ پہلے آنے والی پیشنٹ کا چہرہ کلک ہوا،،

"ثوبی"

اُس کی حیرانگی میں ڈوبی آواز گونجی،، وہ اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی فراک سنبھالتی ہوئی بھاگ کر اُس کے قریب پہنچی اور دوسرے ہاتھ سے اُس کو سہارا دینے لگی،، آریان نے حیرت سے اُس کی پھرتی دیکھی تھی،، اُسے ناجانے کیوں کچھ کھٹکا تھا،،

"آپ کون ہیں"

مایا نے حیرت سے اُس اجنبی سبز آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا جو ثوابیہ کو سہارا دے چکی تھی،، وہ اُس کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے بہت رش ڈرائیو کے بعد کسی قریبی ہاسپٹل پہنچی تھی،، اب جب وہ اُسے سہارا دے کر اندر لا رہی تھی تو اس اجنبی لڑکی کا یوں فکر مندی سے اُن کے پاس آنا اور سہارا دینا اُسے عجیب لگا تھا،، ثوابیہ نے بھی حیرت سے اپنی پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا،، ذہن میں ایک شناسا سا چہرہ اُبھرا تھا،،

"آپ پہلے انہیں کہیں بٹھا دیں پھر میں بتاتی ہوں"

وہ سنجیدگی سے بولی تو مایا نے اثبات میں سر ہلایا،، وہ دونوں اُسے سہارا دیتی ہوئیں قریبی بینچ پر بٹھا گئیں،،

"تُم یہاں کیا کر رہی ہو یہ کیا ہوا ہے تمہارے پاؤں پر"

وہ سنجیدگی سے اُس سے پوچھ رہی تھی کہ جیسے ہی اُس کی نظر اُس کے پیروں پر گئی وہ دل تھامتے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اُس زخم دیکھنے لگی،، جو کہ شاید جلنے کی وجہ سے ہوئے تھے،، مایا خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی،، اُس کے انداز سے اُسے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ثوابیہ کی کوئی ریلیٹو ہے،،

"وہ غلطی سے میرے پاؤں پر گرم پانی گر گیا تھا تو اسی لئیے"

انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے اُس نے نظریں چُراتے ہوئے کہا تھا،، حرم کے دماغ میں اُس کے شوہر کا چہرہ گھوم گیا،،

کہیں اُس جلاد نے،،"

یہ سوچ دماغ میں آتے ہی اُس کا چہرہ غُصے کی شدت سے سُرخ ہوا تھا،، مایا اور ثوابیہ نے حیرت سے اُس کا چہرہ دیکھا،، دور بیٹھا آریان بھی باریک بینی سے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا،،

"واٹ کیا مطلب غلطی سے دھیان کہاں تھا تمہارا اچھے بھلے پاؤں کا ستیاناس کر دیا تُم نے ہر وقت خیالوں میں رہی گی تو خود کو ہی جلا بیٹھو گی کسی دن تُم"

اُسے رہ رہ کر اُس کے جلاد شوہر پر غُصہ آرہا تھا جس نے معصوم کا پاؤں جلا دیا تھا،، مگر وہ اُس لڑکی کے سامنے ایسی کوئی بھی بات ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی غُصے سے اُس سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،، ثوابیہ معصومیت سے سر جھکائے اُس کی ڈانٹ سُن رہی تھی،،

"آپ پلیز اپنا غُصہ بعد میں کر لی جئیے گا ابھی وہ تکلیف میں اسے جلد سے جلد ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے"

مایا ثوابیہ کی فیور کرتی معذرت خوانہ لہجے میں بولی تھی،، حرم نے گہری سانس لیتے اپنے غُصے کو کنٹرول کرنا چاہا،،

"دل تو چاہ رہا ہے تمہارا سر پھاڑ دوں اپنے ہاتھوں سے مگر پہلے تُم ٹھیک ہو جاؤ پھر دیکھتے ہیں تمہاری مستقل تکلیف کا علاج کیا کرنا ہے"

وہ ایک بار پھر سُرخ ہوتی بولی تھی،، ثوابیہ نے حیرانی سے اُسے دیکھا،،اُس کی کچھ باتیں اُس کے سر کے اوپر سے گزری تھیں،،مایالب بھینچے بار بار غازان کو کال ملا رہی تھی مگر اُسے فون نہ اُٹھاتے دیکھ کر گہری سانس بھرتی فون کو دوبارہ کلچ میں رکھ گئی،،

"ریسپشن کہاں پر ہے"

وہ حرم سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی تو اُس نے بائیں جانب اشارہ کر دیا،،وہ سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی،،وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے ثوابیہ کو گھور رہی تھی،،

"آپ بھی بیٹھ جائیں"

وہ اُس کی گھوری ہر خفت کا شکار ہوتی ہوئی معصومیت سے بولی تو حرم خفگی سے اُس کے پاس بیٹھ گئی،،

"ویسے بہت ہی کوئی بے وفا دوست بنائی ہے میں نے دو مہینے گزرے ایک بار بھی کال یا میسج کرنا گوارا نہیں کی تُم نے"

نا چاہتے ہوئے بھی اُس کے منہ سے شکوہ پھسلا،، ثوابیہ کا جھکا سر مزید جھک گیا،،

"میرے پاس فون نہیں ہے"

اُس نے سادگی سے بتایا،،اور یہاں حرم کے سر پر پہاڑ ٹوٹے،،اُس نے صدمے سے اُسے دیکھا،،

"تو فون نمبر کیوں لیا میرا"

اُس کی حیرت میں ڈوبی آواز گونجی،،

"آپ نے زبردستی دیا تھا"

وہ جتاتی ہوئی بولی،،

"اُفففف تمہاری عقل کو سلام ہے لڑکی بتا نہیں سکتی تھی کہ فون نہیں ہے تمہارے پاس میں ایوں اتنا ویٹ کرتی رہی"

اُسے نئے سرے سے غُصہ آیا تھا اس کم عقل لڑکی پر،، ثوابیہ نے خفت سے انگلیاں ایک دوسری میں پیوست کیں،،

"آپ نے پوچھا ہی نہیں بس دے دیا"

وہ ایک بار پھر معصومیت سے بولی تو حرم نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا،، دور بیٹھا آریان جو اُس کی کاروائی دیکھ رہا تھا اُسے اس طرح سر پکڑتے دیکھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس کے پاس پہنچا،،

"حرم آر یو اوکے "

فکر مندانہ لہجے پر حرم نے چونک پر سر اُٹھایا،، مگر پھر آریان کو اپنے فکر میں کھڑے دیکھ کر اُسے بے اختیار اُس پر ڈھیروں پیار آیا،،

"جی میں ٹھیک ہوں سر تاج ان سے ملیں یہ ہیں میری دوست ثوابیہ اور ثوابیہ ان سے ملو یہ ہیں میرے،،

وہ تعارف کرواتے کچھ لمحوں کے لئیے رُکی،، آریان نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے اُس کی حالت دیکھی،،

"میں آریان ملک ہوں حرم کا ہسبنڈ"

وہ سنجیدگی سے اپنا تعارف کرواتا ہوا بولا،، حرم نے ایک جھٹکے سے اُس کی جانب دیکھا،، سبز آنکھوں میں حیرانی واضح تھی،،

"آپ شادی شدہ ہیں آپ نے پہلے تو نہیں بتایا"

ثوابیہ حیرت سے اُس ہینڈسم نوجوان کو حرم کے برابر کھڑا ہوا دیکھ کر بولی،،

"مجھے خود آج پتا چلا ہے"

وہ آریان کو گھورتے ہوئے زبردستی مُسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی،، آریان نے بے نیازی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا،، ثوابیہ نے حیرت سے اُس کی بات سُنی،،

"اسلام علیکم بھائی بہت اچھا لگا آپ سے مل کر"

وہ مُسکراتے ہوئے آریان سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،،

" وعلیکم سلام مجھے بھی"

وہ بھی مبہم مُسکراہٹ کے ساتھ بولا،، حرم نے حیرت سے اُس کی مُسکراہٹ دیکھی،، جوکہ شاید وہ زندگی میں دوسری بار دیکھ رہی تھی،، ایک تب دیکھی تھی جب وہ بے انتہا چھوٹی تھی اور دوسری اب،، نظروں کی تپش محسوس کرتا وہ پل بھر میں اپنی مُسکراہٹ سمیٹ گیا،، حرم دل محسوس کر رہ گئی،، وہ مُسکراتے ہوئے واقعی شہزادہ لگتا تھا،، ثوابیہ حیرت سے حرم کی محویت نوٹ کرتی ہنس دی،، حرم نے سٹپٹا کر اپنی نظریں پھیریں اور واپس بیٹھ کر اُسے گھورنے لگی،،

"میں تمہاری دوست کو دیکھ کر آتا ہوں نا جانے کہاں رہ گئی ہے"

وہ سنجیدگی سے اُس سے مخاطب ہوتا ہوا بول کر جانے ہی لگا تھا کہ حرم فٹ سے اُس کے مُقابل آ کھڑی ہوئی،، آریان نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

"آپ یہاں بیٹھ کر میری دوست کی خفاظت کریں میں فائقہ کو دیکھ کر آتی ہوں "

وہ جلد بازی میں بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئ،،

"رُکو حرم تُم نہیں جا سکتی تمہیں چوٹ لگی ہے"

پیچھے سے وہ بلند آواز اُسے روکتا ہوا بولا،،

سرتاج ہم ملک ہیں ہمارے یہ دل پر چوٹ لگتی ہے یا پھر روح پر یہ چھوٹی "موٹی چوٹیں ہم ملکوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی سو و وبی چِل"

وہ شرارت سے بلند آواز بولتی ہوئی وہاں سے غائب ہوئی،، ثوابیہ نے مُسکراتے ہوئے اُن دونوں کو دیکھا تھا،، وہ اُسے گھورتا ہوا ثوابیہ سے قدرے دور ہو کر بیٹھ گیا تھا نا جانے کیوں کوئی چیز اُسے بار بار کھٹک رہی تھی،،

****

"ہائے اللہ میں مر گئی"

حرم جو فائقہ کو ڈھونڈنے کے لئیے ریسیشن کا رُخ کر رہی تھی کسی کے خود کو لفٹ کر اندر کھینچنے پر بے ساختہ دہل کر بول اُٹھی،،

" ہنہہ مست جوک مارا ہے اتنی جلدی نہیں مرنے والی تو"

فائقہ لفٹ کا بٹن دباتی ہوئی اُس پر طنز کرتی ہوئی بولی،، حرم نے اُسے گھورا،،

اوئے تو تو ریسپشن پر گئی تھی نہ چٹ لینے تو پھر وہاں اوپر کون سے تربوز لینے
"جا رہے ہیں ہم

سبز آنکھوں میں اُلجھن بھرے وہ اُس سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،، لفٹ نے اوپر کی جانب جانا شروع کر دیا تھا،،

"ہاں جیسے تو تو بڑی کوئی اصل چوٹیں لگوا کر آ رہی ہے نہ ہاسپٹل ایک تو تیرا وہ جلاد صفت محبوب ٹوبی بھی باہر پہرا دینے کے لئیے کھڑا ہو گیا ہے زرا سی بھی بھنک پڑ گی ئنہ اُسے اپنی پلیننگ کی قسم سے ہمیں زندہ زمین میں غرق کر دے گا وہ"

فائقہ نے جھنجھلاتے ہوئے اُس کہ عقل پر ماتم کیا،، حرم نے اپنا حلق تر کیا،، اُسے فائقہ کی باتوں سے اب حقیقی معنوں میں خوف محسوس ہوا تھا،،

" یار ڈرا تو نہ اب اتنا بھی خطرناک نہیں ہے وہ"

وہ منمناتے ہوئے بولی،، فائقہ نے تعجب بھری نظروں سے دیکھا،،

"اتنا نہیں اتنے سے زیادہ ہی ہے اگر اتنی ہی ہمت آ گئی ہے تو جا بتا دے اُسے کر دے اپنے ڈرانے کا سین ڈراپ آ گے تیرے چالیس وے اور ٹینٹ کا انتظام میں کر دوں گی"

وہ اُس پر احسان کرنے والے انداز میں بولی،، حرم نے اُس کی بات پر اُس کے بازو پر زوردار مکا مارا،، وہ کراہ کر رہ گئی،،

"شرم تو نہیں آتی اتنی نخوست والی باتیں کرتے ہوئے سچ کہتی ہیں بے بے کسی منحوس دن ہی پیدا ہوئی تھی تو"

وہ اُس کی دل دہلا دینے والی باتوں پر دانت پیس کر بولی تھی،، فائقہ نے منہ بنایا،،

"ہنہہ دُنیا ہمیں چاہے جو کہے دُنیا کی رسموں کو توڑ توڑ چلیں"

وہ بے نیازی سے گاتی ہوئی بولی،،

"پتا ہے سوڈھیٹ مریں ہوں گی پھر کہیں جا کر تیرا چانس بنا تھا"

حرم افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولی،، فائقہ نے اپنی گردن فخریہ انداز میں اکڑائی اُس کی بات پر،، لفٹ کا ڈور جیسے ہی اوپن ہوا حرم کی نظر وہاں کے فلور نمبر پر گئی،، جہاں "سیکنڈ لاسٹ فلور" لکھا ہوا تھا،، فائقہ اُسے کھینچتے ہوئے لفٹ سے باہر نکلی،،

"اب بتائے گی ہم یہاں کیا کرنے آئے ہیں"

وہ ارد گرد کا مناظر دیکھتی ہوئی بولی،، جہاں مختلف وارڈز بنے ہوئے تھے پیشنٹس کے لئیے،، ڈاکٹرز شاید اپنے کیبنز میں تھے،، تبھی وہاں خاصی خاموشی تھی،، حرم کا وہاں کا ماحول کچھ عجیب محسوس ہوا،،

اچھا اب میری بات غور سے سُن جب میں نیچے ریسپشن پر جانے لگی تھی کہ " پرچی لے کر کوئی آئیڈیا سوچ سکوں اُسی وقت ایک ڈاکٹر کیبن سے باہر آئی جس طرح سے وہ ارد گرد باریک بینی سے سب کو دیکھ رہی تھی مجھے اس پر شک ہوا جیسے ہی اُس نے مجھے دیکھا تو میں لنگڑاتے ہوئے لائن میں لگ گئی،، یار پتہ نہیں کیوں مجھے اُس سے کچھ اچھی وائبز نہیں آئیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دل میں کوئی چور ہے،، وہ سب سے چھپتی چھپاتی ایک کونے میں چلی گئی،، اب تجھے تو پتہ ہے اپنی طعبیت کا جس مشکوک چیز پر میری نظر پڑ جائے تو اُس کی جان تو میں مرتے دم تک نہ چھوڑوں،، میں نے کیا پھر اُس کا پیچھا،،

وہ ایک لمحے کے لئیے سانس لینے کو رُکی،، حرم جو آنکھوں میں حیرت اور تجسس بھرے اُس کی اسٹوری سُن رہی تھی اُس کے چُپ ہونے پر جی بھر کر بدمزہ ہوئی،،

آگے کیا ہوا بول نہ ویسے تو بھی حد کرتی ہے ہو سکتا اُس ڈاکٹر کو کوئی" ایمر جنسی ہو تو بلاوجہ شک کر رہی ہے،،

حرم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا،،

بہن کون سی ایمر جنسی کہاں کی ایمر جنسی میں تمہیں بتاتی ہوں آگے کیا ہوا" میں اُس کا پیچھا کرتے کرتے ہاسپٹل کا جو پیچھے والا حصہ ہے نہ ارے وہی

جہاں پر ایک چھوٹا سا کمرہ بھی بنا ہوا ہے، وہاں وہ گی کمرے کے اندر اور کمرہ اندر سے لاک،،

"ہیں وہ وہاں کیا کرنے چلی گئی اور کمرہ بھی لاک کر دیا اب تو مجھے بھی یہ خاصی مشکوک معلوم ہو رہی ہے اچھا یہ بتا تو نے کیا کیا پھر،،

حرم حیرت سے اُسے دیکھ کر بولی تھی،،

"ہاں تو بتا تو رہی ہوں پھر میں نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں کوئی میرا پیچھا تو نہیں کر رہا پر کوئی نہیں تھا وہاں پر پھر بھلا کیا ہوا میں چپ چاپ دبے قدموں اُس کمرے کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اُسی دوران اندر سے آوازیں آرہی تھیں شاید کسی فون پر بات کر رہی تھی انتہا کی میسنی تھی وہ

ڈاکٹر اتنی آہستہ آواز میں بات کر رہی تھی اتنی بار میں نے اپنے کانوں میں اُنگلی ماری کہ کلیر سُنائی دے دے مگر نہیں کچھ بھی اپنے پلے نہیں پڑا"

انتہائی افسانوی انداز میں ساری کہانی بتاتی وہ مایوسی سے بولی تھی،، حرم کا دل چاہا اُسے ہاسپٹل کے فرسٹ فلور سے نیچے دھکا دے دے،،

"کیا یار صاف صاف بتا اب تو چاہتی کیا ہے کام پورا تو نے کیا نہیں مجھے تو شرم آرہی ہے تجھے حرم ملک کی دوست کہتے ہوئے"

حرم اُس پر افسوس کرتی آخر میں تیکھے لہجے میں بولی،، فائقہ نے آبرو اُچکائی،،

"او ہیلو میں اتنی مشکل سے اپنی جان بچا کر وہاں سے نکلی ہوں"

وہ منہ بنا کر بولی،، حرم اُس کی بات پر چونکی،،

"کیا مطلب ابھی اسٹوری باقی ہے"

اُس نے حیرت سے پوچھا تو فائقہ نے سر ہلایا،،

جب مجھے اندر سے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تو بھلا وہاں کھڑے ہونے کا" مجھے کون سا فائدہ ہونا تھا اسی لئیے میں واپس جانے کے لئیے جیسے ہی مڑی وہاں ایک صفائی کرنے والا کھڑا تھا بھائی میرا تو دل ہی اُچھل کر باہر آ گیا تھا اُسے دیکھ،،

"کیا پھر تو پکڑی گئی"

اُس کی بات پر وہ بے یقینی سے بولی تھی،، فائقہ نے افسوس بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا،،

"اب تو اپنی دوست کے ٹیلنٹ پر شک کر رہی ہے میں نے بر وقت اپنے دونوں ہاتھ آگے کئیے اور اندھوں کی ایکٹنگ کر کے چلنے لگی اور بولی،، یار مامی آپ کی آواز نہیں آ رہی کہاں چلی گئی ہیں آپ،، تو وہ سمجھ گیا کہ میں غلطی سے بھٹک کر یہاں آ گئی ہوں پھر وہ مجھے میرے کہنے پر ر سیشن پر چھوڑ کر آ گیا،،

"واہ یار مان گئی آج میں تیری سستی ایکٹنگ کے ٹیلنٹ کو مطلب اُسے زرا بھی شک نہیں ہوا تجھ پر،،

وہ صدمے سے اُسے دیکھ کر بولی،، تو فائقہ نے فخریہ انداز میں نفی میں سر ہلایا،،

"اچھا پھر اُس ڈاکٹر کا کیا بنا"

وہ متجسس انداز میں بولی،،

"مجھے کیا معلوم میری تو خود بال بال جان بچی"

فائقہ بے نیازی سے بولی تھی،، حرم نے اپنا سر پیٹا،،

پھر اس اسٹوری کا مقصد اور ہم یہاں سیکنڈ لاسٹ فلور پر کیا کرنے آئے "ہیں"

وہ گہری سانس خارج کرتی سنجیدگی سے پوچھنے لگی،،

"یہ تو میں ویسے ہی تجھے اپنی بہادری کا قصہ سُنا رہی تھی اور اُس ڈاکٹر کو تو میں نے چھوڑنا نہیں آج بچ گیا تو کیا ہوا آئندہ میرے عتقاب سے محفوظ نہیں رہے گا تجھے یہاں اسی لئیے لائی ہوں کہ تجھے چیک کرنے والی ڈاکٹر کی پرچی میں لے چُکی ہوں تو ابھی ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے "

وہ پُر سکون انداز میں بولی،، حرم نے چونک کر اُس کی بات سُنی،،

"پر اُن کا کیا جو نیچے بیٹھے ہیں"

وہ اُلجھے لہجے میں بولی،،

" پہلے تو چل تو سہی ڈاکٹر کے پاس اُس کا بھی علاج ہے اپنے پاس"

اُس کے آنکھوں میں مخصوص قسم کی شرارتی چمک اُبھری تھی،،وہ اُسے کھینچتی ہوئی باہر کھڑی نرس کو پرچی تھما کر حرم کو لیئے اندر داخل ہوئی،،

"اسلام علیکم ڈاکٹر صاحبہ"

وہ حرم کو سیٹ پر بٹھاتی مودبانہ انداز میں سلام پیش کرتی ہوئی بولی،،تو ڈاکٹر نے سر ہلا کر جواب دیا،،

"جی تو کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ"

ڈاکٹر سنجیدگی سے حرم یعنی پیشنٹ سے مخاطب ہو کر بولی،، حرم نے پریشان کن نظروں سے فائقہ کو دیکھا تو اُس نے جھک کر اُس کے کان کے اندر سرگوشی کی،،

"اس کو اپنی ایک سوایک بیماریوں کا تعارف کرواتب تک میں پلان سرانجام دوں اپنا"

ڈاکٹر نے ناگواری سے اُن دونوں کا دیکھا جو شاید اُس کا وقت ضائع کر رہی تھیں،، حرم نے اُس کی بات پر سر ہلایا،،

"کیا بتاؤں ڈاکٹر صاحبہ مجھے بھوک ہی نہیں لگتی کھانا کھانے کے بعد اور رات میں اندھیرا ابھی نظر آتا ہے جس دن کریلے پکے ہوں اُس دن میرا پیٹ آدھی روٹی ہضم کر کے مزید کھانے سے انکار کر دیتا ہے مگر جس دن گھر میں

بینگن پکے اُس دن میں چاولوں کی دو دو پلیٹس یوں فینش کر لیتی ہوں جیسے کوئی کمپیٹیشن ہو،، مجھے اس بات پر بھی خاصی تشویش ہے کہ آج کل اسموگ بہت ہے جو میری صحت بہت مُتاثر کر رہی ہے آپ میرے سُرخ گال دیکھ رہی ہیں نہ نہ بھائی نیچرل سُرخی نہیں ہے یہ وہ تو میں نے لالی لگائی،، مجھے بہت ٹینشن ہو رہی کل میرا رزلٹ بھی آنے والا ہے آپ کو پتہ ہے ہمارے ہمسائے بھی بہت کنجوس ہیں کل اُن کی بیٹی کی بات پکی ہوئی تھی تو بریانی پکائی تھی انہوں نے مگر مجال ہے جو ہمسائیوں کے حقوق کو خاطر میں رکھتے ہوئے ایک پلیٹ ہی بھیج دیتے اُس کی بھی بہت ٹینشن ہے مجھے،،

وہ ڈاکٹر سُن ہوتے دماغ کے ساتھ دُنیا کی نہایت عجیب و غریب پیشنٹ کو سُن رہی تھی،، حرم کی زُبان سعیب اختر کی بال سے زیادہ تیز تھی جو رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی،، اسی دوران فائقہ نے اپنا بیگ یوں نیچے کی جانب پھینکا جیسے غلطی سے گر گیا ہوا،، ڈاکٹر بس صدمے سے حرم کی باتیں سُن رہی

تھی لھزا اُس نے اس چیز پر حاض توجہ نہ دی،، اُس نے نیچے جھک کر اپنے جوتے سے پاؤں نکالا اور اپنا پاؤں موزے سے آزاد کیا،، یہ لمحوں کا کھیل تھا،، اُس نے اُوپر اُٹھتے ہی تین گنتے ہی اپنا ہتھیار پوری قوت سے ڈاکٹر کے منہ پر رکھ دیا،، ڈاکٹر کی آنکھیں شدید کیمیکل کی تاب نہ لاتے ہوئے بند ہو گیئں،، اور وہ بے ہوشی کی حالت میں چلی گیئں،، اُس نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے اپنی پیشانی پر چمکتا پسینہ صاف کیا،، دونوں ہاتھ منہ پر رکھے حرم نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

" جاب جلدی دفعہ ہو آریان کو لے کر یہاں پہنچ جلدی "

وہ اُس ڈاکٹر کا کوٹ اُتار کر خود پہنتی ہوئی بولی،، اور چہرہ بھی بلیک ماسک سے ڈھک لیا،، گلے پر ہاروسکوپ لگائے وہ پوری ڈاکٹر کا حلیہ اختیار کر چکی

تھی،،اور ڈاکٹر کو کیبن کے نیچے ٹھکانے لگایا جا چُکا تھا کم از کم دو تین گھنٹوں تک وہ ہوش میں آنے سے رہی،،

"ابے پاگل ہے تو باہر کھڑی گارڈ کیا کہے گی دو تھی نکل ایک رہی"

وہ جھنجھلا کر بولی تھی،،فائقہ نے بے نیازی سے اُسے دیکھتے ہوئے ویسور اُٹھایا اور کال ملائی،، باہر. کھڑی گارڈ کا فون بجا جو اُس نے اُٹھا کر کان سے لگایا،،

"آہہ آہہ سنو میرے لئیے ایک کپ چائے بنا کر لاؤ اور ہاں ادرک لہسن بھی ڈال دینا اُس میں اور باہر سے کیک بھی لیتی آنا"

فائقہ نے پہلے کھانسی کی پھر بیٹھی آواز میں بولتی کال رکھ گئ،،اور فخریہ انداز میں خود کو گھورتی حرم کو دیکھنے لگی،،

"مجھ پر اپنی کالی نظریں مت گاڑھ جا جلدی جیجو کو لے کر آ"

وہ اپنے ہاتھوں سے پٹخاے پھوڑتی ہوئی شاہانہ انداز میں بولی،، تو حرم اُس کی سستی ایکٹنگ پر لعنت بھیجتی باہر کی جانب چلی گئی،، واقعی باہر کھڑی گارڈ غائب تھی یقیناً وہ چائے لینے گئی تھی،،، حرم تیزی سے لفٹ کی جانب بڑھی اور اُس کے اندر داخل ہوتے ہی لاسٹ فلو کا بٹن پُش کر دیا،، ڈور کھلنے پر وہ فراک سنبھالتی ہوئی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے آریان کو ڈھونڈنے لگی جو بینچ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں بیٹھا تھا،، وہ دبے قدموں چلتی ہوئی اُس کے سر پر پہنچی،، ثوابیہ وہاں موجود نہیں تھی،، یقیناً ماہا اُسے ڈریسنگ روم میں لے جا چکی تھی،، اسی لئیے حرم نے اُس کی غیر موجودگی کے بارے میں زیادہ نہیں سوچا،، اُس نے ایک نظر آریان کو دیکھا جو آنکھیں موندیں بینچ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا،، اُسے وہ کافی تھکا ہوا معلوم ہوا،،

"بیڑا غرق ہو فائقہ تیرے دو نمبر آئیڈیے کا بیچارے کی شکل ہی اُتار کر رکھ دی ڈائن نہ ہو تو "

وہ دل ہی دل میں فائقہ کو کوستی ہوئی بولی،، اور اُسے اُٹھانے کے لئیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اُس نے پٹ سے آنکھیں کھول لیں،، چاکلیٹی براؤن آئیز میں ڈورتے سُرخ ڈورے کسی کو بھی مہبوت کرنے کے لئیے کافی تھے،، حرم کا دل ایک سو ایک کی اسپیڈ سے دھڑکا تھا،،

"چلیں اُٹھیں آپ فائقہ کو گھر سے کال آ گئ تھی تو وہ سُننے چلی گئ ہے اوپر ڈاکٹر ہمارا ہی ویٹ کر رہی ہیں"

وہ گڑبڑاتے ہوئے اُس کی نظروں سے خائف ہوتی ہوئی بولی اور اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اس بار اُس نے سر تاج کہنے سے گریز کیا نا جانے کیوں،، آریان اُس کی بات سُنتا سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اُٹھا تھا،، حرم کی جھکی ہوئی گردن اُوپر ہوئی کیونکہ آریان کا قد اُس کے بڑا تھا،،

"چلیں"

وہ سنجیدگی سے اُس سے مخاطب ہوتا ہوا بولا،،

"کہاں"

وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں بولی،، آریان نے تعجب سے آبرو اُچکائی،،

" کہاں کھو گئی حرم ملک ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا"

وہ اُس کے سامنے چُٹکی بجاتا ہوا حیرت سے بولا،، تو حرم بھی اپنے ٹرانس سے باہر آئی اور بر وقت اپنی اُس کیفیت پر لعنت بھیجی،،

"جی جی چلیں چلیں"

وہ مودبانہ انداز میں بولتی ہوئی لفٹ کی جانب چلنے لگی،، آریان سنجیدگی سے اُس کی پُشت کو گھورتا ہوا اُس کے پیچھے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگا،، ناجانے کیوں حرم کا مودبانہ انداز اُسے کافی کھٹکا تھا،، وہ دونوں ایک ساتھ لفٹ میں داخل ہوئے تو حرم نے جلدی سے سیکنڈ لاسٹ فلور کا بٹن پُش کیا،، لفٹ اوپر کی جانب گامزن ہونا شروع ہو گئی،،

"کیا ہے بھئی کیوں گھور رہے ہیں مجھ معصوم کو"

اُس کی نظروں سے عاجز آتی وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے تیکھے لہجے میں بولی،،

"سیریسلی حرم اچھا مذاق ہے"

اُس کی بات پر وہ تاسف سے اُسے دیکھتے ہوئے بولا،، حرم نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

" میں نے کب مذاق کیا آپ کے ساتھ"

وہ سبز آنکھوں میں حیرانی سمائے الجھتے لہجے میں پوچھنے لگی،،

"ابھی تُم نے خود کو معصوم کہا تھا یہ مذاق نہیں تو کیا ہے پھر"

وہ سر جھٹک کر سنجیدگی سے بولا تو حرم نے صدمے سے اُسے دیکھا،،

"نہیں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں آخر میں معصوم نہیں ہوں آخر آپ نے یہ بات کہہ کیسے دی کون سا بچپن میں میں نے آپ کی ٹافی چوری کر کے کھائی ہے بتائیں"

وہ منہ پھلا کو خفا ہوتی ہوئی بولی،، تو آریان نے اُس کا چہرہ دیکھ کو مُسکراہٹ دبائی،،

" ٹافی نہیں دل تو چوری کیا ہے نہ میرا وہ بھی بچپن سے "

وہ ایک ہاتھ دل پر رکھتا ہوا سنجیدگی سے گہری سانس بھرتا ہوا بولا،، حرم کے چہرے نے لہو چھلکایا،، اسی دوران لفٹ کا ڈور کھلا،، جس پر حرم نے شُکر کا سانس لیا اور سُرخ چہرے کے ساتھ بغیر اُس سے نظریں ملائے ڈاکٹر فائقہ کے کیبن کی جانب بڑھ گئ،، آریان بھی بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا دلچسپی سے اُس خاموش پٹاخے کو دیکھتا ہوا اُس کے پیچھے چلنے لگا،، اُس نے ڈور پر نوک کیا،،

" تشریف لائیں"

اندر سے فائقہ سلمان کی جانب سے شاہانہ انداز میں کہا گیا،، حرم ہنسی روکتی ہوئی اندر داخل ہوئی، آریان بھی سنجیدگی سے اُس کے پیچھے داخل ہوا،، اور ڈور کلوز کر دیا،، نا جانے کیوں اُسے وہ ڈاکٹر شناسا سی معلوم ہوئی تھی،، اپنی سیاہ آنکھوں سے،،

"او و میرے خُدایا آپ کو چوٹیں لگی ہیں یہاں بیٹھیں"

آنکھوں میں فکر لیئے وہ پریشانی سے حرم کو چیز کی بجائے بیڈ پر بٹھاتی ہوئی بولی،، آریان دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے سنجیدگی سے اُن دونوں کی کاروائی دیکھ رہا تھا،، فائقہ نے سنجیدگی سے گلے میں ڈالے ہار وسکوپ دونوں حصے کانوں میں ڈال کر اُس کی دل پر رکھ کر دھڑکن چیک کرنے لگی،، وہیں حرم کا دل چاہا اُس کا سر دیوار پر دے مارے،،

اب ووو نکلی ڈاکٹر چوٹیں ہاتھوں پر لگیں ہیں دل پر نہیں ڈریسنگ کر"

"ڈریسنگ

حرم ہلکی سی سرگوشی نما آواز میں اُس سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،، آریان باریک بینی سے اُس ڈاکٹر کا رویہ ملاخظہ کر رہا تھا،،

" آپ خاموش رہیں محترمہ ڈاکٹر میں ہوں آپ نہیں "

فائقہ سخت لہجے میں بولی اور ہارو سکوپ دوبارہ گلے میں ڈال دیا،، حرم نے منہ کھولے اُسے دیکھا تھا،،اب کہ وہ نہایت سنجیدگی سی سائیڈ کیبن کے اوپر رکھی فرسٹ ایڈ کٹ اُٹھا کر اُس کے پاس بیڈ کر رکھ گئ،،اُس نے اُسے اوپن کیا،،

"اوئے آگے کیا کرنا"

ہلکا سا جھکتی ہوئی وہ بے چارگی سے بولی تھی،، حرم نے تیکھی نظروں سے اُسے گھورا،،

"محترمہ ڈاکٹر آپ ہیں میں نہیں"

اُس نے بے نیازی سے اُسے اُس کا ہی جملہ لوٹایا،، فائقہ نے دانت کچکچائے،،

بتاتی ہے یا پھر بتادوں تیرے ہیرو کو کہ آپ کی معشوق ڈرامے باز اور فراڈ ہے"

وہ چہرے پر مُسکان سجائے معصومیت سے بولی،، حرم نے اُسے گھورا،،

اندر سے کاٹن نکال کر پہلے میری کلائیوں پر جما خون صاف کر اور پھر پایو" ڈین لگا کر پٹی کر دے اور ہونٹوں پر بھی کاٹن لگا کر خون صاف کر اور ایک وائٹ کلر کی کریم ہے وہ لگا دے"

اُس نے نہایت آہستہ آواز میں اُسے سب کام سمجھایا،،

"کیا فائدہ تیری ڈاکٹری کی ڈگری کی یہ سب تو مجھے بھی پتہ ہے"

وہ بے نیازی سے بولتی ہوئی اُس کی کلائیوں پر جما خون کاٹن کی مدد سے صاف کرنے لگی،، حرم نے منہ بنایا تھا اُس کی بات کر،،

"مجھے لگتا ہے محترمہ آپ کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہوا ہے میں نے"

آریان کی سنجیدگی میں ڈوبی آواز پر دونوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑے،،

"اچھا طریقہ ہے لڑکیاں پٹانے کا آپ کا مسٹر "

وہ گڑبڑاتے ہوئے غلط بات بول گئی تھی شاید،، آریان کے تیور بدلے،، وہیں حرم نے اپنا سر پیٹا،،

ایسکویزمی مس اپنی حدمت پار کریں ورنہ ایک لمحہ نہیں لگے گا مجھے آپ کو" یہاں سے نکلوانے میں"

وہ اپنی پیشانی پر شکنوں کا جال سجائے سخت لہجے میں بولا تھا،،

آپ کو کوئی حق نہیں ہے میرے کزن کو فضول باتیں سُنانے کا اپنے کام پر "
توجہ دیں اور باتیں کم کریں ورنہ آپ کی کمپلین کروادوں گی میں ہیڈ آفس
"میں

فائقہ کا اتنا سا منہ نکل آیا تھا،،اس قدر بستی پر،،اُس نے خونخوار نظروں سے حرم کو دیکھا جو کچھ زیادہ ہی اُڑ رہی تھی ہواہیں،، حرم نے التجائی نظروں سے اُسے دیکھا تو وہ گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے باقی کا کام مکمل کرنے لگی،،دونوں کلائیوں پر پٹی باندھ کر اُس نے اُس کے ہونٹوں پر جما خون صاف کیا اور وائٹ ٹیوب لگادی،،

" اب آپ یہاں سے تشریف لے جائیں "

وہ سنجیدگی سے اُن دونوں سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،،اس سے پہلے کہ آریان اُسے کوئی جواب دیتا حرم فٹ سے اُسے بازو سے پکڑتے ہوئے وہاں سے لے گئی،، فائقہ نے شُکر کا سانس لیا،، چلو بلا ٹلی،،اُسے کیبن میں ہلچل سی محسوس ہوئی تھی،،ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنی شروع ہوئیں،،اُس نے ایک جھٹکے سے کیبن کی جانب دیکھا جہاں وہ ڈاکٹر دھیرے دھیرے ہوش میں آکر اُٹھنے کی کوشش کر رہی تھی،، جلدی ہار وسکوپ کوٹ اور ماسک اُتار کر وہ ایک سوا ایک اسپیڈ سے ڈور کھول کر وہاں سے دوڑی اور لفٹ کا ڈور بند ہونے سے پہلے ہی اندر کودگی حرم اور آریان جو لفٹ سے نیچے جانے ہی والے تھے اُنہوں نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

"اُفففففف بال بال بچی"

دونوں ہاتھ فضا میں دُعا کی صورت بلند کرتے ہوئے اُس نے شُکر ادا کیا،، لفٹ کا ڈور کلوز ہو چُکا تھا،، اُس نے شُکر کرنے کے بعد آریان اور حرم کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جو اُسے سنجید گی سے گھور رہے تھے،،

"تُم نے تو کہا تھا اس کے گھر سے فون آیا ہے تو یہ یہاں کیا کر رہی ہے"

آریان سنجید گی سے حرم سے مخاطب ہوتا ہوا بولا،، حرم نے دانت کچکچا کر فائقہ کو گھورا اور جواب دینے کے لئیے اپنا حلق تر کیا،،

"ہاں تو آیا تھا فون ساری زندگی تو بات کرنے سے رہی میں اب جب فون رکھ کر یہاں وہاں حرم کو ڈھونڈا تو نہ ملی پھر مجھے یاد آیا میں نے تو اُسے چٹ دی تھی ضرور وہ جیجو میرا مطلب آپ کے ساتھ چیک اپ کے لئیے ڈاکٹر کے پاس گئی ہو گی اسی لئیے میں بھی اوپر آ گی اور پھر وہاں بینچ پت بیٹھ کر آپ

کا انتظار کرنے لگی جب آپ جانے لگے تو میری نظر آپ پر پڑی تو میں بھاگتے ہوئے یہاں پہنچ گئی"

اُس نے کمال اطمینان سے سارا کہانی بتائی،، اُس کے اتنے جھوٹ بولنے پر حرم نے بے ساختہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا،، آریان نے بغیر کچھ کہے سنجید گی سے اُس کی بات سُنی اور سر جھٹکا،، فائقہ نے پھر سے شُکر کی سانس حارج کی،، جیسے ہی لفٹ کا ڈور کھلا سب سے پہلے فائقہ باہر آئی،، پھر حرم اور آخر میں آریان باہر آیا،،

یار یہ ثوابیہ کہاں پر ہے"۔"

ارد گرد دیکھتے ہوئے اُس نے ثوابیہ کو ٹٹولنا چاہا کہ اُس کی نظر مایا پر پڑی جو مسلسل کسی کو کال ملا رہی تھی،، وہ بھاگتے اُسے کے پاس پہنچی اور اُس کا موبائل پکڑ کر بیچ میں اپنا نمبر سیو کر کے اُس کے ہاتھوں میں تھما دیا،،

"ثوبی کو کہنا مجھے کال کرے"

وہ جلد بازی میں بولتی ہوئی وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی مایا کو حیرت کا بُت بنا چھوڑ کر،، آریان اور فائقہ اُس کے انتظار میں کھڑے تھے،، وہ بھاگتی ہوئی اُن کے پاس پہنچی،، پھر وہ تینوں باہر کی جانب بڑھے اور گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے،،

****

****

"غازان تُم اتنے لاپرواہ تو کبھی نہیں تھے آخر ہو کیا گیا ہے اس لڑکے کو"

ثوابیہ کو ڈریسنگ روم میں بھیج کر وہ مسلسل اُسے کال ملا رہی تھی مگر اُس کا فون بند تھا،،اسی دوران حرم نے اُس کا فون چھینا تھا اور ہڑ بڑی میں اپنے نمبر سیو کر کے اُسے ثوابیہ کو فون کرنے کا کہنے کی ہدایت دے کر چلی گئی،،اُس نے حیرت سے اُس کا یہ انداز دیکھا مگر پھر سر جھٹکتی ہوئی تیز تیز قدم اُٹھاتی ڈریسنگ روم میں چلی گئی،،ثوابیہ کے پاؤں کی ڈریسنگ ہو چُکی تھی،،وہ گُم سُم سی زمین پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی،،مایا کو وہ اُداس سی محسوس ہوئی تھی،،اُس نے لب بھینچ کر اُسے ایک نظر دیکھا اور ڈاکٹر کے سامنے موجود چیر پر بیٹھ گئ،،

"ڈاکٹر زیادہ نُقصان تو نہیں ہوا نہ"

اُس نے سامنے بیٹھی لیڈی ڈاکٹر سے اُس کے پاؤں جے متعلق سنجید گی سے دریافت کیا،،

"جی نہیں اللہ کا شُکر ہے زیادہ نُقصان نہیں ہوا مگر کم بھی ہر گز نہیں ہے انہیں تقریباً ایک یا دو ہفتے تک بیڈ ریسٹ لازمی کروائیں اور خُدارا آپ اپنی صحت پر بھی توجہ دیں بہت کمزور ہیں آپ"

وہ اپنی سامنے رکھی فائل کلوز کرتی ہوئی سنجید گی سے بولی اور آخر میں ثوابیہ کو بھی مخاطب کر کے مشورہ دیا،،

"پر میں تو سب کچھ کھاتی ہوں"

وہ معصومیت سے جھجھکتی ہوئی بولی تھی،،

جی نہیں آپ سب کچھ نہیں کھاتیں بلکے مجھے تو یوں معلوم ہو رہا ہے جیسے " آپ دن میں ایک بار ہی کھانا کھاتی ہیں اپنی صحت دیکھیں اگر آپ اس وقت اپنی صحت پر توجہ نہیں دیں گے تو آگے جا کر آپ کو ہی مشکل پیش آئے گی " سوبی سیریس

وہ اُس کی بات پر سنجیدگی سے اُسے سمجھاتی ہوئیں بولیں،، ثوابیہ نے اُن کی بات پر سر جھکایا تھا،، مایا خاموشی سے اُنہیں سُن رہی تھی،،

"اوکے پھر اب ہم گھر چلتے ہیں"

وہ اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی بولی تھی،، ثوابیہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہونے کی کوشش کی،، مگر پاؤں میں اُٹھنے والی درد کی ٹیسوں سے وہ بے اختیار

لڑکھڑاتی ہوئی واپس بیٹھ گئ،،اُس نے بے بسی سے دونوں ہاتھوں سے اپنی چادر کو مٹھیوں میں بھینچا تھا،،مایا تیزی سے اُس کی جانب بڑھی تھی اُس کی حالت دیکھ کر،،

"صبر نام کی چیز نہیں ہے تُم میں لڑکی ڈاکٹر آپ پلیز ویل چیر کا انتظام کر دیں باہر میری گاڑی کھڑی ہے اور یقیناًاس کا وہاں چل کر جانا ممکن نہیں ہے"

وہ اُس پر برہم ہوتی آخر میں ڈاکٹر سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی تو ڈاکٹر سر ہلاتی ہوئی انٹرکام پر کال ملانے لگی،،ثوابیہ نے خاموشی سے اُس کی ڈانٹ سُنی،،مایا کو بے انتہا غُصہ آرہا تھا اُس کی خاموشی پر،،اُسے وہ کسی اور دُنیا کی مخلوق معلوم ہو رہی تھی،،جو ہر کسی کی بات خاموشی سے سُن لیتی تھی مگر مجال ہے جو کوئی جواب دے دے،،تھوڑی ہی دیر میں نرس ویل چیر کے ساتھ حاضر ہوئی

تھی،،مایا نے اُسے سہارا دیتے ہوئے ویل چیر پر بٹھایا،،اور پیچھے ویل چیر گھسیٹی ہوئی ہاسپٹل سے باہر لے آئی،،

"اوو میرے اللہ میری کار کی کیز مجھے لگتا ہے ڈاکٹر کے کیبن میں گر گئی ہے شاید ثوابیہ پلیز تُم دو منٹ ویٹ کر سکتی ہو آپ اس کے ساتھ رہیں تب تک میں اندر سے کیز لے آؤں "

وہ اپنے جیب میں ہاتھ مارتی پریشانی سے ثوابیہ سے مخاطب ہو کر بولی اور ساتھ کھڑی نرس کو ہدایت دیتی ہوئی اندر کی جانب بھاگ گئی،،ثوابیہ نے گہری سانس حارج کی تھی،،اُسے شدید تھکن کا احساس ہو رہا تھا،،یکدم اُسے ارد گرد شناسا سی خوشبو کا احساس ہوا،،اُس نے سیاہ آنکھوں میں الجھن بھر کر سامنے کی جانب نظریں اُٹھائیں،،دل جیسا پتھر کا ہو کر رہ گیا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر،،سیاہ آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں،،سامنے ہی ایک لاغر اور

کمزور سی عورت بڑی سی چادر میں خود کو لپیٹے دیوایوں کا شاپر اُٹھائے کسی رکشے کے انتظار میں کھڑی تھی،، وہ بھی شاید ثوابیہ کو دیکھ چکی تھیں،، وہ شاپر اُن کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا،، قسمت نے اتنے عرصے بعد جا کر ان دونوں کو مُقابل کھڑا کیا تھا،، وہ بھاگتی ہوئی اُس کے قریب پہنچی اور گھٹنوں کے بل زمین پر اُس کے سامنے بیٹھ گئیں اُن کی کیفیت کافی اضطرابی معلوم ہو رہی تھی جیسے کوئی مسافر راہ سے بھٹک گیا ہو،، ثوابیہ نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے اپنی ویل چیر کو پیچھے کی جانب کیا،، چہرہ ضبط کے کڑے مراحل طے کرتا ہوا بے تحاشا سُرخ ہو چُکا تھا،، سانس پھول رہی تھی،، جیسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو،،

"ثوابیہ میری بیٹی"

وہ اُس کی ویل چیر دونوں ہاتھوں سے تھامتی ہوئی بھیگے ہوئے لہجے میں بولیں،، آنسو رفتہ رفتہ اُس کا چہرہ بھیگو رہے تھے،، اُس کے دل میں خنجر کی طرح لگے تھے یہ الفاظ جسے سُننے کے لئیے وہ ترستی رہی آج اُسی الفاظ سے اُسے بے تحاشا نفرت محسوس ہوئی تھی،،

"نہیں ہوں میں آپ کی بیٹی خُدارا اب تو میرا پیچھا چھوڑ دیں ہو تو گئی ہوں میں برباد آخر اب کون سا حساب لینا چاہتی ہیں آپ مجھ سے پلیز چلی جائیں آپ یہاں سے"

دونوں ہاتھ کانوں پر رکھتی وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی وہ چیخ کر بولی تھی،، چہرہ آنسوؤں سے تر تھا،، وہ نرس حیرانی سے کبھی گھٹنوں کے بل جھکی ندامت کی تصویر بنی عورت کو دیکھ رہی تھی کبھی ثوابیہ کو جس کا چہرہ دل میں ہونے والی

تکلیف کے باعث بے تحاشا سُرخ تھا،،اُنھوں نے بے یقینی سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"ثوابیہ تُم ٹھیک ہو"

کسی اجنبی عورت کو اُس کی ویل چیر تھاما دیکھ کر مایا کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا تھا تبھی وہ بھاگتی ہوئی اُس کے پاس پہنچی وہ تیزی سے وہ ویل چیر اُس عورت سے دور کی،،اور غُصے بھری نظروں سے اُس عورت کو دیکھتی ہوئی ثوابیہ سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی،، تھوڑی دیر میں نا جانے کیا سے کیا ہو گیا تھا،،

"پلیز مایا مجھے گھر جانا ہے"

وہ اُس کا ہاتھ تھامتی ہوئی سیاہ پانیوں سے بھری آنکھوں میں التجا لئیے اُسے دیکھ کر بولی تھی،،مایا سر ہلاتی ہوئی کار کا ڈور کھول کر اُسے سہارا دیتے ہوئے اندر بٹھانے لگی،،نرس تیزی سے ویل چیر گھسیٹتی ہوئی ہاسپٹل کے اندر چلی گئ تھی،،مایا نے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو کر کار اسٹارٹ کر دی تھی،،یکدم وہ زمین پر دو زانوں بیٹھا وجود اُٹھا،،وہ بھاگتی ہوئی ثوابیہ کی طرف کا شیشہ بجانے لگی،،

"ثوابیہ میری بیٹی مجھے معاف کر دو خُدارا مجھے معاف کر دو مجھ سے غلطی ہو گئ پلیز ایک بار میری بات سُن لو ثوابیہ رُک جاؤ پلیز"

وہ بے تاثر چہرہ لئیے سیٹ کی پشت سی ٹیک لگائے سر پیچھے کی جانب گرائے اپنی آنکھویں موند گئ تھی،،مایا نے سنجیدگی سے کار کی اسپیڈ تیز کی،،شیشہ بجاتا التجائیں دیتا وجود بھی پتھر کی ٹھوکر سے نیچے گر گیا تھا،،شاید وہ لوگ جو

دوسروں کی راہوں میں پتھر رکھتے ہیں وہ گوم پھر کر اُن ہی کی راہ کی سب سے بڑی رُکاوٹ بن جاتا ہے،، وہ لوگ کافی آگے نکل چُکے تھے،، رات کے بارہ بج چُکے تھے،،

"ثوابیہ"

تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد مایا کی آواز نے گاڑی میں چھائی خاموشی کا سکوت توڑا،،

"جی"

اُس نے ویسی ہی حالت میں دھیرے سے اپنی پُکار کا جواب دیا،،

"کون تھی وہ عورت"

اُس نے سنجیدگی سے ٹرن لیتے ہوئے پوچھا،،

" میری سوتیلی ماں"

وہ پلکیں اُٹھائے نظریں کھڑکی کے باہر والے مناظر پر گاڑھتے ہوئے بے تاثر لہجے میں بولی تھی،،مایا نے حیرانی سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

کیا مطلب سوتیلی ماں مطلب وہ اس حالت میں کیسے مطلب وہ تُم سے "
"معافی کیوں مانگ رہی تھیں

اب کی بار اُس نے محتاط انداز میں سوال کیا،،

معافی،، کیس معافی،، معافی تو غلطیوں کی مانگی جاتی ہیں گناہوں کی نہیں اور" جو گناہ دوسروں کی زندگیوں سے کھیل کر اُنہیں تباہ کر کر کے کئیے جاتے ہیں اُن پر صرف ندامت کا اظہار کیا جاتا ہے جو وہ کر رہی تھیں"

ثوابیہ چہرے پر ہلکی کی مُسکان سجائے بولی تھی،، مایا کو اُس کی مُسکراہٹ کافی تلخ محسوس ہوئی تھی،،

"ایسا کون سا گناہ ہو گیا تھا اُن سے جو تُم اُنہیں معاف نہیں کرنا چاہتی"

وہ آنکھوں میں حیرت بھرے سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے بولی تھی،،

"بہت چھوٹی تھی میں جب میری ماں کا انتقال ہو گیا تھا،، بہت ہنستا بستا گھرانہ تھا ہمارا،، اور ہمارے اس گھر کو برباد کرنے والی میری خالہ جو کہ اب میری سوتیلی ماں بھی ہیں وہ تھیں،، میری ماں بہت شوخ تھیں،، شرارتی سی،، ہر وقت ہنسنے کھلینے والی،، اُن کے دم سے تو ہمارے آشیانے میں رونق تھی،، بابا بہت محبت کرتے تھے اُن سے،، وہ ہمارا گھر نہیں فیری ٹیل تھا،، بلکل خوابوں جیسا،، میرے آنے سے اُن کی زندگی مکمل ہو گئ تھی،، بہت خوشیاں دیکھی تھیں ہم نے ایک ساتھ،، پر ہماری خالہ وہ مجھے بچپن سے عجیب لگتی تھیں،، وہ ہمشہ میری ماما سے غُصے بھرے لہجے میں مخاطب ہوتی تھیں،، اُن کو ڈانٹتی تھیں،، اُن سے ہمیشہ کھینچی کھینچی رہتی تھیں،، بابا اور ماں کی محبت کی مثالیں دی جاتی تھیں،، ہر کوئی رشک کی نظر سے ہمیں دیکھا تھا،، اور شاید یہی نظر ہماری خوشیوں کو نگلنے کی وجہ بنی تھی،، کہتے ہیں حسد کی نظر انسان کو برباد کر دیتی ہے،، دشمن کو تو آپ اپنے حسنِ اخلاق سے اثیر کر سکتے ہو مگر ایک حاسد کو ہر گز نہیں،، وہ میری خالہ

تھیں جنہوں نے ایک دن سب کی نظروں سے بچتے ہوئے میری ماما کو اسٹیرز سے دھکا دیا تھا،، میں دور کونے میں سہمتی ہوئی یہ سب دیکھ رہی تھی،، سات سال کی عمر تھی میری،، ماما کے سر سے خون بہہ رہا تھا،، بلکل ایک فوارے کی طرح،، لمحوں میں سارا فرش خون آلود ہو چُکا تھا،، اُسی وقت میرے حلق سے ایک دل خراش چیخ برامد ہوئی،، میں روتی ہوئی بھاگتی ہوئی اُن کے پاس گئ،، اُنہیں اپنے ننھے ہاتھوں سے جھنجھورا،، وہ مجھے دیکھ کر مُسکرائیں تھیں،، پر اُس مُسکراہٹ میں کتنی ازیت تھی،، یہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا،، میرا دل چیر گیا تھا،، روح کو جیسے کسی نے جھنجھور کر رکھ دیا تھا،، میں نے اُن کو پُکارا،، کہا مجھے چھوڑ کر مت جائیں،، جانتی ہو اُنہوں نے اپنی روح پرواز کرنے سے پہلے مجھے کیا نصیحت کی تھی،، اُنہوں نے کہا تھا،، ثوابیہ اپنے اور اپنے بابا کی خفاظت کرنا،، اور پھر ماتم کناں کا سماں ہو گیا تھا ہمارے گھر میں،، ماما ہمیں چھوڑ کر جا چکی تھیں،، بابا بچوں کی طرح مجھے خود میں بھینچے رو رہے تھے،، پر میری آنکھیں خُشک تھیں،، اور نظریں اُن کی

جانب جس نے ہمارا گھر ابر باد کر دیا تھا،، وہ سب اسے حادثہ سمجھ رہے تھے،، وہ جو میری ماں کی قاتل تھی،، اور اُن کی موت پر دھاڑیں مار کو روتی ہوئی مثالی محبت کی اعلیٰ مثالیں قائم کر رہی تھیں،، میں نے بہت بار بابا کو بتانا چاہا،، مگر جب بھی خود میں بتانے کا حوصلہ پیدا کرتی وہ وہاں پر آ پہنچتی،، سر پر قیامت اُس دن ٹوٹی جب سب گھر والوں نے زبردستی بابا کی شادی اُن سے کروادی،، مجھ پر میرے ہی گھر میں زندگی کو تنگ کر دیا گیا تھا،، میرے بابا کو چھین لیا تھا اُنہوں نے مجھ سے،، بدگمان کر دیا تھا،، پاگل قرار دے دیا تھا اور ذہنی ازیت برداشت کی تھی میں مجھے،، پندرہ سال تک شدید ٹارچر نے،، ایک دن میں نے ہمت کر کے اُن کو ساری حقیقت بتادی اور اُس کے بعد جو ہوا وہ انتہائی دردناک تھا،، اُس دن میرے بابا جنہوں نے کبھی مجھے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں چھوا تھا اُنہوں نے مجھے تھپڑ مار دیا،، تب مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے تپتی دھوپ میں مجھے لا کھڑا کر دیا ہو،، اُس دن مجھ سے میری پڑھائی چھڑوادی گئی تھی،، میرے بابا جو مجھے شہزادی کہتے تھے وہ

مجھے ذہنی مریض سمجھنے لگے تھے،،اور ان سب کی وجہ کون تھیں،،وہ جسے میں ہر شہ ہر چیز سے بالاتر نفرت کرتی ہوں،،بے انتہا سخت نفرت،،وقت رفتہ رفتہ گزرتا گیا،،میرے بابا مجھ سے مزید بد ظن ہوتے گئے،،اُن کی وہ محبت شاید بچپن میں ہی کہیں دفن ہو گئ تھی،،اور پھر خالہ کو میری شادی کی فکریں لاحق ہو گئیں،،وہ میری شادی اپنی پھپھو کے چالیس سالہ بیٹے سے اور اپنا ہر کام خود کرنے کروانہ چاہتی تھیں،،جو فالج کے باعث چلنے پھرنے کی صلاحیت سے محروم تھا،،دوسرے لفظوں میں وہ مجھے اُس کی نوکرانی بنانا چاہتی تھیں،،بابا کو جب اُن کے ارادے کا علم ہوا تواُنھوں نے سختی سے انکار کر دیا،،میری سوتیلی ماں کو یہ کہاں گوارا ہوا تبھی وہ میرے ایک سوتیلے بھائی کو لئیے میکے چلی گئیں،،بابا بہت پریشان رہنے لگے،،میں ہر طرح سے اُن کا خیال رکھنے کی کوشش کر رہی تھی،،مگر وہ کبھی مجھ سے نرمی سے مخاطب نہ ہو سکے،،ایک دن اُن کی حالت شدید بگڑ گی اُن کو میجر ہارٹ اٹیک آیا تھا،،میں بہت پریشان تھی چاہے وہ مجھ سے محبت نہ کرتے تھے پر میں تواُن سے

سب سے بڑھ کر محبت کرتی تھی،، اُنہیں ہاسپٹل لے جایا گیا،، علاج جاری تھا،، خالہ کو بھی بُلایا گیا مگر اُنہوں نے آنے سے انکار کر دیا،، اُسی وقت بابا کے دوست شہریار آفندی صاحب وہاں پہنچے ساتھ اُن کا بیٹا بھی تھا،، غازان مسلسل بگڑ رہی تھی،، شہریار آفندی،، بابا کی حالت ٹھیک ہونے کی بجائے انکل نے مجھے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی،، اُن کا وہ مغرور سا بیٹا لا تعلقی سے دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے کھڑا تھا،، ہمارے سروں پر پہاڑ تب ٹوٹے جب ڈاکٹر مایوسی کے ساتھ باہر آئے اور کہا کہ آپ کے پیشنٹ کے پاس بہت کم ٹائم ہے ہم سب بھاگتے ہوئے اندر گئے میں نے روتے ہوئے اُن کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا،، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت اپنا آپ دوہرا رہا ہو،، ہاں پہلے میرے ماما اب میرے پیارے بابا تکلیف میں تھے،، ازیت میں تھے،، بابا نے اپنی آخری خواہش بیان کی،، وہ چاہتے تھے اُن کی بیٹی یعنی ثوابیہ فہیم کی شادی شہریار آفندی کے اکلوتے چشم و چراغ غازان آفندی سے کر دی جائے،، میں نے بے یقینی سے اُن کی جانب

دیکھا،، شہر یار صاحب اپنے بیٹے کو لئے روم سے باہر چلے گئے تھے،، مجھے لگا اُنہوں نے انکار کر دیا ہے،، اتنے عرصے بعد میں نے باپ کی شفقت محسوس کی تھی،، اور تب مجھے محسوس ہوا میرے بابا مجھ سے کبھی نفرت کر ہی نہیں سکتے،، کیوں کہ میں اُن کے جگر کا ٹُکرا ہوں،، تھوڑی دیر بعد روم کا ڈور کھلا اور شہر یار انکل نکاح خواں اور گواہوں کو لیئے اندر داخل ہوئے،، میرے بابا کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا تھا،، پر اُن کے بیٹے کے سُرخ چہرے سے اُس کی ناپسندیدگی صاف جھلک رہی تھی،، مجھ سے پوچھا گیا،، نکاح کے کلمات دہرایئے گئے،، میں نے اپنے بابا کی جانب دیکھا وہ خوشی سے سب دیکھ رہے تھے اور پھر میں نے قبول کر لیا اُس شخص کو جو اجنبی تھا مگر اب اجنبی نہیں رہا تھا،، اُس کی جانب سے بھی سپاٹ لہجے میں قبول کر لیا گیا،، اُس دوران بابا اپنی آخری سانسیں لیتے ہوئے مجھے دوبارہ تنہا کر گئے،، اُس دن میں پھر سے بکھری تھی،، میں روئی تھی،، میں ٹوٹی تھی،، میرا وجود کرچی کرچی ہو گیا تھا،، بابا کو بھی ماما کے ساتھ دفن کر دیا گیا،، ہاں اُن کی محبوب بیوی کے پہلو

میں،، شہریار انکل مجھے اپنے گھر لے آئے تھے،، میں کسی سے بات نہیں کرتی تھی ہر وقت اپنے روم میں گُم سُم سی بیٹھی رہتی تھی،، وہ تصویر سینے سے لگائے،، جس میں میرے ماں باپ مُسکرا رہے تھے اور میں چھوٹی سی پنک فراک پہنے کھلکھلا رہی تھی،، وہ شخص تو مجھے اس گھر میں لا کر بھول چُکا تھا،، اُس کی اپنی دُنیا تھی، اور میری اپنی،، مگر آہستہ آہستہ میں اُس کی موجودگی کی عادی ہوتی گئی،، اُس کا دیر سے گھر آنا مجھے پریشان کر دیتا،، شاید نکاح چیز ہی ایسی تھی،، کہ مجھے اپنے محرم سے محبت ہو گئی،، مجھے اُس کا ساتھ اچھا لگنے لگا،، اُس کا غُصہ،، نفرت یہ سب بھی مجھے اُس سے دور نہ کر سکا،، پر میں ابھی بھی ادھوری ہوں جیسے بچپن میں تھی،، اور شاید آخر تک رہوں گی"

مایا نے گنگ ہو کر اُسے دیکھا تھا،، زُبان جیسے کچھ بھی بولنے سے انکاری ہو گئی تھی،، یہ لڑکی جسے وہ پہلے دن سے ناگواری کا اظہار کر رہی تھی،، وہ اس قدر پاکیزہ دل کی مالک تھی،، اور کس قدر آزمائشوں سے گزر چکی تھی،، اُسے نے

بے اختیار اِس نازک سی لڑکی کو دیکھا جو اپنی زندگی جا فلسفہ بیان کیئے دوبارہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گئ تھی،، چہرے پر کسی دُکھ کسی تکلیف کے آثار نہیں تھے،، بلکہ پُر سکون تاثُرات تھے،، شاید وہ تنہائی کی عادی ہوتی جا رہی تھی،، مایا کو اُسے بے تحاشا ہمدردی ہوئی تھی،، باقی سارا راستہ خاموشی سے کٹا،، ثوابیہ تو آنکھیں موندیں اپنی ہی دُنیا کی سوچوں میں ڈوب گئ تھی،، جب کہ مایا کا ذہن تیزی سے کچھ سوچ رہا تھا،،

****

"اسلام علیکم"

اُس کی سنجیدہ سی بھاری آواز لیونگ روم میں گونجی،، شمس صاحب جو اخبار پڑھ رہے تھے اُنہوں نے چونک کر سر اُٹھایا اور حیرانی سے آریان کی جانب دیکھا جس کے سر پر سفید پٹہ بندھی ہوئی تھی جبکہ شرٹ خون الوود معلوم

ہو رہی تھی،، حرم آریان کے پیچھے ہی خاموشی سے کھڑی تھی،، وہ اُسے زبردستی منتیں کر کے اندر لائی تھی کیونکہ سر پر لگنے والی چوٹ کے باعث اُس کے لیئے ڈرائیو کرنا خاصا خطرناک تھا،، اسی لیئے حرم نے بمشکل ایک رات اُسے اُس کے ماموں کو مہمان بننے پر منایا،،

"واعلیکم اسلام بیٹا یہ کیا حُلیہ بنایا ہوا ہے تُم نے"

وہ بے اختیار پریشانی سے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے اُس کی جانب بڑھے تھے،، آریان نے لب بھینچے اُن کی آنکھوں میں فکر مندی دیکھی،، اُسے اپنے یہاں رات رُکنے کے فیصلے پر افسوس ہوا،، کیونکہ وہ کبھی کسی کی پریشانی کی وجہ نہیں بننا چاہتا تھا،، حرم خاموشی سے بھانجے اور ماموں کی باتیں سُن رہی تھی،،

"ارے ماموبس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا پریشان ہونے والی کوئی بات

نہیں "

وہ تسلی آمیز لہجے میں اُنہیں یقین دلاتا ہوا بولا تھا،، حرم آریان اور شمس صاحب کے لئیے چائے بنانے کچن میں چلی گئ تھی،،اُسے معلوم تھا ماموبھانجا جب بھی ساتھ ہوتے ہیں،،دو تین کپ چائے تو باتوں ہی باتوں میں پی جاتے ہیں،،

"پہلے تُم بیٹھو یہاں پر کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتے تُم اتنی چوٹ لگوالی آپا کو بھی پریشان کروگے اور مجھے بھی کیا ضرورت تھی اتنی تیز گاڑی چلانے کی"

وہ سخت لہجے میں اُسے سے مخاطب ہوئے تھے،، آریان خاموشی سے سر جھکائے اُن کی ڈانٹ سُن رہا تھا،، کچن میں سے ان دونوں کو دیکھتی حرم کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیلی تھی اُس کے جھکے سر کو دیکھ کر،، اُسے بہت معصوم لگا تھا وہ اس لمحے،،

"ہاں نہ بابا وہ تو شُکر کریں میں وہاں سے گزر رہی تھی میری نظر پر گئی ورنہ آپ خود سوچ لیں آج کل کے حالات کیسے ہیں"

حرم کے شرارتی دماغ نے فوراً اُسے مزید ڈانٹ پڑوانے کی ترقیب دی،، تبھی وہ تاسف بھرے انداز میں شمس صاحب سے بولی،، آریان نے سر اُٹھا کر اُسے خطرناک گھوری سے نوازا،، حرم نے اُسے منہ چڑایا تھا،،

"میں اپنی خفاظت خود کر سکتا ہوں"

وہ براؤن آنکھوں میں خفگی بھرے اُسے دیکھتا ہوا بولا تھا،،

"ہاں دیکھ لیا ہم نے کتنی خفاظت کر سکتے ہو تُم ابھی پوری طرح سے اُگے بھی نہیں اور جوانی سر چڑھی ہے ہڈیاں تڑوا کر آ گئے"

"ماموووو"

شمس صاحب کے طنز میں ڈوبے تیر اور پیچھے سے آتی حرم کی اُس کی عزت پر کھی کھی کی آوازوں پر وہ احتجاجً بولا تھا،،

"میں جا رہا ہوں پھر"

وہ خفگی سے بول کر اپنی جگہ سے اُٹھا ہی تھا کہ پیچھے سے شمس صاحب کی سنجیدگی میں ڈوبی آواز سُن کر لب بھینچے بے بسی سے واپس بیٹھ گیا،،

"آریان ملک اپنی جگہ پر دوبارہ تشریف رکھو ورنہ میں حرم کا لحاظ کیئے بغیر تُمہاری پٹائی کر دوں گا"

وہ سنجیدگی سے بولے،،

"یار ماموآپ بھی نہ"

اُس کے گالوں میں سُرخی سی چھا گئی تھی،، تبھی وہ خفت سے بولا تھا،، حرم ہنسی دباتی ہوئی دوبارہ کچن کے اندر چلی گئی اور ایک دو اُبال آنے کے بعد چائے کپوں میں ڈال کر ٹرے میں رکھتی باہر آ گئی،،

"بُوڑھوں اور جوانوں یہ رہی آپ کی گرما گرم چائے شیف حرم نور کی

طرف سے"

وہ چہکتی ہوئی چہرے پر مُسکراہٹ سجا کر بولی اور ٹرے ٹیبل پر رکھ دیا،

"تُم نے مجھے بُوڑھا کہا"

وہ خفگی سے بولے،،

"اُنہوں بابا میں آپ کو ایسی لگتی ہوں میں نے تو آپ کو جوانوں میں شامل کیا

ہے"

وہ اُن کو چائے کا کپ پکڑاتی شرارتی لہجے میں بولی،، آریان نے پھر اُسے گھورا،، اب ماموں کے سامنے اُسے کچھ کہنے سے رہا،، تبھی اس کی مستیاں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں،،

اوا چھا پھر ٹھیک کہا تُم نے ویسے بھی یہ مجھ سے کوئی پانچ سال ہی چھوٹا ہو گا"
بس"

وہ اطمینان سے بتاتے ہوئے بولے،، آریان نے حرم کے ہاتھوں سے چائے پکڑتے حیرت سے اُنہیں دیکھا،،

" خُدا کو مانیں یار ماموں اب اتنے بھی چھوٹے نہیں ہیں آپ"

وہ سر جھٹک کر بولا تھا،، حرم اُن کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ کر دلچسپی سے چہرے پر مُسکراہٹ سجائے اُن کی باتیں سُن رہی تھی،،

"ہنہہ تُم تو جلتے ہی رہنا مجھ سے بس اس عمر میں میں تُم سے زیادہ ہینڈسم نظر آتا ہوں ابھی بھی باہر جاتا ہوں تو لڑکیاں مجھے دیکھ کر دل پکڑ لیتی ہیں اپنا"

آریان نے مُسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے مُتاثر کن انداز میں اُن کی اطمینان سے کہی گئی بات سُنی تھی،،

"جی بلکل میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں پر پہلی نہیں دوسری بھی لڑکیاں تو دل پکڑیں گی ہی نہ اب آپ بھی حد کرتے ہیں اتنی عمر میں پینٹ شرٹ پہنیں گے تو وہ تو ڈر کر دل پکڑیں گی ہی نہ"

آریان نے سنجیدگی سے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا تھا،، حرم کہ ہنسی چھوٹی تھی اُس کی بات پر،، وہیں شمس صاحب نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی،،

"ابھی میں چاہوں نہ تو ہزاروں لڑکیاں میرے ساتھ رشتے کے لئیے راضی ہو جائیں"

اُنہوں نے چیلنجنگ انداز میں کہا تھا،، حرم اور آریان نے حیرت سے اُنہیں دیکھا،،

"بابا"

حرم نے فوراً سرزنش کی،،

"ارے بیٹا جنرل بات کر رہا ہوں تمہاری قسم"

وہ گڑبڑاتے ہوئے سنجیدگی سے بولے،، تو حرم اُنہیں گھور کر رہ گئی،،

ہاں تو ماموں اس میں ایسی کیا خاص بات ہے بھلا آپ خود دیکھ لیں آج کل کے"
حالات لڑکیاں صرف پیسہ دیکھتی ہیں اور بغیر تصویر دیکھے کسی بُڈھے سے
"بھی شادی کے لئیے راضی ہو جاتی ہیں

اُس نے کمال اطمینان سے کہا تھا،، شمس صاحب نے سخت نظروں سے اپنے
بھانجے کو گھورا،،

"ایک سیر تو دوسرا سوا سیر"

حرم بڑبڑاتی ہوئی سر جھٹک کر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ٹرے پکڑتے ہوئے کچن میں جانے لگی،،

"حرم بیٹا جاؤ لڈو لے کر آؤ بھئی ہمارے گھر دی گریٹ آریان ملک آئے ہیں مہینوں بعد اپنے چہرے کا دیدار کروایا اور ہاں آریان ملک کے لئے کیک بھی بنانا میری سالگرہ پر بھی نہیں آئے تھے یہ صاحب"

شمس صاحب آریان پر میٹھے میٹھے طنز کے تیز برساتے ہوئے بولے،، آریان نے اُس کے شکوں پر بالوں میں ہاتھ پھیرا،،

"جی بابا سمجھ گئی"

حرم سر ہلاتی ہوئی دوبارہ کچن میں غائب ہو گئی،،

"ماموں یار آپ کو معلوم تو ہے ابھی نیا نیا بزنس سیٹ اپ کیا تھا تو اُسے ٹائم تو دینا ہی تھا پھر اُس کی الجھنوں میں ایسا پھنسا کہ اس سلسلے میں آپ کی سالگرہ ہی دماغ سے نکل گئ بائے دی وے آئی ایم سوری اینڈ ہیپی برتھڈے"

وہ سنجیدگی سے وضاحت دیتا ہوا آخر میں معذرت کرتا ہوا بولا تھا، شمس صاحب نے گہری سانس خارج کر کے سر ہلایا، وہ جانتے تھے اُن کو بھانجا جس کام میں ہاتھ ڈالے اُسے پورے دل اور لگن سے پورا کرتا تھا،

"میں نے تو ہزار بار کہا ہے سیاست دان بنو ہمارے ساتھ اُٹھو بیٹھو دیکھنا لوگ تمہاری کتنی عزت کریں گے غرض کہ تُم اُن کی خدمت کرو اور ہر طرح سے اُن کا خیال رکھو تو"

وہ سر جھٹک کر خفگی سے بولے تھے،، آریان نے چائے کی پیالی ختم کر کے ٹیبل پر رکھی تھی،،

"دیکھیں ماموں سیاست اور میں دونوں الگ الگ چیزیں ہیں نہ مجھے سیاست میں انٹرسٹ ہے نہ سیاست کو مجھ میں نہ میں اُسے پسند کرتا ہوں نہ وہ مجھے تو اس طرح ہمارا کسی بھی طرح ساتھ گزارا ممکن نہیں"

وہ اُن کو اطمینان سے سمجھاتا ہوا بولا تھا،، شمس صاحب نے اُسے گھورا،،

"بیٹا یہاں سیاست کی بات ہو رہی ہے تمہاری محبوبہ کی نہیں"

اُنہوں نے ایک اور طنز کا تیر اُچھالا،، آریان نے آنکھوں میں خفگی بھرے اُنہیں دیکھا تھا،،

"کیا یار مامو یہ ہر وقت عورتوں کی طرح طنز کرنا کہاں سے سیکھ لیا آپ نے"

وہ حیرت سے سر جھٹک کر بولا تھا،،

"تمہاری مامی سے"

وہ بھی جوابدہ ہو کر بولے تھے،،

جی نہیں مامی ایسی نہیں تھیں آپ اُن پر الزام نہ لگائیں آپ شروع سے" بگڑے ہوئے ہیں میں تو حیران ہوں آپ جیسے انسان کو آخر محبت ہو کیسے "گئی

وہ اپنی مامی کی تعریف کرتا ہوا آخر میں افسوس بھرے لہجے میں بولا تھا،، شمس صاحب نے اُس کی بات پر تیوری چڑھائی،،

کیوں بھئی کیا میں انسان نہیں ہوں یا مجھ پر محبت کرنے میں کوئی خاص" پابندی ہے "

وہ تنک کر بولے تھے،، آریان نے اُن کے انداز پر اپنی ہنسی دبائی،،

نہیں آپ خود سوچیں وہ شخص جس کا دن کتابوں سے شروع ہو کر رات" کتابوں پر ہی ختم ہوتی ہو جو ہر وقت کھڑوس سی شکل بنائے رہتا تھا مطلب انسان ایک بار بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچتا تھا آپ سے اور جب آپ کو غُصہ آجائے تو پھر دوسرے شخص کی ایک ہڈی یا پسلی لازمی اپنی جگی سے

اِدھر اُدھر ہو جاتی تھی اُس شخص کو محبت ہو گئی مطلب قسمت نے معجزہ دیکھا دیا"

وہ سنجیدگی سے اُن کی خصوصیات گنواتا ہوا آخر میں شمس صاحب کو محبت ہونا قسمت کا معجزہ قرار دے گیا،،

"یہ خوبیاں تو تُم میں بھی ہیں بھانجے صاحب"

وہ کمال اطمینان بولے تھے،، وہ اُن کی بات پر ٹھٹھکا،، اور حیرت سے اُن کی جانب دیکھا،،

"کیا مطلب"

وہ اب اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا انجان بنتا ہوا پوچھنے لگا،، شمس صاحب نے سخت نظروں سے اُسے دیکھا،،

"بیٹا ماموں ہوں تمہارا ایک ایک قدم کی خبر ہے مجھے اب تُم مجھے خود سچ بتاؤ گے کہ نکالوں پسٹل"

وہ اُس کے کان پکڑ کر کھینچے ہوئے سنجید گی سے بولے تھے،، آریان نے حیرت سے اُنہیں دیکھا تھا،، تو کیا وہ سب سے باخبر تھے،،

"کیا ماموں ہر وقت مرنے مارنے پر آجاتے ہیں ابھی مجھے نیند آرہی میں زرا ریسٹ کر کے آتا ہوں صبح بات کریں گے"

اُس نے اپنا کان چھڑواتے دامن بچاتے ہوئے چہرے پر تھکن زدہ تاثُرات سجائے وہاں سے کھسکنا چاہا،،

"آریان واپس بیٹھو ابھی کے ابھی"

وہ سخت لہجے میں بولے،،تو وہ لب بھینچے سر جھکا کر واپس بیٹھ گیا،، شمس صاحب نے اُسے دیکھ کر مُسکراہٹ دبائی،،

"ہاں تو بتاؤ پھر آریان ملک محبت کی کبھی"

وی انجان بن کر پوچھتے ہوئے بولے،،آریان نے خفگی سے اُنہیں دیکھا،،

یار مامو،،"

کیا یار ماموں لگائی ہے اس وقت میں تمہارا ماموں نہیں ہوں ایک بیٹی کا باپ "

ہوں"

وہ سخت لہجے میں اُس کی بات کو ٹوک کر بولے تھے،، آریان نے حیرت سے اُن کا گرگٹ کی طرح بدلتا رنگ دیکھا تھا،،

"پر میں بھی تو آپ کا ہی بیٹا ہوں"

وہ خفگی سے بولا تھا،،

ہاں ہو پر ابھی میرا تُم سے کوئی تعلق نہیں جو سوال میں نے پوچھا ہے اُس کا"

"صاف صاف جواب دو

وہ سنجیدگی سے دوٹوک انداز میں بولے،، آریان نے بالوں میں ہاتھ پھیرا،،

"آپ کو پتا ہی تو ہے سب پھر کیوں پوچھ رہے ہیں یار"

وہ زچ آکر سنجیدگی سے بولا تھا،،

"ہاں پتا ہے پھر بھی میں تمہارے منہ سے سُننا چاہوں گا"

وہ بے نیازی سے بولے تھے،، آریان نے گہری سانس خارج کی،، شمس صاحب نے اپنی سُننے کی حسیں تیز کیں،، وہ پوری توجہ سے اپنے بھانجے کی محبت کی داستان سُننا چاہتے تھے،،

"یار چھوڑیں ماموجب پتا ہے آپ کو سب تو میرے منہ سے سُننے کا فائدہ"

وہ جھنجھلا کر بولا تھا،، شمس صاحب نے بے اختیار پنا سر پیٹا،،

بھئ بہت ہی کوئی خشک انسان ہو ویسے تُم چلو بس یہی بتادو پہلی دفعہ کیسے محبت ہوئی"

وہ اُسے کوکوستے ہوئے دوبارہ متجسس انداز میں پوچھنے لگے،، آریان نے اُنہیں گھورا،، یقیناً وہ اتنی آسانی سے اُس کی جان نہیں چھوڑے والے تھے،،

"آ گئ میں بابا"

حرم ایک ہاتھ میں کیک تھامے اور دوسرے ہاتھ میں لڈو پکڑے چہکتی ہوئی باہر آئی،، آریان نے اُس کی اس قدر دُرست اینٹری پر شُکر کا سانس حارج کیا تھا،،

****

******

مایا نے گھر کے باہر گاڑی روک کر ہارن بجایا،، چوکیدار نے بروقت گیٹ کھولا،، اُس نے سنجیدگی سے گاڑی کو گیراج میں پارک کیا،، اُس نے گہری سانس بھر کر رُخ موڑ کر ثوابیہ کو دیکھا،، تو حیرت کا جھٹکا لگا،، کیونکہ وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے معصومیت سے گہری نیند سو رہی تھی،، اُس نے اُسے جگانے کے لئیے ہاتھ بڑھانا ہی چاہا تھا کہ کچھ سوچ کر رُک گئ،، وہ کار کا

ڈور کھول کر باہر نکلی اور بھاگتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئی تھی،، لاؤنج میں پہنچ کر اُس نے ٹٹولتی نظروں سے اُسے ڈھونڈنا چاہا جیسے ہی اُسے نے مایوسی سے رُخ موڑا اُس کا حلق اُچھل کر باہر آگیا،، کیونکہ سامنے ہی غازان چہرے پر کرخت تاثرات سجائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا،،

" اُففف ڈرا دیا تُم نے"

وہ گہری سانس بھر کر بولی،،،

"وہ کہاں ہے"

اُس کا لہجہ سخت تھا،، مایا نے اُس کے انداز پر آبرو اُچکائی،،

"وہ کون غازان آفندی"

وہ انجان تاثُرات سجائے تھوڑی پر اُنگلی ٹکائے معصومیت سے پوچھنے لگی،، غازان نے اپنا اشتعال کم کرنے کے لئیے مٹھیاں بھینچیں،، گہرے آنکھوں میں سُرخی سی پھیلی تھی اُس کی،، وہ بہت ایمپورٹنٹ میٹنگ میں تھا اسی لئیے وہ مایا کی کالز کا جواب نہیں دے سکا،، گھر واپس آنے پر اُسے معلوم ہوا کہ مایا ثوابیہ کو ساتھ لئیے باہر گئی ہے،، اُس یہ سُن کر شدید تیش آیا،، کہ مایا اُس کی اجازت کے بغیر اُسے اس گھر کی در و دیوار سے باہر کیوں لے کر گئی تھی،،

"مایا بی سیریس مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے"

وہ سرد لہجے میں پوچھنے لگا،، مایا نے کچھ دیر پُر سوچ انداز میں اُسے دیکھا اور پھر سنجیدگی سے اُس کے مُقابل اپنے ہاتھ پشت پر باندھ کر کھڑی ہو گئی،،

"سیر یسلی غازی تُم مجھے سنجیدہ ہونے کا کہہ رہے وہ مطلب وہ شخص جو خود اپنے ہی رشتوں کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے وہ مجھے سنجیدہ رہنے کا کہہ رہا ہے واؤ گریٹ"

وہ پُر سکون انداز میں مُتاثر کن لہجے میں بولی تھی،، غازان نے اچھنبے سے اُس کا بات کرنے کا انداز دیکھا تھا،، ایک تو وہ بغیر اُس کی اجازت سے اُس کی بیوی کو باہر لے گئی اور اب اُسے ہی باتیں سُنا رہی ہے،، کہیں ثوابیہ نے تو نہیں،، یہ سوچ دماغ میں آتے ہی اُس کی رگیں پھول گئیں تھیں غُصے کے عالم میں،، مایا نے باریک بینی سے اُس کے تاثرات کا جائزہ لیا،،

"مجھے تمہاری ان باتوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے میری زندگی ہے یہ اسے میں جیسے چاہوں جی سکتا ہوں تُم کون ہوتی ہو مجھے یوں ٹوکنے والی تُم سے جس بات کا سوال کیا گیا ہے محض اُس کا جواب دو"

وہ لب بھینچے تیش کے عالم میں بولا تھا،،

"میں کون ہوتی ہوں اس بات کا جواب میں تمہیں پھر کبھی دوں گی ابھی کے لئیے تُم میرے سوال کا جواب دو ایسی کیا مصروفیات تھیں تمہاری کہ تُم نے میری ایک کال کا جواب دینے کی بھی زخمت گوارا نہیں کی ایسا کون سے کام میں مصروف تھے تُم"

وہ سنجیدہ تاثُرات سجائے پوچھنے لگی،،اب کہ غازان کو اُس کے انداز پر حیرت ہوئی تھی،،

"میٹنگ تھی میری بہت امپورٹنٹ اسی لئیے نہیں کی تمہاری کال اٹینڈ اور ایسا کون سی بات کرنی تھی تُم نے جو یوں بھڑک رہی ہو"

وہ لب بھینچے سنجیدگی سے بتانے لگا،،مایا نے سمجھتے ہوئے سر نفی میں ہلایا،،

"میٹنگ مائی فُٹ غازان آفندی تُم پہلے ڈیسائڈ کر لو تمہارے لئیے تمہاری میٹنگ زیادہ اہم ہے یا پھر تمہاری بیوی جس کا تُم خیال تک نہیں رکھ سکتے"

وہ بمشکل اپنا اشتعال دبائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی،،

"تُم کہنا کیا چاہتی ہوں مایا ایسا کون سا خیال نہیں رکھا میں نے اُس کا اور کہاں ہے وہ تم اُسے اپنے ساتھ ہی لے گئ تھی نہ"

وہ اُس کی باتیں گھمانے والی عادت سے تنگ آکر سنجید گی اسے بولا اور آخر میں اُس پر طنز کرنا بھی ضروری سمجھا،،

"جی جی بلکل ٹھیک فرمایا آپ نے وہ میرے ساتھ ہی تھی اور یہ بات بھی یقیناًآپ کی چوکیدار کی زُبانی ہی معلوم ہوئی ہو گی چلیں اب آپ کو پوری بات بتادیتے ہیں ہم ہاسپٹل گئے تھے کیونکہ تمہاری بیوی کا پاؤں جل گیا تھا گرم پانی گرنے کے باعث آپ کو لاتعداد فون کالز کی گی ٔجنہیں کمال مہارت سے آپ نے نظرانداز کیا جس کے باعث مجھے خود ہی ہمت کر کے اُسے ہاسپٹل لے جانا پڑا اب سو رہی ہے بیچاری کار میں تھک گی ٔہے شاید روز روز کی ازیت سہتے ہوئے کبھی پاؤں جل جاتایے تو کبھی دل جلادیتا ہے کوئی سہی کہہ رہی ہوں نہ میں"

مایا نے بہت سکون سے سُرخ چہرے کے ساتھ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اپنے دل کی بھڑاس نکالی،، غازان پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا اُس کی بات پر،، اعصاب بے اختیار چیخ اُٹھے تھے،، جسم کا سارا خون نچڑ کر جیسے چہرے پر جمع ہو گیا تھا،، سُرخ ڈورے لئیے گرے آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھی،، وہ خود بھی اپنی کیفیت سمجھنے سے نالاں تھا جیسے،،

"ہاسپٹل،،"

کچھ لمحوں کے سکوت کے بعد اُس نے لڑکھڑاتی زبان میں سرگوشی کی تھی جیسے،، مایا نے قدرے حیرت سے اُسے دیکھا تھا،، اُس کے مطابق غازان کو اُس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے تھا،، پر اُس کی حالت بلکل اُس کی سوچ سے برعکس تھی،، اُس کا چہرہ بے تحاشا سُرخ ہوا تھا،، اور آنکھیں لہو رنگ

جیسے کسی کے حلق سے اُس کا دل نکال لیا گیا ہو،، وہ بے اختیار باہر کی جانب بھاگا تھا،،

"غازان"

مایا حیرت سے اُسے دیکھتی ہوئی اُسے آواز دیتے ہوئے اُسے پیچھے بھاگی،، وہ پھولی سانسوں کو سمیٹتا بھاگتا ہوا گاڑی کے پاس پہنچا اور اُس کا ڈور کھول کر اندر بے خبر سوئے وجود کے حواس جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا،، اُس بازوؤں سے تھامتے اپنے مُقابل کرتے ہوئے،، ثوابیہ نے چھپاک سے آنکھیں کھولیں،، سیاہ آنکھیں حیرت سے ٹکر ٹکر کرتی اُس گہرے آنکھوں والے شخص کو دیکھ رہی تھیں،، جو شدید اضطرابی کیفیت میں تھا جیسے،، مایا اُن دونوں سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے سنجیدگی سے اُن دونوں کو دیکھنے لگی،،

"کچھ تو مسنگ ہے مایا جس طرح غازان کا انداز تھا بلکل ایسے جیسے کوئی قیمتی اثاثہ چھن جانے کا ڈر ہو دیوانہ معلوم ہو رہا تھا کوئی جیسے پر پھر بھی وہ ثوابیہ سے کھیچا کھیچا رہتا ہے ایسا کیوں بھلا اگر محبت کرتا ہے تو جتاتا کیوں نہیں اور اگر نفرت کرتا ہے نہیں یہ شخص بلکے کوئی بھی شخص اس لڑکی سے نفرت کر ہی نہیں سکتا جو اس قدر پاکیزہ دل کی مالک ہو،، پھر ایسا کون سی وجہ ہے ان کی دوری کی،، مجھے پتا لگانا ہی پڑے گا کڑی کا وہ حصے ڈھونڈنا ہو گا جس سے یہ ساری پہیلی جُڑی ہے بلکے پوری طرح سے اُلجھی ہے "

وہ ان دونوں کو دیکھتی چہرے ہر پُر سوچ تاثرات سجائے سنجید گی سے گھر کے اندر داخل ہو گئ تھی،، وہ اُن دونوں کو اکیلے وقت دینا چاہتی تھی،،

"تُم ٹھیک ہو"

اُس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اُس نے دھیمے لہجے میں ہوچھا تھا،، اُس نے گرنے کے ڈر سے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھ دیئے تھے،، اور معصومیت اور حیرت سے بمشکل اُس کی سُرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس کی بات سُنی تھی،، اُس کا چہرہ،، اُس کی آنکھیں،، فکر مندانہ انداز،، ثوابیہ کی کیفیت عجیب ہو گئی تھی جیسے،، اُس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا تھا اُس کی بات پر،، غازان کچھ دیر ارد گرد سے بے نیاز اُسے دیکھتا رہا مگر پھر اُسے کا ایک ہاتھ اپنے کندھے پر رکھتا اُسے سہارا دیتا ہوا اندر لانے لگا،، ثوابیہ چوری چوری آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی،، دل جیسے بیلوں اُچھل رہا تھا،، اُس کی زرا سی فکر پر،، غازان اُسے سہارا دیتا ہوا سیڑھیوں تک لایا،، پر وہ اُسے یہاں سے اوپر کیسے لے کر جائے گا،، اُس نے اُس کا معصوم چہرہ دیکھ کر سوچا تھا،، ثوابیہ خاموشی سے اُس کے سہارے سر جھکائے کھڑی تھی،،

"اوئے معصوم مجنو کی اولاد اُٹھا کر لے جاؤ اُسے روم میں انسان اپنی عقل کا بھی استعمال کر لیتا ہے اور ہاں جلدی نیچے بھی آجانا بیگم کو سُلا کر مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے"

غازان نے چہرہ موڑ کر سخت تیور لیئے مایا کو گھورا جو دونوں ٹانگیں ٹیبل پر رکھے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اُس کے انداز پر افسوس کرتی مشورہ دے رہی تھی اور ساتھ ساتھ اُسے جلدی نیچے آنے کی بھی ہدایت دی،، ثوابیہ کے چہرے کا رنگ سُرخ پڑا اور آنکھوں میں پریشانی اُتری،، وہ جھجکتے ہوئے اُس سہارا چھوڑی سیڑھی کا پلر تھام کر کھڑی ہو گئی،، غازان نے حیرت سے اُس کے ہاتھوں کے اُسے طوطے دیکھے،، کیا وہ اُس کے ڈر رہی تھی،،، یہ سوچ دماغ میں آتے ہی اُسے تپ چڑھی،، اُس نے سنجید گی سے دو لمحے اُسے دیکھا،، اور پھر جلدی سے آگے بڑھ کر اُسے اپنے مضبوط

بازؤں میں اُٹھا کر تھام لیا،، ثوابیہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں روکیں،، سیاہ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں،، اور چہرہ لہو چھلکا رہا تھا،،

"اوئے ہوئے کوئی تو روک لو"

مایا کی ایکٹنگ عروج پر تھی،، وہ اُن دونوں پر جملہ کستی شرارت سے بولی تھی،، غازان بھی سُرخ چہرہ لئیے اُسے اُٹھائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیاں چڑھنے لگا،،

"شرمیلے بابو شونا"

وہ مُسکراتے ہوئے سر جھٹک کر بولتی موبائل میں گھس گئی تھی،، اوپر پہنچتے غازان نے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولا،، اور بمشکل روم کی لائٹ اون

کرتے اُسے بیڈ پر لٹا دیا،، ثوابیہ نے اپنی آنکھیں سختی سی میچیں تھیں،، غازان سنجیدگی سے اُس کی بند آنکھیں اور سُرخ چہرہ دیکھتا ہوا اُس پر اچھی طرح سے کمفرٹ ڈالنے لگا،، جیسے ہی اُس کی نظر اُس کے پٹی میں جکڑے پاؤں پر پڑی،، اُس اپنے دل میں تکلیف کا احساس ہوا،، وہ آرام سے اُس کا پاؤں تھامتا ہوا خود کے اوپر رکھ کر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا،،

"ارے آپ کیا کر رہے ہیں پلیز چھوڑیں"

ثوابیہ نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اپنے پاؤں پیچھے کی طرف کھینچنا چاہا مگر اُس کی گرفت مضبوط تھی،، وہ بے بسی سے اُسے دیکھنے لگی،،

"کیسے جلا یہ پاؤں"

اُس نے پاؤں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تھا،،

"غلطی سے پانی گر گیا تھا آپ پلیز چھوڑیں"

اپنا پاؤں چھڑوانے کی کوشش کرتے اُس نے حلق تر کر کے بتایا،،

"اتنا ڈر کیوں رہی ہو مجھ سے"

اب کہ وہ اُس کی جانب دیکھتا ہوا حیرت سے اُس کا سفید چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگا،،

"آپ ہے ہی جلاد انسان ڈرے نہیں تو بھنگڑے ڈالے"

وہ دل ہی دل میں منمنا کر بولی تھی،، غازان نے باریک بینی سے اُس کے تاثرات دیکھے،،

" جلاد لگتا ہوں میں تمہیں "

اُس نے سخت لہجے میں استفسار کیا،، اور یہاں ثوابیہ کے جان حلق میں اٹکی،،

" جلاد سے بھی بُرے لگتے ہیں پر انہیں پتا کیسے چلا "

وہ حیرت سے اُسے دیکھتی دوبارہ دل میں بولی تھی،، مگر بظاہر نفی میں سر ہلا گئ،،

"اوہو تو میں تمہیں جلاد سے بھی بُرا لگتا ہوں ثوابیہ غازان آفندی "

اُس کے سفید پڑتے تاثرات کو دیکھتے ہوئے اُس نے بمشکل مُسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا،، ثوابیہ کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اب منہ بھی کھل گیا تھا،، بھلا وہ اُس کے دل کی بات کیسے جان سکتا ہے،،

"ایسی بات نہیں ہے"

اُس نے منمناتے ہوئے معصوم صورت بنا کر کہا،، غازان کچھ دیر اُس کی من موہنی صورت دیکھتا،، احتیاط سے اُس کا پاؤں کمفرٹ میں رکھتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھا تھا،، ثوابیہ نے اپنی آنکھیں ڈر کر میچیں اُس لگا وہ اُسے ڈانٹے لگا اب،، غازان نے مُسکراہٹ دبائے اُس کی حالت دیکھی اور اُس کے بال بکھیرتا ہوا لائٹس اوف کرتا ڈور کلوز کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا،، ثوابیہ نے منتشر ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ ٹکر ٹکر اپنے ماتھے پر بِکھرے بال دیکھے،، اور

اُنہیں پھونک مار کا اُڑاتی سُرخ چہرے کے ساتھ تکیے میں منہ دیئے سونے کی کوشش کرنے لگی،،

"آئیں حضور ہم آپ کی ہی راہوں میں پلکیں بچھائے بیٹھیں ہیں کب سے"

اُسے سیڑھیاں اُترتے دیکھ کر مایا طنز کرتی ہوئی بولی تھی،، جسے غازان نے سرے سے نظر انداز کیا اور اُس کے سامنے والے صوفے پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گیا،،

"بولو کیا بات کرنی ہے"

وہ ارد گرد دیکھتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا سنجیدگی سے پوچھنے لگا،، مایا نے پُرسکون انداز میں اپنی ٹانگیں ٹیبل سے اُٹھائیں اور اُسی کت انداز میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئ،، غازان نے اُسے گھورا تھا،،

"کیوں بھئ بہت جلدی ہو رہی ہے بیگم کے پاس جانے کی"

آنکھوں میں شرارت بھرے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی،، غازان نے دانت پیستے ہوئے اُسے دیکھا تھا،،

میں تمہاری فضول باتیں سُننے کے لئیے نہیں بیٹھا یہاں جو بھی بات ہے کرو"

"ورنہ میں جا رہا ہوں

وہ سپاٹ لہجے میں بولا،، تو مایا بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئ،،

" ہمیں راستے میں ثوابیہ کی سٹیپ ماما ملی تھیں"

اُس نے غور سے اُس کے تاثرات دیکھتے ہوئے ڈائریکٹ بات کہی تھی،،غازان کی آنکھوں میں پہلے ناسمجھی اور پھر شناسائی اور پھر ناگواری پھیلی تھی،،

"تو میں کیا کروں"

وہ سخت لہجے میں بولا،،مایا کو اُس کے تاثرات سے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بھی اُس کی اسٹیپ ماما کو پسند نہیں کرتا،،

"تو یہ کہ وہ معافی مانگ رہی تھیں ثوابیہ سے اپنے گناہوں کی"

اب کہ اُس نے بے نیازی سے کہا،، غازان کی آنکھوں میں حیرت کا تاثُر اُبھرا،،

"معافی کیسے گناہوں کی"

اُس نے اچھنبے سے پوچھا،، مایا نے مُسکراہٹ دبائی،، یقیناً وہ اس پہیلی کی آخری کڑی تک پہنچ چکی تھی، جو غازان آفندی سے جُڑی تھی،،

"وہ قاتل ہیں ثوابیہ کی اصل ماں کی اُنہوں نے خود اعتراف کیا ہے"

اُس نے دھماکہ کیا،، غازان بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑا ہوا،، مایا نے حیرت سے اُس کا انداز دیکھا،،

"پر وہ کیسے قاتل ہو سکتی ہیں اُنھوں نے تو کہا تھا کہ ثوابیہ نے اُن کی بہن کا قتل کیا ہے"

وہ شدید حیرت کے عالم میں بولا تھا،، یہاں مایا کے پیروں تلے زمین نکلی اُس کی بات پر، پہیلی حل ہو چکی تھی،، یہ وہی برسوں پہلے لگائے جانے والی حسد کی آگ تھی جس میں ان دونوں کو بھی جھونک دیا گیا تھا،،

"واٹ غازان تُمھارا دماغ کا اسکریو ڈھیلا ہے کیا تمھیں کہاں سے وہ معصوم لڑکی قاتل نظر آتی ہے آر یو میڈ"

وہ شدید صدمے کے زیرِ تحت بولی تھی،، غازان نے اُس کے طرزِ مخاطب پر اُسے غُصے سے دیکھا تھا،،

وہ معصوم نہیں ہے قاتل ہے اُس کی سگی خالہ نے یہ انکشاف کیا تھا مجھ سے "
نکاح کے ایک دن بعد وہ میرے گھر آئی تھیں اور ساری حقیقت بیان کی تھی
"مجھ سے

وہ سخت لہجے میں بولتا اُس کی بات جھٹلانے لگا تھا جیسے،،

غلط بلکل غلط پتا ہے کیا میرا دل کر رہا ہے تمہارا سر پھاڑ دوں مطلب کوئی "
بھی منہ اُٹھا کر تمہاری بیوی پر جو بھی گھٹیا الزام لگائے گا تُم اُس پر یقین کر لو
گے مطلب سیریسلی وہ قاتل نہیں ہے اپنی ماں کی بلکہ اُن کا قتل اُس کی خالہ
نے ہی سر انجام دیا تھا اُنہیں سیڑھیوں سے دھکا دے کر اُنھوں نے ثوابیہ
کے گھر تباہ کر کے رکھ دیا تھا اور پھر اُس کے بابا سے شادی کر کی،، بتاؤ مجھے
اپنے ہی ماں باپ کے قاتل کو چوبیس گھنٹے اپنے ہی گھر میں مُسکراتے ہنستے

دیکھنا کس قدر ازیت کی بات ہے کیا تُم جان سکتے ہو پر تُم کیسے جانو گے جانتا تو وہ ہے جو اس قیامت سے گزر چُکا ہے بجائے اُسے اپنی زات کی پہیلیوں ازیتوں تکلیفوں سے باہر نکالنے کے تُم نے کیا کیا تُم نے اُسے مزید ذہنی مریض بنا کر رکھ دیا ہے،، دیوانی ہے وہ تمہارے پیچھے اور تُم تمہارا دل ہے کہ پتھر آنکھیں ہیں کہ بٹن تمہیں اُس کے چہرے پر معصومیت نظر نہیں آتی کیا کبھی اپنے دل سے دریافت کرنے کی کوشش کی تُم نے کہ وہ قاتل ہو سکتی ہے کہ نہیں بتاؤ غازان آفندی تف ہے تمہاری عقل پر"

اُس کا ایک ایک لفظ ایک ایک جُملہ اُس پر کسی ہتھوڑے کی طرح برس رہا تھا،، چہرے سے سارا خون نچور کیا گیا تھا جیسے،، جان حلق میں اٹک گئ تھی،، اس قدر تلخ حقیقت پر آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا،، وہ بے اختیار نیچے بیٹھتا چلا گیا،، کیا وہ اس قدر اندھا تھا،، کیا وہ اس قدر بدنصیب تھا،، کیا وہ اس قدر کم عقل تھا کہ کسی کی باتوں میں آ کر کسی بے گناہ کی زندگی

میں مزید مشکلات پیدا کر دیں تھیں اُس نے،، بجائے سہارا بننے کے اُس نے

تو اُسے مزید بے سہارا کر کے رکھ دیا تھا، اُس کے باپ کا اُس پر بھروسہ،، وہ

اعتماد توڑ دیا تھا جس سے اُنہوں نے اپنی بیٹی کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں تھمایا

تھا، اُس نے بے اختیار دل کی چیخوں کو سُنتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر

رکھ لئیے تھے،، ثوابیہ کی چیخیں،، اُس کی آنسوئں سے بھری آنکھیں اُس کی

معصوم صورت،،، اُس کی بند آنکھوں کے پردوں میں ایک ایک کر کے

کر رہی تھیں،، دھڑکنیں سُست پر رہی تھیں جیسے،، مایا خاموشی سے گشت

اُس کی حالت دیکھتی ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی ہوئی اُس کے قریب

ہی گھٹنوں کے بل بیٹھتی چلی گئ تھی،،

غازی یار ا بھی کچھ نہیں بگڑا تُم لو گوں کے بیچ تُم اُس سے معافی مانگ """
لو اللہ کی قسم وہ تمہیں معاف کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگائے گی دیوانی ہے وہ
"تمہاری

مایا اُس کی بکھری حالت کو دیکھتے ہوئے نرمی سے اُسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی،، پر وہ تو جیسے کچھ سُن ہی نہیں رہا تھا،، آنکھیں کسی غیر مرئی نُقطے پر جمائے وہ بنا پلکیں جھپکائے اپنی جگہ ساکت بیٹھا تھا،، بلکل ایک بے جان بُت کی طرح،، مایا کو اُس پر شدید رحم آیا،،

" غازی"

اُس نے اُس کے کندھے پر دھیرے سے ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے پُکارنا چاہا،، غازان نے درشتی سے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا،، وہ تیزی سے لڑکھڑاتے

ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اُٹھائے باہر کی جانب بڑھ گیا،، مایا نے حیرت سے اُس کا باغیانہ انداز دیکھا اور ہوش میں آتی ہوئی فوراً اُس کے پیچھے بھاگی،، مگر تب تک اُس کی گاڑی دھول اُڑاتی ہوئی دُور جا چکی تھی،، اُس کی نظریں مین گیٹ پر اٹکیں تھیں،، جسے چوکیدار بند کر چُکا تھا،،

"اُففففف یا اللہ غازان کو سہی سلامت گھر واپس لے آیئے گا آپ کو معلوم تو
ہے جذباتی ہے ایک ب
نمبر کا ایکسیڈنٹ نہ کروا بیٹھے اور اگر کوئی ہڈی پسلی تڑوا کر آگیا تو ثوابیہ کا کیا بنے گا اُس نے تو اُسے ایسی حالت میں دیکھتے ہی اللہ کو پیاری ہو جانا اُففف استغفار توبہ توبہ سوری "

وہ اپنے دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے اپنے خیالات کی نفی کرتی ہوئی گہری
سانس خارج کرتے ہوئے واپس اندر چلی گئ تھی،،

نہیں،، نہی،،، میں نہیں جاؤں گی آیندہ چھت پر،، ساری باتیں مانوں """
" گی،،،،، لیکن پلیز مجھے اُس جگہ واپس مت چھوڑیے گا،، پلیز،،

وہ بہت رش ڈرائیو نگ کر رہا تھا،، آنکھیں لہور نگ تھیں،، لب سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے،، اعصابوں پر بہت بھاری بوجھ تھا جیسے،، آنکھیں نم ہو رہی تھیں اور ماضی کی ایک ایک تصویر آنکھوں کے سامنے لہرا رہی تھی،، اُس کا گڑ گڑانا،، اُس کے دیکھتے ہی سُرخ ہو جانا،، چوری چوری اُسے تکتے رہنا،، اُس کی التجائیں،، اُس کی پُر شکوہ خوبصورت سیاہ آنکھیں،، وہ شخص جو بہت بڑی انا رکھتا تھا آج پاش پاش ہو کر بکھر گیا تھا،، اُس کی انا ہار گئی تھی مُقابل کی معصومیت کے آگے،، ہمیشہ اپنے جزبات جھٹلاتا رہا،، اپنے دل کی کیفیت کو ہمیشہ راز رکھا،، اپنی محبت کو کبھی اُس پر عیاں نہیں ہونے دیا،، محض کسی حاسد کی باتوں میں آکر اُس نے اپنی ہی زندگی میں آگ لگا

ڈالی،،اپنی ہی دُنیا اندھیر کر ڈالی،، کیا زندگی میں اُس سے زیادہ بے بس شخص کوئی تھا،، کیا دُنیا میں اُس سے زیادہ بیوقوف انسان تھا کوئی،، نہیں غازان یونیورسل فول ہو،، آفندی تُم ایک

اُس کی ضمیر کی آوازیں اُسے سانس تک لینے نہیں دے رہی تھیں،،اُس نے بے اختیار چکراتے سر کے ساتھ اپنی ٹائی کو کھینچ کر گلے سے اُتار پھینکا تھا،،

"اللہ پاک انہیں ٹھیک کر دیں پلیززز آپ جو کہیں گے میں کروں گی""

اُس کا نم آنکھوں سے اُس کے لئیے دُعا کرنا وہ کس قدر حسین منظر تھا کاش وہ اُسے بتا پاتا،،

" آپ تو بہت تیز بخار ہے پلیز آپ بیڈ پر لیٹ جائیں"

اُس کا فکر مندانہ لہجہ ،،اُس کی معصوم صورت ،،اُس کی پریشانی،،سب بہت خوبصورت تھا،،اس خوبصوت تصویر کو بگاڑنے کا زمہ دار وہ بزات خود تھا،، کیا وہ کبھی اُسے منہ دکھانے کے قابل رہے گا،، کس قدر پیاری لگتی تھی اُس کی صورت،،ڈوپٹے کے ہالے میں،،جب جب وہ اپنی آنکھیں بند کیئے کسی بچی کی طرح نرم نرم گھاس پر چلتی تھی،،اور مُسکراتی تھی،، کتنا دلکش منظر تھا وہ کاش وہ اُسے بتا پاتا،،وہ تو اُس کے سامنے سر اُٹھانے تک کے قابل نہیں رہا تھا،،اُس کی سخت باتوں پر اُس کا معصومیت سے سر ہلا دینا،،لب سے شکوہ پھلسنے نہ دینا،،خاموشی سے اُس کا کہنا ماننا،،وہ بلکل الگ تھی،،سب سے مختلف،،زندگی کی محرومیوں نے اُسے وقت سے پہلے سب کچھ سیکھا دیا تھا،،وہ جانتی تھی کہ جو شخص آپ کی محبت کی قدر نہیں کرتا اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے،اُس نے احساس نہیں کیا تھا،،اُس کی خاموشی کا،،اُس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنا کم کیوں بولتی ہے،،اُس نے کبھی اُس کی

ازیتوں کا تصور نہیں کیا تھا،،اور کر بھی نہیں سکتا تھا،، جس کی ماں کا وجود اُس کی آنکھوں کے سامنے تڑپتا ہوا ساکت ہو جائے جس کی ننھی ننھی سسکیاں سُننے والا کوئی نہیں تھا،، جس کی باتوں کو سب مزاق میں اُڑا دیتے تھے،، جس کو ہمیشہ زخم دیئے گئے،، جسے ہمیشہ اپنے مُفاد کے لئے استعمال کیا گیا،،

"یااللہ مجھ سے گناہ ہو گیا میں نے ایک معصوم زندگی کو مزید مشکل میں ڈال دیا"

اُس نے بے ساختہ اپنی آنکھیں بند کیں تھیں،،ازیت ہی ازیت تھی،،درد ہی درد تھا،، جسے روح کہیں اور اور جسم کہیں اور تھا،،اُس کی گرفت اسٹیرنگ پر ڈھیلی ہوئی،،

"میری محبت"

وہ بند آنکھوں سمیت مُسکرایا،، بند آنکھوں کے پردوں میں ثوابیہ کا عکس لہرایا،، کار آؤٹ اوف بیلنس ہو چُکی تھی،،

"میری زندگی"

لبوں نے ایک بار پھر سرگوشی کی،،اب پردے کے عکس میں ثوابیہ کی ڈری سہمی تصویر اُبھری،،

"میری دیوانی"

پلکوں کی اوٹ سے ایک آنسو پھسلتا ہوا اُس کی شیو میں جزب ہو گیا تھا،، گاڑی مکمل قابو سے باہر ہو چُکی تھی،، اسی دوران سامنے سے ایک بڑا ساٹرک اسی جانب تیزی سے آ رہا تھا،،

" تُم میرا معصوم عشق ہو "

وہ جیسے بند آنکھوں سے اُسی سے مخاطب تھا،، شاید حواس کام کرنا بند ہو گئے تھے،، وہ کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا،، شدید دیوانہ،، اُس کی گاڑی تیز رفتار میں اُس ٹرک کے قریب جا رہی تھی،، دوسری جانب وہ بھی بغیر دیکھے تیزی سے ٹرک چلا رہا تھا،،

میں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں اپنے رب سے میری ہرنی جیسی آنکھوں والی،، "

لبوں نے شاید آخری بار شدت سے سرگوشی کی تھی،،اُس دُعا میں اس قدر شدت تھی کہ وہ آسمانوں سے ہوتی ہوئی قبولیت کی گھڑی تک پہنچ گئی تھی،،اگلے ہی لمحے جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا،،وہ بہت بڑا دھماکا تھا،،گاڑی فضا میں اُڑتی ہوئی ڈولتے ہوئے دور جا گری تھی،،ہر چیز بکھر گئی تھی،،فضا زرد آلود ہو گئی تھی،،آسمان سے زوردار بجلی کڑکی اور شدید قسم کی بارش ہونے لگی،،ٹرک کا ڈرائیور فرار ہو چُکا تھا،،اُس کا ایک ہاتھ گاڑی کے ٹوٹے شیشے باہر بکھرے کانچوں میں ثبت ہو چُکا تھا،،پیشانی خون آلود ہو چکی تھی،،شیشے کی کرچیاں جسم کے ایک ایک حصے میں بُری طرح چبھ چُکی تھیں،،ایک بار پھر بجلی زوردار انداز میں کڑکی،،پانی کی بوندیں جیسے چیخ چیخ کر اُس شخص کو ہوش دلانا چاہ رہی تھیں،،آسمان جیسے شدت سے رو رہا تھا،،ہاں یہ وہی دھماکا تھا جس نے سب کی زندگیوں کو اُلٹ کر رکھ دیا تھا،،محبت کرنے والے کبھی کسی کتاب میں ایک نہیں ہو پائے،،یہی تو زمانے کا دستور ہے،،یہی ہے جو قسمت کو منظور ہے،،یہی تو ہے جسے محبت کہتے ہیں ظالم

محبت،، جو جان لے لیتی ہے،، اُس کا دماغ تاریکیوں میں ڈُوبنے لگا تھا،، عکس دھندلا ہوتے ہوتے غائب ہو گیا،، دھڑکنیں ساکت ہو رہیں تھیں جیسے،، آہستہ آہستہ جیسے سب کچھ ریت کی طرح پھسل رہا تھا ہاتھوں سے،، اُس نے دھیرے سے اپنی آنکھوں کو پلکوں میں چھپا لیا تھا،، سر سے شدید خون بہہ رہا تھا،، بارش کی تیز دھاڑ بوندیں اُس خون کو ملاوٹ آمیز کر رہیں تھیں،، ایک مُسکراہٹ اُبھری تھی اُس کے ہونٹوں پر،، ازیت بھری مُسکراہٹ،، اور پھر ہونٹوں سے وہ بھی کھینچ لی گئی،، اُسے محسوس ہو رہا تھا،، جیسے روح جسم کا ساتھ چھوڑ رہی ہو جیسے،، تکلیف تھی ہاں وہ تکلیف ناقابلِ بیان تھی،، وہ تکلیف ناقابلِ عیاں تھی،، وہ تکلیف کی شدت کو محسوس کر رہا تھا،، پر لب ہلنے سے انکاری تھے،، وہ چیخنا چاہتا تھا،، ان بارش کی بوندوں سے کہنا چاہتا تھا،، کہ اُسے وقت دو اپنی زندگی کے ساتھ جینے کا،، اُسے وقت چاہیئے تھا،، ہاں وہ وقت جو ظلم کے اندھیرے میں غائب ہو کر رہ گیا تھا،، مہلت ختم ہو چُکی تھی،، زندگی نے اپنا وقت پورا کر دیا تھا،، وہ

اپنا وقت گزار چُکا تھا،، پچھتاؤں سے بھرا وقت،، روح اپنا سفر تیزی سے طے کرتی ہوئی ہوا میں معلق ہو گئی،، دل سے ایک دم دھڑکن کو بے دردی سے چھین لیا گیا،، اُس کے لب کھل چُکے تھے،، اور آنکھیں اُوپر آسمان کی جانب اُٹھیں تھیں،، گرے ساکت بے جان آنکھیں،، آہ محبت آہ دیکھ لو ایک شخص تمہارا ڈسا ہوا تھا،، آخر اپنی آخری منزل کو پا گیا وہ شخص،، کتنا بدنصیب تھا،، وہ جسے معافی مانگنے تک کا موقع نہیں ملا تھا،، یا کس قدر خوشقسمت تھا وہ شخص جسے رب نے ایک ہیرے سے نوازا تھا،، پر شاید وہ اُس کی قدر نہ کر سکا،،

میں اب وہ میں نہیں رہا،

میرے دل نے اِتنے جتن تُمہیں اپنی محبتِ کا احساس دلانے کے لیے نہیں کیے تھے،

جتنی کوششیں،

تُمہارے نقش مٹانے کے لیے کر رہا ہے۔

دِن گزرتے جا رہے ہیں،

تُمہارے ذہن سے جِس رفتار میں،

مدھم میرا نقش ہو رہا ہے،

اُتنی ہی دُشواری مجھے تُمہاری یادوں کو،

تُمہاری باتوں کو کہیں دفنانے میں ہو رہی ہے،

میں کیسے بتاؤں؟؟؟؟

کیسے یقین دلاؤں؟؟؟؟؟

کہ اِس اذیت میں میری جان نکل رہی ہے،

مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ،

کس طرح درختوں سے سبز پتے،

سُوکھ کر گرتے ہُوں گے،

سورج کے چھُپنے پہ سورج مکّھی کس اذیت سے مرجھاتی ہو گی،

کس طرح برف پہاڑوں سے پگھل کر آتی ہو گی، کبھی ضدی تھا میں بھی،

اپنی اناؤں کو پہلی ترجیح دینے والا،

خود کو سب سے الگ،

کچھ بہتر سمجھنے والا،

رونق محفل ہوا کرتا تھا،

لیکن تُمھاری اُس معصوم مُسکراہٹ نے کہاں مُجھ میں وہ انانیت چھوڑی ہے،

میں اب وہ میں نہیں رہا،

کیسے یقین دلاؤں تُمھیں؟

کس طرح مناؤں تُمھیں؟

کہ میں اب وہ میں نہیں رہا۔

****

"آبھہ غازان"

وہ دلخراش چیخوں کے ساتھ چلاتی ہوئی بیدار ہوئی،، پورا وجود پسینے سے بھیگ چُکا تھا،، دھڑکنیں بے لگام گھوڑے کی طرح ڈور رہی تھیں،، سانس سینے میں دفن ہو رہی تھی جیسے،،

"میری محبت

اُس کے کان میں گھمبیر سی سرگوشی گونجی،، اُس نے خوفزدہ ہوتے ہوئے ارد گرد دیکھا،،

"میری زندگی"

ایک بار پھر دل چیرتی سر گوشی گونجی،،اُس نے تیزی سے دیوانہ وار سر نفی میں ہلاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا،،

"غازی کہاں ہیں آپ"

وہ ایک بار پھر پوری شدت سے چیخی،،اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اُس کے جسم سے روح کھینچ رہا ہو،،اُس لگ رہا تھا جیسے اُس کی بھٹی میں جھونک دیا گیا ہو،

"میری دیوانی"

اُس کی ساکت سیاہ نظریں دروازے پر ٹک گئیں تھیں جہاں وہ سفید لباس میں کھڑا تھا،،چہرے پر بے تحاشا نور تھا،،وہ دیوانہ وار اُسے دیکھتی ہوئی

سُرخ آنسوؤں سے بھرے چہرے کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھی،،اور قدم اُس کی جانب بڑھانے لگی،،

"تُم میرا معصوم عشق ہو"

وہ اُس کی طرف متبسم نظروں سے دیکھتا ہوا دروازہ کھول کر باہر کی جانب بڑھنے لگا،، ثوابیہ کے کانوں میں ایک بار پھر سرگوشی گونجی تھی، وہ بے یقین نظروں سے اُس ہیولے کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی،، بنا پلکیں جھپکائے،، جیسے اگر زرا سی بھی آنکھ کھلی تو یہ خواب ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گا،، کس قدر خوبصورت خواب تھا یہ جس میں اُس کا محبوب اُسے اُلفت بھری نگاہوں سے دیکھا رہا تھا،، وہ ایک جگہ آ کر رُکا اور پلٹا،، ثوابیہ نے اُس کی جنون سے بھری گہری آنکھوں کو دیکھتے ہوئے زرا سی پلکیں جھپکائیں،،

"میں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں رب سے میر ہرنی جیسی آنکھوں والی"

اُس نے دھیرے سے اپنے بازؤوں کو کھولا اور اُسے متبسم نظروں سے دیکھتے ہوئے مُسکرایا،، ثوابیہ کے کانوں میں سرگوشی گونجی،، اُسے یہ سب خواب لگ رہا تھا،، وہ بے اختیار دو قدموں کا فاصلہ طہ کرتی اُس کے بازؤوں میں سمانے کی کوشش کرنے ہی لگی تھی کہ یکدم وہ سفید ہیولہ غائب ہوا،، اُس کا پاؤں پہلی سیڑھی سے پھسلا تھا،، وہ لڑکھڑاتے ہوئے نیچے کی جانب گرنے لگی تھی،،

وہ بالکل ایسی ہی تھی

سورج مکھی جیسی

محبتیں اس کی جانب آفتاب رو کی مانند آتیں

وہ جس نگر، وہ جس ڈگر بھی جاتی

محبت اس کے تعاقب میں نکل جاتی
ہاں وہ ایسی تھی بالکل سورج مکھی جیسی

"ثوابیہ"

اپنے روم سے نکلتی مایا اُس کی حالت دیکھتی ایک دلخراش چیخ مارتی ہوئی دیوانہ وار بھاگتی ہوئی اُس کے پاس بھاگی،، وہ لڑ کھڑاتے ہوئے بل کھاتے ہوئے نیچے فرش پر بے سُدھ گر گئ تھی،، سر سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا،، جسم شدید چوٹوں سے بے حال تھا،، مایا نے بمشکل اپنے حواس قائم رکھتے ہوئے ایمبولینس کو کال کی،، ضبط کے باوجود وہ روتی ہوئی اُس کے قریب بیٹھ گئ،، ثوابیہ کی سیاہ آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں،، لب مُسکرا رہے تھے،، مایا کو وہ کوئی دیوانی معلوم ہو رہی تھی،، پر وہ وہ نہیں دیکھ پا رہی تھی جو

ثوابیہ دیکھ رہی تھی،،ہاں وہ اپنی محبت کو دیکھ رہی تھی،،اپنے عشق کو جو اُسے اپنے پاس بُلا رہا تھا،،

"ثوابیہ پلیز ہمت رکھو ایمبولینس آتی ہی ہو گی خُدارا حوصلہ رکھو"

اُس نے شدت سے دل سے دُعا کی تھی کہ اللہ پاک اُس معصوم کو اپنے پاس اتنی جلدی مت بُلالے جس نے ابھی تک کوئی خوشی نہیں دیکھی،،

"مایا اُس کا نام حمزہ رکھنا حمزہ غازان آفندی"

مایا نے بے یقینی سے اُس کی بات سُنی،،اُس کا سر مایا کی گود میں تھا،،وہ سحر انگیز انداز میں اُس سے بولی تھی،،روح جسم سے ایک جھٹکے سے کھینچ لی

گئی،، آنکھیں ساکت ہو گئیں،، مایا کو دل اُچھل کر حلق سے باہر آ گیا تھا،، اُس کا دل دھاڑیں مار مار کر رونے کا کر رہا تھا،،

"ثوابیہ ثوابیہ اُٹھو دیکھو پلیز ایسا مت کرو،،"

وہ اُس کے گال تھپتھپاتی ہوئی بے یقینی سے بولی تھی،، اُس کا معصوم چہرہ کسی مرجھائے ہوئے گُلاب کی عکاسی کر رہا تھا،، محبت اپنے شکار کر کے جا چُکی تھی،، کیا تھی اُس کی زندگی،، در در کی دھتکاریں سمیٹیں،، اور آخر محبت ملنا نصیب بھی ہوئی تو موت کی صورت میں،، ہاں یہ محبت آسان نہیں ہے،، یہ محبت آسان نہیں ہے یہ عشق کی آتش سب کچھ راکھ کر دیتی ہے،، عشق کی تپش سب کچھ راکھ کر گئی تھی،، روحوں کو ملن ہو گیا تھا،، جسموں سے جُدا ہو کر،، پر وہ جہاں اور تھا یہ جہاں اور ہے،، باہر سے ایمبولینس کی آوازیں گونجنے لگیں تھیں،، سب بھاگتے ہوئے اندر آئے اور اُس کا بے جان بھرا ابھرا وجود

اُٹھا کر اسٹریچر پر ڈال کر ہاسپٹل کی جانب لے گئے،، مایا اُس کے وجود کے پاس ساکت نظروں سے بیٹھی مسلسل اُسے دیکھ رہی تھی،، اُس کا چہرہ،، اُس کی آنکھیں،، اور اُن آنکھوں میں لکھا درد سب ختم ہو چُکا تھا،، کہانی کا ایک ہو چُکا تھا،، پنے پلٹے جا رہے تھے،، قسمت اور محبت اگلے شکار کی باب بند تلاس میں جا چُکیں تھیں،، اُس کے فون پر بیل بجی،، اُس نے اپنے رُکنے والے آنسو اپنی نیلی آنکھوں سے صاف کیئے اور فون بے جان ہاتھوں سے کان پر لگا لیا تھا،، ہاسپٹل آ چُکا تھا،، ثوابیہ کو آپریشن تھیٹر میں لے کر جایا جا چُکا تھا،، مایا فون کان سے لگاتی ہوئی باہر اُتری تھی،،

"ہیلو"

وہ شدید ضبط کے پہرے بیٹھائے سامنے والے سے مخاطب ہو کر بولی تھی،، بارش کے باعث وہ پوری بھیگ چُکی تھی،، آسمان کے ساتھ ساتھ مایا

کے وجود پر ایک بار پھر بجلی کڑکی تھی،، ہاں وہ خبر جو اُسے ملی تھی،، کسی بجلی سے کم نہیں تھی،، اُس نے بے اختیار آنکھوں کا رُخ مورت ہوئے دائیں جانب دیکھا،، فون کان سے چھوٹ کر نیچے گر چُکا تھا،، وہاں ایک بے جان وجود کو ہاسپٹل لے جایا جا رہا تھا،، مایا دیوانہ وار بھاگتے ہوئے اُس کے قریب پہنچی اور اُس کے چہرے سے سے کپڑا ہٹایا پر وہ شخص اُسے دیکھنے کو ملا وہ اپنے حواس قابو میں نہ رکھتی ہوئی چیخ اُٹھی تھی،،

"غازان"

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی برستی بارش میں چیخ کر اُس پُکارنے لگی،، وہ غازان تھا بلکل اُس کے بڑے بھائیوں جیسا،، وہ ثوابیہ تھی اُس کے بھائی کی معصوم محبت،، سب افسوس سے اُسے دیکھتے ہوئے اندر چلے گئے،، دو دیوانے اندر جا چُکے تھے،، پر اُن کو جانا کسی کی زندگی پر بے حد اثر کر گیا تھا،، ہاں مایا کی زندگی

پر،، جس کا محبت پر سے ایمان اُٹھ گیا تھا،،اپنے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچے وہ برستی بارش میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی،،

"اُس کا نام حمزہ رکھنا"

اُس نے بے اختیار پلکیں جھپکائیں،،وہ اپنی جگہ سے لڑکھڑاتے ہوئے اندر داخل ہوتی بھاگتی ہوئی آپریشن تھیٹر کے باہر جاکر کھڑی ہوگئی تھی،،اندر ثوابیہ مختلف مشینوں میں جکڑی تھی،،بے جان وجود کے ساتھ،،ڈاکٹرز اُس کے وجود کے ایک ٹُکرے کو بچانے کی سر توڑ کوششیں کر رہے تھے،،مایا خاموشی سے ساکت نظروں کے ساتھ دروازے کو دیکھتے ہوئے دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے اپنے بازو ٹانگوں کے گرد باندھے بیٹھ گئی تھی،،کیا سے کیا ہو گیا تھا،،وہ تو سمجھ رہی تھی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا،،پر قسمت نے یہ کیسی بازی پلٹی،،ایسی چال تو کوئی دشمن بھی نہیں چلتا تھا،،ہاں یہ محبت تھی یہ

کوئی بھی چال چل سکتی تھی،، کیونکہ اس کی ڈور محبوب اور عاشق دونوں سے بندھی ہوئی تھی،، وہ دونوں کی ہی ڈور کاٹ چُکی تھی،، محبت،، یہ محبت،، افسوس محبت،، صد افسوس،،

کچھ باتیں ان کہی رہنے دو
کچھ باتیں ان سنی رہنے دو
سب باتیں دل کی کہہ دیں اگر
پھر باقی کیا رہ جائے گا؟؟
سب باتیں ان کی سن لیں اگر
پھر باقی کیا رہ جائے گا؟
اک اوجھل بے کلی رہنے دو
اک رنگیں ان بنی دنیا پر
اک کھڑکی ان کھلی رہنے دو

****

(تین سال بعد)

یہ ایک قبرستان کا منظر تھا،، جہاں لوگ اپنے پیاروں کو اپنے ہی ہاتھوں دفن کرتے ہیں ہیں،، اور کچھ پیارے محبت کے پنچھی یونہی قسمت کی ٹھوکروں سے گر کر یہیں بسیرا کرتے ہیں،، کچھ معصوم،، کچھ فریبی،، غرض موت ایک اٹل حقیقت ہے،، پر کچھ لوگوں کی موت دوسروں کی زندگیوں میں ایک خلا ڈال دیتی ہے،، ایسا خلا جسے زندگی میں کبھی پُر نہیں کیا جا سکتا،، پر لوگ پھر بھی جیتے ہیں،، مرنے والوں کو،، دُنیا سے جانے والوں کو محض یاد ہی کیا جا سکتا ہے یا پھر اُن کے پاس جانے کا انتظار،، مگر تب تک جو زندگی اللہ پاک نے ہمارے نصیب میں لکھی ہے وہ ہمیں جینی ہی پڑے گی چاہے اپنے پیاروں کے ساتھ یا پھر اپنے پیاروں کے بغیر،، وہ گُم سم سی نیلی آنکھیں تختی

پر لکھے نام پر گاڑھے کھڑی تھی،، آنکھوں میں تاثُر تھا تو صرف رشک کا،، نمی تھی پر اُن کی یاد میں،،

" مایا"

پیچھے سے آتی نسوانی آواز پر وہ اپنی آنکھوں میں چمکتی نمی صاف کر کے مڑی،، اور سنجیدگی سے پُکارنے والے کو دیکھنے لگی،،

"گھر چلیں"

اپنی سبز آنکھوں میں چمکتی نمی کو ڈوپٹے کے کونے سے صاف کیئے حرم دھیمے لہجے میں بولی،، مایا نے اُس کی بات پر ایک بار پلٹ کر ایک آخری نظر اُن دونوں پر ڈالی جو اس دُنیا میں نہ ہو کر بھی امر تھے،، دلوں میں زندہ رہنے

والے تھے،،وہ گہری سانس خارج کرتی ہوئی سنبھل کر قدم اُٹھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی،، حرم نے پتھرائی نظروں سے قبر کو دیکھا،،اور دھیرے سے قدم اُٹھاتی ہوئی اُن کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی،،

ثوابیہ تمہیں معلوم ہے آج حمزہ میرا پیارا شہزاہ میرا گُڈو تین سال کا ہو گیا"

"ہے

حرم نے مُسکراتے ہوئے بمشکل اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا،،ایک سرد ہوا کا جھونکا لہرایا تھا،،درخت سے زرد پتہ ٹوٹ کر حرم کے پیروں میں آ گرا،،وہ دھیما سا مُسکرائی،،

جانتے ہیں جیجو وہ بلکل آپ کی کاربن کاپی ہے وہی گرے آنکھیں وہی"

"رنگت وہی چہرہ مجھے تو لگتا ہے جیسے وہ آپ کا دوسرا جنم ہے میرا پیارا داماد

اب کی بار وہ زرا کھلکھلا کر بولی تھی،،اب کی بار ہوائیں چلنا تیز ہوئیں،، حرم کو سردی کا احساس ہوا،،اُس نے شال اپنے گرد سختی سے لپیٹ لی تھی،،

" اُفففف ایک تو آپ کو غُصہ بہت جلدی آجاتا ہے "

وہ جھنجھلا کر بولی تھی،، کوئی دھیمے قدموں سے چلتا ہوا اُس کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا،، حرم خود میں اتنی گُم تھی کہ اُسے احساس تک نہ ہوا،،

"ایک بات میں آپ کو واضح بتادوں چاہے دُنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے حمزہ غازان احمد حرم ملک کا ہی داماد بنے گا سو بنے گا چاہے آپ اس رشتے پر راضی ہوں یا پھر نہ ہو سمجھا دینا اپنے ہسبیڈ کو ثوابیہ"

وہ بنا پلکیں چھپکائے پٹر پٹر بولتی ہی جا رہی تھی،، جیسے آج ہی اُس ننھے سے شہزادے کو گھوڑی پر چڑھا دے گی،،

" حرم"

کسی نے نرمی سے اُسے پُکارا،، حرم کا چہرہ ضبط سے سُرخ ہوا تھا،، وہ پیچھے پلٹتی ہی اُس کے کندھے پر سر رکھتی ضبط کھوتی رونے لگی تھی،، آنکھوں سے گرم سیاہ گالوں پر بہہ نکلا تھا،، آریان نے سختی سے لب بھینچ کر اُس کی حالت دیکھی تھی،، اور پھر نرمی سے اُس کے گرد اپنے بازو حمائل کر دیئے،،

"وہ اتنی جلدی کیوں چلی گئی سرتاج"

اُسے اپنی آواز کسی گہرائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی،، آریان نے چاکلیٹی براؤن آئیز میں بے بسی بھر کر اُسے دیکھا تھا،،

"حرم پلیز خود سنبھالو میں اسی لئیے تمہیں یہاں لے کر نہیں آتا"

اُس کو دونوں شانوں سے تھام کر اپنے مُقابل کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا تھا،، آنکھوں میں شکوؤں کا سمندر ٹھاٹھے مار رہا تھا،، حرم دھیما سا مُسکرائی تھی،،

"میں ٹھیک ہوں بس یوں ہی رونا آگیا"

وہ بمشکل خود کو کمپوز کرتے ہوئی بولی،، آریان نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے دونوں گالوں سے آنسوؤں کو صاف کیا اُور اپنا ہاتھ اُس کے آگے

پھیلایا،، حرم نے حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے چہرے پر مُسکان سجائے اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا،، آریان اُس کے ہاتھ کو سختی سے اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے احتیاط سے اُسے لے کر آگے بڑھنے لگا تھا،، حرم دھیمے دھیمے قدم اُٹھائے اُس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی،، آج تین سال ہو چکے تھے،، اُن دونوں کا اس دُنیا کو الوداع کیئے ہوئے،، اُن کی آخری منزل مکملؔ ہو چُکی تھی،، اب وہ ایک ایسے جہاں تھے جہاں پر جُدائی نامُمکنات میں شُمار ہوتی ہے،، ہاں اب اُن کا عشق مکملؔ ہو چُکا تھا،، جب حرم کو ثوابیہ کی موت کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ بلکل اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے شدید صدمے میں چلی گئی تھی،، اُس کے لئیے تو یہ خبریوں تھی جیسے کسی بہت اپنے کسی بہت گہرے رشتے کو اُس سے چھین لیا گیا وہ،، وہ لڑکی جو محض اُس سے زندگی میں دو بار ملی تھی،، اُس کے دل میں ایک خاص مُقام رکھتی تھی،، ایسا کیا رشتا تھا بھلا اُن دونوں میں؟؟ اُن دونوں میں دل کا رشتہ تھا،، جو کبھی جُدا نہیں ہو سکتا،، یہ وہ رشتے ہیں جو ہمیشہ دل میں رہتے ہیں،، اس

حالت میں اگر اُس کے پاس آریان اور فائقہ کا ساتھ نہ ہوتا تو شاید وہ کبھی اس ٹروما سے باہر نہ نکل پاتی،،اس دوران جس طرح آریان نے اُس کا خیال رکھا ،،اُس پہلے جیسا بنانے کے لئیے اپنا آپ اپنی شخصیت تک بدل ڈالی وہ سب بلکل الگ تھا،،وہ شخص جو گول گپوں کو شدید ناپسند کرتا تھا اُس کے لئیے روز گول گپے لاتا اور بمشکل سُرخ آنکھوں میں پانی بھرے اُنہیں کھانے میں اُس کا ساتھ دیتا،،حرم تو بس اُسے دیکھتی رہ جاتی تھی،،اس دوران شمس صاحب نے اُسے دوبارہ سنجیدگی سے اس بارے میں بات کی تو آریان نے اُن کو سب سچ سچ بتادیا،،پھر حرم کی حالت کو دیکھتے ہوئے نہایت سادگی سے اُن دونوں کا نکاح کر دیا گیا اور پھر ساتھ ہی رُحصتی،،فائقہ نے اس معاملے میں کوئی احتجاج نہیں کیا ورنہ اپنی دوست کی شادی پر ڈانس کرنے کا اُس کا بچپن کا خواب تھا مگر حالات کے زیرِ اثر اُس نے کڑوا گھونٹ بھر لیا تھا،،حرم کی شخصیت میں بہت بدلاؤ آگیا تھا آریان کی بدولت،،وہ پہلے کی طرح ہنستی کھلکھلاتی تو کم تھی مگر شرارتیں اب بھی برقرار تھیں،،واقعی زندگی بہت

تیزی سے گزر رہی تھی وقت نے اُن دونوں کو ایک انمول تحفے سے بھی نوازا تھا،، وہ ہانیہ تھی،، پٹر پٹر کرنے کی دُکان،، ہو بہو آریان کی کاپی جب کہ اپنی فراٹے بھرتی توتلی زُبان سے ہو بلکل حرم کی ہی بیٹی معلوم ہوتی تھی،، ڈارک براؤن آئیز اور سُرخ گالوں والی وہ موم سی گڑیا پورے گھر کا تگنی کا ناچ نچانے کا ہنر رکھتی تھی،، ہانیہ کا سوچ کر اُس کے ہونٹوں پر گہری سانس خارج کرتے ہوئے ایک الوداع مُسکراہٹ آئی تھی،، اُس نے نظر ان دونوں پر ڈالی اور کار میں بیٹھ گئی تھی،، آریان نے اُس کی طرف کا دروازہ بند کر اور گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا،، اور کار اسٹارٹ کر دی،، مایا خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی،، اُس کا بھی نکاح ہو چُکا تھا،، اور اُس کا ہمسفر فائقہ کا بڑا بھائی زاویار تھا،، اُن کی مُلاقات حرم کی موجودگی میں ہی ہوئی تھی،، مگر اُس وقت اُسے کسی چیز کا بھی ہوش نہیں تھا،، اس دوران پتہ نہیں کیوں کیسے وہ اُسے پسند آگئی اور معاملات آگے بڑھتے بڑھتے شادی تک پہنچ گئے،، مایا نے بارہا انکار کرنا چاہا،، مگر اُس کے انکار کے باوجود

اُس کے ماما بابا نے اُس کی شادی زاویار سے کروادی،، شروع میں وہ اُس سے بہت جھگڑی،، اُس بُرا بھلا کہا،، اُس سے نفرت تک کا اظہار کیا،، مگر وہ شخص پتہ نہیں کس مٹی سے بنا تھا اُس کی ہر بات مُسکرا کر سُنتا تھا،، اور بالآخر محبت ہمیشہ جیت جاتی ہے،، اسی طرح زاویار کی محبت نے بھی فتح پالی تھی،، پر مایا کے دل میں اس سب کے باوجود محبت کا جو خوف تھا اُسے نکالنا ناممکن تھا،، کیوں کہ جو کچھ اُس کی آنکھوں کے سامنے گزر چُکا تھا،، اُس کی یادوں کو دماغ سے کھینچ کر تو نکالنے سے رہی تھی وہ،، اُس کی حرم اور فائقہ کے ساتھ بھی بہت گہری دوستی ہو گئی تھی،، یوں کہ تین جسم ایک جان ،، اُس کے گھر بھی ایک ننھی سی نیلی آنکھوں والی گڑیا کی آمد ہوئی تھی جو اُس کی زندگی میں کھلکھلاہٹوں کا سبب بنی تھی،، اُس کا نام نینا زاویار رکھا گیا تھا،، سفید روئی سے گڑیا بلکل سنو وائٹ کی طرح تھی وہ چھوٹی شہزادی، مایا نے اپنے موبائل پر ٹیپ کیا جہاں زاویار کی لاتعداد مس کالز اور نینا کی پیاری سی وال پپک دیکھ کر اُس کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی،،

****

دو شرارتی چاکیلٹی براؤن آئیز معصومیت سے دور کھڑے اُس چھوٹے شہزادے کو دیکھ رہی تھی،، جو سنجیدگی سے چیر پر بیٹھا اپنی ٹانگیں ہلا رہا تھا،، دو سالہ ہانیہ ٹُکر ٹُکر اُسے دیکھتی بمشکل چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھائے کی کوشش کرتے اُس چیر کے پاس پہنچی،، اُس چیر کے مزید قریب پہنچتے ہوئے اُس نے اپنی ننھی سی لات سے چیر کو ٹھوکر ماری جس کے باعث وہ شہزادہ دھڑام کر کے زمین پر جا گرا،، وہ کھلکھلاتی ہوئی زمین پر رینگ رینگ کر اپنی ننھی سی ریڈ گاڑی کے پاس پہنچ کر اُس میں بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی،،

"خانم"

وہ اُس کو اپنی گرے آئیز چھوٹی کیئے گھورتا ہوا دانت پیس کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور اپنے ننھے ننھے قدموں سے اُس کی طرف بھاگنے لگا،، پھولے سُرخ گال غُصے سے مزید سُرخ ہو چُکے تھے،،

"تل تل نتل"
(چل چل نکل)

ہانیہ کھلکھلاتے ہوئے اپنی توتلی زبان میں بولتی ہوئی اپنی چھوٹی سی گاڑی اسٹارٹ کر گئی تھی،، تین سالہ حمزہ مزید سُرخ ہوتا ہوا ایک جھٹکے سے اُس کے پاس پہنچا اور اپنے دونوں ہاتھ اُس گاڑی پر رکھ کر اُسے روک لیا،، ہانیہ نے معصومیت سے ٹُکر ٹُکر کرتے اُسے دیکھا تھا،،

"اب بولو تیا بول لہی تھی"

وہ اپنے گال پُھلا کر غُصہ دیکھتا ہوا پوچھنے لگا،، ہانیہ نے فرار کا کوئی راستہ نہ دیکھتے ہوئے معصومیت سے اُس اپنے ننھے ہاتھ سے گال آگے کرنے کا اشارہ کیا،، وہ مشکوک نظروں سے اُسے گھورتا ہوا نا محسوس انداز میں اپنا گال آگے کر گیا تھا،،

" تھا ہی ہی "

(ٹھاہ)

اُس کے گال پر اپنے ننھے ہاتھ کا نشان چھوڑتی ہانیہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی،، وہ کچھ دیر سنجیدگی سے اُسے دیکھتا ہوا اُس کے گال پر چکی کاٹ کر وہاں سے فرار ہو گیا،، ہانیہ نے اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر رونی صورت بنا کر معصومیت اور حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

"تُتے اللہ پُوتھے دا"

(تجھے اللہ پوچھے گا)

وہ اپنے ننھے سر کو جھٹکتے ہوئے اپنی ننھی کار اسٹارٹ کر گئی تھی،، کچن میں دو مزید شیطان کسی کی زندگی عذاب کرنے میں مصروف تھے،،

"ہائے اللہ انابیہ کی بچی"

فائقہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتی روہانسی ہو کر بولی تھی،، چھوٹی سی انابیہ نے سر اُٹھا کر معصومیت سے اپنی پریشان ماں کو دیکھا،،اور پھر آخری بچا ہوا آٹا بھی اپنے ننھے ہاتھوں سے خود پر گرا ڈالا،،

"ہی ہی ہی"

اپنے پیچھے آتی آواز پر فائقہ اسی حالت میں پلٹی پر وہاں کی حالت دیکھ کر اُسے مزید صدمہ ہوا،، جہاں ننھی سی آن فاطمہ آٹے کا ڈھیر خود پر گرائے ممی بنی بیٹھی تھی،،اُس کے ساتھ ننھی سی نیلی آنکھوں والی نینا بھی معصومیت سے اُس پر آٹا ڈالی جا رہی تھی،،وہ کچن کم ریگستان زیادہ معلوم ہو رہا تھا،،

"یااللہ یہ کس گناہ کی سزا مل رہی ہے مجھے"

آن اور انابیہ کو دیکھتے ہوئے اُس نے دُکھی انداز میں کہا،،اُن دونوں کو اپنی ماں کو پریشان دیکھ کر مزید کھی کھی کی،،نینا کو کچھ سمجھ تو نہ آئی مگر اُن کا ساتھ دینے کے لئیے اُس نے بھی ساتھ ہی کھی کھی شروع کر دی،،فائقہ نے صدمے سے تینوں کو گھورا تھا،،حرم کی شادی کے ایک ماہ بعد اُسے بھی دھوم

دھام سے اپنے سسرال رخصت کر دیا گیا تھا،، پر اُس کی لو وو میرج کی آرزو ادھوری رہ گئی تھی،، اُس کا ہسبنڈ میلیٹری میں تھا،، جس پر وہ حرم کے سامنے بہت شوخیاں مارتی پھرتی تھی،، انابیہ اور آن میں محض ایک سال کا فرق تھا،، انابیہ آن سے ایک سال چھوٹی تھی،، جبکہ حمزہ ان میں سب سے بڑا یعنی تین سال کا تھا،، ہانیہ اور آن دو سال جبکہ انابیہ اور زینا ایک سال کی تھیں،،

"تیا ہوا تھا لہ"

کچن کے دروازے پر تمام تر صورتحال دیکھتا ہوا حمزہ معصومیت سے پوچھتے ہوئے بولا تھا،، فائقہ نے چونک کر سر اُٹھا کر اُسے دیکھا،، اُسے اُس معصوم بچے پر بے اختیار پیار آیا تھا،،

"بس یہی میرا اشو نا بیٹا ہے باقی یہ دونوں کو پتہ نہیں کہاں سے یہاں ڈیلوور ہو گئے ہیں مجال ہے جو مجھ پر گئے ہوں"

اُسے گود میں اُٹھاتی اُس کے سُرخ گالوں میں چٹاچٹ چومتے فائقہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا،، انابیہ اور آن نے بلکل حرم کے انداز میں ہنہہ کیا تھا،، جیسے اُنہیں اس سب سے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو،، ننھی نینا نیلی فراک میں چوکری مارے ٹکر ٹکر سب کو دیکھ رہی تھی،،

"اوو ہیلووووو خبر دار جو میرے داماد پر اپنی گندی نظر ڈالی تو نے آنکھیں نکال دوں گی میں تیری"

کچن میں داخل ہوتی حرم غُصے سے اُس کی گود کی حمزہ کو لیتے اُسے جھلاتے ہوئے مُسکراتے ہوئے بولی تھی،، وہ کھلکھلا اُٹھا تھا حرم کے پاس آکر،، فائقہ نے اُن دونوں کو دیکھ کر منہ بنایا،،

" جی نہیں حمزہ میرا داماد بنے گا"

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھتی غُصے بھرے لہجے میں بولی تھی،، مایا اُن کی روز کی بحث پر مُسکراتے ہوئے سر جھٹک کر نینا اور آن کے پاس بیٹھی اُن کے کپڑوں کو جھاڑنے لگی تھی،،

" میں نے کہا نہ میرا داماد بنے گا"

حرم اُس سے زیادہ غُصے سے بولی تھی،، اور حمزہ اور گود سے نیچے اُٹھا دیا،، آریان کچن کی پشت سے ٹیک لگائے بے زاری سے ان دونوں کی روز کی بحث سُن رہا تھا،،

"ڈیڈ یہ کیوں لڑ رہی ہیں"

حمزہ اُس کے پاس آکر معصومیت سے بولا تھا،، آریان نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے اُسے گود میں اُٹھا لیا تھا،،

"یہ دونوں تو پاگل ہیں آپ ان کی باتوں کی ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیا کرو"

وہ اُس کو سمجھاتے ہوئے بولا تھا،، جس پر اُس نے سمجھداری سے سر ہلایا تھا،، یکدم خاموشی چھا جانے پر اُس نے حیرت سے سر اُٹھایا،، تو حرم اور فائقہ کو خود کو گھورتے دیکھ کر بمشکل مُسکراہٹ دبائے حمزہ کو لئے باہر کی جانب کھسک گیا تھا،، پیچھے حرم اور فائقہ نے ہنہہ کیا،، اُن کو دیکھی دیکھی آن اور آنابیہ نے بھی ہو بہو اُسی انداز میں نکھرے سے ہنہہ کیا،، وہ تینوں حیرت سے ان چھوٹے ٹولوں کو دیکھتیں کھلکھلا کر ہنس پڑیں تھیں،، بس ایک آخری لہر آنے والی تھی،، خوشیوں سے بھری زندگی میں،، وہ لہر سب لہروں سے زیادہ طاقتور ثابت ہونے والی تھی کہ نہیں یہ تو وقت ہی بتائے گا،،

****

"واہ بھائی آج تو بہت تیاریاں ہو رہی ہیں لگتا ہے کوئی حاض مہمان آ رہا ہے"

اپنی بلیک شرٹ کے کف فولڈ کرتا آریان اُس کی بات پر حیرت سے اُسے دیکھنے لگا تھا،، کپڑے فولڈ کر کے کبرڈ میں دیکھتی ہوئی حرم جلے بھنے انداز میں اُس سے مخاطب ہو کر بولی تھی،،

"کون سی تیاری نظر میں آگئ ہے تمہیں میری"

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اُس کے مُقابل کھڑا ہوتا سنجیدگی سے بولا تھا،، حرم ایک لمحے میں گڑبڑا کر رہ گئ تھی،، اتنے سالوں بعد بھی وہ اُسے اپنی سنجیدہ چاکلیٹی براؤن آئیز سے ہیکپروٹائز کرنے کا ہنر رکھتا تھا،، آریان نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے اُس کا انداز نوٹ کیا تھا،،

" زیادہ معصوم مت بنیں آپ سرتاج"

وہ سبز آنکھوں میں خفگی بھرے بولی تھی،، آریان نے اُس کی بات سمجھ آنے پر افسوس سے نفی میں سر ہلایا تھا،،

سرتاج کی ملکہ اتنی فضول سوچیں کیسے آجاتی ہیں تمہاری اس ڈھائی فٹ " کے دماغ میں "

اُس کے سر پر چپت لگاتا وہ مُسکراہٹ دبائے بولا تھا،، حرم نے معصومیت اور صدمے سے اُسے دیکھا تھا،،

نہیں کہنا کیا چاہتے ہیں آپ آخر،، آج صاف صاف بتا ہی دیں مجھے،، یہ " بلیک شرٹ پہن پر آپ اُسے لینے جائیں گے ہاں میں جیسے آپ کے چال چلن " نہیں سمجھ رہی حرم آریان ملک نام ہے میرا

آریان جو مُسکراہٹ دبائے اُس کی بات سُن رہا تھا،، پٹر پٹر کرتی اپنی بیگم اُسے دُنیا کی سب سے پیاری اور معصوم لڑکی معلوم ہو رہی تھی،، اُس کی آخری بات پر اُسے تعجب ہوا،،

"ایسا کیا ہے اس بلیک شرٹ میں جو تُم اتنا خفا ہو رہی ہو"

وہ اپنی چاکلیٹی براؤن آئیز میں حیرت بھرے سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے بولا تھا،، حرم کا دل چاہا اپنا سر دیوار پر سے مارے،، آخر کیسے بتائے وہ بلیک شرٹ میں کتنا پیارا لگتا تھا پر پیارا وہ اُس کے سامنے لگنا چاہیئے نہ کہ دوسروں کے سامنے،، انگلی آنکھوں میں دبائے وہ جھنجھلا کر سوچتے ہوئے دل میں بولی تھی،،

"مجھے نہیں پتا بس آپ اُففففف"

اُس نے اپنے اندر کی جلن کم کرنے کے لئیے جنجھلاہٹ کے باعث اُس کے سیٹ کئے ہوئے براؤن بالوں کو ہاتھ پھیر کر خراب کرنا چاہا مگر ایسے اُس کے بال ماتھے پر بکھر گئے تھے،،

"آخر آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے"

وہ غُصے سے بولی تھی،، کیونکہ وہ بکھرے بالوں میں مزید ہینڈسم لگ رہا تھا،، آریان نے حیرت اور معصومیت سے اس خونخوار شیرنی کو دیکھا تھا،، جو بغیر اُس کا قصور بتائے بس ڈانٹے ہی جا رہی تھی،،

"پر میں نے کیا کیا ہے"

وہ سر کھجا کر کسی معصوم بچے کی طرح اپنی خطا پوچھتے ہوئے بولا تھا،، حرم کو اُس پر شدید غُصے کے ساتھ ڈھیر سارا پیار ہی آیا تھا،،

"یا اللہ اتنا پیارا شوہر کسی کو نہ دے ورنہ اُس کا دُنیا کی نظروں سے بچانے میں ہی ساری عمُر گزر جانی"

وہ دل ہی دل میں معصومیت سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی تھی،،

"دو منٹ رُکیں اور آپ کی آواز نہیں آنی چاہئیے"

وہ اُسے ڈپٹنے والے انداز میں بولتی ہوئی وارڈروب میں گھسی تھی،، آریان نے حیرت سے اُس کا انداز دیکھا تھا،، تھوڑی دیر میں وہ اُس کی پیشانی پر بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے ایک نیوی بیلو کیپ اُس کے سر پر پہنا چُکی تھی

جس کے باعث اُس کے بال چھپ چُکے تھے،، اُس کی نظروں سے خائف ہوتے حرم سُرخ گالوں کے ساتھ واپس پلٹی اور ایک بلیک ماسک نکالے اُس کے ہاتھ میں تھما کر اُسے پہننے کا اشارہ دیا،، آریان حیرت سے اُس کی کاروائی دیکھتا معصومیت سے ماسک پہن گیا،،

" اب یہ چاکلیٹی آنکھیں کیسے چھپاؤں "

وہ اُسے دیکھ کر سوچتی ہوئی دل میں بولی تھی،، یکدم اُس کے ذہن میں جھماکا ہوا،، چہرے پر مُسکراہٹ سجائے وہ ایک بار پھر وارڈروب میں گھسی تھی،، اس بار اُس کے ہاتھوں میں بلیک گوگلز تھے جسے اُس نے اپنی ایڑیاں اُٹھا کر اُس کی آنکھوں پر پہنایا،، اور پھر ہاتھ جھٹکتے ہوئے فخریہ انداز میں اپنا کارنامہ دیکھنے لگی،،

"یہ سب کیا ہے محترمہ"

گاگلز اُتارے آریان آبرو اُچکا کر سنجیدگی سے بولا تھا،،

"اسے سیفٹی کہتے ہیں محترم جیسے ہم اپنا حُسن چھپا کر چلتے ہیں ویسے آپ کو بھی اپنا حسن چھپا کر رکھنا پڑے گا ویسے بھی جو میرا ہے اُسے کوئی کیوں دیکھے بھائی بس اب جائیں لے آئیں اپنی اُس ڈائن کزن کو جسے ہماری ساسو ماں اپنی بہو بنانے کے خواب سجائے بیٹھی ہیں"

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ ادائے بے نیازی برتتے ہوئے بولی تھی،، آریان حیرت سے اُسے دیکھتا ہنس دیا تھا،،

" یو نو واٹ حرم تُم پوری دیوانی ہو"

اُس کے دونوں گال اپنے دونوں ہاتھوں سے نرمی سے کھینچتا ہوا وہ مُسکراہٹ دبائے بولتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا،،

"میں دیوانی ہوں کیونکہ میری شادی بھی ایک دیوانے سے ہوئی ہے"

پیچھے سُرخ گالوں سمیت حرم نے جوابی کاروائی کرنا ضروری سمجھا تھا،، پر تب تک آریان وہاں سے جا چُکا تھا،، بیڈ پر رکھے فون کی بیل کی آواز پر وہ چونک کر اُس کی جانب متوجہ ہوئی اور اُسے اُٹھاتے ہوئے اوکے کر کے کان سے لگا لیا،،

حرم کی بچی اپنے شوہر سے فُرصت مل گئی ہو تو نیچے آجا میں بتا رہی ہوں "کیک تُو ہی بنائے گی اچھا"

فائقہ کی جھنجھلاتی ہوئی آواز کانوں سے ٹکرانے پر اُس نے ہنسی دبائی،،

"آرہی ہوں ڈائن اور تو نہ نظر نہ لگا یا کر میرے پیارے سے ہسبینڈ کو"

وہ روم سے باہر نکل کر زینے اُترتی ہوئی بے نیازی سے بولی تھی،، کچن میں بریانی کے لئیے چاول چُنتی فائقہ نے اُس کی بات سُن کر دانت پیسے،،

" ابے چل میرا اولا زیادہ پیارا ہے تجھ سے"

وہ اُسے جتاتے ہوئے بولی تھی،، حرم نے اُس کی بات پر منہ بگاڑا تھا،،

"جی نہیں میرا اولا تُم دونوں سے زیادہ پیارا ہے"

نینا کو گود میں اُٹھائے اُس کے منہ میں فیڈر دیتی مایا مُسکراہٹ دبائے بولی تھی،، اس بات پر فائقہ کے چاول چُنتے ہاتھ تھمے،، کچن کے دروازے پر کھڑی حرم جو فائقہ کی جانب بڑھ رہی تھی،، اُس کے بھی قدم تھمے تھے،، اور آنکھیں حیرت سے اُس کی جانب اُٹھیں تھیں،،

" مانو"

اُسی دوران ڈھیراں شاپنگ بیگز اُٹھائے مایا کو پُکارتا ہوا زاویار کچن میں داخل ہوا تھا،، فائقہ اور حرم نے سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھا اور پھر ہاتھ پر ہاتھ مارتی کھلکھلا کر ہنس پڑیں تھیں،، مایا اور زاویار نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا تھا،،

"اوو میرے اللہ یہ بندر تمہیں کہاں سے ہینڈ سم لگتا ہے اس سے اچھا تو ہمارے محلے کا دودھ والا تھا"

ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہوتی فائقہ اپنی آنکھوں میں چمکنے والی نمی کو صاف کرنے بمشکل بولی تھی،،

"واٹ اااجوک مایا تُم اس کو ہمارے بندوں سے زیادہ ہینڈ سم کہہ رہی ہو اس للو کو جسے دو دو دفعہ سینئرز کی پٹائی سے ہم نے بچایا تھا"

حرم بمشکل اپنی ہنسی پر قابو رکھتی ہوئی بولی تھی،، زاویار نے اُن کی بات پر شکوہ بھری نظروں سے اُن دونوں کو دیکھتا ہوا کچن سے باہر جانے لگا تھا،، مایا اُن دونوں کو گھورتی ہوئی اُس کے پیچھے جانے ہی والی تھی کہ حرم اور فائقہ ہنسی دباتے ہوئے اُس کا ایک ایک بازو تھام کر اُس پکڑ گئیں تھیں،

"چھوڑیں مجھے آپ دونوں"

وہ خفگی سے اُن سے نظریں ملائے بغیر کسی ننھے بچے کی طرح بولا تھا،،

"اووو میلا شونا بے بی ناج ہو گیا ہے"

اُس کے گال کھینچتی ہوئی حرم شرارت سے بولی تھی،،

"اُگدی گُدی کلوں میں اپنے بھائی کو"

اُس کے پیٹ میں گُدگُدی کرتی فائقہ بمشکل اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولی تھی،، زاویار نے اُن دونوں کو خطرناک گھوری سے نوازا تھا،، پیچھے کھڑی مایا نینا کو جھلاتے ہوئے مُسکراتے ہوئے ان تینوں کو دیکھ رہی تھیں،،

"یار آخر مسئلہ کیا ہے آپ دونوں کے ساتھ میں کوئی چھوٹا بچا نہیں ہوں بلکہ آپ دونوں سے پورے دو دو سال بڑا ہوں عزت کیا کریں میری"

وہ اُن پر اپنے برے ہونے کا رعب جھاڑتا ہوا بولا تھا،، حرم اور فائقہ نے اُس کی بات پر مُتاثر کن انداز میں آبرو اُچکائی تھی،،

"عزت عزت دار لوگوں کی کی جاتی ہے تیرے جیسے للوؤں کی نہیں"

اُس کے سر پر چت لگاتی حرم افسوس کرتے ہوئے بولی تھی،،

"بھائی آپ تھوڑا تو خیال کریں آپ عزت مانگ رہے ہیں مطلب یار انسان کو اپنی اوقات دیکھ کر چھلانگ مارنی چاہیئے"

فائقہ سر جھلاتے ہوئے بے زاری سے بولی تھی،،

"پیچھے ہٹو تُم چڑیلوں خبردار جو میرے پیارے سے سر کے سائیں کو تُم لوگوں نے کچھ کہا تو"

اُس کا ہاتھ پکڑتے ان دونوں کے بیچ سے نکال کر اُسے چیئر پر بیٹھاتی ہوئی مایا اُن کو ڈپٹتے ہوئے بولی تھی،، زاویار کے دانت نکلے تھے،، اپنی بیگم کی فکر پر،،

"واہ بھائی شوہر کیا آیا برسوں پُرانی دوستی بھول گی تو بہ توبہ آج کل کے دوست دوست کم ناگن زیادہ ہیں"

دوبارہ چاول چُننے بیٹھتی فائقہ ایمشنل انداز میں اپنے نقلی آنسو پونچتی ہوئی بولی تھی،،

"بس زاوی بہت ہو گیا ہمیں اب نئی بھابھی چاہیئے یہ والا ماڈل پُرانا ہو گیا ہے"

حرم چہرے پر بے زاری والے تاثرات سجائے شرارت بھرے لہجے میں بولی تھی،، جہاں فائقہ کی ہنسی چھوٹی وہیں مایا نے اُسے گھورا تھا،، زاویار کی مُسکراہٹ دوسری شادی پر نکلی تھی،،

میں ٹانگیں نہ توڑ دوں تمہارے بھائی کے جو میرے علاوہ کسی اور پر نظر ڈالی"
"اس نے تو

نینا کو اُس کے ہاتھ میں دیتی دونوں ہاتھ کمر پر رکھتی وہ غُصے بھرے لہجے میں بولی تھی،،نینا کو جھلاتے زاویار نے اُس کی بات پر اپنا حلق تر کیا تھا،،

ایویں ٹانگیں توڑ دو گی ہمارے بھائی کی تُم اُس کے والی وارث ابھی اس دُنیا" میں موجود ہیں بھائی آپ دوسری شادی کریں آج کے آج ہی ہم دیکھتے ہیں
"کہ آپ کو ایسا کرنے سے کون روکتا ہے

فائقہ نے بھڑکتی آگ میں مزید پیٹرول چھڑکنا چاہا تھا،،

"ہاں زاوی ابھی تمہاری بہنیں زندہ ہیں ہم بھی دیکھتے ہیں وہ کون شخص ہے جو ہمارے بھائی کی ہمارے علاوہ ٹانگیں توڑنے کی جرات کر سکتا ہے"

حرم نے پُرا عظم لہجے میں اُسے دوسری شادی کے لئیے مزید پمپ کرنا چاہا،،مایا نے افسوس بھری نظروں سے ان دوست کے روپ میں چھپی فتنہ صفت عورتوں کو دیکھا تھا،،

"ٹھیک ہے مگر میری ایک شرط ہے میرے ساتھ آریان بھاںی اور ابرار بھائی بھی دوسری شادی کریں گے"

وہ بے نیازی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تھا،،اُس کی بات پر حرم اور فائقہ کے چہرے کے رنگ سفید ہوئے تھے،،جسے مایا نے کافی اجوائے کیا تھا،،

" اللہ ایسا ناگن صفت بھائی دُشمن ہو بھی نہ دے "

حرم اُس کو کوستی ہوئی کیک کے لئے بیٹر تیار کرنے لگی تھی،،

"شرم آتی ہے مجھے آپ کو اپنا بھائی کہتے ہوئے چھی چھی چھی "

فائقہ بھی منہ بگاڑتے ہوئے بولتی اپنی جگہ سے اُٹھی اور فلیم اون کرتے اوپر پتیلی چڑھا گئی تھی،، زاویار اُن کی باتوں پر سر جھٹک کر رہ گیا تھا،، اُس کی گود میں سوتی نینا آرام سے فیڈر پی رہی تھی،، ننھا زی اس وقت سو رہا تھا جبکہ ہانیہ لاؤنج میں ہی اپنے کھلونوں کے ساتھ کھیل رہی تھی،، آن اور انابیہ کو بمشکل دونوں ہاتھوں سے تھپکی دیتے دیتے فائقہ نے دُنیا کا سب سے مشکل ترین کام کر کے اُس کو نیند میں بھیجا تھا،، آج چونکہ زی کی سالگرہ تھی،، تو وہ سب

آریان کے گھر جمع ہوئے تھے،،تاکہ اس دن کو بھرپور طریقے سے انجوائے کر سکیں،،جو کہ ہماری چھوٹی گینگ کے ہوتے ہوئے تقریباً ناممکنات میں شُمار ہوتا تھا،،

****

سب کچھ اپنی اپنی جگہ پر سیٹ کر دیا گیا تھا،،بس سب کو آریان کے آنے کا انتظار تھا،،اور اُس نئے مہمان کا بھی جو آریان کی پھپھی زاد تھی اور حرم کی دشمنِ اول کیونکہ وہ آریان پر ڈورے ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی،،ٹیبل پر چاکلیٹی براؤن کیک نہایت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کر کے رکھا گیا تھا،،زی دونوں ہاتھوں میں اپنا ننھا سا چہرہ رکھے کیک کے کاٹنے کا شدت سے انتظار کر رہا تھا،،چھوٹے سے بلیک پینٹ کوٹ میں وہ بلکل چھوٹا سا شہرازہ معلوم ہو رہا تھا،،نینا کو مایا نے اپنی گود میں اُٹھایا ہوا

تھا،، جبکہ فائقہ میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ ان دونوں شیطانوں کو گود میں اُٹھا کر اپنی گود ہی تڑوا لے،، اسی لئیے اُن دونوں کو بے بی کاٹ میں زبردستی بٹھایا ہوا تھا،، جس پر وہ دونوں ناراض نظروں سے اپنی خود غرض ماں کو دیکھ رہی تھی پر اُن کی ماں کو اُن کی گھوری سے کوئی خاص فرق نہیں پرنے والا تھا،، ہانیہ بھی حرم کا بلیک فراک کھینچ کھینچ کر اُسے خود کو گود میں اُٹھانے کا اشارہ کر رہی تھی جبکہ حرم اُسے گھور کر دوبارہ دروازے کی جانب دیکھنے لگی تھی،، اُس کے نظر انداز کرنے پر اُس نے کیوٹ سا منہ بنایا تھا،، زی کی جانب نظر اُٹھنے پر ایک بار پھر اُس کی آنکھوں میں شرارت چمکی،، وہ بمشکل اپنی بلیک فراک سنبھالتے ہوئے لڑکھڑاتے ہوئے اُس کے قریب پہنچی تھی،، آج سب کا تھیم بلیک تھا،، اسی لئیے وہاں تقریباً سب بلیک ڈریس میں ہی ملبوس تھے،، اُس کے قریب پہنچنے پر ہانیہ نے معصومیت سے اُس کی ننھی سی شرٹ کھینچی،،

"تیا ہے حانم"

وہ خفگی سے اُس ننھی آفت کو دیکھتا ہوا بولا تھا،،

"مینو تُت"

(مجھے اُٹھاؤ)

یہ بھی حرم اور فائقہ کی ہی کرم نوازی تھی کہ ہانیہ تھوڑی بہت توتلی پنجابی بھی بول لیتی تھی،،زی نے اُس کی بات پر حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

" نووووونیور"

نفی میں سر ہلاتا وہ منہ بنا کر بولا تھا،، ہانیہ کچھ دیر معصومیت سے اُسے دیکھتے رہی مگر پھر اپنا پلان فیل ہو جانے پر نچلا ہونٹ پھیلائے فُل رونے کے لئے تیار ہو گئی تھی،، زی نے اُس کی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کر اپنا ننھا سا سر پیٹا،،

"ڈونٹ کرائے جانم"

وہ اُس کو آنکھیں دکھاتا ہوا بولا تھا،،

"فیر مینوتُت"

(پھر مجھے اُٹھاؤ)

وہ ایک بار پھر ضدی انداز میں زمین پر پیر پٹخ کر بولی تھی،،زی کچھ دیر بے بسی سے اُسے دیکھتا رہا،، مگر پھر اُس کے رونے کے خیال سے وہ اپنی چیر سے نیچے اُترا،،اور بمشکل اُس کی ننھی سی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اُٹھالیا،،اس دوران اُس کا چہرہ ضبط سے لال ہو چُکا تھا،،جبکہ ننھی ہانیہ آنکھوں میں نمی لئے خوشی سے کلکاریاں مار رہی تھی،،

"ہائے اللہ یہ دیکھنے سے پہلے میں فوت کیوں نہ ہو گئی"

سب سے پہلے فائقہ کی نظر اس منظر پر پڑی تھی،،اپنی دونوں آنکھیں پھیلائے وہ صدمے سے اُن دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی تھی،،اُس کی آواز پر سب کی نظریں بے اختیار سُرخ زی اور چھوٹی سی خوشی سے تالیاں بجاتی ہانیہ پر پڑی تھی،،،اور تقریباً سب کے ہی منہ حیرت سے کھل گئے تھے،،

"اووومائی اللہ اتنے پیارے لگ رہے ہیں میرے بچے ماشاءاللہ اتنی پیاری جوڑی لگ رہی ہے بس اللہ شریکوں کی نظر سے بچائے"

حرم کا تو خوشی سے بُرا حال ہو گیا تھا،، وہ بے اختیار اللہ کا شُکر کرتی ہوئی آخر میں فائقہ پر طنز کر گئی تھی،، فائقہ نے منہ بنایا تھا اُس کی بات پر،،

"واقعی بلکل سورج چاند کی جوڑی لگ رہی ہے اللہ نظرِ بد سے بچائے"

اُس چھوٹی سی پیاری سی جوڑی کو دیکھتے ہوئے مایا بھی بے اختیار بولی تھی،،

"آمین ثُم آمین"

اُن کی پکچرز کلک کرتی حرم بمشکل مُسکراہٹ قابو کیئیے بولی تھی،، ننھی نینا کو جھولا جھلاتے زاویار بھی اُن دونوں کو مُسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا،،

"میں تُمیں نیتی اُتال لہا ہوں بش تھت دیا میں"
(میں تمہیں نیچے اُتار رہا ہوں بس تھک گیا میں)

سُرخ چہرے کے ساتھ کھڑے زی کی ہمت جواب دے گئ تبھی وہ ہانیہ سے گہری سانس حارج کر کے بولا تھا،، ہانیہ نے اُس کی بات پر منہ بنایا تھا،،

"تُم تو ملد کے بتے ہواتی دلدی تھت وی دئے تھی تھی"
(تُم تو مرد کے بچے ہو اتنی جلدی تھک بھی گئے چھی چھی)

واقعی وہ حرم کی ہی بیٹی تھی،، تبھی اس عُمر میں بھی دماغ کے گھوڑے حاضے تیز دوڑا لیتی تھی،،زی نے اُس کی بات پر حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

"ملدتابتاہو آئرن مین تا نہیں"

(مرد کا بچا ہو آئرن مین کا نہیں)

اُس کو زمین پر نرمی سے رکھتا وہ نکھرے بھرے لہجے میں بولا تھا،، ننھی سی ہانیہ نے زمین پر التی پالتی مارتے اُس کی بات پر ہنہہ کیا تھا،،اسی دوران آریان اور حرم کی دشمنِ اوٗل ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے تھے،،

" ارے سرتاج آپ گئے آیئے بیٹھیں نہ آپ کے لئیے پانی لاؤں"

چہرے پر پیاری سی مُسکان سجائے ساتھ والے نفوس کو مکمل طور پر اگنور کرے اُس کا بازو پورے حق سے پکڑتے حرم نے ایک فرمانبردار بیوی ہونے کا ثوبت دیا تھا،، آریان نے اُسے گھوری سے نوارا تھا،، وہیں مایا اور فائقہ نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی،،وہ جانتے تھے حرم کی جیلسی،، جبکہ آریان کے ساتھ شاارٹ بیلو شرٹ اور بلیک جینز میں کھڑی سرینہ بھی ماتھے پر تیری چڑھائے ناگواری سے اُس کا انداز ملاخظہ کر رہی تھی،،

سرینہ ان سے ملو یہ ہے حرم میری وائف اور حرم یہ ہے،،،،"

اوہ سو سوری وہ کیا ہے نہ جہاں یہ ہوتے ہیں وہاں مجھے کچھ نظر ہی نہیں آتا" جی سرتاج میں جانتی ہوں یہ آپکی چھوٹی بہن ہیں آخر پھوپھی زاد بھی بہن "سے کم نہیں ہوتی

حرم نے کھلکھلاتے ہوئے اُس کی بات کاٹی اور اُس کی حیثیت پل بھر میں باور کروادی،، اس دوران آریان کی گھوریوں کا بھی اُس پر کچھ خاص اثر نہیں ہوا تھا،، سرینہ کا چہرہ ضبط کی شدت سے سُرخ پڑ گیا تھا،، اور وہاں فائقہ اور مایا کو اپنی ہنسی ضبط کرنا دُنیا کا سب سے مشکل کام لگا تھا،،

"آریان یہ ہے تمہاری وائف آئی مین سیریسلی زرا بھی تمیز نہیں ہے اسے گیسٹز سے بات کرنے کی"

وہ کڑوے کسیلے لہجے میں آریان سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی تھی،، اس کی بات پر حرم کے سر پر لگی تلوؤں پر بجھی،، فائقہ اور مایا کا بھی منہ حیرت سے کھل گیا تھا،، اُس کی ہمت پر،، فیڈر پیتی نینا بھی اپنی نیلی آنکھیں بڑی کیئے اُس آنٹی کو دیکھ رہی تھی،، جبکہ زاویار کو اس گھریلو جھگڑے میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا اسی لیئے وہ سکون سے موبائل میں غرق تھا،، ہانیہ زی کو پریشان

کرنے اور زی پریشان ہونے میں مصروف تھا،، جبکہ انابیہ اور آن سنجیدگی سے بے بی کاٹ میں بیٹھے اس مسلے پر ڈسکشن کر رہی تھیں،،

"اتی توہی آنتی ہے"

"اتنی شوخی آنٹی ہے)

سرینہ کو دیکھتے آن اپنے ننھے سے ماتھے پر شکنیں سجائے توتلے لہجے میں انابیہ سے مخاطب ہوئی تھی،، جس پر انابیہ نے بھی سر تا پیر اُس آنٹی کو دیکھ کر نخوست سے اپنا ننھا سا سر جھٹکا تھا،،

"واٹ یو مین مجھ میں تمیز نہیں ہے مجھ میں میں حرم آریان ملک ہوں عزت دیتی ہوں تو اپنی مرضی سے اور دیتی بھی اُسے ہوں جو ڈیزرو کرتے ہیں

اُس نے اُسے کھڑی کھڑی سُنائیں تھیں،، آریان سنجیدگی سے صورتحال کا ملاخظہ کر رہا تھا،، اُسے معلوم تھا کہ یہ سب فساد ہونا ہی تھا،،

مجھے تُم جیسی لڑکی سے عزت چاہیئے بھی نہیں ہے جو دوسروں کے" "منگیتروں پر قبضہ جما کر بیٹھ جائے

وہ غُصے سے اُس کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی،، اُس کی بات پر حرم کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں،، اُس نے بے اختیار آریان کی جانب دیکھا،، آریان نے دانت پیس کر سرینہ کو دیکھتے ہوئے حرم کی بے یقین نظروں کی تپش محسوس کر کے اُس کی جانب دیکھا تھا،، ناچاہتے ہوئے بھی وہ اُس سے نظریں چُرا گیا تھا،، حرم کے دل میں گھوسا سا پڑا تھا ایک،، وہ ایک قدم چلتی ہوئی سرینہ کے مقابل ہوئی،، آنکھوں میں مُقابل کو جھلسا

دینے کی تپش تھی،،مایااور فائقہ بھی سنجیدگی سے اس ڈرامے کے ڈراپ سین کے انتظار میں تھے،،

کتنافرق ہے نہ تمہارے اور میرے جُملے میں تُم منگیتر تھی اور میں بیوی" ہوں کیونکہ قسمت نے انہیں میرے لئیے چُناہے نہ کہ تُم جیسی سر پھری "لڑکی کے لئیے سوبےبی دُعاکر حسد نہ کر

آریان کے بازو میں ہاتھ ڈالتی پلکیں جھپکاتی وہ معصومیت سے اُسے چاروں شانے چت کر گئی تھی،، سرینہ کارنگ لٹھے کی مانند سفید پر گیاتھا،،دل میں اُس سے نفرت کی گرہ میں مزید پختگی آئی،،

دیکھو سرینہ بہتر ہو گاتُم جس کام کے لئیے آئی وہی کروکل میں تمہارا یونی" میں ایڈمیشن کروادوں گااور تمہارے لئیے جلد ہوسٹل کاانتظام بھی کردوں گا

فلحال کے لئیے تُم اوپر والے روم میں جا کر ریسٹ کرو اور آپ دونوں خواتین سُن لئں میں اس موضوع پر اب اس گھر میں کوئی گفتگو نہیں چاہتا اور نہ ہی کسی کو اجازت دوں گا کہ میرے گھر کا ماحول خراب ہو ورنہ میں بہت سختی سے پیش آؤں گا سمجھے"

چاکلیٹی براؤن آیز میں تنبیہہ بھرے سب ہدایات دیتا آخر میں گھری سنجیدگی سے بولا تھا،، سرینہ تو بغیر کچھ کہے ایک نظر حرم پر نفرت بھری نگاہ ڈال کر اوپر چلی گئ تھی،، جبکہ حرم نے بلاٹل جانے پر سر جھٹکا تھا،، فائقہ خاموشی سے خوامخواہ انداز میں ہی۔ پلیٹیں سیٹ کرنے لگی تھی،، جبکہ مایا کینڈلز لائٹر کی مدد سے روشن کر رہی تھی،، ماحول میں ایک عجیب سا تناؤ پیدا ہو گیا تھا،، جسے ہانیہ کی آواز نے توڑا تھا،،

"بھوت لدی ہے تو ادی گلاں ہی نیں مکدی پیں"

(بھوک لگی ہے آپ کی باتیں ہی نہیں ختم ہو رہی ہیں)

اپنا ننھا سا سر جھٹکتے پاؤں زمین پر پٹختے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ سینے پر باندھے پر وہ معصومیت بھری خفگی سے بولی تھی،،سب کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی اُس کی معصوم دہائی پر،،سب کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا،،

"اووو میلی گڑیا کو بھوت لدی ہے"

اُس کو ایک جھٹکے سے گود میں اُٹھا کر گول گوم گھماتے ہوئے آریان نے اُسی کے توتلے انداز میں شرارتی لہجے میں پوچھا تھا،،فضا میں جھولے لیتی ہانیہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی،،سب نے اُس منظر کو دیکھ کر زیرِ لب ماشاءاللہ کہا تھا،،دُنیا کا سب سے حسین منظر ہوتا ہے وہ جب ایک باپ اپنی ننھی سی پھول جیسی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے جھلاتا ہے،،

بس باپ بیٹی ہو جاؤ شروع چلو سب بچے جلدی سے کیک کاٹنے کے لئیے "

"ریڈی ہو جائیں

حرم آریان کی گود سے ہانیہ کو لیتی ہوئی ٹیبل کے قریب پہنچی تھی،، تو آریان بھی چہرے پر مُسکراہٹ سجائے اُن کے ساتھ آ کھڑا ہوا،، ننھا حمزہ ہاتھ میں نائف پکڑے ہوئے چہرے پر مُسکراہٹ سجائے کھڑا تھا،، اُس کے دائیں جانب حرم ہانیہ کو گود لئے کھڑی تھی،، اور بائیں جانب مایا نینا کو گود میں لئیے کھڑی تھی،، آریان بھی دونوں ہاتھ سینے پر باندے حرم کے ساتھ کھڑا تھا،، جبکہ فائقہ بھی مایا کے ساتھ ایکسائٹڈ سی کھڑی تھی،،

"کمیرہ مین جلدی کرو ورنہ تمہاری فیس کاٹ لیں گے "

زاویار کو فرنٹ سے کیمرہ سیٹ کرتے دیکھ کر فائقہ چہرے پر بے زاری کے تاثُرات سجائے شرارتی لہجے میں بولی تھی،،مایااور زاویار دونوں نے اُسے خطرناک گھوری سے نوازا تھا،، جس پر فائقہ نے کوئی خاطر خواہ اثر نہیں لیا،،زاویار جلدی سے کیمرہ سیٹ کیئیے اُن کے پاس آ کھڑا ہوااور فائقہ کے سر پر چپت لگائی،، جس پر فائقہ نے اُس کے پیٹ میں گھونسا مارا تھا،،

"لیٹس اسٹارٹ"

زی کے نائف والے ہاتھ کو حرم اور مایا اپنے ہاتھ میں لیتی ہوئی ایک ساتھ چیخیں اور ساتھ ہی کیک کٹنگ شروع کردی،،

ہیپی برتھڈے ٹو یوووووو"

ہیپی برتھڈے ٹو یووووو

ہیپی برتھڈے ڈئیر

لٹل چیمپ

میرا گُڈا

میرا شہزادہ

میرا جانباز سپاہی

"میرے جگر کا ٹوٹا

ایک ایک کر کے سب نے اُسے مختلف القاب سے نوازتے ہوئے سالگرہ وش کیا تھا،، زی کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو کر جیسے کھل اُٹھا تھا،،

"میرا تریلا"

(میرا کریلا)

سب نے ایک جھٹکے سے ہانیہ کو دیکھا تھا جو منہ میں اپنا ننھا سا ہاتھ ڈالے معصومیت بھری بے نیازی سے بولی تھی،،

"میلا گُڈو"

حرم نے چٹاچٹ اُس کے گال چوم ڈالے تھے،،خوشی کی شدت سے،،ناچاہتے ہوئے بھی اس صورتحال پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی تھی،،زی نے کیک کا پیس اُٹھائے حرم کی جانب بڑھایا جس پر اُس نے ہانیہ کا ننھا سا کھلا منہ آگے کر دیا،،زی نے اُسے گھورتے ہوئے کیک کھلانا چاہا مگر ہانیہ نے شرارت سے اپنے دو دانت اُس کی ننھی سی اُنگلیوں میں دے ڈالی،،

"اؤچھ درتی درل"

(آؤ چھ گندی لڑکی)

وہ منہ پھلا کر بڑبڑایا اور کیک کا پیس حرم اور مایا کو کھلایا،

"لٹل چیمپ اپنے ڈیڈ کو بھول گئے"

" اور اپنے ماموں کو"

"اور میں تو تمہاری سوتیلی خالہ ہوں نہ جیسے"

آریان، فائقہ اور زاویار کی خفگی میں ڈوبی آوازیں سُننے کے بعد وہ اپنے ننھے سر پر ہاتھ مارتا ہوا چیر سے نیچے اُترا اور پہلے آریان کے پاس پہنچا،، آریان اُس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تاکہ اُس کے قد کے مُقابل آسکے،، زی نے سُرخ چہرے میں خوشی سموئے اُسے کیک کا ٹکرا کھلایا جس پر آریان نے اُسے گلے لگا کر اُس کے سُرخ گالوں کو محبت سے چوما تھا،، زی نے فائقہ اور

زاویار کو بھی کیک کھلایا اور اُن سے بھی اپنے گالوں پر پیار لیا، ہانیہ کو حرم پلیٹ میں ڈال کر چمچ کیک کھلا رہی تھی،، جانتی تھی اُس کی بچی کھانے کے معاملے میں پوری اُسی کی کاپی ہے،، جبکہ فائقہ نے انابیہ اور آن کو کیک کا پیس دی کے اُن کو آپس میں شیر کرنے کا کہا تھا،، جس پر وہ دونوں آگ برساتی نظروں اپنی اس سگی نُما سوتیلی ماں کو دیکھتے ہوئے ننھا سا منہ پھلا کر کیک کھانے لگی تھیں،، نینا کو مایا بےبی کاٹ میں سُلا کر زی کو اپنے ہاتھوں سے کیک کھلا رہی تھی، جبکہ آریان اور زاویار ڈرنکز پر ہی اتفاق کرتے سنجیدگی سے آپس میں کسی موضوع پر بات کر رہے تھے،، زی کے گفٹس صوفے پر بکھرے پڑے تھے،، جنہیں وہ آج رات کھولنے کا ارادہ رکھتا تھا،، ایسے تو زندگی بہے خوبصورت معلوم ہو رہی تھی،، فضا میں کلکاریاں بکھیرتے ہانیہ کے قہقے،، انابیہ اور آن کا پلیٹس سے کیک اُٹھا کر اپنی ماں فائقہ کو مارنا اور شرارت سے ہنسنا،، نینا کو فیڈر منہ سے نکال کر مایا کو مارنا،، زی کا آریان اور زاویار کو اپنی ننھی ننھی پیاری سی باتیں کرنا،، سب ایک دم فسوں

خیر اور خُوبصورت تھا،، جیسے کبھی کوئی غم چھو کر نہ گزرا ہو،، زی کے لئیے اُس کی دو مائیں مایا اور حرم تھیں جبکہ خالہ فائقہ اور ماموزاویار پر اُس کے لئیے اُس کا ڈیڈ آریان ملک تھا،، اُس کا آئیڈیل ڈیڈ،، وہ اپنی حقیقت سے ابھی تک بات اُسے آج تک ناواقف تھا،، کیونکہ اُس کا بچپن یہاں گزرا تھا،، ایک سمجھ نہیں آئی تھی کہ اگر وہ حرم ماما کا بیٹا ہے تو ہانیہ اُس کی بہن کیوں نہ تھی،، اچھا ہی ہوا جو نہیں تھی،، ویسے بھی اُسے ایسی آفت کی پُرکالہ بہن ہر گز نہیں چاہئیے تھی،، اُس کے لئیے اُس کی صرف تین بہنیں تھیں،، آن انابیہ اور نینا،،

****

کمرے میں پہنچے پر اُس نے اپنا ہینڈ بیگ زمین پر پٹخا اور دروازے کو زوردار انداز میں بند کیا،، چہرہ غُصے کی شدت سے سُرخ تھا جیسے،،

" اہہہہہ آخر سمجھتی کیا ہو تُم اپنے آپ کو حرم ملک "

شیشے کا گلاس دیوار پر مارتی وہ چلائی تھی،، روم ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے اُس کے آواز کمرے سے باہر نہیں جا سکتی تھی،، اپنے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچے وہ اپنی آنکھیں سختی سے بند کیئے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی،، آنکھوں میں نفرت، غم و غُصے ایک جنون آباد تھا،، یکدم اُس کا فون وائبریٹ ہوا،، جسے بمشکل تاثرات پر قابو کیئے اُس نے اُسے اوکے کر کے کان سے لگایا،،

"جی مام"

اُس کی آواز بےزاری میں ڈوبی ہوئی تھی،،

"سرنیہ بیٹا کیسی لگی تمہیں آریان کی وائف"

اُن کے سوال پر اُس کی آنکھوں میں حرم کا پردہ لہرایا جسے اُس نے نفرت سے جھٹکا تھا،،

"واٹ یو مین مام کیسی لگی آخر مجھ سے کہلوانا کیا چاہتی ہیں آپ"

وہ اپنے لہجے میں اشتعال دبائے سخت لہجے میں بولی تھی،،اُس کی بات پر مُقابل نے اپنا سر پیٹا تھا،،

" سرینہ تُم بھول رہی ہو تمہیں کس مقصد کے لئیے بھیجا ہے میں نے وہاں"

اُن کی بات پر سرینہ کی پیشانی پر شکنیں اُبھریں،،

"جانتی ہوں میں اپنی زندگی کا مقصد آپ فکر مت کریں مجھے اپنا کام اچھے طرح سے سرانجام دینا آتا ہے"

اب کہ اُس کی آنکھوں میں ایک پُراسرار کی چمک اُبھری تھی اور لہجے میں جنون تھا،، خطرناک قسم کا،،

"اور سُنو سب کچھ بہت احتیاط سے کرنا میں نہیں چاہتی کہ اُنہیں تُم پر زرا بھی شک ہو"

"پلیز زمام اپنی ہدایتیں اپنی پاس رکھیں مجھے فلحال ان کی نہیں آرام کی ضرورت ہے اسی لئیے آپ سے بعد میں بات کروں گی بائے"

وہ بے زاری سے بولتی ہوئی کھٹاک سے فون بند کر گئ تھی،، مُقابل ارے ارے کرتارہ گیا تھا،،وہ گہرہ سانس لیتی ہوئی اپنا چہرہ اوپر کیئیے آنکھیں بند کر گئ تھی،،ہونٹوں پر ایک مُسکراہٹ تھی،،نہایت کھٹکنے والی،،

" لیٹس اسٹارٹ دی کاؤنٹ ڈاؤن آریان ملک اینڈ ہر بی لووڈ وائف حرم "

وہ کھلکھلاتے ہوئے بولتی ہوئی کوئی دیوانی معلوم ہو رہی تھی،،نا جانے اُس کا ذہن کس قسم کے جال بُننے میں مصروف تھا،،

******

اگلی صبح کافی روشن تھی،،آریان آفس جا چُکا تھا جبکہ فائقہ،،زاویار اور مایا بھی اپنے اپنے گھر جا چُکا تھے،،زی سکول گیا ہوا تھا،،حرم سکون سے اپنی نیند سے بیدار ہو کر بالوں کا جوڑا بنا کر ڈوپٹہ پکڑے بیڈ سے اُٹھی اور بے بی کارٹ میں

لیٹی ہانیہ کو دیکھنے لگی جو اپنی گہری براؤن آنکھیں کھولے معصومیت سے فیڈر پی رہی تھی،، اُس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے وہ مُسکراتے ہوئے روم لوک کر کے زینے اُترتی ہوئی کچن میں پہنچی پر وہاں کا منظر دیکھ کر اُس کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا،،

"اوو گُڈ مارننگ حرم میں تمہارے ہی اُٹھنے کا انتظار کر رہی تھی"

کافی مگ میں ڈالتی سرینہ چہرے پر مُسکراہٹ سجائے بولی تھی،، حرم نے اُس کا انداز دیکھ کر آبرو اُچکائی،،

"کیوں خیریت"

وہ بے نیازی سے اوپر والے کبرڈ میں سے کیٹل نکال کر اپنے لئے کافی بنانے کا ارادہ رکھتی تھی،، سرینہ نے بروقت آگے بڑھ کر اُس سے کیٹل چھین لی،، حرم نے تپ کر اُسے دیکھا تھا،،

"میں نے تمہارے لئیے بھی کافی بنائی ہے یار اور ایسی حالت میں تُم کام کرتی ہو سیر سلی مطلب آریان منع نہیں کرتا"

کافی کا مگ اُس کے ہاتھوں میں زبردستی تھماتے ہوئے وہ آنکھیں گھما کر میٹھے لہجے میں فکر سموئے بولی تھی،، حرم کو اب کے اُس کے انداز پر حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش بھی ہوئی تھی،، وہ جو کل اس کی جانی دُشمن بنی ہوئی تھی،، آج ایسا سلوک کر رہی تھی گویا بچھڑی سہلیاں ہوں،، وہ گہری سانس خارج کرتی کافی کا مگ پکڑ کر بغیر اُس کی بات کا جواب دیئے کچن سے جانے ہی والی تھی کہ سرینہ اُس کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی تھی،،

"آخر چاہتی کیا ہو تُم ہٹو میرے راستے سے"

غُصے کی شدت سے اُس کا چہرہ پل بھر میں سُرخ ہوا تھا،،

اووو سو سوری اگر تمہیں بُرا لگا ہو تو پر کیا تُم چند لمحے بھی مجھ سے بات کرنا" "گوارا نہیں کرو گی اتنی بُری تو نہیں ہوں میں

وہ چہرے پر مظلومیت سجائے بولی تھی،، حرم نے بے زاری سے اُس کی باتیں سُنیں تھیں،،

"یہاں آریان نہیں ہے سرینہ سو ڈونٹ بی فیک اوکے"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ پُر سکون لہجے میں بولی تھی،، سرینہ کا رنگ اُس کی بات پر سفید ہوا تھا،،

دیکھو حرم جیسا تُم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے مانا کہ مجھے اچھا نہیں لگا تھا" جب تائی نے مجھ سے منگنی ختم کر کے آریان کی شادی تُم سے کر دی پر اب " میرا دل بلکل صاف ہے

وہ اپنی آنکھوں میں آنسو بھرے بھرائے لہجے میں بولی تھی،، حرم اُس کے آنسو دیکھ کر گڑ بڑائی تھی،،

" اٹس اوکے میں سمجھ سکتی ہوں "

صدا کی نرم دل حرم کا دل پل بھر میں پگھلا تھا،، تبھی وہ تمام ترز نجشیں بھلائے اُسے بمشکل تسلی دیتی ہوئی بولی تھی،،

"کیا ہم پانچ منٹ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں یا جب تک تمہاری کافی ختم نہ ہوجائے پلیز اِٹس اا ریکویسٹ"

وہ ملتاجی لہجے میں بولی تو حرم کش مکش کا شکار ہوتی چیر کھسکا کر اُس پر بیٹھ گئ تھی،، سرینہ کے چہرے پر ایک مُسکراہٹ آئی تھی،، وہ اپنے چہرے پر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے وہ بھی اُس کے مُقابل چیر کھینچ کر بیٹھ گئ تھی،، حرم نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا تھا،، ذائقہ کچھ مختلف تھا،، پر اتنا بُرا بھی نہیں تھا،،

"سو حرم تُم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ مطلب وہ جو رات میں تمہاری دوستیں آئی تھیں اُن کے بارے میں بھی "

وہ اپنے لہجے میں جوش بھرتی آنکھیں گھما کر پوچھتی ہوئی بولی تھی،، کافی کا اپنے حلق میں اُتارتی حرم کو اُس کے سوال پر حیرت ہوئی،،

" تُم کیوں پوچھ رہی ہو آئی مین تُم تو ٹھیک سے ملی بھی نہیں اُن سے "

وہ آبرو اُچکا کر سنجیدگی سے پوچھتی ہوئی بولی تھی،،

"بس یوُنہی اگر تُم نہیں بتانا چاہتی تو کوئی بات نہیں"

وہ اپنے چہرے پر اُداسی طاری کرتی ہوئی کافی کے مگ پر اُنگلی پھیرتے ہوئی بولی تھی،، حرم نے سختی سے لب بھینچے تھے،،

وہ دونوں میری جان ہیں میری روح کا آدھا حصہ اُن دونوں کے پاس ہے "
"اور آدھا دفن ہو چُکا ہے

وہ گہری سانس خارج کرتی ہوئی دروازے پر نظریں گاڑھے بولی تھی
،، سرینہ کا منہ بگڑا تھا اُس کی بات پر،، پر حرم دیکھ نہ سکی تھی،،

مطلب اُن کے بے بیز بہت پیارے تھے بلکل گُڈوں جیسے بہت "
"خوبصورت

اب کہ حرم کو کچھ کھٹکا تھا،، اُس کی بات پر،، اُس نے حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھا تھا جو چہرے پر معصومیت کا لبادہ اوڑھے اپنے جواب کی مُنتظر تھی،،

"ماشاءاللہ سے بہت پیارے ہیں وہ تو پر تُم اُن کے بے بیز میں اتنا انٹرسٹ کیوں لے رہی ہو"

وہ اپنی حیرت چھپائے بغیر سنجیدگی سے بولی تھی،، کافی کا آدھا مگ وہ پی چُکی تھی،، گفتگو کے دوران،، یکدم اُسے کچھ دھندلا دھندلا سا دیکھائی دینے لگا تھا،، بمشکل اپنے چکراتے سر کو تھامتے اُس نے حیرت سے سرینہ کو دیکھا تھا،، جو اُسے دیکھ کر مُسکرا رہی تھی،،

"ہاں تو حرم اُن کے بے بیز کا نام کیا کیا ہے"

اُس کے قریب جھکتی وہ سرگوشی نما آواز میں بولی تھی،، حرم کو لگا اُس کے حواس ہیکپر وٹائز ہو رہے ہوں جیسے وہ کسی خاص جادو کے اثر میں ہو،،

نن،،نینا،،مایا،،کی،،،بیٹ،،ی،،ہے،،اناب،،،،یہ،،،،آ،،ن،،،فائقہ،"
،،فائق،،یہ،،

وہ اپنے حواس قابو کرنے میں مکمل ناکام ثابت ہو رہی تھی،،پتہ نہیں ایسا کیا تھا،،اُس کافی میں کہ اُس کا دماغ ایک دم سُن ہو گیا تھا،،اُسے معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے،،سرینہ کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی،،اُس نے اُس کے کندھوں کو پکڑ کر پیچھے کی جانب پھینک دیا تھا،،حرم کمر کے بل نیچے زمین پر گری تھی،،

اہھہ آریان،،،"

اُس کی دلخراش چیخ فضا گونجی تھی،،دل کچھ بے حد بُرا ہونے کا اندیشہ دے رہا تھا،،جیسے کوئی کالی اندھیری آنے والی ہے جو اُن کی زندگیوں سے روشنی

چھیننے والی ہے،،اُس نے بمشکل اپنے تکلیف سے بھری آنکھوں سے کھولتے ہوئے زمین پر گرے اپنے فون کی جانب ہاتھ بڑھانا چاہا ہی تھا کہ اُس کی تکلیف کا تماشا دیکھتی سرینہ سے پُر سکون انداز میں اُس کے ہاتھ ہر بے دردی سے اپنی ہیل رکھ دی تھی،، حرم کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا، تکلیف کی شدت سے،،

"آخر کیوں کر رہی ہو تُم ایسا"

اُس نے چیخ کر بولنا چاہا تھا پر اُس کے حواس دھیرے دھیرے سلب ہو رہے تھے،، لبوں ہر جیسے قفل لگ گیا تھا، پر اُس کی آنکھیں چیخ چیخ کر اُس کی تکلیف بیان کر رہی تھیں،،

گُڈ کیئو شن ویری گُڈ کیئو شن میں ایسا کیوں کر رہی ہوں ایک منٹ پر میں کر "
"کیا رہی ہوں میں نے تو ابھی تک کچھ نہیں کیا

دو اُنگلیاں تھوڑی پر ٹکائے وہ پُر سوچ انداز میں دروازے کی جانب دیکھتے ہوئی بولی تھی،، اور حرم کے ہاتھ دباؤ ڈالا تھا، اُس نے دوسرا ہاتھ منہ پر رکھ کر اپنی چیخ روکی تھی،، جسم میں درد کی ٹیسیں اُٹھنا شروع ہو گئی تھیں،،

تُم نے مجھ سے میرا خواب چھینا میری زندگی کا مقصد چھینا یہ عیش و آرام "
جس پر تُم بہت شان سے قبضہ جمائے بیٹھی ہو یہ سب میرا تھا میرا ہونے والا تھا پر تُم پتہ نہیں کہاں سے آ گئی اور میرا سب کچھ مجھ سے چھین لیا،،

کافی کا مگ زمین پر مارتی وہ جنونی انداز میں چیخ کر بولی تھی،، حرم نے سُرخ آنکھوں کے ساتھ بے بسی اُسے دیکھا تھا،، سر تکلیف کی شدت سے درد کر رہا تھا،، اُسے اپنا جسم اُن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا،،

"یہ سب تمہارے مقدر میں نہیں تھا سرینہ ملک"

وہ بمشکل سُرخ چہرے کے ساتھ بولی تھی،، سرینہ نے اُسے حیرت سے دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجائیں تھیں،، اُس کے قریب جھک کر اُس نے اُس کے بالوں سے بے دردی سے پکڑ پر اُس کا چہرہ اُونچا کیا تھا،، حرم اس وقت کسی کٹھ پتلی کی طرح اُٹھی تھی،، اُس اپنا جسم حرکت کرتا ہوا محسوس نہیں ہو رہا تھا،، اُس کا دل آریان کو شدت سے پُکار رہا تھا،، اُسے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا،، اس وقت اس پاگل جنونی لڑکی سے،، اُسر ڈر

تھا کہ کہیں وہ اُسے کچھ کر نہ دے،،اُسے اپنی نہیں اپنے وجود میں سانس لیتی ننھی جانوں کی فکر تھی،،

"میرا مقدر کیا کہا تُم نے میرے مقدر میں یہ سب نہیں تھا میں سرینہ ملک ہوں سرینہ ملک جسے چاہوں جب چاہوں حاصل کر سکتی ہوں اب دیکھو نہ تُم نے آریان کو مجھ سے چھین لیا اور خود عیش سے یہاں رہ رہی ہو میں تو اپنے دُشمنوں کو قبر میں اُتار کر بھی سکون سے نہیں بیٹھتی تو تُم کیا چیز ہو ہاں آخر کیا سمجھ کر تُم نے آریان سے شادی کی اتنی آسانی سے تو میں اپنی ملکیت تمہیں نہیں سونپنے والی حرم ملک پر اب کیا ہے نہ تُم نے میری زندگی کا مقصد ہی چھین لیا ہے اور اُس آریان نے بھی مجھے دھوکہ دیا جو تُم سے شادی کر لی پر اب میں واپس آ چُکی ہوں جانتی ہو اب میری زندگی کا آخری مقصد کیا ہے؟؟؟

اُسے بالوں سے اُونچا کرتی چہرہ اپنے مُقابک کرتی وہ سفاکیت کی حد تک بولتی ہوئی کوئی مریضہ معلوم ہورہی تھی،، جیسے کسی چیز پر رحم نہیں آرہا تھا،، اُس کے چُپ ہو جانے پر حرم نے بمشکل اپنے جسم میں اُٹھتے درد کو برداشت کرتے ہوئے اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کی کوشش کرتے اُس کی بات مکمل کرنے کے لئے اُسے دیکھا تھا،، اُس کا ننھا سا دل سہم رہا تھا،، دل میں اللہ کا ورد کرتی وہ اپنی اور اپنی اولاد کی جان کی حفاظت کی دعائیں مانگ رہی تھی،، اپنے درد کی ہر وا کیئے بغیر،،

"اب میری زندگی کا مقصد ہے تُم لوگوں کو برباد کرنا تاریخ لکھے گی کہ سرینہ ملک سے دُشمنی لینے والوں کو نہ دُنیا میں چین نصیب ہو گا نہ آخرت میں تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری زندگی کی اس حسین تصویر کو جلا کر خاک کردوں گی مگر تُم کچھ کر نہیں سکو گی بلکہ تُم سے جُڑے ہر شخص کو زندگی میں ہی موت نہ دے دی تو میرا نام بھی سرینہ ملک نہیں سُنا تُم نے حرم "

وہ مُسکراتے ہوئے پُر سکون لہجے میں بول رہی تھی،، لہجہ سفاکیت کی حدود کو چھوتا کو احرم کی ریڑھ کی ہڈی میں سر سراہٹ پیدا کر گیا تھا،،

" جانتی ہو اس کافی میں کیا ہے"

اُس کے کان میں سر گوشی کرتی ہوئی وہ مُسکراتے لہجے میں پوچھنے لگی تھی،، حرم کا روم روم کان بن گیا تھا،، آنکھیں جیسے جل رہی تھیں،، دل تڑپ رہا تھا،، جسم جیسے ٹھنڈا پڑ رہا ہو،،

"زہر"

وہ کھلکھلاتی ہوئی بولی تھی،، حرم کا رنگ کٹھے کی مانند سفید ہوا تھا، اب کہ اُسے سانس لینے میں دشواری پیش آنے لگی تھی،، اُکھڑ اُکھڑ کر سانس لیتی وہ چلائی تھی،،

آریان،،،"

سرینہ کی ہنسی گونجی تھی اُس کی پُکار کے ساتھ ہی،،

چلو ایک گیم کھیلتے ہیں اس زہر کا اثر پانچ منٹ کا ہے پہلے تمہارا سارا جسم" پیرالائز ہوگا،، پھر سانس اُکھڑ اُکھڑ کر آئے گی پھر پورے جسم پر ریڈ اسپوٹس بنیں گے اور پھر جسم سے روح نکلے گی اور کانی ختم پرررررر میں تمہیں ایک فیور دیتی ہوں واؤ حرم یو آر سو لکی یار کہ مطلب میں سرینہ ملک اپنے ہی دُشمن کو فیور دے رہی ہوں،،

وہ بولتی بولتی ایک بار پھر ہنسی تھی،، حرم کو اپنا جسم سچ مُچ میں پیرالائز ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا،، کیا سچ میں اُس کی قسمت میں ایسے ہی موت لکھی گئ تھی،، اُس نے کرب سے آنکھیں میچیں تھیں،، سرینہ نے افسوس بھری نظروں سے اُس کے تکلیف کی شدت سے سُرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا،،

ابھی میں آریان کو میسج کرتی ہوں کہ تمہاری بیوی مر رہی ہے بچا سکو تو بچا لو" اگر تو وہ پانچ منٹ میں تُم تک پہنچ گیا تو تمہاری قسمت اچھی ہو گی مگر ر وہ نہ پہنچا تو ایک نہیں دو دو زندگیاں جایئں گی پر اس میں میرا زرا بھی قصور میں ہے میں نے تمہیں فیور دے دی ہے،،

وہ آنکھیں گھماتی پُرجوش لہجے میں بولی تھی،، وہ زندگی کو کھیل سمجھ رہی تھی،، جیسے ان سب کی عادی ہو،، حرم نے اپنی آنکھیں بند کر دیں

تھیں،، خود کو قسمت کے رحم و کرم پر چھوڑ کر،، اُس کے دل آریان کو مسلسل پُکار رہا تھا،، سرینہ نے اُس کا موبائل پکڑ کر آریان کو میسج لکھ کر حرم کو دیکھا کر سینڈ کیا،، اور ہاتھ جھاڑ کر اپنی جگہ سے اُٹھی،، ایک مُسکراتی نگاہ اُس کے چہرے پر ڈال کر وہ زینے طے کرتی ہوئی اوپر اُس کے کمرے کی جانب جانے لگی تھی،، حرم کے دل کی دھڑکن بے اختیار مدھم پڑی تھی،،

نہیں،،، نہ،، نہیں میری بیٹی،، میری بیٹی،، ہانیہ،،، سرینہ،،، تُم ایسا نہیں کر سکتی،،،، وہ معصوم ہے،،،،، "

کہنیوں کے بل بمشکل اپنے وجود کو آگے کی جانب گھسیٹے ہوئے وہ پوری طاقت لگا کر چلائی تھی،،، سرینہ مُسکراتے ہوئے ہانیہ کی جانب بڑھی اور اُسے پوکٹ سے ایک انجکشن نکال کر اُس کے بازو میں لگا دیا،، ننھی سی ہانیہ گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے لگی تھی،، نیچے سے مسلسل حرم کے چیخنے کی آوازیں گونج

رہی تھیں،، سرینہ نے اُسے گود میں اُٹھایا،،اور چہرے پر سفاکانہ مُسکراہٹ سجائے روم سے نکلتی ہوئی تیزی سے زینے اُترنے لگی،، سامنے حرم کو چیختے دیکھ کر اُس کے دل میں ڈھیروں سکون اُترا تھا،،

"چلو بے بی بائے کہو اپنی امی"

ہانیہ کا گال بے دردی سے کھینچتی ہوئی وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولی تھی،، ہانیہ کا چہرہ رو رو کر سُرخ ہو گیا تھا،، حرم کا گلا بیٹھ گیا تھا چیخ چیخ کر،، اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی جان کے ٹُکر کو تکلیف میں دیکھ کر جیسے اُس کا دل کسی سلگتی ہوئی بھٹی میں جل رہا تھا،، دل تو چاہ رہا تھا ابھی اُس جنونی عورت کو اپنی پھول سے بیٹی سے دور کر دے،، مگر اُس کے بس میں کچھ نہیں تھا،، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گی تھی،،

ہانیہ،،"

وہ چلائی تھی،، سرینہ سکون سے اُسے گود میں اُٹھائے پچھلے دروازے سے چہرے پر ہٹڑی سجائے وہاں سے چلی گئ تھی،، حرم کی آنکھیں رفتہ رفتہ بند ہونا شروع ہو گیں تھیں،، دل جیسے روح سے کھینچ کر نکال کر لے گیا تھا کوئی،،

"سرتاج"

اُس کے لبوں نے ایک خاموش سج سرگوشی کی تھی،، آنسو پھسل کر زمین بوس ہوا تھا،، اور پھر اُس کا زہن تاریکوں میں ڈوبنا شروع ہو گیا تھا،،

******

آریان آفس میں بیٹھا فائلز کے ڈھیر کو کھولے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا کہ موبائل کی بیپ کی آواز نے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا جو کہ لیپ ٹاپ کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا،، اُس نے سنجیدگی سے موبائل اُٹھایا مگر اُس میں لکھی گئ تحریر پڑھ کر اُس کا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا،، وہ بے اختیار ٹائی کی نٹ ڈھیلی کیئے اپنی گھٹن زدہ سانس کو سنھالنے کی کوشش کرنے لگا تھا،،

"آریان مجھے کچھ ہو رہا ہے مجھے سانس نہیں آرہی آپ پلیز آجائیں مجھے لگ رہا ہے جیسے سب ختم ہو جائے گا شاید آپ کو اور میرا ساتھ یہیں تک تھا"

اُس پر ایک قیامت سی گزری تھی یہ تحریر پڑھ کر،، جلدی سے موبائل پوکٹ میں رکھے کار کی کیز اُٹھائے وہ حواس باختہ سا لفٹ کے کھلنے کا انتظار کیئے بغیر سیڑھیوں سے بھاگتا ہوا نیچے پہنچا اور جلدی سے اپنی گاڑی میں بیٹھتا

اُسے زن سے بھگا کر لے گیا،،اسٹرینگ پر اُس کے ہاتھوں کی لرزش واضح دیکھائی دے رہی تھی،، سُرخ آنکھوں اور مدھم پڑتی دھڑکنوں کے ساتھ اُس کا دل مسلسل حرم کی خیریت کے لئیے دُعا کر رہا تھا،، پانچ منٹ کی رش ڈرائیو کے بعد وہ گھر پہنچا تھا،، فلیٹ کا ڈور کھلا دیکھ کر اُس کا دل مسلسل وسوسوں کا شکار ہوا تھا،، وہ بھاگتا ہوا حواس باختہ سا فلیٹ کے اندر داخل ہوا تھا،،

حرم حرممممم،،"

اُس کی دھاڑ پورے فلیٹ کی دور دیوار ہلا گئ تھی،، اُسے لگ رہا تھا حرم ابھی کہیں سے مُسکراتی ہوئی نکل آئے گی،، مگر وہاں تو کسی وجود کی سانس لینے کی آواز تک نہ گونج رہی تھی اُس کے سوا،، یکدم اُس کے دماغ میں جھماکا ہوا اور

وہ بھاگتا ہوا کچن میں داخل ہوا، مگر وہاں کا منظر اُس کی روح کو جھنجھوڑنے کے لئیے کافی تھا،

حرمممم"

کیا نہیں تھا اُس کے لہجے میں،، حیرت،، صدمہ،، جنون،، وہ بھاگتا ہوا اُس کے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ گیا،،

"ہے حرم کیا ہوا ہے تمہیں پلیز اُٹھو نہ کیوں تنگ کر رہی ہو اپنے سرتاج کو"

اُس کا چہرہ تھپتھپاتا وہ اضطرابی کیفیت میں بولا تھا،، مگر حرم کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا،، جیسے کسی نے زندگی کی رونق ہی چھین لی ہو،، آریان کی حالت تو یوں تھی کہ جیسے کاٹو تو لہو نہیں،، بے اختیار اُس کے وجود کو اپنے مضبوط بازؤوں

میں تھامے وہ باہر کی جانب بھاگا تھا،، اُسے کار کی پچھلی سائیڈ پر احتیاط سے لٹاتے ہوئے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اور جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ ہر آ بیٹھا تھا،، اس دوران اُس کے ہاتھ مسلسل لرزش کا شکار تھے،، نہایت رش ڈرائیو کرنے کے بعد وہ قریبی گورنمٹ ہاسپٹل پہنچا اور جلدی سے اُس کا سُست پڑتا وجود اپنے مضبوط بازؤوں میں بھرے ہاسپٹل کے اندر داخل ہوا تھا،،

"۔ڈاکٹرزز پلیز میری وائف کو بچالیں"

وہ شخص جو کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکا تھا،، آج ٹوٹ کر بکھر رہا تھا،، مگر اُسے سنبھالنے والا کوئی نہیں تھاا،، اسٹاف کے سارے ممبر تیزی سے حرم کو اسٹریچر میں لٹاتے ایمرجنسی وارڈ میں لے جا چُکے تھے،، آریان کو یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کی روح اُس سے دور کر دی گئ ہو،، سُرخ آنکھوں میں ہچکولے لیتا درد اُس کے دل کی کیفیت بخوبی بیان کر رہا تھا،،

"آریان اب حرم کیسی ہے"

اپنی پشت سے آتی آواز پر وک سُرخ آنکھوں سمیت مڑا تھا،، مُقابل کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ ہوئی تھی اُس کی ضبط کی شدت سے سُرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر،،

" تُم تُم۔نے کیا ہے نہ یہ سب تُم ہو اس کی حالت کی زمہ دار بولو"

یکدم اُس نے اُسے گلے سے پکڑتے ہوئے دیوار کے ساتھ پن کیا،، وہ اُس کے گلے کو ایک ہاتھ سے دباتے ہوئے اُس پر پھنکارا تھا،، سرینہ کا سانس سینے میں اٹک گیا تھا،، جیسے،، چہرہ خوف سے سفید پر گیا تھا،،

۔"نہیں آریان میں تو شاپنگ پر گئی تھی گھر آتے وقت میں نے تمہیں حرم کو گھر سے باہر اُٹھا کر لاتے دیکھا تو تمہارا پیچھا کرتے کرتے میں یہاں تک پہنچ گئی میں ایسا کام مر کر بھی نہیں کر سکتی میرے بابا کی قسم"

جان جانے کے خوف اُس کی زبان فر فر بول رہی تھی،، آریان نے اُسے زمین پر پٹخا تھا،، سرینہ نے بے اختیار اپنا سانس بحال کرنے کے لئیے زور زور سے کھانسی کی تھی،،

ایک بات یادرکھان سرینہ ملک اگراس میں تمہارازراسا بھی ہاتھ ہواتو قسم "
خُداکی تمہارے اتنے ٹُکرے کروں گا کہ دفانے کے لئیے بھی جگہ نہیں ملے
گی سمجھی"

وہ کسی بھوکے شیر کی طرح اُس پر غُراتا ہوا بولا تھا،، سرینہ کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا،، جسے دیوار کی پست سے دوبارہ ٹیک لگاتا ہوا آریان دیکھنے سے قاصر رہا تھا،، اُس کا روم روم حرم اور اپنے بچوں کی خفاظت کی دوائیں مانگ رہا تھا،، آدھا گھنٹہ گزر چُکا تھا،، آریان کے لئے ایک ایک لمحہ گزارنا کسی آزمائش سے کم نہیں تھا،، یکدم ایمرجنسی وارڈ سے ایک ڈاکٹر باہر آیا،، آریان بے اختیار اُس کی جانب بڑھا،، سرینہ بھی صورتحال جاننے کے لئیے اُس سے چند قدموں کے فاصلے ہر کھڑی ہو گئ تھی،،

"دیکھیں مسٹر آپ کی وائف نے میڈیسن کی بہت ہیوی ڈوس یوز کی ہے جو کہ اس حالت میں اُن کے لئیے کافی خطرناک تھی ہم نے اُس کا اسٹومک واش کر دیا ہے مگر ابھی بھی وہ خطرے سے باہر نہیں ہیں جانتا ہوں آپ کے لئیے فیصلہ کرنا مشکل ہے اور زندگی اور موت کا اختیار بھی اللہ کے پاس لے مگر اس صورتحال کو دیکھ رک ہمیں کہنا ہو گا کہ ماں یا بچوں میں سے کسی ایک کی ہی زندگی کو بچایا جا سکتا ہے لہزا آپ سوچ سمجھ کر اور جلدی فیصلہ کر کے ان پر دستخط کر دیں"

ڈاکٹر اُس کے ہاتھ میں کاغذ کا وہ ٹُکرا تھما چُکا تھا جس ہر سب کی زندگی کی ڈوریں جُریں تھیں،، کس قدر کٹھن آزمائش تھی،، ایک جانب اولاد،، ایک جانب محبت،، اُس کا جنون اور عشق،، اُس نے بے اختیار اپنا سُرخ آنکھوں پر پلکوں کی چادر چڑھائی،، مُسکراتی ہوئی سبز آنکھیں پردے کی اوٹ سے لہرائیں تھیں،، آریان کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا،، اُس نے ایک جھٹکے سے

اپنی لہو رنگ آنکھیں کھولیں اور اُس کاغز پر سائن کر کے ڈاکٹر کو تھما دیا تھا،، دونوں ہاتھوں کو بالوں میں پھیرتے ہوئے اُس نے بمشکل اپنے سر میں اُٹھتی درد کی ٹیسوں کو کنڑول کرنا چاہا تھا،، وہ بے اختیار گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا تھا،، اُس شخص کی طرح جس کی زندگی بیچ راہ میں بُری طرح پھس چُکی تھی،، آج وہ ازیت کی آخری حد پر تھا،،

" ابھی سے تھک گئے آریان ملک ابھی تو میں نے تمہاری بربادی میں پہلی کیل ٹھوکی ہے جو کہ یقیناً کافی کاری ضرب ثابت ہوئی افسوس ہے کہ مجھے افسوس نہیں ہو رہا یقیناً تُم اسی قابل ہو "

اُس کی پشت کو نفرت سے گھورتی ہوئی سرینہ تمسخر سے دل میں بولی تھی،، پر وہ شاید بھول گئ تھی اور ایک زات اور بھی ہے جو اپنے اچھے بندوں کے ساتھ کبھی کچھ بُرا نہیں ہونے دیتی ہے،، وہ وہاں سے جا چُکی تھی،، آریان

کسی تھکے ہارے مسافر کی طرح زمین پر بیٹھا تھا،، پتھرائی نظریں ایمر جنسی وارڈ کی جانب اُٹھی ہوئی تھیں،،

اللہ اکبر

(اللہ سب سے بڑا ہے)

اشھد ان لا الہ الا اللہ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں سوائے ایک اللہ کے)

اشھد ان محمدا رسول اللہ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں)

حي علی الصلاۃ

(نماز کی طرف جلدی کرو)

حي علی الفلاح

(کامیابی کی طرف جلدی آؤ)

اللہ اکبر

(اللہ سب سے بڑا ہے)

لاالہ الااللہ

(نہیں کوئی خدا سوائے ایک اللہ کے)

پھر جادوئی کلمات دہرائے گئے،، جسے سُن پر زندگی کی رمق واضح ہونا شروع ہوتی ہے،،اُمید کی کرن نظر آتی ہے،،آریان نے آنکھیں موند کر سکون سے وہ کلمات سُنے تھے بلکے اپنی روح میں اُتارے تھے،، من من ہوتے بھاری قدموں کے ساتھ وہ پرئیر روم میں داخل ہوا،، وضو کر. کے وہ اُس رب کے سامنے سجدہ زیر ہو گیا تھا جو تمام جہانوں کا رب اور مالک ہے،، بے شک وہ مشکلات میں اپنے بندو کو تنہا نہیں چھوڑتا ہے،،

****

اُس کی پتھرائی نظریں ایمرجنسی وارڈ کی جانب ٹکی ہوئیں تھیں،، پورا آدھا گھنٹہ گزر چُکا تھا،، مگرابھی تک کوئی بھی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نہیں آیا تھا،،اس دوران اُس جان مسلسل سولی پر اٹکی ہوئی تھی،، موبائل کی بیل کی آواز پر وہ چونکا،، بمشکل اپنی آنکھوں میں چمکتی نمی کو صاف کرتے ہوئے اُس نے کال اٹینڈ کر کے کان سے لگائی،،

"ہیلو شکر آریان بھائی آپ نے فون اُٹھایا یار کہاں ہیں آپ لوگ آپ کے فلیٹ کا ڈور بھی کھلا ہوا ہے نہ گھر میں حرم ہے نہ ہانیہ آپ لوگ کہیں گھومنے گئے ہیں کیا ہم کب سے فلیٹ کے اندر بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں"

آریان کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا،، آنکھیں خطرناک حد تک سُرخ ہوئیں تھیں،، دل کی رفتار سُست ہوئی تھی، کیا نہیں تھا اُس کی آنکھوں میں بے یقینی،، اُسے اپنی سماعتوں پر شک ہوا تھا،،

"ہانیہ،،"

اس لفظ کے ساتھ ہی جیسے اُس کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر کسی بچے کی طرح رونا شروع کر دے،،

"اہہہہہہ ہانیہ،،،، میری بچی،،،،"

وہ پوری جان سے چنگھاڑا تھا،، ہاسپٹل کے در و دیوار اُس کی دھاڑ سے لرز اُٹھے تھے،، اور فون زور سے دیوار پر پٹخ دیا تھا،، اپنے بالوں کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچے وہ شدید اضطرابی کیفیت میں معلوم ہو رہا تھا،،

نہیں یا اللہ نہیں میری بچی میری معصوم پری میری ہانیہ کون کون ہو تُم" سامنے کیوں نہیں آتے،،

وہ بڑبڑا رہا تھا،، اُس کی دھڑکن اُس کے ساتھ نہیں تھی،، اس قدر شدید صدمے میں وہ اپنی پھول سی بیٹی کو کیسے فراموش کر سکتا تھا،، آہ آریان آہ،، یہ کیا کر دیا تُم نے،،

اپنے چہرے پر درپے در تھپڑ مارتے وہ اس وقت اپنے حواس میں معلوم نہیں ہو رہا تھا،، اس قدر شدید آزمائش،، اس قدر سخت آزمائش کہ اُس کی روح

تک کو جھنجھوڑ دیا گیا تھا،، آخر کون تھا وہ دُشمن جو راتوں رات اُن کے ہنستے بستے گھر کو آگ لگا گیا تھا،، آخر کون تھا وہ شخص جو اُن کی بربادی چاہتا تھا،، آخر کس کے انتقام کی زد میں تھے وہ،، یہ سوچ سوچ کر اُس کے دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں جیسے،،

"یا اللہ نہیں میری بیٹی میری ہانیہ کو محفوظ رکھنا اللہ میری ہانیہ کو محفوظ رکھنا یا اللہ اُس کی خفاظت کرنا اُس کا باپ اس وقت شدید کمزور ہے ہا اللہ میری ہانیہ کی حفاظت کرنا "

قبلہ رُخ ہوئے سجدے میں سر دیتا وہ ایک ہی جُملہ بار بار دہراتا اپنی بیٹی کی خیرت مانگ رہا تھا اپنے رب سے،، اُس کی آنکھوں سے مسلسل گرم سیال بہہ رہے تھے،، وہ مضبوط مرد اپنی بیٹی کے لئیے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا،، کون کہتا ہے بیٹیاں زحمت ہوتی ہیں آج یہ کوئی آریان ملک

سے پوچھتا کہ اپنی بیٹی کی جُدائی اُسے کس قدر تڑپا رہی ہے،، کس طرح جلتی ہوئی بھٹی میں وہ لمحہ بہ لمحہ راکھ ہو رہا ہے،، کاش یہ کوئی آریان ملک سے پوچھتا،،

****

وہ ہاسپٹل کی پچھلی سائیڈ پر آ گئی تھی،، اس دوران اُس کا فون مسلسل بج رہا تھا،، احتیاط سے اردگرد کسی کی موجودگی کو نہ محسوس کرتے ہوئے اُس نے جلدی سے کال پک کر کے فون کان پر لگایا تھا،،

"ہیلو جی باس آپ کا کام ہو گیا ہے"

سامنے سے آنی والی خبر پر اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ آئی تھی اور چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا تھا جیسے،،

"اگر اس کام میں زرا بھی کوتاہی نظر آئی مجھے تمہاری تو اپنی زندگی کا آخری دن تصور کرنا اُسے سمجھے"

لہجہ دھیمہ کیئیے وہ غُرا کر بولی تھی،، مُقابل نے اپنے ماتھے پر سے پسینہ پونچھا تھا،، اُس کے خوف کے اثر،،

"نہیں باس سب کام بلکل آپ کے کہنے پر کیا ہے ہم نے وہ ایک گنجان آباد علاقہ ہے جہاں صرف فقیر رہتے ہیں اُسی کے کچرے کے ڈبے میں پھینک آیئے ہیں اگر کسی کے ہاتھ لگ بھی گی تو یقیناً اُسے بھیک منگوانے کے کام کے

لئیے استعمال کریں سے اور کچھ نہیں یا ہو سکتا ہے اس سب کے لئیے بھی اُس کی سانسیں نہ بچیں"

وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولا تھا،، اُس کی بات پر سرینہ کے ہونٹوں پر سفاکانہ مُسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا،، فون کٹ کرتی وہ ایڑیوں کے بل گھومی تھی،، چہرے پر اپنے انتقام کا پہلا تیر دُرست لگنے پر خوشی سی کھل اُٹھی تھی،،

"اہھہہ آریان اہھہہ یہ کیا ہو گیا ابھی تو تُم اپنی بیوی کے غم سے بھی نہیں نکلے تھے کہ بچی کا غم بھی برداشت کرنا پڑے گا افسوس صد افسوس "

وہ کھلا کھلاتے ہوئے سر جھٹکتے افسوس بھرے لہجے میں بولی تھی،،

لیٹس موواون دی ادر پلین یقیناً اتنی سی سزا کافی نہیں ہے سرینہ ملک سے "
دشمنی کی رقم تمہیں اپنی جان دے کر بھی چکانی پڑی تو وہ قیمت بھی کم ہو گی
" مسٹر آریان

آنکھوں میں نفرت و جنون بھرے وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی،،اُس کے قدم دوبارہ ہاسپٹل کے اندر گئے تھے،، کسی نئی قیامت کو انجام دینے،، کسی اور کی زندگی میں بھی اندھیری لانے کے لئیے،،

****

"ارے رفیق باولا ہو گیا ہے رے تو یہ کسے اُٹھا کر لے آیا ہے تو اپنے گھر"

یہ ایک چھوٹے سے مکان کا منظر تھا،، جہاں پلنگ پر بیٹھی ایک ادھیڑ عُمر عورت سامنے کھڑے اپنے بیٹے پر چلا رہی تھیں،، رفیق کی نظر تو اُس ننھے سے روئی سے وجود سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں،،

اماں یہ میری بیٹی ہے میری بیٹی دیکھیں تو اتنی پیاری ہے یہ بلکل شہزادی" جیسی اماں اللہ نے ہماری دُعائیں سُن لیں ہیں میرے چھوٹی سی جھونپری کے لئیے ملکہ بھیج دی ہے اماں اللہ نے ہماری دُعائیں سُن لی ہیں "

اُس کی ننھی سی پیشانی پر بوسہ دیئے وہ آنکھوں میں آنسو لئیے جیسے کسی خواب ناک لہجے کے زیرِ تحت بولا تھا،، اماں نے بے یقینی سے اُسے دیکھا تھا،،

ارے میں پوچھتی ہوں فیقے کس کی بیٹی اُٹھا کر لایا ہے تو بتا مجھے سچ سچ کس کی" گود اُجاڑ کر آیا ہے کس کی بیٹی چھین کر لایا ہے تو بتا تجھے زرا شرم نہ آئی یہ گناہ کرنے سے پہلے"

اُس کی بیگم اُس پر بُری طرح گرجی تھی،،رفیق نے چونک پر اُن دونوں کو دیکھا تھا،،اُس کے چہرے پر مایوس کن تاثُرات آئے تھے،،اُن کی آنکھوں میں رقم بے یقینی دیکھ کر،،

"اماں مانا کہ میں نے اولاد کی شدید خواہش کی ہے مانا کہ میں اپنی اولاد نہ ہونے کے غم میں پندرہ سال تک راتوں میں چھپ چھپ کر رویا ہوں بے شک یہ اللہ کی قدرت ہے کہ ابھی تک ہمارے گھر کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی لاکھ منتیں کی لاکھ دُعایئں مانگیں تھیں مگر اماں تمہارا رفیق کبھی کسی کا حق نہیں چھین سکتا تمہارا رفیق بھوکا مر جائے گا مگر کبھی ڈاکا نہیں ڈالے گا اماں یہ

معجزہ ہے یہ دیکھو تو یہ گڑیا یہ شہزادی اماں اللہ نے اسے میرے لئیے بھیجا ہے

"ہاں میرے گھر پر راج کرنے کے لئیے

اُس کے ننھے سے وجود کو اماں کی گود میں دیتا ہوا وہ نم آنکھوں کے ساتھ خوشی سے سرشار لہجے میں بولا تھا،، اُس کا روم روم اپنے اللہ کے سجدے میں تھا،، اس قدر انمول تحفے پر،، اس قدر پیاری چھوٹی سی معصوم نازک بچی کو تھامتے ہوئے اماں کے بھی ہاتھ کانپے تھے پل بھر کے لئیے،، اُس کی بیگم نے روتے ہوئے حسرت سے اُس ننھی سی پری کو دیکھا تھا،، جو ان سب سے بے نیاز گہری نیند سو رہی تھی،، اُس کے معصوم چہرے پر آنسوؤں کے مٹے نشان سُرخ گالوں کے باعث واضح ہو رہے تھے،،

"کہاں ملی یہ تمہیں"

اُس ننھی سی جان کو کانپتے ہاتھوں سے امں کی گود سے لیتے وہ اپنے آنسو ڈوپٹے کے پلو سے صاف کرتی ہوئی بولی تھی،،

"میں کھیتوں سے واپس آرہا تھا جب ایک جگہ بہت زیادہ فقیروں کا رش لگا ہوا تھا،، نا جانے کیوں میرے قدم بے اختیار اُس جانب جانے لگے تھے،، اُس لوگوں کے جھنڈ کو بمشکل جھٹکتے ہوئے میں آگے پہنچا تو کچھ فقیر ایک چھوٹی سی بچی کو گود میں لیئے اُسے کسی کھلونے کی طرح ایک دوسرے کو دے رہے تھے یوں جیسے اُن کے یہاں کوئی نئی چیز آگئی ہو وہ بچی مسلسل رو رہی تھی میں فوراً آگے بڑھا اور اُسے ان کے ہاتھوں سے لے کر اُنہیں وہاں سے بھگا دیا،، یہ بچی مسلسل رو رہی تھی ہادیہ مجھے سمجھ نہیں آیا میں کیا کروں اسی لیئے اُسے بمشکل سُلاتے ہوئے میں نہایت احتیاط سے گھر لے آیا"

رفیق نے لفظ بہ لفظ تمام رواداد سُنائی تھی،، جسے ہادیہ بیگم اور اماں نے غور سے سُنا تھا،،

"کس قدر بد قسمت ماں باپ ہیں اس کے اتنی پیاری شہزادی کی قدر نہیں کی اُنہوں نے جسے محلوں میں ہونا چاہیئے اُسے راہ جاتے پھینک دیا جیسے وہ انسان نہیں کوئی کھلونا ہو"

اُس کے ننھے سے وجود کو نرمی سے خود میں بھینچتے ہوئے وہ بھرائی آواز میں بولی تھی،، رفیق اور اماں کے چہرے پر بھی مایوس کن تاثرات آئے تھے اُس کی بات پر،،

اماں ہادیہ آج سے یہ ہماری بیٹی ہے اس کے ماں باپ ہم ہیں اماں تمہیں یاد" ہے نہ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ اگر اللہ پاک نے ہمارے گھر بیٹی دی تو ہم اُس کا نام ہانیہ رکھیں گے آج سے اس کا نام ہے ہانیہ شفیق احمد میری شہزادی"

ہادیہ کے ہاتھ سے اُسے لیتا ہوا میں جھلاتا وہ بچوں سا خوش ہو کر بولا تھا،، اماں اور ہادیہ بیگم نم آنکھوں سمیت مُسکرائیں تھیں،، اُن کے آنگن میں اللہ نے اپنی رحمت نازل کی تھی،، بے شک اُن کا پندرہ سال کا انتظار رائیگاں نہیں گیا تھا،، بے شک اللہ بہترین انصاف کرنے والا ہے،،

****

" کیا ہوا زاویار "

اُس کے سفید پڑتے رنگ ہو دیکھ کر مایا فکر مندی سے بولی تھی،، بے چین سی فائقہ نے بھی دھڑکتے دل کے ساتھ اُسے دیکھا تھا،، آن اور انابیہ اس وقت میڈ کے پاس تھیں،، صبح سے فائقہ کا دل بہت بُری طرح سے دھڑک رہا تھا،، اُس کا دل مسلسل وسوسوں کا شکار تھا،، جیسے کچھ بہت بُرا ہونے والا ہے،، اسی لئیے وہ ضد کر کے زاویار کی آفس سے چھٹی کروا کر حرم سے ملنے لائی تھی،، مگر اُس کا فلیٹ کا کھلا ڈور دیکھ کر اُن تینوں کو شدید تشویش ہوئی تھی،، ننھی سی نینا مایا کی گود میں تھی،،

"مایا مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا آریان بھائی کسی پریشانی میں ابھی اُن کی زوردار دھاڑ گونجی تھی وہ کہہ رہے تھے میری بیٹی اور پھر فون بند ہو گیا میں ابھی اُن کی لوکیشن ٹریس کرتا ہوں بس اللہ پاک خیر کرے"

اُس کی بات پر جہاں مایا کا رنگ اُڑا وہیں اپنا ضبط کھوتی فائقہ پھوٹ کر روپڑی تھی،، مایا نے بمشکل اُسے سنبھالا تھا،، زاویار پریشانی سے اُن دونوں کو دیکھتا ہوا جلدی سے آریان کے موبائل کی لوکیشن ٹریس کرنے لگا تھا،،

"وہ لوگ اس وقت ہاسپٹل میں ہیں۔"

وہ شدید حیرت کے زیرِ تحت بولا تھا،، فائقہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے اضطراب کو کم کرنا چاہا تھا،،

"بھائی پلیز جلدی کریں مجھے حرم کے پاس لے جائیں بھائی پلیز خدارا اگرِ حرم اور رہانیہ کو کچھ ہو گیا تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گی بھائی پلیز"

وہ اُس کی منتیں کرتی ہوئی آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ بولی تھی،، زاویار اور مایا کی حالت بھی اُس سے کچھ مختلف نہیں تھی،،

"فضول مت سوچو فائقہ اللہ. کبھی ہمارے بُرا نہیں کرے گا"

اُسے اپنے حصار میں لیتا وہ نرمی سے اُسے سمجھاتے ہوئے بولا تھا،، وہ تینوں جلدی سے اپنی اپنی حالتوں کو بمشکل سنبھالتے ہوئے کار میں بیٹھے تھے،، زاویار نے جلدی سے کار اسٹارٹ کر دی،، اُس کے چہرے پر خطرناک حد تک سنجیدگی چھائی ہوئی تھی،،

****

زاویار کی کال میں کیئیے گئے دھماکے کے تحت وہ ابھی بھی کسی گہرے صدمے کے تحت نڈھال سا دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا،، اُس کے دل میں کسی گہرے سناٹے کا سا گماں تھا،، ایک چھوٹی سی تو زندگی تھی اُس کی جس میں اُس کی معصوم محبت اور پیاری سی گڑیا تھا،، چھوٹا سا تو آشیانہ تھا اُس کا،، جس میں ہر وقت کھلکھلاہٹوں اور رونقوں کا سا سماں ہوتا تھا،، اب اُس ویران گھر میں سوئی گرنے کی آواز بھی بہت دور تک گونجتی ہوگی،، اُس کی چاکلیٹی براؤن آئیز خاموشی سی آپریش تھیٹر کی جانب تک رہی تھیں،، شاید جینے کی ایک وجہ مل جائے،، شاید اُس کا صبر مزید مت آزمایا جائے اگر ضبط ٹوٹا تو سناٹوں میں کئی طوفان آئیں گے اور سب کچھ برباد کر کے جائیں گے،، کیونکہ جب کوئی خوبصورت آئینہ ٹوٹتا ہے تو خطرناک ہتھیار بن جاتا ہے،، اُس کا دماغ کسی بہت گہری بھول بُھلیا میں دھنستا جا رہا تھا،، آخر کون تھا پوشیدہ رہ کر بھی،، اتنی خطرناک چالیں چل رہا تھا،، جس کا وہ شخص،، جو ایک وار ہی اُس کے دل و دماغ کی در دیوار ہلا کر رکھ گیا تھا،، آخر کون اُن سے

اس قدر نفرت کر سکتا ہے،، کون ہے جو اُن کے لئیے دل میں اس قدر بغض رکھتا ہے اُسے کسی بھی طرح اُس شخص کا سُراغ لگانا پڑے گا کیونکہ اُس کی ہانیہ اُس کی ہانیہ کی زندگی اُس کے ہاتھ میں تھی اب،، اُس نے بے اختیار سامنے دیکھا،، جہاں سرینہ ایک نرس سے بات کر رہی تھی،، کچھ دیر سنجید گی سے اُسے دیکھتا ہوا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا تھا،، سرینہ نے بھی اُسے دور سے ہی دیکھ لیا تھا تبھی وہ اُس نرس کو مخصوص اشارہ کرتی ہوئی اُس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اُس کے مُقابل جا پہنچی،،

"آریان اب کیسی ہے حرم کیا ڈاکٹرز نے کچھ بتایا"

وہ چہرے پر فکر مندانہ تاثرات سجائے بولی تھی،، آریان کو اُس کے لفظ اُس کے تاثُرات سے میل کھاتے ہوئے دیکھائی نہیں دیئے تھے،،

"وہ جیسی بھی ہے تمہیں اُس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"

وہ درشت لہجے میں بولتا ہوا اپنی نظریں پھیر گیا تھا،، سرینہ کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے،، اُس نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے غُصے کو قابو کیا تھا،،

"دیکھو آریان ایک بات میں تمہیں پہلے ہی کلیر کردوں تُم جانتے ہو میری حرم سے نہیں بنتی وجہ بھی تمہیں معلوم ہے پر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اپنے معیار سے اس قدر نیچے گر جاؤں کہ مجھے کسی کی جان لینی پڑے ابھی میرے اتنے بُرے دن بھی نہیں آئے ہیں اور سُنو میں تمہیں آخری بار جسٹیفیکیشن دے رہی ہوں جب یہ سب مطلب جو بھی ہوا میں اُس وقت گھر نہیں تھی شاپنگ پر گئی تھی آئی ڈونٹ نو تمہارا ایسا کون سا دُشمن ہے جو ایسا کر رہا ہے مگر پلیز اس سب معاملے کو مجھ سے دور ہی رکھو اوکے"

وہ ناک چڑھاتے ہوئے سخت تاثرات سجائے ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی تھی،، آریان نے سنجیدگی سے آپریشن تھیٹر کی جانب دیکھتے ہوئے اُس کی بات سُنی تھی،، جیسے ہی اُس نے اپنی نظریں پھیر کر اُس کے چہرے پر گاڑھیں،، وہیں آپریشن تھیٹر کا ڈور کھلا تھا،، اور ایک نرس ایک خالی باکس لے کر باہر آئی تھی،،

"جسٹ شٹ اپ سرینہ ملک میں نے تُم سے کسی بھی قسم کی جسٹیفیکیشن نہیں مانگی اسی لئیے اپنا اور میرا وقت برباد کرنے سے گریز کرو ویسے بھی حقیقت ایک نہ ایک دن کھل کر ضرور سامنے آئے گی اور اُس دن اُس دن اُس شخص پر میری جنونیت اور میرے غُصے کا وہ قہر نازل ہو گا کہ اُس کی ایک ایک سانس اُس پر حرام کر دی جائے گی اُس دن وہ میرے انتقام کی آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گا اور یہ انتقام آریان ملک پر اپنی جان پر سب سے برا قرض مانا جائے گا اتنی خطرناک موت ماروں گا میں اُسے کہ در و دیوار کانپ

اُٹھے گے پانی کا ایک قطرہ اُسے نصیب نہیں ہونے دوں گا اور یہ سب میں خود

"کروں گا اپنے ہاتھوں سے انشاءاللہ

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ پُر سکون سے انداز میں بولا تھا،، مگر اُس کے

لہجے اور اُس کی آنکھوں میں موجود جنونیت، غضب اور قہر کی رقم داستان

سرینہ کا کانپنے پر مجبور کر گئ تھی،، اُس نے بمشکل اپنے تاثرات پر قابو رکھ کر

پیچھے کی جانب دیکھا تھا،، آپریشن تھیٹر کا ڈور پھر سے بند ہو چُکا تھا،، اُس نے

اپنی پیشانی پر چمکتا ہوا پسینہ ہتھیلی کی مدد سے صاف کیا تھا،،

"ہنہہ ضرور کرنا آریان آخر کو یہ تمہارا حق ہے"

وہ بمشکل مُسکراتے ہوئے سنجیدگی سے بولی تھی،، آریان نے خاموشی سے

اُس کی بات سُنی،،

آریان بھائی حرم،،،، حرم کہاں ہے،،، پلیز بتائیں،،،، پلیز،، "

یکدم کوئی اُس کے وجود کو جھنجھورتا ہوا بولا تھا،، فائقہ کو دیکھ کر آریان نے اپنا ضبط سے سُرخ ہوا چہرہ جھکایا تھا،، فائقہ نے اُس کی اُجڑی حالت دیکھ کر لب بھینچے،، پر اُسے پروا تھی تو بس اپنی دوست کی،، وہ دوست جو اُسے اپنے جان سے زیادہ عزیز تھی،، کون کہتا ہے خون کے رشتے سب سے زیادہ کشش رکھتے ہیں،، آج کوئی فائقہ سلمان سے پوچھتا جو اپنی دوست کی تکلیف پر بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی،،

بولیں آریان بھائی بولتے کیوں نہیں آپ کہاں ہے حرم اسی دن کے لئیے " آپ کو اپنی پھول سی دوست سونپی تھی میں نے ہاں،،، بتائیں کون ہے اُس

کی حالت کا زمہ دار،،،، بتائیں آریان بھائی،،، کیا کر رہی ہے میری دوست اس منحوس ہاسپٹل میں،،، بتائیں بولتے کیوں نہیں ہیں آپ،،

وہ مسلسل چیختے ہوئے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے اپنی دوست کی حالت کا حساب مانگ رہی تھی،، اُس کا گلا رندھ گیا تھا،، چیخ چیخ کر،، پھر بھی وہ جواب چاہتی تھی،، اپنی دوست کی حالت کے زمہ دار کا،، آریان نے سختی سے اپنے لب بھینچے تھے،، بے بسی سے اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں تھیں،،، مایا اور زاویار پریشانی سے اُن دونوں کو دیکھ رہے تھے،، وہ دونوں ہی حرم کے معاملے میں بہت زیادہ سینسیٹو تھے،، اسی لئیے اُن کی گفتگو میں خلل ڈالنا کسی شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے سے کم نہیں تھا،، وہ بس ان کی بحث کے ختم ہونے کے مُنتظر تھے،، تاکہ آریان سے حرم اقرہانیہ کے بارے میں دریافت کر سکیں،،

نہیں معلوم مجھے،،"

وہ کسی تھکے ہارے مسافر کی طرح بولا تھا،، آنکھوں میں پھر سے نمی چمکنے لگی تھی،، آخر کیسے بتائے وہ کس قدر ازیت میں ہے،، اُس کی بات پر فائقہ کی گرفت اُس کی شرٹ پر ڈھیلی پڑی تھی، سیاہ آنکھوں میں بے یقینی بھرے اُس نے اُس کے ضبط سے سُرخ ہوئے چہرے کو دیکھا تھا،،

حرم نے شاید کسی میڈی کی اوورڈوز لے لی تھی جو اس حالت میں اُس کے "لئے بہت خطرناک ثابت ہوئی ہے بلکے اُس کی اس لاپرواہی کی وجہ سے اُس کا بچہ بھی خطرے میں ہے ڈاکٹرز نے کہا کہ کوئی معجزہ ہی اُن کو بچا سکتا ہے ورنہ وہ دونوں ہی مر،،،،

چٹاخ،،"

سُنسان کاریڈور میں ایک زوردار تھپڑ کی آواز گونجی تھی،، سرینہ جو خود کو اچھا ثابت کرنے کے لئے بیچ میں بولی تھی،، کہ معاملہ قابو میں کر کے وہ آریان کی نظروں میں اچھی بن جائے گی ابھی اُس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ منہ پر پڑنے والے زوردار چماٹ کی وجہ سے بے یقین نظروں کے ساتھ گنگ ہوتی زُبان کے ساتھ فائقہ کو دیکھ رہی تھی،، جو بھسم کرنے والے تاثُرات لئیے دوبارہ اُس کی جانب بڑھی تھی،، وہ بے اختیار ایک قدم پیچھے ہوئی تھی،، آریان نے غُصے کی شدت کو کم کرنے کے لئیے دیوار پر ایک زوردار پنچ مارا تھا،، یہ تھپڑ مارنے کا حق اُس کا تھا جو فائقہ نے لے لیا تھا،، مایا اور زاور یار بھی غُصے اور غم کی ملی جُلی کیفیات میں اُس لڑکی کو بُری طرح گھور رہے تھے،،

ہوتی کون ہو تُم،،، ہاں میں پوچھتی ہوں کون ہو تُم،،، میری حرم کے "
بارے میں بکواس کرنے والی،،، ہاں،،،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی اُسے مرا ہوا
کہنے کی،،،، بلکہ اُسے مرا ہوا سوچنے کی بھی،،،، دفع ہو جاؤ اپنی منحوس شکل
لے کر یہاں سے اس پہلے کہ میں اپنا ضبط کھو کر تمہیں قتل کر دوں،،،،، آئی
سیڈ گیٹ لوسٹ فرام ہئیر،،،

اُس کے کندھوں کو جھٹکا دیتی وہ بھسم کر دینے والے انداز میں چلاتے ہوئے
بولی تھی،،، اُس جھٹکے سے نہ سنبھلتے ہوئے سرینہ منہ کے بل زمین بوس ہوئی
تھی،، بال اُڑ کر اُس کا اہانت کی شدت سے سُرخ ہوا چہرہ ڈھانپ گئے
تھے،، اُس نے شدت سے اپنی مٹھیاں بھینچیں تھیں،، اس قدر زلت پر
اُس کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی،،، وہ سنبھلتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھی
تھی،، سب ہی اُس کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے،، سرینہ نے

ایک نظر فائقہ کو دیکھا تھا،، اُس کی آنکھوں میں ابتدائی نفرت کی وہ شدت تھی،، کہ دل جیسے کسی بھٹی میں جل رہا تھا،،

میں واپس کینیڈا جا رہی ہوں آریان بہت شُکریہ اس عزت افزائی کے لیئے" یقیناً زندگی بھر نہیں بھولوں گی یہ سب اور نہ تمہیں بھولنے دوں گی،،،

ہونٹوں سے رستا ہوا خون صاف کرتی وہ سُرخ چہرے پر بمشکل مُسکراہٹ سجائے بولی تھی،، پر آخری جُملہ وہ محض اپنے دل میں ہی کہہ پائی تھی،، آریان نے نظرانداز کر کے اپنی نظریں آپریشن تھیٹر کی جانب گاڑھیں جہاں سے ایک ڈاکٹر باہر آرہا تھا،، سرینہ وہاں سے جا چُکی تھی،، مگر اُس کا ایک ایک قدم شرساری کی سی کیفیت بیان کر رہا تھا،، اپنا انتقام پورا کرنے کی خوشی تھی،، جو اُس حرم کی دوست نے ملیامیٹ کر دی تھی،،

فائقہ سلمان تُم نے اچھا نہیں کیا سرینہ ملک کی بے عزتی کر کے یقیناً اب "
میں تمہیں زلت کے اُس موڑ تک پہنچاؤں گی کہ تم اُس وقت کو یاد کو کر
پچھتاؤ گی جس وقت تُم نے میرے منہ پر تمانچہ دے مارا تھا،،اب وہی تمانچہ
پلٹ کر دوبارہ تمہاری جانب آئے گا،، مگر فرق صرف اتنا ہو گا کہ یہ تمانچہ
تمہارے چہرے کے ساتھ ساتھ تمہاری روح پر بھی لگے گا،،

آنکھوں پر گاگلز چڑھاتی وہ زمین پر تھوکتی ہوئی سفاکیت سے بھرپور لہجے میں
بولتی ہوئی ایک نظر ہاسپٹل کو دیکھتی ہوئی اپنی کار میں بیٹھ گئ تھی،، آنے
والے لمحات کو سوچتے ہوئے اُس نے مُسکراتے ہوئے زن سے گاڑی بھگادی
تھی،، مگر اُس وقت کار میں وہ اکیلی نہیں تھی،، کچھ اور جانیں بھی اُس کے
ساتھ موجود تھیں،،

ڈاکٹر کیسی ہے اب حرم،،، "

فائقہ فوراً آگے بڑھ کر بے قرار لہجے میں پوچھتے ہوئے بولی تھی،،ڈاکٹر نے اپنی پیشانی پر سے پسینہ صاف کر کے منہ سے ماسک اُتار کر آریان کی جانب دیکھا تھا،،جو خود اُن بے چینی سے اُن کے جواب کا مُنتظر تھا،،

ہم نے آپ کی وائف کو بچا لیا ہے،،اب وہ خطرے سے باہر ہیں،،"

اُن کے یہ چند الفاظ اُن سب میں نئ روح پھونک گئے تھے جیسے،،آریان نے بے اختیار دونوں ہاتھ دُعا کی صورت میں اُٹھا کر نم آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا شُکر ادا کیا تھا،،پر اُس کا دل ابھی بھی سولی پر اٹکا ہوا تھا،،مایا اور زاویار کے بھی تنے ہوئے تاثرات میں کمی آئی تھی،،فائقہ نے اپنی آنکھیں سختی سی میچیں تھی،،اُس کا دل کچھ حد تک پُر سکون ہوا تھا،،

اور میرا بچہ،،"

بمشکل اُس کے لبوں نے سرگوشی کی تھی،،اس سوال پر دوبارہ تینوں کی سانس اٹکی،،ڈاکٹر نے دوبارہ اپنی پیشانی پر سے پسینہ صاف کیا،،زاویار نے غور سے اُس کی حرکات کا جائزہ لیا تھا،،اُسے وہ کافی گھبرایا ہوا معلوم ہو رہا تھا،،

مسٹر آریان اُس کی جان اللہ کی امانت تھی جو اُسی کی جانب لوٹ گئی ہے مجھے" بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ اپنا بچہ کھو چکے ہیں وہ اب اس دُنیا میں نہیں رہا،،ہماری بے حد کوششوں کے باوجود بھی وہ بچ نہیں سکا،،شاید وہ اپنی اتنی ہی عمُر لکھو کر آیا تھا،،مجھے اجازت دیں،،

ایک توقف کے بعد وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،ایک اور قیامت،،ایک اور غضب،،اور پھر سب نے ایک مضبوط مرد کو لمحے کے ہزاروں حصوں میں زمین بوس ہوتے دیکھا تھا،،سب کی چیخوں سے ہاسپٹل کی درودیوار ہل کر رہ گئی تھی،،

****

"ڈاکٹر کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ہے نہ"

اُس کا چہرہ بلکل بے رونق سا ہو گیا تھا،،جیسے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو،،ایک ہی دن میں اُس کی حالت کیا سے کیا ہو گی تھی،،آخر کو لاکھ مضبوط سہی مگر وہ بھی ایک انسان تھا،،اور یقیناً ہر انسان میں برداشت کرنے کی صلاحیت ایک حد تک ہی موجود ہوتی ہے،،اور جب دل و دماغ حد سے زیادہ

ازیت میں مبتلا ہو تو کچھ پل کے لئیے یوں بھی سکون نصیب ہو جاتا ہے،، رب کی طرف سے،، مگر وہ کچھ پل کا سکون یقیناً آپ کی زندگی میں کھوئی ہوئی قیمتی اشیاء کا مداوا ہر گزادا نہیں کر سکتا،، اُس وقت وہ بھی دُنیا سے غافل تھا مگر صرف کچھ پل کے لئیے،، آخر ایک نہ ایک دن حقیقت کا سامنا کرنا تو تھا ہی چاہے وہ دُنیا والوں کی بنائی گئی فریبی حقیقت ہی کیوں نہ ہو،، اُس کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر زاویار لب بھینچے ڈوبتے دل کے ساتھ ڈاکٹر سے مخاطب ہوا تھا،، وہ لوگ اس وقت وراڈ میں موجود تھے،، فائقہ اور مایا بھی اُس کے ساتھ موجود تھے،، اُن کے چہرے پر بھی اُلجھن، پریشانی کے تاثرات چھائے ہوئے تھے،، کسی کے لئیے بھی یہ خبر کسی جھٹکے سے کم نہیں تھی،، کہ اُن کی اولاد دُنیا میں آنے سے پہلے ہی واپس لوٹ گئی تھی،، وہ تینوں بھی کسی بڑے صدمے سے گزر رہے تھے،، حرم کی حالت،، ہانیہ کی غیر موجودگی،، بہت سے سوال تھے،، پوچھنے کے لئیے،، مگر ان سب سوالوں کا جواب دینے والا خود ہی دُنیا سے غافل ہو پڑا تھا،،

"جی نہیں پریشانی کی کوئی بات نہیں شدید سٹریس اور ذہنی دباؤ کے باعث ان کی ایسی حالت ہو گئ ہے انشاءاللہ کچھ دیر میں ہی انہیں ہوش آجائے گا کوشش کی جئیے گا کہ انہیں کسی بھی قسم کی ٹینشن اور پریشانی سے دور رکھیں یہ بہت مضبوط مرد ہیں جو صرف اپنے ہوش وحواس سے غافل ہوئے ہیں ورنہ کچھ پیشنٹس تو اس قدر شدید ذہنی دباؤ کو بلکل برداشت نہیں کر پاتے اور اسی لئیے وہ نروس بریک ڈاؤن کا شکار ہو جاتے ہیں اللہ انہیں صحت دے اور صبر عطا کرے"

وہ ڈاکٹر اُس کی صورتحال سے واقف تھا،، تبھی اُسے دیکھتا ہوا سنجیدگی سے بولا تھا،، زاویار نے اُن کی بات پر سر ہلا کر زیرِلب آمین کہا تھا،، فائقہ اور مایا نے بھی آریان کی صحت یابی کے لئیے دل میں دُعا کی تھی،، ڈاکٹر وہاں سے جا چُکا تھا،، اب صرف روم وہ چار نفوس موجود تھے،، چاروں اپنی ہی سوچوں

کے دلدل میں پھنسے ہوئے تھے،، چاہے وہ آریان سے لاکھ ناراض تھی،، خفا تھی،، غصہ تھی،، اُس پر چیخی تھی چلائی تھی،، مگر پھر بھی وہ اُسے اپنے بڑے بھائی کی طرح عزیز تھا، ،مانا کے حرم کے معاملے وہ دونوں ہی بہت حد تک پوزیسو تھے،، بہت بار اُن کی آپس میں لڑائیاں ہو چُکیں تھیں،، مگر پھر بھی اُن کی نوک جھونک بھی اُن کی کھلکھلاتی زندگی میں رنگ بھرنے کا اہم کردار ادا کرتی تھی،، یقیناً اس وقت وہ جب کرب سے گزر رہا تھا، ،وہ بے حد مشکل تھا، ،فائقہ نے اُس کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر دل میں گہری سانس خارج کر کے سوچا تھا، ،آریان کی بے جان پلکوں نے حرکت کی تھی،، زاویار بجلی کی تیزی سے اُس کی جانب بڑھا، ،فائقہ اور مایا بھی اُسے حرکت کرتے دیکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھے تھے،،

"آریان بھائی آپ ٹھیک ہیں"

زاویار اُن کا ہاتھ پکڑ کا بے قرار لہجے میں پوچھتے ہوئے بولا تھا،، آریان نے دھیرے سے اپنی بے بے تاثر چاکلیٹی براؤن آئیز کھولیں تھیں،، اُس کی بے رونق آنکھیں دیکھ کر اُن تینوں کا دل کٹ کر رہ گیا تھا،، اُلجھتی نظروں سے سُن ہوتے سر کو تھامتے ہوئے اُس نے اپنی جگہ سے اُٹھنا چاہا،،

"پلیز لیٹیں رہیں بھائی ابھی آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے"

فائقہ اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتے اُس کو دوبارہ لٹانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی،، آریان نے بے دردی سے اُس کا ہاتھ جھٹکا تھا،، اُس کا ذہن مکمل طور پر بیدار ہو چُکا تھا،، دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو مُٹھیوں میں بھینچے وہ بیٹھتے ہوئے اپنا سُرخ چہرہ جھکا گیا تھا،، اُن تینوں کے دل کو کچھ ہوا تھا اُس کی حالت دیکھ کر،،

"آریان بھائی پلیز آپ حوصلے سے کام لیں اگر آپ ہی ہمت ہار گئے تو حرم کو کون سنبھالے گا"

اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر زاویار نے بمشکل اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے تسلی دینی چاہی تھی،، وہ بھی اُس درد کی جس میں بڑے بڑوں کے ضبط ٹوٹ جاتے ہیں، وہ درد جس کا مداوا ممکن نہیں تھا،، آریان اُسے دیکھتا دھیما سا مُسکرایا تھا،، اُس مُسکراہٹ میں کانچ کی ٹوٹی کرچیوں کی سی چبھن تھی،، زاویار نے لب سختی سے بھینچے،،

"وہ شخص کیا کسی کو سنبھالے گا وہ نہ اچھا باپ بن سکا نہ اچھا محافظ اور نہ ہی اچھا ہمسفر ایسے شخص کو زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہونا چاہیئے جو اپنے رشتے نبھانے کے قابل تک نہ رہا"

اُس کی بات پر اُن تینوں کے دل کی دھڑکن مدھم پڑی تھی،، آریان کی بے تاثر نظریں زمین میں نا جانے کیا کھوج رہی تھیں،، شاید اپنا وہ چہرہ کھوج رہی تھیں،، جس کے ساتھ وہ حرم کا سامنا کرنے کے قابل ہو جائے،، فائقہ نے اپنے گال پر پھسلتا آنسو صاف کیا تھا،،

"خود کو زمہ دار ٹھہرانا بند کریں آریان بھائی جو ہونا تھا ہو گیا مقدر میں یہی لکھا تھا شاید اب لکیر پیٹنے سے کچھ فائدہ نہیں ہو گا یقیناً،، ہم جانتے آپ کا غم بہت بڑا ہے،، مگر وقت کا تقاضا یہی ہے کہ،، خود کو سنبھالیں بہت مضبوط ہیں آپ،، خود کو سنبھالیں ورنہ ہم سب کے لئیے یہ سب ہینڈل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا،، حرم کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے،،

فائقہ نے زاویار اور مایا کی گھوریوں کو نظر انداز کر کے سنجیدگی سے اُسے مخاطب کر کے کہا تھا،، اُنہیں اُس کے الفاظ کچھ زیادہ ہی سخت لگ رہے

تھے،،اُس کی آخری بات پر آریان نے سختی سے اپنی آنکھیں میچیں تھیں،،فائقہ جانتی تھی اُس کے الفاظ تھوڑے سخت ہیں،،مگرا گر کے بجائے کے ہمدردی کرتی تواُن کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے علاوہ کچھ نہیں تھا،،اسی لئیے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اُسے تھوڑا سخت رویہ اپنانا پڑا تھا،،وہ آریان کو یہ باور کروانا چاہتی تھی کہ ابھی اُسے خود کو سنبھالنا ہے حرم کے لئیے اور رہانیہ کے لئیے،،وہ ابھی سے اتنا شکست زدہ اور تھکا ہوا بن کر نہیں بیٹھ سکتا،،

"مس حرم آپ کی پیشنٹ ہیں،،اُنہیں ہوش آگیا ہے"

اسی دوران ایک نرس وارڈ کے اندر داخل ہوئی اقرزاویار کو مخاطب کر کے حرم کے ہوش میں آجانے کی اطلاع دی تھی،،آریان سمیت اُن چاروں کے دل ڈوب کر اُبھرے تھے،،آریان تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھا تھا،،مگر سر

میں اُٹھنے والی شدید ٹیسوں کے باوجود لڑکھڑایا تھا،، زاویار نے تیزی سے آگے بڑھ کر اُس کا بازو پکڑ کر اپنے کندھے کر رکھ کر اُسے سہارا دیا تھا،، فائقہ نے بھی آگے بڑھ کر اُس کے دوسرے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے کندھے پر رکھ دیا تھا،، آریان نے دونوں کو اپنی سُرخ نظروں سے گھورا تھا،، مگر اس کنڈیشن میں اُن دونوں پر اُس گھوری کا حاطر خواہ اثر نہیں پڑا تھا،، وہ دونوں اُسے سہارے لیتے ہوئے دوسرے وارڈ کی جانب بڑھنے لگے،، مایا جونینا کو گود میں لئیے اُن پیچھے پیچھے تھی،، اُس نے آگے بڑھ کر روم کا ڈور کھولا تھا،، آریان نے ڈوبتے دل کے ساتھ بے قرار ہوتی نظروں کے ساتھ وارڈ میں قدم رکھا تھا،، عین سامنے وہ سرتاج کی جان بیڈ پر بیٹھی پیشنٹس کے لئیے بنائے گئے مخصوص ڈریس میں ملبوس سر جھکائے معصومیت سے اپنے ہاتھوں کی لکیروں پر اُنگلیاں پھیر رہی تھی،، اُس کی حالت پر اُن تینوں کی سانسیں اٹکی تھیں،،

" حرم "

وہ اُن کے سہارے کو جھٹکتا ہوا تیزی سے اُس کی جانب بڑھا تھا،، لہجے میں بے قراری واضح تھی،، حرم نے سر اُٹھا کر آواز کے تعاقب میں دیکھا تھا،، آریان کے قدم اپنی جگہ تھمے تھے،، اُس کی سبز آنکھوں میں اجنبیت کی دیوار دیکھ کر،،

"کون ہو تُم"

اپنے سبز آنکھوں کو چھوٹا کیئیے وہ بے گانے لہجے میں بولی تھی،، سب کے پیروں تلے زمین نکلی تھی اُس کی بات پر،، سب نے بے یقینی سے اُسے دیکھا تھا،، فائقہ نے پیچھے دیوار پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیا تھا،، آنکھوں میں حیرانی،، صدمہ،، اور تکلیف واضح تھی،، کیا وہ جو سوچ رہی ہے ویسا ہو گیا

ہے،،زاویار اور مایا کی حالت بھی اُس سے کچھ مختلف نہ تھی،،آریان کا دل لمحے کے ہزاروں حصوں میں لہولہان ہوا تھا،،سُرخ آنکھیں جل رہی تھیں جیسے،،

"حرم میں آریان،،،تم،،تمہارا سرتاج،،،"

وہ لڑکھڑاتے لہجے میں آنکھوں میں بے یقینی بھرے خود کی جانب اشارہ کئے اُسے بتاتے ہوئے بولا تھا،،اور یہ سب اُس کے لئیے کسی ازیت کا باعث تھا کہ لفظوں میں بیان کرنا شاید ناممکن تھا،،حرم نے تھوڑی پر اُنگلی ٹکائے معصومیت سے اُس بکھرے ہوئے پیارے سے نوجوان کا جائزہ لیا تھا،،یکدم اُس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمک اُبھری تھی،،وہ آنکھوں میں اشتیاق بھرے اپنی جگہ سے کھڑے ہونے کی کوشش کرنے لگی تھی،،کہ آریان تیزی سے اُس کی جانب بڑھا اور اُسے دوبارہ بیڈ پر لٹایا تھا،،اس حالت میں

اُس کا کھڑا ہونا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا،، حرم نے غور سے اُس کا چہرہ قریب سے دیکھا تھا،،

"تُم حرم ملک کے یعنی میرے سرتاج ہو نا میرے آریان"

وہ ایک بار پھر پلکیں جھپک جھپک کر اُلجھے لہجے میں پوچھتے ہوئے بولی تھی،، آریان کے دل پر ایک بار پھر وار ہوا تھا،، اُس نے بمشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے اُس کے ہاتھ کو اپنے مخبوط ہاتھوں میں تھاما تھا،، وہ تینوں پیچھے دم سادھے یہ منظر دیکھ رہے تھے،، کیا یہ منظر خواب تھا،، یہ حقیقت،، نہیں یہ منظر خواب نہیں ہو سکتا،، کیونکہ خواب اتنے تلخ نہیں ہوتے ہیں جتنی تلخ حقیقت ہوتی ہے،،

" ہاں میں تمہارا سرتاج ہوں حرم کیوں پوچھ رہی ہو ایسے "

وہ اُس کے مُقابل بیٹھتا دھڑکتے دل کے ساتھ بولا تھا،، حرم کچھ دیر یونہی ٹُکر ٹکر اُسے دیکھتی رہی،، مگر یکدم اُس کی آنکھوں میں غیض و غضب کا وہ طوفان اُبھرا کہ آریان اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا،، حرم نے تیزی سے اُس کا گریبان تھاما،، اب کہ چہرے پر صرف غُصے اور دُکھ کے تاثُرات تھے،، آریان بغیر منہ سے ایک لفظ ادا کیئے،، ساکت سا اُس کا ایک ایک عمل ملاخظہ کر رہا تھا،،

نہیں ہو تُم میرے سرتاج نہیں ہو تُم آریان نہیں نہیں نہیں تُم وہ ہو ہی" نہیں سکتے جسے حرم ملک نے محبت کی تھی تُم صرف ایک بُزدل شخص ہو میں نے،،،، میں نے کتنا پُکارا تھا،، تمہیں،،، کتنا چلائی تھی،،، کتنا روئی تھی میں،،، میری ہر سانس،،، میری ہر سانس پر تمہارا ذکر تھا،،، پر تُم نہیں تھے،،، میری زندگی میں گزرنے والی اس اندھیری رات میں تُم نہیں

تھے،،،، نہیں تُم وہ نہیں ہو جسے حرم ملک چاہتی تھی،،، تُم بُزدل ہو،،،، دھوکے باز ہو،،،، تُم میرے سرتاج نہیں ہو،،، تُم میں سے کوئی نہیں تھا،،تب،،، حرم ملک اکیلی تھی،،سُنا تُم سب نے حرم ملک تنہا تھی،،،

ایک کے بعد ایک لفظ کسی ہتھوڑے کی طرح آریان کی برداشت کی مورت کو ریزہ ریزہ کر کے بکھیر رہا تھا،،وہ مسلسل چیخ رہی تھی،،، چلا رہی تھی،،اُسے جھنجھور رہی تھی،،فائقہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے آنکھوں میں بے یقینی بھرے اُسے دیکھ رہی تھی،،اُسے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا دُنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا،،مایا نے بھی لڑکھڑاتے ہاتھوں سے نینا کو تھاما ہوا تھا،،جو چیخوں کی آواز سُن کر بیدار ہو گئی تھی،،اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع ہو گئی تھی،،مایا نے بمشکل اُسے خود سے لگا کر چُپ کرنا چاہا تھا،،وہ جانتی تھی یہ وقت کتنا مشکل ہے،،وہ اس اذیت سے دو بار گزر چکی تھی،،زاویار بھی دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچے بے بسی سے اپنی پیاری سی بہن کو بکھرا ہوا

دیکھ رہا تھا،، مگر اس وقت کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا،، یکدم اُس کا وجود دو نے جھٹکے کھاتا ہوا بے جان سے پیچھے کی جانب گرنے لگا تھا،، آریان لڑکھڑاتے ہاتھوں سے اُسے تھام کر بیڈ پر دوبارہ نیم دراز کیا تھا،، وہ دوبارہ غُنودگی میں جا رہی تھی،، لب مسلسل بڑبڑا رہے تھے،، کچھ لمحوں کے بعد وہ بڑبڑاہٹ بھی بند ہو چُکی تھی،، آریان نے ساکت نظروں سے اُس کی تکلیف کی شدت سے سُرخ چہرے کو دیکھا تھا،، اُس کا اپنا چہرہ بھی ضبط کی آخری حدود کو چھوتا ہوا کسی انگارے کی مانند لگ رہا تھا،، اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے حرم نے اُس کے سینے سے دل ہی کھینچ کر باہر نکال دیا ہو،، زاویار ڈاکٹر کو بُلا چُکا تھا،، تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر اندر داخل ہوا اور حرم کا معائنہ کرنے لگا تھا،، آریان اپنی جگہ سے اُٹھ کر دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا تھا،، نظریں ایک پل کے لئیے بھی حرم کے چہرے سے نہ ہٹیں تھیں،، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر حرم کو تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد اُن کی جانب پلٹا،، چہرے پر پریشانی والے تاثرات تھے،،

"ڈاکٹر کیا ہوا ہے حرم کو یہ ایسی باتیں کیوں کر رہی تھی مطلب اس نے ہمیں پہچاننے سے بھی انکار کر دیا اور پھر یکدم بلکل جنونی ہو گی کیا ہے آخر یہ سب آپ پلیز کھل کر بتائیں"

سب کو اپنی جگہ ساکت کھڑا دیکھ کر زاویار نے ہمت کر کے ڈاکٹر سے پوچھا تھا،،

"دیکھیں مسٹر ان کی مسز کی کنڈیشن کافی سیریس ہے کسی بُرے حادثے نے ان کے دماغ میں اپنی گہری چھاپ چھوڑ دی ہے دوسرے لفظوں میں انہیں پینک اٹیک ہوا ہے،، جس کی وجہ سے یہ شاید اپنی میموری بھی لوس کر گئ ہیں،، اس مینٹل ڈس آرڈر کی وجہ سے انہوں نے آپ سب کو پہچاننے سے انکار کر دیا تھا،، مگر وہ حادثہ یا شاید کوئی واقعہ ان کے لئیے ایک ڈرائونہ خواب

ثابت ہوا ہے جیسے،،ان کے لئیے یہی ایڈوائز دوں گا کہ کسی فورن کنٹری سے ان کا علاج کروائیں،،کوشش کریں کے انہیں خوش رکھیں،،اور اُس حادثے کے بارے میں ہر گز بھی کوئی بات مت کریں،،ورنہ اُس صورتحال میں جو ہو گا یقیناً وہ سب آپ کے لئیے برداشت کرنا آسان نہیں ہو گا،،یہ پیشنٹ کے لئیے بھی بہت خطرناک ثابت ہو گا،،اسی لئیے ماضی کی کوئی بات ان سے مت کیجیے گا،،کوشش کیجیے گا کہ پیشنٹ کے ساتھ آپ کا رویہ نارمل ہو،،اب میں چلتا ہوں،،،

وہ ڈاکٹر ایک بار پھر اُن پر حیرت سے پہاڑ توڑتا وہاں سے جا چُکا تھا،،سب ساکت اور حالی حالی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے،،آخر کون کا واقعہ،،کون سا حادثہ تھا،،جو ان کی خوشیوں کو جلا کر راکھ کر گیا تھا،،سب کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا،،مگر اب وہ یہ سوال ہز گز بھی حرم سے نہیں پوچھ سکتے تھے،،ورنہ اُس کی زندگی خطرے میں جا سکتی تھی،،فائقہ اور مایا

حرم کے دائیں بائیں رکھی چیر پر بیٹھ گئیں تھیں،، آریان بمشکل خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائے زاویار کے ساتھ ہانیہ کی گُمشد گی کی رپورٹ درج کروانے جارہا تھااور زی کو سکول سے لینے بھی،، جب اُس نے ان سب کو ہانیہ کی گُم شد گی کے بارے میں بتایا تو وہ سب پھر سے صدمے میں آ گئے تھے،، آخر ایک چھوٹی سی بچی سے کسی کو کیا دُشمی ہو سکتی ہے،، کون ہو سکتا ہے اس قدر ظالم،، اس قدر بے حس،، اور نفرت میں اس قدر اندھا،، لاکھ سوچنے کے بعد بھی اُنہیں کوئی سُراغ نہیں ملا تھا،، فائقہ نے مایوس کن نظریں سامنے کلاک پر گاڑھیں تھیں،، جو ٹک ٹک کرتے تیزی سے سرکتے ہوئے وقت کا پتہ دے رہی تھی،، یہ وہی ہاسپٹل تھا جہاں ثوابیہ اور غازان ایک دوسرے سے دُنیا میں بچھڑ کر آخرت میں ملے تھے،، یہ وہی ہاسپٹل تھا جہاں وہ بھی ثوابیہ سے پہلی بار ملی تھی،، اور اب بھی یہ وہی ہاسپٹل ہے جہاں حرم سے اُس کی اولاد جُدا ہو گئی تھی،،

"منحوس ہاسپٹل"

اُس کے فرش کر غُصے سے پاؤں مارے فائقہ زیرِلب بولی تھی،، لمحہ بہ لمحہ بڑھتی پریشانیوں کے باوجود وہ میڈ کو فون کر کے سختی سے اُسے آن اور انابیہ کا خیال رکھنے کی تنبیہہ کر چُکی تھی،، ہانیہ کی گُم شدگی اُس کے دل میں بھی ڈر پیدا کر چُکی تھی،، کہ کہیں اُس سے بھی اُس کی اولاد جُدا نہ ہو جائے،،

****

"تُمہارا دماغ خراب ہے حالت دیکھی تھی تُم نے اُس کے گھر والوں کی کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی"

یہ ایک اسٹور روم کا منظر ہے جہاں دو نفوس آپس میں بُری طرح بحث کر رہے تھے،،

"میں نے یہ سب اپنی مرضی سے نہیں کیا مجبوری کے تحت کیا ہے"

اُس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا تھا،اُس کی بات پر سامنے والی پیشانی پر شکنیں اُبھریں،،

کسی کی اولاد کو اُس سے جُدا کرنے کو تُم مجبوری کا نام دیتی ہو شرم آنی چاہیئے تمہیں اس قدر گھنئونا کام کرنے پر"

وہ اُس پر گرج کر بولا تھا،،

مجھے شرم کا لیکچر دینے والے تُم ہوتے کون ہو جیسے تُم خود بہت نیک انسان" ہو کتنے پیشنٹز کی کڈنیاں نکالیں ہیں تُم نے اور اُنہیں موت کے منہ میں بھیٔ " بھیجا ہے میں نے تو صرف جُدا کیا ہے مارا نہیں ہے

وہ غُصے سے ایک خالی باکس کر ٹھوکر مارتی ہوئی بولی تھی،، مُقابل کے ناگواری سے اُس کا انداز دیکھا تھا،،

تُم جانتی ہو اپنا دھندا ایسے ہی چلتا ہے ویسے بھی وہ پیشنٹس زیادہ تر اوورا ایج" ہی ہوتے ہیں کیا ہو گیا اگر ایک آدھی کڈنی نکال کر ہم بھی تھوڑا مُنافع کما لیں ویسے بھی وہ بُڈھے کتنے سال اور جی لیں گے آج نہیں تو کل مر ہی جائیں گے نہ تو اس سے اچھا ہے ہمارے کام آ کر ہی مریں فلحال مجھے اس بات کا جواب دو تُم نے کتنے میں یہ ڈیل ڈن کی تھی آخر اس دھندے میں کیا مسلہ "آ گیا تھا جو تُم ان بچوں کو بھی بیچنے پر مجبور ہو گیٔ

وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے بولا تھا،، سفید اوور کوٹ اور چہرے پر ماسک لگائے وہ کوئی ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا جبکہ مُقابل نرس معلوم ہوتی تھی،، یہ وہی ڈاکٹر تھا جس نے حرم کا آپریٹ کیا تھا،، اور یہ وہی نرس تھی جو سرینہ سے باتیں کر رہی تھی،،

"کوئی ڈیل ڈن نہیں کی میں نے کب سے کیا بکواس کر رہی ہوں میں یہ سب میں نے مجبوری میں کیا ہے جانتے ہو وہ لڑکی کون تھی جس نے مجھے یہ سب کرنے کو کہا تھا وہ کوئی عام لڑکی ہوتی تو بلکل اُس کی بات نہ مانتی مگر وہ کوئی عام لڑکی نہیں بلکے "بلیک گینگ" کے باس کی یعنی ہمارے باس کا بایاں ہاتھ ہے "یہ وہی "ایس ایم" ہے اُن کی بات سے انکار یعنی موت اب سمجھے

وہ دبے دبے لہجے میں غُراتی ہوئی بولی تھی،،اُس کی بات پر مُقابل کے چہرے کا رنگ اُڑا،،بلیک گینگ،،آخر کون اس نام سے واقف نہیں تھا،،سمگلنگ کی دُنیا میں جانی مانی یہ گینگ اس وقت پاکستان کی سب سے خطرناک گینگ تھی،،پوشیدہ رہ کر یہ سمگلرز بچوں کو اغوا کرتے تھے یا پھر کسی بھی نوجوان مرد عورت کو اغوا کر کے اُس کے جسم کے حصوں کو الگ کر کے دوسرے مُمالک کے اسمگلرز کے ساتھ رابطے میں رہتے ہوئے یہ سب اسمگل کرتے تھے،،حکومت اس معاملے میں یوں خاموش تھی گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو،،کیونکہ اُن کا مُنافع اُن کے گھر جو پہنچ رہا تھا،،میڈیا پر اس کے نام کی ایک بھی نیوز سُننے میں نہ آتی تھی،،ان کا رابطہ علاقے کے ہر ہاسپٹل سے تھا،،ہر جگہ یہ لوگ اپنی جڑوں کو اس قدر پھیلا چُکے تھے،،کہ ان کو کاٹنے والے کا اپنا سر قلم کر دیا جاتا تھا،،وہ دونوں بھی اسی گینگ کا حصہ تھے،،اور اس طرح کر اپنا کاروبار چلاتے تھے،،اکثر پیشنٹس کو ڈر گز دے اُس لاکھوں گھر اُجاڑ کا عادی کر کے کر اُن کے کڈنیز نکال لی جاتی تھیں،،اور یہ سب اس کالے

قانون کے تحت ہو رہا تھا جس کا مالک بلیک گینگ تھا،، اور دُنیا کہتی تھی کہ اس گینگ میں شامل ہونے والوں کے اندر دل نہیں ہوتا،، وہ اس قدر سفاک،، بے حس اور ظالم ہوتے تھے،، کہ کسی پر بھی ظلم کرنا،، کسی کو بھی تکلیف پہنچانا،، ان کے لئیے راحت کا باعث ہوتا ہے،، عموماً ڈاکٹرز کی لینجوئج میں انہیں سائکو پیشنٹس کہا جاتا تھا،، سرینہ کا اُس گینگ میں ہونا ہی اُس کی سفاکیت کی سب سے بڑی نشانی تھی،، وہ ظالموں میں سے تھی،، وہ سفاکیت کے انتہا درجے پر بلیک گینگ کے باس یعنی "ڈبلیو کے" کا بایاں ہاتھ تھی،، ہر ظلم میں شامل،، اپنے دُشمنوں کو فنا کر دینے والی،، عادی مُجرموں کی فہرست میں دوسرے نمبر پر،، اُس کا نام خون کے سُرخ دھبوں سے درج تھا،،

تو،،، تمھیں کیسے پتا،، چلا،،، میرا مطلب تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ" لڑکی "ایس ایم" ہے،،

اُس کا نام ہی اُن سب کے لئیے دہشت کا باعث تھا،، کتنے ہی لوگوں وہ موت کے گھاٹ اُتار چکی تھی،، اپنی خطرناک رائفل اور بلیڈ سے،، تبھی وہ لڑکھڑاتے لہجے میں اُس سے پوچھتا ہوا بولا تھا،،

اُس نے اپنے بازو پر بنا ہوا "بلیک گینگ" کا مخصوص نشان دیکھایا تھا جس "میں اُس کا نام یعنی "ایس ایم" درج تھا

اُس نے پیشانی پر سے پشینہ صاف کر کے اُسے بتایا تھا،، اس گینگ میں ہی ممبر کو بازو پر ایک مخصوص نشان سے نوازا جاتا اور یہ نشان لوہے کی تپتی ہوئی سلاح سے اس طرح لگایا جاتا تھا کہ انسان کی روح تک کانپ اُٹھتی تھی،،

"تو وہ کیا اُن بچوں کو اسمگل کرے گی یا مار دے گی"

وہ اُن دو معصوم ٹوئنز بچوں کی تصویر آنکھوں میں نقش کرتا ہوا ڈوبتے دل کے ساتھ بولا تھا،، جس میں ایک کی آنکھوں کا رنگ گہرا سبز جبکہ دوسرے کی آنکھوں کا رنگ لائٹ براؤن تھا،،

"مجھے نہیں معلوم"

وہ کندھے اُچکا کر بولی تھی،، اُس کی بات پر وہ خاموش ہو گیا تھا،، پھر وہ دونوں باہر نکل کر اپنے اپنے کاموں میں دوبارہ مصروف ہو چُکے تھے،، کیونکہ اب اُس بات کا ذکر نہ کرنا ہی ان کے حق میں بہتر تھا،،

****

"ہائے نوری ہائے نوری

تو بچ کے دل لگا

نہ تیری نہ میری یہ دُنیا

ساری بے وفا"

ٹیبل پر ایک لڑکی پاؤں ٹیبل پر رکھے ہاتھوں میں انگوروں سے بھرا باؤل پکڑے کانوں میں ہینڈ فری ٹھونسے اپنی آواز کے سُر سے باہر درخت پر بیٹھے کوے بھی اُڑا چکی تھی،،

"اُہہ اتاد نداداتی ہے یہ انتی"

(اہہ اتنا گندا گاتی ہے یہ آنٹی)

زمین پر بیٹھی ننھی آن نے گاڑی زمین پر پٹخ کر مسکین لہجے میں کہا تھا،، ننھی انابیہ جو اپنے سر پر بندھی ننھی سی پونیوں سے اپنے چھوٹے سے بال ادھر اُدھ جھلا رہی تھی اُس نے بے بی پنک فراک میں ملبوس آن فاطمہ کی بات آنکھیں چھوٹی کر کے سُنی تھی،،

"ہنہ تیتی تو مالی فتل نہیں"

(ہنہ کسی کو ہماری فکر نہیں)

انابیہ نے اپنی گڑیا کے بال کھینچتے ہوئے دُکھی لہجے میں کہا تھا،، ننھی آن نے اُس کی بات پر تھوڑی تلے اپنا ہاتھ ٹکایا،،

"آئیدیا"

(آئیڈیا)

وہ یکدم چیخی،، ننھی انابیہ نے آنکھیں کھولے حیرت سے اُسے ٹُکر ٹُکر دیکھا،، وہ میڈ ہنور انگور کھاتے گانے سُننے اور لہک لہک کر خود کو بھی ار جیت سنگھ سمجھ کر گانے میں مصروف تھی،،

"تیا بے تش تید دا"
(کیا بے کس چیز کا)

وہ اُس کے قریب ہوتی گڑیا کا سر مر ورتی ہوئی بے تابی دیکھاتے ہوئے بولی تھی،، ننھی سی آن نے اُس کے کان کے پاس ہاتھ رکھ کر اپنا منہ قریب کیا،، تاکہ اُن کے علاوہ اُس کا یہ آئیڈیا کوئی سُن نہ سکے،،

ماتا تومالی فتل نہیں تو تیو نہ ہم باہر داتل تُھپ دائیں اور پھل وہ آمے "

"دھوندے پھل اُنہی مالی فقل ہو گی ایشے مالی قدل بھلے دی تیا تیتی

ماما کو ہماری فکر نہیں تو کیوں نہ ہم باہر جا کر چھپ جائیں اور پھر وہ ہمیں)

(ڈھونڈے پھر انہیں ہماری فکر ہو گی ایسے مالی قدر بڑھے گی کیا کہتی

ننھی انابیہ نے اُس کی بات اپنی چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھوں میں اشتیاق بھرے سُنی تھی،،اُس کے تاثرات سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اُسے یہ آئیڈیا بے حد پسند آیا ہے،،

"تتلیاں دن دو دیا"

(تالیاں ڈن ہو گیا)

وہ کھلکھلاتی ہوئی بولی تھی،، ننھی آن اپنا بے بی پنک فراک زمین پر گھسیٹتی بمشکل دونوں ہاتھ زمین پر رکھتی ہوئی اُٹھی،،اور انابیہ کو سہارا دیا، ننھی یلوو فراک پہنے انابیہ اپنے منہ میں ہاتھ ڈالے دوسرے ہاتھ سے اُسے پکڑتی ہوئی بمشکل اپنے ننھے پیروں پر وزن ڈالتی اُٹھی تھی،،وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چلتی ہوئیں دوازے کے پاس پہنچیں،،پر مسئلہ یہ تھا کہ اُسے کھولیں کیسے،،اُس میڈ کو تو جیسے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں تھا،،اُسی دروازے کے ساتھ ایک چھوٹا سا اسٹول پڑا ہوا تھا، ننھی آن نے آگے بڑھ کر اُسے گھسیٹا اور دروازے کے لوک کے نیچے لے آئی،، جیسے ہی وہ مُشقت کرتی اُس کے اوپر چڑھی دھڑام کر کے نیچے گری،،

"اُففففف توئی تام تھیت نہ تلنا"

(کوئی کام ٹھیک نہ کرنا)

ننھی انابیہ نے اُسے زمین پر بیٹھے پیٹھ مسلتے دیکھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا تھا،، آن نے اُس کی بات پر مسکین سا منہ بنایا تھا،، ننھی انابیہ ہنہہ کرتی ہوئی اسٹول پر چڑھی،، اور ہاتھ بڑھا کر بمشکل لوک کھولا،، یہ ایک فلیٹ تھا،، اور اس وقت صبح کے تین بجنے والے تھے،، اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی موجود بھی نہیں تھا،، فائقہ مایا اور زاویار اکٹھے رہتے تھے،، بے بے یعنی فائقہ کی والدہ کی وفات کچھ سال قبل ہو چکی تھی،، کیونکہ فائقہ کا ہسبنڈ ملیٹری میں تھا تو وہ بہت عرصے بعد گھر آتے تھے،، وہ لوگ اپنے آپ میں ہی مگن رہتے تھے،، اسی لئیے اُنہیں یہ تک معلوم نہ تھا کہ اُن کے نیبرز میں کون رہ رہا ہے،، کون جا رہا ہے اور کون آرہا ہے،، اُن کی یہ بے خبری یقیناً اُن کو بہت بھاری پڑنے والی تھی،،،، ننھی سی آن اور انابیہ کھلکھلاتی ہوئی فلیٹ کا ڈور نکلی تھیں،، صد شکر ہاتھوں سے کھولتی زمین پر رینگتی ہوئی فلیٹ سے باہر اُن کا فلیٹ گرائونڈ فلور پر تھا،، ورنہ انابیہ اور آن کا کیا بھروسہ کہ وہ نیچے چھلانگ ہی لگا ڈالیں،، سامنے سے گاڑیاں گزرتی ہوئی جا رہی تھی،، فلیٹ

سے تھوڑا دور آلتی پالتی مارے وہ دونوں سوچ رہی تھیں کہ کہاں چھپا جائے،،

"اے وہ دیتھ تھپنے دی دگہ"
(اے وہ دیکھ چھپنے کی جگہ)

انابیہ کی ایکسائیٹڈ آواز پر اُن نے اپنی پوری آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا جہاں ایک گاڑی کی ڈکی کُھلی ہوئی تھی،،اُن دونوں کی آنکھیں چھپنے کی اتنی اچھی جگہ دیکھ کر چمکی تھیں،،وہ دونوں بمشکل اپنے ننھے ننھے بوٹ میں مُقید پاؤں کے ساتھ چہرے پر معصومیت اور خوشی سجاتے ہوئیں چلتی ہوئیں اُس گاڑی کے قریب پہنچی تھیں،،پہلے آن اپنی گاڑی اندر پھینکتی ہوئی دونوں ہاتھوں سے اُس کی ڈکی کو پکڑتے ہوئے اندر کی جانب جانے کی کوشش کرنے لگی تھی،،انابیہ نے بھی اپنی گڑیا اندر پھینکتے ہوئے اُسے اوپر کی جانب

پش کیا جس کے باعث آن سر کے بل ڈکی کے اندر گری تھی،،انابیہ نے منہ نیچے کرکے کھی کی تھی،،آن سر کھجاتے ہوئے اُٹھی اور اُسے ناراض نظروں سے دیکھتے ہوئے کیوٹ سا منہ بنا کر ہاتھ آگے بڑھایا،،اور پھر کافی مُشقت کے بعد انابیہ بھی ڈکی میں سوار ہو چُکی تھی ارد گرد ڈھیر سارا سامان پڑا ہوا تھا،، جیسے وہ وہاں سے شفٹ ہو رہے ہوں،،یکدم کوئی لڑکی فون پر بات کرتی ہوئی آئی اور ہڑ بڑی میں اندر ایک آخری بیگ پھینکتے ہوئے بغیر اُن گاڑی میں بیٹھے نمونوں کو دیکھتے ڈکی بند کر گئ تھی،،وہ گاڑی کوئی پُرانے ماڈل کی معلوم ہو رہی تھی،، تبھی اُس کی ڈکی کافی بڑی تھی،،

"اب اتاا اندھیلا میں انی تو نہیں ہو دئی"
(اب اتنا اندھیرا میں اندھی تو نہیں ہو گئ)

ایک بیگ سے ٹیک لگائے انابیہ دُکھی لہجے میں بولی تھی،،

"اے میتولدا میں بھی اندی ہو دئی ہوں"
(اے مجھے لگتا میں بھی اندھی ہو گئ ہوں)

نیند کی وادیوں میں جاتی آن فاطمہ مُنہ پر اپنا نھنا سا ہاتھ رکھتی اُباسی لیتی مسکین لہجے میں بولی تھی،، یہ اندھیرے کا اثر تھا یا پھر اتنی مُشقت کا اثر کہ وہ دونوں ہی نیند کی وادیوں میں کھو چُکے تھے،، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اُن کی ماما اُن کو ڈھونڈ لے گی،، پر جانے انجانے میں وہ دونوں معصوم بچے بہت بڑی قیامت برپا کر گئے تھے،،

"جی جی آنٹی نکل رہی ہوں میں اسلام آباد کے لیئے جی جی بس کار اسٹارٹ ہی کرنے والی ہوں"

کار اسٹارٹ کرتی وہ موبائل فون کے دوسری جانب موجود شخصیت کو اطلاع دیتی ہوئی بولی تھی،، پچھلی سیٹ پر تین اور دو سال کے قریب دو چھوٹی چھوٹی معصوم بچیاں بیٹھیں چاکلیٹس سے انصاف کر رہی تھیں،،

"سنایا کتنی بار منع کیا ہے آپ کو اتنی چاکلیٹس مت کھایا کرو اوپر سے آپ برش بھی نہیں کرتی ایسے آپ کے دانتوں میں جمز آجائیں گے"

پیچھے بیٹھی اپنی تین سالہ بیٹی سنایا کو تنبیہہ کرتی وہ خفگی بھرے لہجے میں بولی تھی،، فون وہ بند کر چکی تھی،، اور گاڑی سفر پر رواں دواں تھی،،

"کوئی بات نہیں ماما میں انہیں مکا ماکر کٹ کر واپس بھیج دوں گی"

وہ پُرجوش انداز میں ساتھ بیٹھی اپنی بہن کے ہاتھوں سے بھی چاکلیٹ چھینتی دبنگ لہجے میں بولی تھی،،

"بُری بات ہے بیٹا ہر وقت مار پیٹ اچھی نہیں ہوتی اور واپس کرو اپنی بہن کی چاکلیٹ کسی کی چیز نہیں چھینتے بُری بات ہوتی ہے"

بیک مرر سے سنایا کی حرکت اور عیشال کی رونی صورت دیکھ کر وہ اپنی ڈھیٹ بیٹی کو بمشکل سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی تھی،،

"اُففف ماما آپ بھی نہ یہ آخر کو میری بہن ہے تو جو اس کا وہ میرا اور جو میرا وہ تو ہے ہی میرا اب اپنی چیز بھی کوئی پوچھ کر لیتا ہے"

سنایا نے ہوشیاری سے معاملہ سنبھالا،، عیشال نے اُس کی منتق سُن کر کریلے جیسا منہ بنایا تھا،، وہ مُسکراہٹ جھٹکتی ہوئی اپنی بیٹی پر افسوس کرتی ہوئی سنجیدگی سے ڈرائیونگ پر فوکس کرنے لگی تھیں،، اُس کے شوہر کی دیتھ ہو چُکی تھی،، کیونکہ اس شہر میں اُس کا کوئی رشتہ دار نہیں تھا،، اسی لئیے وہ اسلام آباد میں ایک چھوٹا سا مکان رینٹ پر لے کر وہاں رہنے جا رہی تھی،، یقیناً اب اپنی بیٹیوں کا بوجھ بھی اُس کے کاندھوں پر تھا،، اور وہ اپنی زندگی میں آنے والی آزمائشوں کے باوجود ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھی،، پر یہ سفر ان سب کی زندگی بدلنے والا تھا،، کچھ اضافہ کچھ دھماکہ جس سے سب انجان تھے وہ دونوں آفت کی پُرکالہ بھی جو سکون سے کارنامہ سرانجام دے کر سو رہی تھیں،، اور یہاں سے شروع ہوئی تھی آن اور انابیہ کی کہانی ایک نئے نام اور نئی پہچان کے ساتھ،،

****

" باس آخر آپ ان بچوں کے ساتھ کیا کرنے والی ہیں"

بے بی کاٹ میں سوئی دو ننھی سی پریوں کو دیکھتا وہ حیرت سے بولا تھا،، پستول میں گولیاں بھرتی سرینہ سنجیدگی سے اُس کی بات سُنی تھی،،اور پھر گہرا مُسکرائی تھی،،

کیا تُم نے سُنا ہے وہ جُملہ کیا کہتے ہیں ہاں جو زخم اپنوں کے ہاتھوں ملتے ہیں" "اُن کی جو ازیت اور تکلیف ہوتی ہے وہ سب سے الگ ہوتی ہے

وہ قدم بہ قدم چلتی ہوئی اُن کے قریب پہنچ کر مُسکراتے ہوئے بولی تھی،،اُس کے ساتھی نے حیرت سے اُس کی بات سُنی تھی،، سرینہ نے پسٹل کی نوک اُس گرین آنکھوں والی چھوٹی سی بچی پر رکھی تھی،،

"آپ انہیں مارنے والی ہیں کیا"

وہ تجسس آمیز لہجے میں بولا تھا،، سرینہ اُس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی،، بے بی کاٹ میں لیٹی چھت کو گھورتی وہ چھوٹی چھوٹی سی بچیاں اپنی قینچے جیسی آنکھیں گھماتی ہوئیں ارد گرد دیکھ رہی تھیں،، اُن دونوں کے منہ میں چھوٹے سے دو نپل ڈالے گئے تھے،،

جانتے ہو میں اکیلی سترنج کیوں کھیلتی ہوں تاکہ اُس میں مجھے معلوم ہو سکے "کہ مُقابل کیا چال چلنے والا ہے اور پھر اُس چال کو دیکھتے ہوئے میں اپنی بازی ترتیب دیتی ہوں کتنے سرور کی بات ہے نہ کہ جسے وہ مردہ تصور کر رہے ہوں وہ زندہ ہو اور کتنا ہی زیادہ اچھا ہو گا جب ہم ان مہروں کو استعمال کریں گے اُن کے ہی خلاف مطلب اُن کی ہی اولاد اُن کے ہی خلاف منصوبے بنائے گی

ہمارے ساتھ ہمارے گینگ میں شامل ہو گی وہ تڑپیں گے اور اُن کی اولاد ہماری غُلام بنے گی پر اُنہیں کون بتائے گا کہ اُن کے بچے زندہ ہیں اور ایک نہیں بلکے دو دو ہیں "

وہ اپنی آنکھیں گھوماتی ایڑھیوں کے بل گھومتی پسٹل سے دیوار میں ایک چھید کرتی مُسکراتی ہوئی بولی تھی،،اُس کی مُسکراہٹ بہت پُراسرار معلوم ہو رہی تھی،،اُس کی بات پر اُس کے ساتھی نے ستائشی انداز میں آبرو اُچکائی تھی،،وہ چھوٹی بچیاں کافی بہادر تھی شاید تبھی،، گولی کی آواز بھی اُن کو رُلانے کی جرات نہیں کر سکی،،

"اس کا مطلب اب اُن کی جڑیں کاٹنے والی اُن کی اپنی ہی اولاد ہو گی "

وہ معاملے کی تہہ تک پہنچتا ہوا بولا تھا،، سرینہ نے اُس کی بات پر نفی میں سر ہلایا،،

"نہیں میں اُن کی جڑیں پہلے ہی کاٹ چُکی ہوں مگر اُن کی یہ اولادیں اُنہیں مزید تباہ و برباد کریں گی اور جب وہ آخری سانسیں لے رہے ہوں گے نہ تب میں اُن کی بے بسی کا مزہ لیتے ہوئے یہ راز اُن پر ضرور افشاں کروں گی اور اُس دن میرے انتقام کا آخری دن ہو گا سرینہ ملک کی بے انتہا نفرت کا آخری دن "

اُن کے قریب پہنچتی ہوئی پسٹل اُن دونوں کی پیشانی سے مس کرتی وہ نفرت بھرے لہجے میں پھنکاری تھی،،اُس کے لہجے میں انتقام کا جنون محسوس کرتے ہوئے وہ ساتھی اپنی جگہ ڈر کر رہ گیا تھا،،

"مائی ڈئیر ڈاٹرز منال اینڈ یو مناہل"

براؤن آنکھوں والی بچی کو منال اور ہری آنکھوں والی لڑکی کو مناہل کا نام دیتی وہ مُسکراتی ہوئی بولی تھی،، وہ اپنے دُشمنوں کو ہر طرح سے تکلیف میں رکھنا چاہتی تھی،، اپنی زندہ اولاد کی تلاش میں در در کی ٹھوکریں کھائیں اور مردہ اولاد کا سوگ منائیں،، اور یہ زخم واقعی بہت بڑا تھا،، وہ پھر وہ وہاں سے چلی گئ تھی،، بلیک مرسڈیز میں سوار ہو کر اُس جگہ سے بے حد دور،، شاید دوسرے شہر،، کیونکہ ابھی اُس کا یہاں بہت کام ادھورا تھا،، فلحال وہ اُسے پورا کیئے کینیڈا نہیں جاسکتی تھی،، اور یہاں سے منال اور مناہل کی کہانی شروع ہوئی تھی،، ایک نئ پہچان،، ایک نئے نام کے ساتھ،، ہانیہ کی کہانی بھی دوسرے حصے میں جاری تھی،، ایک نئے نام اور ایک نئ پہچان کے ساتھ،،

****

"فائقہ جلدی کرو"

آج وہ لوگ جارہے تھے،،اس جگہ سے بہت دور،،بہت زیادہ دور،،یہ اس اُن کے لئیے بہت مشکل تھا،،بہت بڑی آزمائش سے گزر رہے تھے وہ،،ہانیہ،،انابیہ اور آن کے لاپتہ ہونے کے بعد پورے دو سال وہ اُن کی تلاش کے لئیے ایڑھیاں رگڑتے رہے،،شہر کا ایک ایک کونا چھاپ مارا،،مگر کہیں بھی اُن کا سُراغ نہیں مل سکا،،فائقہ تو بلکل ٹوٹ کر رہ گئی تھی،،بے شک وہ اپنے جزبات کے اظہار کرنے میں ہمیشہ پیچھے رہی تھی،،مگر اپنی اولاد سے آخر کون محبت نہیں کرتا،،ہر ماں باپ کی جان اپنی اولاد میں بسی ہوتی ہے،،فائقہ کے ہسبنڈ بھی اُس سے بے حد خفا تھے،،کہ اُس کی لاپرواہی کی وجہ آن اور انابیہ لاپتہ ہو گئی تھیں،،اُس نوکرانی سے بارہا پوچھا گیا مگر اُس کا یہی جواب تھا کہ آن اور انابیہ کو کوئی کیڈنیپ کر کے لے گیا تھا،،جب وہ

سبزی لینے باہر گئی تھی،، یہ بات سراسر جھوٹ تھی،، مگر اُس نے اپنے اوپر سے الزام ہٹانے کے لئیے یہ جھوٹ بولا تھا،، وہ لوگ تو بس یہی سوچتے رہ گئے کہ آخر کسی کو اُن سے ایسی کون سی دُشمنی تھی،، پولیس میں رپورٹ کروائی گئی تو اُن کا یہی کہنا تھا کہ گزشتہ دنوں چھوٹے بچوں کے اغوا کی بہت ساری رپورٹس درج کی گئی ہیں،، اُن کا خیال تھا کہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی گینگ کا ہاتھ ہے،، اور ابھی وہ اس بارے میں مزید تفشیش کر رہے ہیں،، اور بہت جلد مجرموں کو منظرِ عام پر لائیں گے اور انہیں سخت سزا دیں گے،، پولیس کی اس رائے کے بعد فائقہ سمیت اُن سب کو اس بات پر یقین ہو گیا تھا کہ ہانیہ،، آن،، انابیہ اور دیگر بچوں کی گمشدگی کے پیچھے اُسی گینگ کا ہاتھ ہے جس کا زکر پولیس نے کیا ہے،، فائقہ کے ہسبنڈ،، آریان زاویار سب نے اپنے رسورسس سے اُن کا سُراغ لگانے کی بے انتہا کوشش کی مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا،، حرم کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی،، وہ کبھی بے تحاشہ ہنستی کہ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور کبھی اس قدر روتی

اس قدر چیختی کہ سب کو اُسے سنبھلنا بے حد مشکل ہو جاتا تھا،، اُس کی باتیں بہت عجیب ہوتی جا رہی تھیں،، وہ پوچھتی تھی کہ اُس کے بچے کہاں ہیں،، وہ سب اس بات پر ٹھٹھکتے تھے مگر یہ سمجھ کر نظرانداز کر دیتے کہ وہ آن اور انابیہ کے بارے میں پوچھ رہی ہے،، اسی لئیے آریان نے اُس کے علاج کے لئیے کینیڈا جانے کا فیصلہ کیا تھا،، فائقہ شدید غم سے نڈھال تھی،، مگر اپنی دوست اپنی ساتھی کو بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتی تھی،، اسی لئیے اُس نے بھی اُن کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا،، مایا کی بے انتہا ضد پر زاویار کو بھی آخر کار ماننا ہی پڑا،، وہ سب اپنا بزنس وائنڈ اپ کر کے کینیڈا اشفٹنگ کر رہے تھے،، فائقہ کے ہسبنڈ کہ کیونکہ ملیٹری کی جاب تھی تو اُنھوں نے اُن کے ساتھ جانے سے منع کر دیا اور کہا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اس سرزمین پر تنہا نہیں چھوڑ سکتے اور وہ آخر تک اُنہیں ڈھونڈتے رہیں گے،، مگر وہ کینیڈا آتے جاتے رہیں گے،، کیونکہ وہ فائقہ کو بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتے تھے،، اس دوران اُن کی مُلاقات غازان کے بڑے بھائی سے بھی ہوئی تھی جو ہو بہو غازان کی طرح

گرے آنکھیں رکھتے تھے،، اُنہوں نے زی کو اپنے ساتھ رکھنے کی ضد کی تھی،، مگر حرم کی کنڈیشن کو دیکھتے ہوئے اور آریان کی ریکویسٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے اُنہوں نے محض اس شرط پر اجازت دی تھی کہ حمزہ سال میں سے تین مہینے اُن کے ساتھ رہے گا،، کیونکہ بی جان بھی اپنے جوان بیٹے کی موت کے بعد ٹوٹ سی گئی تھیں،، اسی لئیے آریان نے بمشکل اُن کی یہ شرط مان لی تھی، زی اور نینا بھی بے حد گُم صُم رہتے تھے گھر میں ہر وقت پریشانی دیکھ کر،، مگر وقت ہر چیز کا مرہم ہوتا ہے،، زی اپنی خانم سے بے حد خفا تھا،، کہ وہ اُنہیں چھوڑ کر چلی گئی ہے،، اور نینا بھی آن اور انابیہ کو یاد کرتے تھیں،، آج وہ لوگ فلائٹ اُداس ہو جاتی تھی،، آخر کو وہ اُس کی پکی سہلیاں سے کینیڈا جا رہے تھے،، لاہور شہر کو الوداع کہتے ہوئے،، زاویار کی آواز پر فائقہ جو اُداسی سے کھڑی تھی،، اپنی سوچوں سے بھنور سے باہر نکلی اور گہری سانس خارج کرتے ہوئے نم آنکھیں صاف کرتی بیگ گھسیٹ کر پلین میں سوار ہو چُکی تھی،، سب بچوں کو اللہ کے حوالے کئیے،، ایک نیا سفر اُن کا انتظار

کر رہا تھا،، جہاں سے ایک نئ کہانی کا آغاز ہونے والا تھا،، دوسری جانب ہانیہ کو بھی بے حد لاڈ پیار میں پالا جا رہا تھا،، رفیق اُس کے منہ سے ادا کی ہوئی خواہش کو پورا کرنے کے لئیے اپنی جان تک لگا دیتا تھا،، وہ اس قدر پیار کرتا تھا اُس سے،، آن اور انابیہ کی کہانی بس زرا سی مختلف تھی،، جہان سنایا اور عیشال ان ننھی سی بچیوں کو دیکھ کر حیرت زدہ تھیں وہیں اُن کی ماما کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی،، وہ اُن بچوں کو لے کر پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج نے پولیس کے سامنے اُسے ماماماُپکارنا کروانے بھی گئ تھی،، مگر ان بچیوں شروع کر دیا اور یوں وہ جھوٹی ثابت ہو گئ تھے،، پولیس والوں کے سامنے،، پھر آخر وہ شروع شروع ان انجان بچیوں سے کھنیچی کھنیچی رہی تھی،، کئی بار یتیم خانے داخل کروانے کا خیال بھی آیا تھا،، مگر اُن کی معصوم صورتیں دیکھ کر اُس کے دل میں رحم آ گیا،، اُور اُس نے ان دونوں کو بھی پالنے کا فیصلہ کیا،، سنایا اور عیشال بھی دو بہنیں اور پا کر بے حد خوش تھیں،، وقت سرکتا گیا،، سرکتا گیا،، اور وہ سب اپنی جوانی کی دہلیز پر پہنچ

گئے،،سب ایک دوسرے سے انجان،،شاید ایک دوسرے کو بھول بھی چکے تھے،،اور اپنی نئی زندگی کو اپنا چکے تھے،،سب اپنی زندگیوں میں مگن تھے،،مگر قسمت بہت جلد اُن سب پر اُن کی حقیقتیں افشاں کرنے والی تھیں،،اور وہ راز جس سے ابھی تک بس ناواقت تھے،،وہ ماضی جسے کو بھول چکے تھے،،اور وہ انتقام جو اُن پر اُدھار تھا،،وہ سب کچھ عیاں ہونے والا تھا،،کون سچا،،کون جھوٹا،،کون دھوکے باز اور کون پیٹھ پیچھے وار کرنے والا سب کچھ پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا،، نظروں سے اوجھل،، مگر آخر کب تک ،،مکافاتِ عمل آخر ایک اٹل حقیقت ہے،،جس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا،،جو گڑھا دوسروں کے لئیے کھودا گیا تھا،،آخر اُس میں گرنے کا وقت بھی آنے والا تھا،،

****

(پندرہ سال بعد)

Canada (Toronto)

"بس پانچ منٹ رُک جائیں یار کم از کم ناشتہ تو کرنے دیں"

بلیک لونگ سکرٹ اور وائٹ شرٹ پہنے بلیک بال بلیک ہی اسکارف سے ڈھانپے وہ نیلی آنکھوں والی لڑکی منہ میں پراٹھے کے بڑے بڑے نوالے ٹھونسے اُس گرے آنکھوں والے خوبصورت سے نوجوان سے بولی تھی،، جو غُصے بھری نظروں سے اُسے گھور رہا تھا،،

"نینا بیٹا جب آپ کو معلوم بھی ہے کہ لیٹ ہو جاؤ گی تو جلدی اُٹھنا تھا نہ آپ نے"

اُس کے آگے لسی کا جگ رکھتی مایا اُس کے سر پر چت لگا کر بولی تھی،، نینا نے اُن کی بات سُن کر سر کھجایا،،

" خالہ جان یہ جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتی ہے جس سے میں تنگ ہوں "

اپنی کلائی میں بندھی گھڑی پر ٹائم نوٹ کرتا وہ گرے آنکھوں میں خفگی بھرے بولا تھا،،

" اب ایسی بات بھی نہیں ہے زی بھیو یار یو نو نہ آج میری یونی کا فرسٹ ڈے ہے بس اسی لیئے ایکسائٹمنٹ میں نیند ہی نہیں آئی "

لسی کو جگ میں سے گلاس کے اندر مُنتقل کرتی وہ اپنی نیلی آنکھوں میں اشتاق بھرے بولی تھی،، زی نے بے زاری سے اُس کی بات سُنی تھی،،

"میں باہر جارہاہوں اور سریسلی ایک لمحہ بھی انتظار نہیں کروں گا میں اور کار اسٹارٹ کردوں گا پھر آنا تُم اُس سو کالڈ بس میں"

کار کی کیز اُنگلیوں پر گھماتا وہ بلند آواز بولتا ہوا باہر کی جانب چلا گیا تھا،،

"اُففففففف اتنے بے صبرے ہیں خالو آپ کے بیٹے اچھا پھر ماما اجازت دیں حرم خالہ فائقہ خالہ جارہی ہوں میں"

اپنے بیگ کندھے پر ڈالتی جلدی سے گلاس فنش کرتی وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُونچی آواز میں اپنے جانے کی خبر سے سب کو آگاہ کرتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی،،اُس کی بات پر گہری سوچوں کے بھنور میں پھنسے آریان نے

چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا،، اور دھیما سا مُسکرایا تھا،، مایا بھی مُسکراتے ہوئے سر جھٹکتی ٹیبل پر سے برتن سمیٹنے لگ گئی تھی،،

"ارے اتنی جلدی چلے گئے ہینا میں نے اُس کے لئیے پانی پر دم کیا تھا وہ پیئے بغیر ہی چلی گئی"

اسٹیرز اُترتی چہرہ ڈوپٹے کے ہالے میں چھپائے فائقہ پریشانی سے بولی تھی،، وقت نے اُن خوبصورتی پر کچھ خاص اثر نہیں ڈالا تھا،، اس عُمر میں بھی وہ بہت گریس فُل پرسنیلٹی رکھتے تھے،،

"ہاں یونی سے لیٹ ہو رہی تھی نہ اسی لئی چلی گئی"

کچن سے منہ نکالتی مایا اُسے اطلاع دیتی ہوئی بولی تھی،،فائقہ نے اُس کی بات پر سر ہلایا اور دھیرے دھیرے قدم چلتی آریان کے سامنے جا بیٹھی اور پانی سے بھرا گلاس میز پر رکھ دیا،،

"آریان بھائی"

فائقہ نے اُنہیں آواز دی،،وہ ہنوز اخبار کی جانب دیکھتے رہے،،فائقہ نے گہری سانس خارج کی،،

"آریان بھائی ہوش میں آئیں"

اس بار وہ ذرا اونچی آواز میں بولی تھی،،آریان کی سوچوں کا تسلسل ایک بار پھر ٹوٹا،،اُنہوں نے سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"کیا سوچ رہے ہیں"

وہ اُن کے چہرے پر سوچوں کے سائے لہراتے دیکھ کر پوچھتے ہوئے بولی تھی،،

"کچھ نہیں مجھے کچھ کام ہے میں ابھی آیا"

یکدم اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے وہ باہر کی جانب چلے گئے تھے،، فائقہ کی نظروں نے دور تک اُن کا پیچھا کیا تھا،، وقت تو گزر گیا تھا،، مگر آج بھی وہ لوگ اُسی مُقام پر کھڑے تھے،، جہاں آج سے پندرہ سال پہلے کھڑے تھے،، زندگی میں آج بھی ایک خلا تھا،، نا قابل پُر خلا،، حرم کی حالت سنبھل چُکی تھیں،، مگر وہ بے حد گُم صُم رہتی تھیں،، کسی سے بھی بات نہیں کرتی

تھیں،، وہ واقعہ تو جیسے اُس کے ذہن سے غائب ہو چُکا تھا،، بے انتہا یاد کرنے کی کوشش کے بعد بھی اُنہیں کچھ یاد نہ آتا،، مگر وہ ہانیہ کو بے اتنہا یاد کرتیں،، ہر وقت اُس کی تصویر خود سے لگائے پھرتی تھیں،، آریان تو بلکل اُمید کھو بیٹھا تھا کہ وہ کبھی ہانیہ کو تلاش کر سکے گا،، وہیں فائقہ بھی انابیہ اور آن کو بہت شدت سے یاد کرتی تھی،، اُن کی تلاش جاری تھی،، مگر نتیجہ ملنا شاید ناممکن ہو گیا تھا،،

****

"The University Of Toronto"

" کنڑول نینا کنڑول کر خود پر "

زی اُسی یونورسٹی چھوڑ کر جا چُکا تھا اُس کی آفس میں بے حد ضروری میٹنگ تھی ورنہ وہ اُسے بیسٹ اولک ضرور کہتا،، مگر نینا ہنور باہر کھڑی تھی، بڑے بڑے حروفوں میں کینیڈا کی بے حد مشہور یونیورسٹی کا نام بے حد خوبصورتی سے درج تھا،، نینا کا دل چاہ رہا تھا،، وہ خوشی سے چھلانگیں لگائے،، مگر خود پر بمشکل ضبط کیئیے،، وہ سُرخ چہرے اور نیلی آنکھوں میں اشتاق بھرے اپنے بیگ کو زور سے پکڑتے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی، مگر اندر والے منظر پر وہ خود کو قابو نہ رکھ سکی اور بے اختیار گول گول گھومنا شروع ہو گئ تھی،، ارد گرد کھڑے اسٹوڈنٹس نے حیرت سے بلیک حجاب میں ملبوس اس چھوٹی سی لڑکی کی خوشی دیکھی تھی،،

" سوری سوری "

وہ اپنی ہنسی ضبط کرتی ارد گرد کے لوگوں سے معذرت کرتی آگے بڑھی تھی،، کہ کسی نے پیچھے سے اُسے پُکارا،،

"Hey ! Pretty girl ,, Are you new here??"

(سُنو پیاری لڑکی کیا تُم یہاں نئ ہو)

نینا نے حیرت سے اپنی نیلی آنکھوں کو کھولے اُس نوجوان کو دیکھا تھا،،اُس کے ساتھ ایک اور نوجوان بھی موجود تھا،،

" Yes so what??"

(ہاں تو کیا؟؟)

وہ آبرو اُچکا کر سنجیدگی سے بولی تھی،، اُس کی بات پر جہاں اُس نے اپنی مُسکراہٹ دبائی،، وہیں دو سُنہری آنکھوں نے مُتاثر ہوتی نظروں سے اُسے گھورا تھا،،

"Form which department??"

وہی نوجوان ایک بار پھر شائستگی سے پوچھتے ہوئے بولا تھا، نینا نے اپنی دانت پیسے،،

" Hey you X Y Z ! Why are you asking"

(تُم کیوں پوچھ رہے ہو)

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ اُبرو اُچکا کر بولی تھی،،وہ سُنہری آنکھوں والا نوجوان دھیمے قدم چلتا ہوا اُس کے مُقابل کھڑا ہوا تھا،،نینا بے اختیار ایک قدم پیچھے ہوئی،،

" Its none of your concern that why are we asking . You just have to answers our questions "

تمہیں اس بات سے فرق نہیں پرنا چاہیئے کہ ہم کیوں پوچھ رہے ہیں تمہیں)
(بس ہمارے سوالوں کے جوابات دینے ہیں

وہ نوجوان سنہری آنکھوں میں سنجیدگی بھرے چہرے پر مُسکراہٹ سجائے بولا تھا،،نینا نے اشتاق سے اُس کے خوبصورت ڈمپل دیکھے،،

"نینا کنڑول کر کنڑول"

اُس نے اپنے دھک کرتے دل کو تھپکی دی،، جو اُس کی ایک مُسکراہٹ پر پاگلوں کی طرح دھڑک رہا تھا،، مُقابل بھی اُس کے ٹماٹر جیسے ہوتے گال دیکھ کر ہنسی ضبط کر رہا تھا،،

کیوں بھائی کیوں بتاؤں میرے مامے کے پُتر ہو تُم اور یہ ڈمپل کی نُمائش" "کہیں اور جا کر کرو میں نینا خان ہوں اتنی آسانی سے نہیں پٹنے والی

اُس کی بات پر وہ تپ کر بولی تھی،، اُس کے لب و لہجے اور حُلیے سے اُسے وہ انگریز معلوم ہو رہے تھے،، تبھی وہ اُردو میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے بولی تھی،، اُس کی بات پر مُقابل کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا،، نینا نے صدمے سے اُسے دیکھا تھا،،

"یہ ہنس کیوں رہا ہے پاگل تو نہیں ہو گیا"

وہ حیرت سے دل ہی دل میں بڑ بڑائی،،اُس کے ساتھ کھڑے نوجوان بھی اُس کی بات پر قہقہے لگا رہے تھے،،

"اور اگر پٹا لیا تو"

وہ شرارت سے اپنی سنہری آنکھوں کو اُس کی نیلی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولا تھا،،اور یہاں نینا کے پیروں تلے زمین نکلی،،

تُم،،،میرا مطلب،،،آپ کو،،،آردو،،،انگریز"

توڑ توڑ کر جُملہ ادا کرتی وہ حیرت زدہ سی بول رہی تھی،،اُس کی بات پر مُقابل کی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی،،

" جی محترمہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں"

سینے پر ہاتھ رکھ وہ سر خم دے کر مُسکراتے ہوئے بولا تھا،،نینا کے گال دہک اُٹھے تھے،،

خیر جو کوئی بھی ہیں آپ مسٹر اپنی لمٹ میں رہیں اور مجھ سے زیادہ فری" ہونے کی ضرورت نہیں ہے"

وہ تیکھے لہجے میں اُسے باور کرواتی ہوئی بولتی ہوئی وہاں سے جانے لگی تھی،،

"یار عریش کیا آئٹم تھی"

ایک نوجوان نینا کو دیکھتے ہوئے تھوڑی تلے ہاتھ ٹکائے بولا تھا،، مگر منہ پر پڑنے والے مکے پر دم بخود رہ گیا تھا،،

"بکواس نہ کر سالے بھابھی ہے تیری"

اُس کے منہ پر زوردار مکہ مار کر شرٹ کے کالروں کو جھٹکا دیتا ہوا وہ متبسم لہجے میں بولا تھا،،اُس کی بات اُس کے دوست نے منہ بنایا،،

"بس کر دے بھائی یونیورسٹی کی آدھی لڑکیوں کو تو میری بھابھی بنا چُکا کر خُدا کا خوف کر دیکھ تیرے چکر میں ابھی تک ایک بھی سیٹ نہیں کی میں نے

وہ رونی صورت بنا کر ملتجی لہجہ اپنائے اُس کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولا تھا،،اُس کی بات پر عریش بے اختیار ہنس دیا تھا،،اُس کی ہنسی میں سمندر کی لہروں جتنی کھنک معلوم ہوتی تھی،،جو کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑنے کی صلاحیت رکھتی تھی،،

"یار دیکھ وہ سب میرے ٹائپ کی نہیں تھیں پر اس کی نیلی آنکھوں نے ایسا دل پر وار کیا ہے نہ کہ تیرا بھائی دیوانہ ہو گیا ہے اب سے یہی تیری بھابھی ہے "

اُس کے کندھے پر اپنی کہنی ٹکائے وہ کسی سے ڈپارٹمنٹ کا راستہ پوچھتی نینا کو نظروں میں سمائے گہری سانس حارج کرتا ہوا بولا تھا،،اُس کی بات پر اُس کے دوست نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

"بھائی مزاق مت کریو تو اور محبت دو الگ الگ چیزیں ہیں چاند پر سے آلو پیدا ہونا ممکن ہے مگر تیرے دل میں کسی کے لئیے محبت وہ بھی پہلی نظر میں دُنیا کا سب سے بڑا جوک ہے"

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے افسوس ناک لہجے میں بولا تھا،،اُس کی بات پر عریش نے سُنہری آنکھوں میں خفگی بھرے اُسے دیکھا تھا،،

" سُنیں "

وہ لوگ ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے آتی آواز پر چونکے تھے،، جہاں نینا کو دیکھ کر اُس کے دوست کی آنکھوں میں حیرت اُبھری وہیں عریش کی سُنہری آنکھوں کی چمک دُگنی ہوئی تھی،،

"حکم کریں"

سینے پر ہاتھ رکھتا وہ جھک کر شرارتی لہجہ اپنائے بولا تھا،،نینا کا دل دو سو کی اسپیڈ سے دھڑکا تھا،،اُس نے تپ کر اُس لوفر شخص کو دیکھا تھا،،وہ کافی لوگوں سے ڈپارٹمنٹ کا راستہ پوچھ چُکی تھی،، مگر کوئی کچھ بتا ہی نہیں رہا تھا،،

اس ڈپارٹمنٹ کا راستہ بتا دیں گے آپ وہ اور کسی کو معلوم ہی نہیں ہے"
"عجیب لوگ ہیں

اُس کے ہاتھوں میں پرچی تھماتے وہ غُصے بھری نظروں سے ارد گرد چلتے اسٹوڈنٹس کو دیکھتی ہوئی بولی تھی،،جو نا جانے خود کو کون سے کھیت کی مولی سمجھ رہے تھے،، مگر وہ اس بات سے انجان تھی کہ وہ سب اسٹوڈنٹس

عریش کے ماتحت تھے،، عریش اُنہیں پہلے سے ہی اشارہ کر چُکا تھا،، تبھی وہ اس چھوٹی سی لڑکی کو راستہ بتانے سے صاف منع کر چُکے تھے،،

"جی جی کیوں نہیں آئیں ہم آپ کو خود چھوڑ کر آتے ہیں"

اُس کاغذ میں لکھا پتہ دیکھ کر وہ چہرے پر ایک بھرپور مُسکراہٹ سجائے بولا تھا،، کیونکہ اُس کا ڈپارٹمنٹ بھی وہی تھا،، جیسے ہی آگے بڑھنا شروع ہوئے وہیں اپنے بیگ پر گرفت مضبوط کرتی نینا دل ہی دل میں اللہ کا ورد کرتی اُن کے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھی،،

"ویسے سب مجھے عریش کہتے ہیں لیکن آپ پیار سے عرش کرش کچھ بھی کہہ سکتی ہیں"

تقریباً پندرہ منٹ کے راستے کے بعد وہ لوگ اُس کے ڈاپرٹمنٹ کے پار پہنچ چُکے تھے،، نینا پورے رستے اشتیاق سے ارد گرد کے خوبصورت مناظر دیکھتی رہی تھی،، جبکہ عریش اور سعد معصوم بچوں کی طرح پورے راستے خاموش رہے،، مگر آخر کب تک،، نینا نے سُرخ ہوتے غُصے سے اُس لوفر کو دیکھا تھا،، جو کچھ زیادہ ہی پھیل رہا تھا،،

اووہیلو مسٹر ایک تو میں آپ کو عزت دے رہی ہوں،،،"

عزت تو راس آتی ہی نہیں ہمیں محترمہ،، خاص طور جب وہ کسی"
خوبصورت لڑکی دے تو بلکل بھی نہیں،،

اس سے پہلے کہ وہ اُس کو سُناتی اُس کی اگلی بات پر دانت پیس کر رہ گئ،، اُس کی غُصے سے بھری نیلی آنکھوں میں عریش کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا،،

"یو نو واٹ بہت بڑے ٹھرکی ہیں آپ"

"الحمدللہ"

ایک ہاتھ بالوں میں پھیرتا وہ شُکرا کرتے ہوئے بولا تھا،،اس بات پر ناچاہتے ہوئے بھی نینا کی ہنسی چھوٹی تھی،، عریش نے نثار ہوتی نظروں سے اُسے دیکھا تھا،،

بھاڑ میں جائیں آپ اور آئندہ نظر مت آیئے گا مجھے ورنہ آپ کے لئیے "
" بلکل اچھا نہیں ہوگا انڈراسٹینڈ

اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتی وہ سنجیدگی سے اُسے تنبیہہ کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی تھی،،

"اچھا سُنیں محترمہ ساتھ والا ڈپارٹمنٹ ہی ہے ہمارا اگر کوئی خدمت ہمارے لائق ہو تو لازمی بتایئے گا"

پیچھے سے آتی شرارتی آواز پر وہ تاسُف سے ایک نظر مڑ کر اُسے دیکھتی ہوئی سر نفی میں ہلاتی ہوئی وہاں سے جا چُکی تھی،، عریش کی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا،،

" او بھائی مجنو چل کلاس کے لئیے لیٹ ہو رہے ہیں "

اُس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتا ہوا وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،اُس کی بات پر اُس نے ایک بار پھر بالوں میں ہاتھ پھیراا اور اپنی بلیک جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے لمبے لمبے ڈگ بھرتا نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا،،

****

وہ یونیورسٹی کے باہر بار بار گھڑی کی جانب دیکھتی بے صبری سے زی کا انتظار کر رہی تھی،،تاکہ اُسے آج کی روداد سُنا سکے،،یکدم کوئی گاڑی اُس کے قریب آرُکی،،وہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی اور حیرت سے اُس گاڑی والے کی جانب دیکھنے لگی،،

"محترمہ آیئے ہم آپ کو چھوڑ آتے ہیں"

نینا نے نیلی آنکھوں میں غُصہ بھرے اُس لوفر کو دیکھا تھا جو اُس کے پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا،، جبکہ عریش جو گھر جانے ہی والا تھا،،نینا کو بیچ راستے میں کسی کا انتظار کرتا دیکھ کر بالوں میں ہاتھ پھیر تا شائستگی سے اُسے گھر چھوڑنے کی آفر کرنے لگا، جیسے اس سے بڑا شریف انسان دُنیا میں موجود ہی نہ ہو،،

"کیوں ڈرائیور ہیں آپ"

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ تنک کر بولی تھی،، عریش نے اُس کی بات پر گہری سانس خارج کی،،

"ہوں تو نہیں پر آپ کہیں تو بن جاتا ہے آپ کا ڈرائیور"

وہ گہری مُسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا تھا،، سُنہری آنکھوں میں ایک مخصوص شرارتی چمک واضح تھی،، نینا نے دانت پیس کر اُسے دیکھا تھا،،

"یو وچائنا کے پرنس چارلس اپنے کام سے کام رکھنا سیکھو اچھا ورنہ اپنے بھائی سے تمہاری پٹائی نہ لگوائی نہ تو میرا نام بھی نینا خان نہیں"

وہ ناک چڑھاتی اُسے اُنگلی دیکھاتی ہوئی وارننگ دیتے ہوئے بولی تھی،، عریش کی سُنہری آنکھوں میں صدمہ سا اُبھرا تھا،، خود کو چائنا کا پرنس کہے جانے پر،،

"اوہیلو محترمہ بہت غلط بات کر رہی ہیں آپ ہمارے حسین چہرے سے ہی تو اس یونیورسٹی کی چمک دُوگنا ہے اور ہاں ایک اور بات کوئی بھی مدد چاہیئے ہو تو خادم چوبیس گھنٹے حاضر رہے گا بس نام پُکار دیجیے گا"

وہ ادائے بے نیازی سے چہرے پر خوبصورت سی مسکان سجائے بولا تھا،، نینا نے بے زاری سے اپنی نیلی آنکھیں گھومائیں تھیں،، اُس کی بات پر،،

"جناب بہت خوش فہم ہو رہے ہیں آپ حسین لفظ صرف مجھ جیسے لوگوں پر بلکہ صرف مجھ پر ہی جچتا ہے اور خُدا نہ کرے ایسا دن آئے کہ مجھے آپ سے مدد لینی پڑے انیویز اللہ حافظ"

وہ اچھی طرح اُس پر اُس کی حقیقت واضح کرتی دور سے آتی زی کی کار دیکھ کر اُس کی جانب بڑھ گئی تھی،، عریش سُنہری آنکھوں میں حیرت بھرے اُسے دیکھتا ہوا دھیرے سے ہنسا تھا،، نینا تیز تیز قدم اُٹھاتی جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی،، زی نے حیرت سے اُس کا سُرخ ہوتا چہرہ دیکھا تھا،،

"کیسا رہا آج کا دن نین"

کار اسٹارٹ کرتا اُسے ترچھی نگاہوں سے دیکھتا وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،نینا نے تیکھی نظروں سے اُسے دیکھا تھا،،

"نہ پہلے یہ بتائیں پورے پانچ منٹ لیٹ ہیں آپ کیا وجہ ہے آخر اس کی"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ منہ پھلا کر بولی تھی،،

"ظاہر ہے تمہاری طرح فارغ نہیں ہوتا میں ڈھیروں کام ہیں مجھے"

وہ اُس کی بات سُن کر بے زار چہرہ بنائے بولا تھا،،نینا نے آبرو اُچکا کر اُسے گھورا تھا،،

دیکھ رہی ہوں میں آج کل بہت مصروف رہنے لگے ہیں آپ آخر کیا وجہ "
"ہے کسی لڑکی ورکی کا چکر تو نہیں

وہ پُرسوچ نظروں سے اُسے دیکھتی مشکوک لہجے میں بولی تھی،،زی حیرت سے اُسے دیکھتا دھیرے سے ہنس پڑا تھا،،

پتا ہے نینا خان اگر تُم میری خالہ زاد بہن نہ ہوتی تو میں تمہارے ساتھ کیا" کرتا،،

وہ چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے اُسے پوچھ رہا تھا،،

کیا کرتے،،"

اُسے اُلجھی نظروں سے دیکھتے ہوئے اُس نے آبرو اُچکائی تھی،،

"اسی گاڑی سے دھکا دے دیتا خبردار اب تمہاری کوئی آواز آئی گھر جا کر خالہ کو بتاتا ہوں آپ کی بیٹی کے کیا خیالات ہیں آج کل"

وہ دانت کُچکاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تھا،،نینا کچھ دیر منہ کھولے حیرت سے اُسے دیکھتی ہنہہ کرتی سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئ تھی،،

"ماما کے چمچے"

وہ دل ہی میں کُڑھ کر بولی تھی،، باقی سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا،، زی سنجیدگی سے ڈرائیو کرتا رہا جب کہ نینا موبائل فون کی دُنیا میں مگن ہو گئ تھی،،

****

اگلی صُبح نہایت روشن تھی،، یونی کے گراؤنڈ میں بیٹھی نینا نوٹس بنانے کے ساتھ ساتھ سردی میں حرارت دیتی سُورج کی کرنوں سے بھی لُطف اندوز ہو رہی تھی،، زی سے وہ ناراض تھی تبھی اُسے اُس لوفر انسان کے بارے میں نہیں بتا سکی،، وہ خاموشی سے نوٹ بُک پر جھکے اپنے کام میں مگن تھی کہ کسی کو اپنے مُقابل بیٹھتے دیکھ کر چونکی تھی،، جہاں اُس کی پیشانی پر شکنیں اُبھریں وہیں مُقابل معصومیت سے شرارتی سا مُسکرایا تھا،،

" آخر مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ "

وہ چہرے پر مُسکراہٹ سجائے دانت پیس کر بولی تھی،،

"آپ"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے بولا تھا،نینا نے حیرت سے اُس کے انداز ملاخظہ کیئے تھے،،

" اُفففف آخر چاہتے کیا ہو"

وہ بمشکل چہرے کے تاثرات پر قابو کیئے دانت پیس کر بولی تھی،، یہ شخص مسلسل اُسے زچ کیئے جا رہا تھا،،

"آپ کو"

وہ دانت نکال کر بولتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا تھا،،نینا نے صدمے سے اُسے دیکھا تھا،،

"یہ لڑکے کب سے شرمانے لگے"

وہ حیرت سے بڑبڑائی،،

"لڑکا نہیں گبرو جوان عُرف شریف انسان وہ تو بس آپ کو دیکھ کر پتہ نہیں مجھ میں کہاں سے ٹھرکی روح آجاتی ہے "

وہ شرارتی مُسکان لبوں پر سجائے معصوم بنتا ہوا بولا تھا، نینا نے تیکھی نظروں سے اُسے گھورا تھا،،

" آپ یہاں سے جاتے ہیں کہ میں خود چلی جاؤں"

وہ سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر بولی تھی،، عریش گلہ کھنکھارتا ہوا سنجیدہ ہوا تھا،،

"ایکچولی مجھے آپ سے کچھ فیور چاہیے تھی"

اب کی وہ ملتجی لہجہ اپنائے اُس کی منت کرتے ہوئے بولا تھا، نینا نے اُس کی بات پر آبرو اُچکائی،،

"کیسی فیور"

وہ سنجیدگی سے بولی تھی،،

"دراصل میری رائٹنگ بہت گندی ہے تو مجھے آپ سے کچھ لکھوانا بس دو منٹ کا کام ہے اگر آپ کردیں تو"

وہ معصومیت سے سر جھکائے بولا تھا،،نینا کو اُس کی معصوم صورت پر ترس آیا تھا،،

"اوکے بولیں پر جلدی بولیئے گا میرے پاس اتنا فالتو کا وقت نہیں ہے"

رجسٹر کی بیک سائیڈ کھولتی وہ ہاتھوں میں جیل پین تھامتے بے نیازی سے بولی تھی،، عریش نے مسکراہٹ دبائے اُسے دیکھا تھا،،

"لکھیں آئی"

وہ چہرے کی تھوڑی پر اُنگلی رکھے سنجیدگی سے بولا تھا،،نینا کچھ پل ٹھٹھکی مگر پھر سر جھٹک کر اُس کا بتایا گیا لفظ لکھ ڈالا،،

"لووو"

وہ ایک نظر نینا کے حیرت سے بھرے تاثرات دیکھتا گھاس نوچتا سنجیدہ تاثرات سجائے بولا تھا،،نینا نے مشکوک نظروں سے اُسے دیکھا تھا مگر اُس کے سنجیدہ تاثرات دیکھتی گہری سانس حارج کرتے اگلا لفظ لکھ گئی تھی،،

"آ گے"

اُس کی مصروف سی آواز گونجی،، عریش کی سُنہری آنکھوں میں چمک اُبھری تھی،،

"یو"

وہ گلہ کھنکھارتا ہوا آخری لفظ بولا تھا،،نینا نے مصروف انداز میں اُسے بھی بڑے بڑے حروف میں خوبصورتی سے لکھ دیا تھا،،

"زرا اسے ریڈ کیجئے گا"

وہ اجنبی تاثرات چہرے پر سجائے سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے بولا تھا،،

"آئی لو ویو"

نینا نے روانی میں وہ لفظ ادا کیئے تھے،،

"لو ویو ٹو میری جان"

وہ سنہری آنکھوں میں چمک بھرے ہونٹوں ہر شرارتی مُسکراہٹ سجائے بولا تھا،،نینا نے اُس کی بات پر صدمے سے سر اُٹھایا تھا،،یعنی وہ اُسے اُلو بنا چُکا تھا،،

"یو ااوّل نمبر کے ٹھرکی"

اُس کی چیخ پر عریش تیزی اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھاگا تھا،، نینا دانت پیس کر اُسے دیکھتی جلدی سے اپنا ریجسٹر اُسے مارنے کے لئیے اُس کے پیچھے بھاگی تھی ،، وہ دونوں بلکل ٹام اینڈ جیری کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے ،، جہاں نینا کی غُصے سے بھری آواز گونج رہی تھی وہیں عریش کی خوبصورت ہنسی نے بھی فضا کو معتبر کر دیا تھا،، اور یہاں سے ایک اور کہانی کے حسین آغاز نے جنم لیا تھا،، پر ضروری نہیں ہر حسین آغاز کا اختتام بھی خوبصورت ہو،، محبت کی زنجیروں سے جہاں دو اشخاص کو جکڑ لیا تھا،، وہیں قسمت اپنا داؤ کھیلنے کے لئیے بے تاب تھی ،، وقت سرک رہا تھا،، اور سرک رہا تھا،، بلکل ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسل رہا تھا،، ایک نیا امتحان آنے والا تھا،، کیونکہ کوئی بھی محبت کسی آزمائش سے گزرنے کے بعد ہی محبت کہلاتی ہے،، محبت ہونے پر آجائے تو کسی معجزے سے کم نہیں ہوتی،، مگر کے بس کی بات نہیں،، اُسے بنھانا بھی ہر کسی

محبت جادو نہیں ہوتی
محبت شعبدہ نہیں ہوتی
محبت ہونے پہ آئے تو
محبت معجزہ ہوتی ہے
محبت قابض نہیں ہوتی
محبت بددعا نہیں ہوتی
محبت ہونے پہ آئے تو
محبت دعا ہوتی ہے
محبت حزن نہیں ہوتی
محبت ملال نہیں ہوتی
محبت ہونے پہ آئے تو
محبت توکل ہوتی ہے
محبت حاصل نہیں ہوتی

محبت لاحاصل نہیں ہوتی

محبت ہونے پہ آئے تو

محبت قناعت ہوتی ہے

محبت فتنہ نہیں ہوتی

محبت فساد نہیں ہوتی

محبت ہونے پہ آئے تو

محبت آداب ہوتی ہے

محبت شکوہ نہیں ہوتی

محبت آہ نہیں ہوتی

محبت ہونے پہ آئے تو

محبت صبر ہوتی ہے

محبت رنجش نہیں ہوتی

محبت سازش نہیں ہوتی

محبت ہونے پہ آئے تو
محبت آخرش ہوتی ہے
محبت فنا نہیں ہوتی
محبت بقا نہیں ہوتی
محبت ہونے پہ آئے تو
محبت محبوب ہوتی ہے

****

پورے دو ماہ گزر چکے تھے اُسے یونی جاتے ہوئے،، مگر اس دوران اُس کی ایک بھی دوست نہ بن سکی،، کیونکہ ہر وقت اُس کا سر کھانے کے لئیے عریش آلادین کے چراغ کی طرح نمودار رہتا،، وہ سختی سے اُسے خود سے دور رہنے کی تنبیہہ کر چکی تھی،، مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا،، اُسے تنگ کرنے

اور زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا،، مگر فرق اب صرف اتنا تھا کہ اب اُسے عادت ہو چکی تھی،،اُس کی شرارتیں دیکھنے کی،،اور کبھی کبھی اُسے ساتھ مل کر شرارتیں کرنے کی بھی،، کبھی کسی پروفیسر کی ٹنڈ پر گبارا مار کر چھپ جانا،، کبھی کلاس میں نقلی چوہا چھوڑ دینا،،اور اس دوران جو ٹیچر کی چیخیں نکلتیں،،خُدا کی پناہ،،آج اُن کی یونی میں کنسرٹ تھا،،جسے اٹینڈ کرنے کے لئیے نینا نے بے انتہا پاپڑ بیلے،،اور پھر لاکھ جتنوں، منتوں اور بھوک ہرتال کے بعد اُسے جانے کی اجازت ملی،، مگر صرف شرط پر کے اُسے وہاں کی کسی بھی قسم کی مشروب کو ہاتھ نہیں لگانا ہے،،کیونکہ یہاں جو چیز عام سمجھی جاتی تھی،،اسلام میں وہ سختی سے ممنوع تھی،،نیوی بیلو خوبصورت سی لونگ فراک پہنے ساتھ نیوی بیلو ہی حجاب لئیے نیلی آنکھوں میں ہلکا سا سُرمہ لگائے اُس نے تنقیدی نظروں سے اپنے حُلیے کا جائزہ لیا تھا،،

"یہ کیا تُم ابھی تک تیار نہیں ہوئی"

پیچھے سے آتی حیرت بھری آواز پر اُس نے صدمے سے پلٹ کر زی کو دیکھا تھا،،جو مُسکراہٹ سختی سے بھینچے اپنے چہرے پر حیرانی سجا کر بولا تھا،،

"نہیں ابھی کہاں دو گھنٹے سے میں تو گُلی ڈنڈا کھیل رہی تھی نہ "

وہ جلے بھنے لہجے میں بولی تھی،،زی کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی،،دُنیا کے سارے مزے ایک طرف مگر جو مزہ اپنی بہن کو تنگ کرنے میں آتا ہے اُس کا احساس سب سے خوبصورت ہوتا ہے بھائیوں کی ڈکشنری میں،،

"اچھا اب اپنے منہ پر پینٹ کرنے مت بیٹھ جانا میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں اگر نہ آئی تو چھوڑ کر چلا جاؤں گا پھر آتی رہنا،،

"اپنی سو کالڈ بس میں ہے نہ"

اُس نے تیکھی نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے اُس کی بات کاٹی تھی،،زی ایک بھرپور مُسکراہٹ کے ساتھ سر کو خم دیتا گاڑی کی چابیاں اُنگلیوں پر گھماتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا،،

ہر بار یہی تو ڈائلاگ ہوتا ہے ان کے پاس،،"

وہ بڑبڑاتی ہوئی ایک بار پھر اپنے حجاب کی پنز سیٹ کیئیے منہ بنا کر بولی تھی،،

"ایک تو یہ میری سوتن کو چین نہیں ہے"

موبائل پر آتی عریش کی جانب سے پچاس سازائڈ مس کالز دیکھتی وہ سر پر ہاتھ مار کر بولتی ہوئی باہر کی جانب بھاگی تھی،،

****

"یہ آج یونی میں اتناسناٹا کیوں ہے"

زی اُسے یونی چھوڑ کر جاچُکا تھا،، مگر یونیورسٹی کے باہر اس قدر ویرانہ دیکھ نینا کی حیرت بجا تھی،، دونوں ہاتھوں سے اپنا نیوی بیلو فراک اُٹھائے نیلی آنکھوں میں حیرت اور تجسس بھرے وہ یونی میں داخل ہوئی،، اُسی دوران اُس پر ایک اسپاٹ لائٹ چلادی گئی جب کہ چار سو اندھیرا تھا،، یکدم آنکھوں میں اس قدر تیز روشنی پڑنے پر ایک لمحے کو اُس کی آنکھیں جیسے چُندھیا سی گئی تھیں،، اُس نے دھیرے سے اپنی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا،،

" کوئی ہے "

اُس نے پلکیں جھپکتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تھا،، مگر جواب ندارد،، جیسے ہی اُس نے قدم کی جانب بڑھائے پیچھے والی لائٹ بند ہو کر آگے والی لائٹ عین اُس کے اوپر اون ہو گئ،، نینا نے اچھنبے سے اُس لائٹ کو گھورا،، جیسے ہی اُس کی نظر زمین پر گئ وہ حیرت زدہ رہ گئ،، کیونکہ وہاں چھوٹے چھوٹے ایروز کسی راستے کی جانب اشارہ کر رہے تھے،، وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی،، اُن اشاروں کی پیروی کرنے لگی تھی،، آنکھوں میں تجسس اور حیرت برقرار تھی،، تقریباً پانچ منٹ کے راستے کو عبور کرنے کے بعد وہ اُس مُقام پر پہنچ چُکی تھی،، جہاں ایروز کے نشان ختم ہو چُکے تھے،اُس نے حیرت سے ارد گرد نظریں گھماتے ہوئے کچھ ٹٹولنا چاہا مگر ناکام رہی،، یکدم پیچھے سے اُس کے سر پر کسی نے پسٹل رکھ دی،، نینا کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا تھا،، وہ اپنے سر پر پسٹل کا رُخ محسوس کر چُکی تھی،،

"کون ہو تُم"

وہ اپنا حلق تر کرتے ہوئے خوفزدہ ہو کر بولی تھی،، آخر کون تھا جو دن دھاڑے اُس کو اُس کی ہی یونی میں قتل کرنا چاہتا ہے،،

"میں ایک ڈاکو"

خوف سے اُس کے حواس اس قدر سلب ہو چُکے تھے،، کہ وہ اُس آواز پر غور نہ کر سکی،،

دیکھو تُم نے غلط لڑکی کو پکڑ لیا ہے میں تو بہت غریب ہوں میرا باپ "
دیھاڑی دار مزدور ہے اور ماں پاپڑ بناتی ہے میں بھی اُن کے ساتھ ہی پاپڑ بناتی
ہوں"

خوف کے باعث جو اُس کے منہ میں آتا گیا وہ بولتی گی ٔ تھی،،اگر اُس کی بات
زاویار اور مایا سُن لیتے تو ضرور خود کو گولی مار دیتے،،اُس کی بات پر بلیک ہڈی
میں ملبوس نے بہت مُشکلوں سے اپنا قہقہ ضبط کیا تھا،،

"تو کیا تُم اس یونیورسٹی میں بھی پاپڑ بیچنے آتی ہو"

اب کہ اُس کا لہجہ طنزیہ ہوا تھا،،نینا نے سختی سے دانت کُچکائے،اگر ابھی یہ
پسٹل اُس کے سر پر نہ ہوتی تو یقیناً وہ اس کڈنیپر کا قتل کر دیتی،،

"ہاں تو تمہیں چاہیئے تو لے فری میں"

وہ روہانسی ہو کر بولی تھی،،

"مجھے پاپڑ نہیں چاہیئے بے وقوف لڑکی"

وہ مُسکراہٹ دبائے بولا تھا،،نینا کو تپ چڑھی،،

"تو پھر کیا چاہیے تمہیں"

وہ چیخی تھی،،

"تمہارا دل"

یکدم سب جگہ رنگ برنگی لائٹس روشن ہو گئی تھیں،، برقی قمقموں کی مدد سے نہایت خوبصورت سجاوٹ کی گئی تھی،، جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو مبہوت کر دے،، نینا کا دل دھک سے رہ گیا،، وہ دھیرے سے پلٹی،، وہ سامنے وہی کیڈ نیپر بلیک ہڈی میں ملبوس اُس کے سامنے ایک گھٹنے کو زمین پر رکھے ایک ہاتھ کمر پر باندھے دوسرے ہاتھ میں رنگ پکڑے سر جھکائے بیٹھا تھا،، ارد گرد کھڑے اسٹوڈنٹس زوردار ہوٹنگز کر رہے تھے،، اُس کی نیلی آنکھیں شدید حیرت کے باعث پھیل گئی تھیں،، دونوں ہاتھوں کے سختی سے منہ پر جمائے اُس نے اپنی چیخ نکلنے سے روکی تھی جیسے،، مگر جیسے ہی اُس کیڈ نیپر نے اپنے چہرے سے ہڈی اُتاری وہیں اُس کی آنکھیں جیسے اُس چہرے کو دیکھ کر جم سی گئی تھیں،،

"تُم"

وہ دبادباسا چلائی تھی آنکھوں میں شرارت بھرے چہرے پر مُسکراہٹ سجائے عریش کو گھٹنوں کے بل اپنے سامنے جھکا دیکھ کر،،

اہم اہم عرض کیا ہے،،"

سلامِ حسرت قبول کرلو
میری محبت قبول کرلو

تُم نگاہوں کی جستجو ہو
تُم خیالوں کا مُدعا ہو

تُم ہی درد تُم ہی شفا ہو

تُم ہی راحت تُم ہی سکون ہو

غمِ جُدائی ہے جان لیوا

یہ ایک حقیقت قبول کرلو

میری محبت قبول کرلو

"میری محبت قبول کرلو

اُس کی سحر زدہ آواز نے نینا جو جیسے اپنے حصار میں قید کرلیا تھا،، جو پلکیں چھپکائے اُسے دیکھ رہی تھی،، جو آنکھوں میں محبت کے جُگنو بھرے گھٹنوں کے بل اُسے کے سامنے بیٹھا خوبصورتی سے اپنے احساسات بتاتا ایک ریاست شہزادہ معلوم ہورہا تھا،، اُس کا چہرہ شدت سے سُرخ ہوچُکا تھا،، ارد گرد سب

اسٹوڈنٹس بلکل خاموش ہو چُکے تھے،، شاید اُس کے جواب کے مُنتظر تھے،، مگر اُس کے جواب نے سب کو حیرت کے غوطے میں دھیکیل دیا تھا،،

" نو مزہ نہیں آیا"

وہ بے نیازی سے اپنی نیلی آنکھیں گھماتی ہوئی مُسکراہٹ دبائے بولی تھی، عریش جو دل جو جان سے اُس کے جواب کا منتظر تھا اُس کی بات پر حیرت سے سر اُٹھایا،،

مجھے پہلے ہی پتا تھا یہ نالائق سعد کبھی کوئی کام ٹھیک سے نہیں کر سکتا کہا بھی" تھا کوئی اچھی سی شاعری ڈھونڈ کر لا مگر نہیں یہ تھرڈ کلاس شاعری اُٹھا کر لے آیا اس سے تو کوئی نوکرانی بھی نہ پٹے رُکو اب میں عریش شاہ اپنے انداز سے "تمہیں پرپوز کرتا ہوں

وہ سعد کے مُنہ پر شاعری کی پرچی پھینکتا دوبارہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا گلہ کھنکھار کر بولا تھا،، نینا کا دل معمول سے زیادہ دھڑک رہا تھا،، جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا،،

"اہم اہم،،

سب نے ایک بار پھر تجسس سے عریش کی جانب دیکھا نا جانے وہ کیا سُنانے والا تھا،،

"تو عرض کیا ہے،،

تمہاری ہی جانب اشارہ کرتا ہے میرا ہر راستہ

بن جاؤ میری بیگم اور زور بناؤ میرے لیے پاستہ

تُم ہی میری تجارت تُم ہی ہو قافلہ

کہہ دو قبول ہے ورنہ کر کے مجھ کو قتل بن جاؤ قاتلہ

کر لو میری چاہت قبول ورنہ ملے گا پھر تمہیں کوئی عاشق سستا

پہن لو میرے نام کی انگھوٹی اور میرا گھر کر دو ہنستا بستا

آٹے میں بیکنگ پاؤڈر ڈالنے سے نمکی ہوتی ہے خستہ

"مجھ سے شادی کر لو تمہیں اللہ کا واسطہ

آنکھوں میں معصومیت بھرے وہ گھمبیر لہجے میں اپنی لکھی گئی غزل سُنا گیا تھا،، جہاں چاروں طرف قہقہوں کا طوفان اُبل پڑا وہیں نینا کا دل کیا اپنا سر

دیوار پر دے مارے،، اس لڑکے سے کسی اچھے کی اُمید کرنا دُنیا کا فضول ترین کام تھا،، جیسے ہی اُس نے اُس کے ہاتھوں سے رنگ جھپٹ کر اپنی اپنی اُنگلیوں میں پہنیں وہیں سیاہ آسمان آتش بازی سے جھلملا اُٹھا،، اُس کے انگھوٹی تھامنے پر عریش کا سانس بحال ہوا،، اپنی پیشانی پر بکھرے بالوں کو سمیٹتا ہوا وہ چہرے پر ایک بھرپور مُسکراہٹ سجائے نینا کے پاس جا کھڑا ہوا جو نیلی آنکھوں میں اشتیاق بھرے مبہوت سی آسمان کی جانب تک رہی تھی،،

"جی تو مسسز عریش کیسا لگا میرا پوپوزل"

اُس نے فخریہ انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا،، نینا نے بمشکل اپنی ہنسی کو قابو کیا،،

"تمہاری طرح ہی ایک دم فضوم"

وہ بے نیازی سے بولی تھی،، عریش نے دُکھی انداز میں اُسے ظالم لڑکی کو گھورا تھا،،

" سہی کہتے ہیں ہیرے کی قدر ایک جواہری کو ہی ہوتی ہے "

وہ سُنہری آنکھوں میں بے نیازی بھرے بولا تھا،نینا نے حیرت سے اُسے دیکھا،،

اووجواہری کے پکچھ لگتے پلمبر جیسی تمہاری اپنی شکل ہے شُکر کرو میں نے " قبول کرلیا "

وہ دونوں ہاتھ جھلاتے ہوئے اُس کی شاندار پرسنیلٹی کی دھجیاں ایک منٹ میں بکھیر گئی تھی،، عریش نے صدمے سے اُسے دیکھا تھا،،

بس عیش اتنی بے عزتی برداشت کرنا ہم شاہوں کی عزت کے خلاف ہے" "میں جارہاہوں کوئی دوسری پٹانے

وہ آنکھوں میں ایک اعظم بھر کر دونوں ہاتھ کمر پر باندھے اکڑ کو بولتا ہوا جیسے ہی وہاں سے جانے لگا ویسے ہی نینا نے اُس کی ہڈی پیچھے سے پکڑ لی،،

ایک قدم بھی آگے بڑھایا نہ عریش شاہ قسم سے تمہیں اغوا کر کے" "تمہارے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کر کے کسی گٹر میں پھینک آؤں گی

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی،، عریش پھولے منہ کے ساتھ دوبارہ اُس کے ساتھ کھڑا ہو گیا تھا،، نینا نے اُس کا پھولا کیوٹ سا چہرہ دیکھ کر ہنسی ضبط کی تھی،، آج کی رات سب سے حسین راتوں میں سے ایک ہوتی اگر کچھ حسد کرتی نگاہیں اس وقت اُنہیں نہ دیکھ رہی ہوتیں،، اُن کی آنکھوں سے پھوٹتی حسد اور جلن کی چنگاریاں اس قدر تیز تھیں،، کہ کسی کو بھی جلا دینے کی قوت رکھتی تھیں،، وہ دونوں سب سے بے نیاز کھلکھلاتے ہوئے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے،، آنے والے امتحان ست ناآشنا،، آنے والی آزمائش سے بے خبر،، جہاں ایک خوشیوں سے بھری رات رات کا اختتام ہوا تھا،، وہیں قیامت سے بھری دوسری رات کا آغاز ہونے جارہا تھا،، وہ طوفان جس نے نینا خان کی زندگی کی کشتی کو تحس نحس کر کے رکھ دیا تھا،، وہ رات جو اُس کی زندگی میں موجود خلا کی زمہ دار تھی،،

****

"یہ کس کا میسج اس وقت سب خیریت ہو"

رات کے تقریباً ایک بجے کا وقت تھا،، موسم خاصا ابر آلود تھا،، جیسے بہت زوروں سے بارش برسنے والی ہے،، نینا کو نیند نہیں آرہی تھی تو وہ اپنے روم میں بیٹھی لائٹس اون کیئیے بیڈ پر بیٹھی ڈرائینگ کرنے میں مصروف تھی،، جبکہ اس وقت کسی کا میسج آنا اُس کے لئیے حیرت کا باعث تھا،، کیونکہ عریش تقریباً دس بجے ہی نیند کی وادیوں میں کھو جاتا تھا اور کسی یونی فیلو کے پاس اُس کا نمبر نہیں تھا،، کاپی ایک سائیڈ کیئیے اُس نے میسج ٹون کی آواز پر جلدی سے موبائل تھام کر انباکس کھولا تھا،،

"ہیلو نینا میں عریش کا دوست ہوں اُس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے ایک ٹرک اُسے ہٹ کر کے چلا گیا ہے پلیز تُم اس پتے پر پہنچ جاؤ تا کہ ہم اُسے ہاپٹسل

لے جا سکیں میرے پاس کار نہیں ہے پلیز تُم جلدی پہنچو ورنہ ہم اُسے کھو دیں گے"

موبائل اُس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گود میں گر پڑا تھا،، آنکھیں پتھرا گئی تھیں جیسے،، ایک ایک لفظ اُسے اپنے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح لگا تھا،، اُس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا،، حواس جیسے سلب ہو گئے تھے،، وہ بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی،، سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں جیسے مفلوج ہو گئی تھیں،، وہ اس وقت گھٹنوں تک آتی لونگ بلیک شرٹ اور ٹرائوزر میں ملبوس تھی،، کانپتے ہاتھوں سے اپنا اسٹالر خود کے گرد لپیٹے وہ جلدی سے اپنی کار کی کیز پکڑتی ہوئی روم کا ڈور کھول کر باہر بھاگی تھی،، تقریباً سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے،، اُس کے ذہن میں بس بار بار وہی بات گردش کر رہی تھی،، کہ وہ عریش کو کھو دیں گے،، عریش کی زندگی کی ڈور اب اُس کے ہاتھ میں ہے،، اگر اس وقت وہ

عقل کا استعمال کر لیتی تو شاید اُسے معلوم ہو جاتا کہ عریش کا دوست صرف اپنے کام سے،، مگر اس وقت اُس سعد تھا جو کل ہی آؤٹ اوف سٹی گیا ہوا تھا کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں اُس کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں،، اُس پر تو عریش کو کسی بھی طرح بچانے کا بھوت سوار ہوا تھا،، اسٹیرز اُترتی ہوئی وہ ارد گرد ایک نظر بھرائی نیلی آنکھوں سے دیکھتی ہوئی مین گیٹ کھول کر باہر نکل گئی تھی،، اُسے پرواہ نہیں تھی کہ کوئی اس وقت ایسی حالت میں دیکھ لے تو کیسا ریکٹ کرے گا،، اُسے فکر تھی تو صرف عریش کی،، چاہے وہ صبح زی کے ساتھ یونی جاتی تھی،، مگر اُس کی بے جا ضد پر اُسے اپنی ذاتی کار بھی دلوا دی گئی تھی،، وہ جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر سوار ہوئی اور گاڑی زن سے بھگا کر لے گئی تھی،، تقریباً پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیو کے بعد وہ ٹھیک اُس پتے پر پہنچ چکی تھی،، کار کا ڈور کھول کر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ باہر نکلی تھی،، چار سُو اندھیرا چھایا ہوا تھا،،

"عریش"

وہ ارد گرد اُس کے وجود کو نظروں سے تلاشتے ہوئے چلائی تھی،، جواب ندارد رہا،، نینا کا دل مسلسل ہول رہا تھا،،

"عریش کہاں ہو تُم"

وہ ایک بار پھر اپنی پوری قوت سے چیخی تھی،، تقریباً تھوڑی دور ہی اُسے کوئی روشنی آتی ہوئی دیکھائی دی،، اُس نے دھیرے سے اپنی پلکیں جھپکائیں،، آنکھوں میں بے چینی،، اُلجھن اور بے قراری واضح تھی،، ساتھ ہی ارد گرد سے کسی کے ہنسنے کی آواز گونجیں تھیں،، نینا کی سُرخ ہوتی نیلی آنکھوں میں حیرت اُتری تھی،،

واؤ کیا محبت ہے یار مطلب محبوب کی ایک تکلیف پر کیسے تڑپ اُٹھتا ہے "

"انسان

یکدم پیچھے سی ایک اور گاڑی کی لائٹ روشن ہوئی تھی،، اُن سب کے چہرے واضح تھے،، مگر اُن میں سے کوئی بھی عریش نہیں تھا،، نینا کا وجود جیسے زلزلوں کے جھٹکے میں آیا تھا،، دل نے بے اختیار زوروں سے دھڑکتے ہوئے کسی انہونی کا پتہ دیا تھا،،

"کون ہو تُم اور عریش کہاں ہے"

وہ سُرخ ہوتی نیلی آنکھوں میں نمی بھرے ڈوبتے دل کے ساتھ اُسے پوچھتے ہوئے بولی تھی،، اس وقت وہ دونوں انگلش میں ہم کلام تھے،، اُس نے

دونوں ہاتھوں سے اپنے حجاب کو سختی سے تھام رکھا تھا،، جو کہ تیز ہوتی ہوائوں کے باعث مسلسل اُڑ رہا تھا،،

"ویسے مجھے مُسلمز کی یہ اپنے گرد عجیب سا کپڑا باندھنے کی عادت سمجھ نہیں آتی مطلب خوبصورتی کو دیکھنے کا حق تو سب کا بنتا ہے نہ کیوں دوستوں "

وہ اُس کا جائزہ لیتا اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے ایک آنکھ دبا کر بولا تھا، نینا کا دل چاہا اُس کی آنکھیں نکال دے،، اُسے اپنا آپ بے بس سا محسوس ہوا تھا،،

"میں پوچھ رہی ہوں عریش کہاں ہے؟ کیا کیا ہے تُم لوگوں نے اُس کے ساتھ"

وہ دبادبا ساغُرا کر بولی تھی،، اُس کی بات پر اُن کے قہقہے گونجے تھے،، نینا نے آنکھوں میں الجھن بھرے انہیں دیکھا تھا،،

"کیا یہاں پر کوئی جانتا ہے عریش کہاں ہے"

وہ انجان بنتا ہوا پوچھنے لگا تھا،، جواباً اُس کے ساتھیوں نے بے نیازی سے کندھے اُچکائے،،

" پھر وہ میسج"

اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی،، اُس شخص نے بمشکل اُس کی سرگوشی نما آواز سُنی تھی،،

"ویسے مجھے یقین نہیں تھا تُم اتنی کم عقل ہو گی کہ بجائے عریش سے کال کر کے کنفرم کرنے کے کسی بھی اجنبی نمبر سے بھیجے گئے میسج پر سیدھا کسی سُنسان علاقے میں آجاؤ گی بغیر اپنی جان کی پرواکیئے"

اُس کی بات پر نینا کا دل چاہا اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے،، وہ بچپن سے ہی ایسی جزباتی تھی،، کبھی کوئی فیصلہ دماغ سے نہیں کرتی تھی،، ہمیشہ دل کی سُنتی تھی،، مگر آج اُس دل کی سُننا مہنگا پڑ گیا تھا،،

"آخر ہو کون تُم کیا مقصد ہے تمہارا مجھے یہاں دھوکے سے ایک گھٹیا میسج کر کے مجھے بُلانے کا میں تو تمہیں جانتی بھی نہیں ہوں"

وہ ارد گرد کی جگہ کا جائزہ لیتی سخت لہجے میں پوچھتے ہوئے بولی تھی،، اُس کا اپنی گاڑی سے فاصلہ بہت زیادہ تھا،، جس کی وجہ سے بھاگ کر گاڑی میں بیٹھ

کر یہاں سے نکلنا مشکل ہو سکتا تھا،، یا پھر ناممکن،، اُس کی آنکھیں جھاڑیوں کو دیکھ کر چمکیں تھیں،، یقیناً یہاں سے کوئی راستہ نکلتا ہی ہو گا،،

"ہمارے مقصد بہت ہی زیادہ نیک ہیں اور رہی بات جاننے کی تو لو ابھی جان لیتے ہیں تمہارے اُس سو کالڈ عاشق نے مجھ سے میری محبت چھینی تھی وہ کیسے یہ بھی بتا دیتا ہوں ویسے بھی ابھی بہت ہی باتیں کرنی ہیں تُم سے"

وہ ایک وقفہ لینے کو رُکا تھا، نینا جو بھاگنے کا سوچ ہی رہی تھی،، اُس کی بات پر الرٹ ہوئی،، آنکھوں میں بے یقینی بھرے اُس نے اُس کی بات سُنی تھی،، عریش نے کسی کی محبت چھینی تھی، پر کیوں،،

"پہلے تو مجھے بھی لگا کہ وہ تمہارے ساتھ ٹائم پاس کر رہا ہے جیسے باقی لڑکیوں کے ساتھ کرتا تھا مگر جب اُس نے تمہیں پرپوز کیا سب سے زیادہ حیرت مجھے

ہوئی جانتی ہو کیوں ہماری یونیورسٹی کا پلے بوائے ہے وہ لڑکیاں ایسے بدلتا ہے جیسے کپڑے بدلے جاتے ہیں پر اب مجھے سمجھ آگئی ہے تُمہارا یہ سو کالڈ حجاب دیکھ کر تم مسلم ہو اور مسلم لڑکیوں کو پٹانے کا سب سے اچھا ٹرک یہی ہے کہ اُنہیں شادی کے خواب دیکھا دو اور دیکھو تُم بھی آگئی نہ اُس کے خوابوں میں،،

وہ ایک بار پھر قہقہ لگا کر بولا تھا،،نینا کی حالت تو یوں تھی جیسے کاٹو تو لہو نہیں ،،اُسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا جیسے،،اُس کا عریش ایسا نہیں ہو سکتا،،

"جھوٹ بول رہے ہو تُم وہ ایسا نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہے"

وہ اُس کی بات کو جھٹلاتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی تھی،،اُس کی بات پر مُقابل کا زوردار قہقہ گونجا تھا،،نینا نے ناگواری سے اُسے دیکھا تھا،،

"مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے میرے پاس ثبوت ہیں یہ پکس نظر تو آ ہی رہی ہوں گی بلکہ ایسا کرو تُم اطمینان سے دیکھ لو دیکھو یہ تمہارا سو کالڈ عریش نہیں ہے کیا؟"

وہ اُس کے مُقابل پہنچتا ہوا اُس کے سامنے چند تصویریں بڑھا کر تمخسر بھرے لہجے میں بولا تھا،، نینا نے لرزتے ہاتھوں سے وہ پکس تھامیں اور ایک ایک کر کے سب کو غور سے دیکھا،، وہ عریش ہی تھا،، ہر تصویر میں الگ لڑکی تھی،، کہیں اُس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا،، کہیں وہ ہنس رہا تھا،، کہیں کسی لڑکی کے ساتھ کسی ہوٹل میں کچھ مشروب پی رہا تھا،، نینا کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا دُنیا کا سب سے مشکل کام لگا تھا،، اُس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے جیسے،، آنکھیں جیسے بے یقینی کی سی کیفیت میں بھر آگئی تھیں،، اُس نے اُس کے ہاتھ سے وہ تصویریں واپس کھینچ لی تھیں،،

"چلواب آگے کی بات کی طرف آتے ہیں تمہارے اُس عریش نے اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے میری گرلفرنڈ ایلزبتھ کو بھی پھنسالیا میری لاکھ وارننگ کو نظرانداز کرتے ہوئے اُس نے مجھ سے میری محبت چھین لی اور اس پر ہی بس نہیں کیا اُس نے اُس لڑکی کو جان سے مار دیا جانتی ہوں کیسے وہ بھی محبت کرنے لگی تھی اُس دھوکے باز شخص سے جس سے تُم کرتی ہو شادی کرنا چاہتی تھی مگر تمہارا وہ عاشق اپنی بات سے مکر گیا اور اُس سے ہر تعلق ختم کرلیا اور یوں الزبتھ نے شدید ڈپریشن کت باعث اپنی جان دے دی اُس نے میری محبت کی جان لے لی اپنے ٹائم پاس کے چکر میں"

ایک کے بعد ایک جھٹکے،، خوابوں کے محل رفتہ رفتہ زمین بوس ہوتے گئے،، خواب آنکھوں میں کرچیوں کی طرح ٹوٹے تھے،، جن کی چُبھن نینا کو اپنے پورے وجود میں اُترتی ہوئی محسوس ہورہی تھی،، وہ بلکل ساکت

تھی،، بلکل بے یقین،،اور اُس دن اُسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ ہر شخص دو چہرا لئیے ہوئے ہے،،اور ہو شخص دھو کے باز اور مُنافق ہے،،

"مجھے تمہاری دوست کی موت کا افسوس ہے میں نہیں جانتی تھی کہ عریش ایسا ہو گا کسی کے جزبات کے ساتھ کھیلنے والا میں تُم سے وعدہ کرتی ہوں یہاں سے جاتے ہی اپنا ہر تعلق اُس سے ختم کر لوں گی"

اُسے اپنی آواز کسی گہرے کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی،،دل جیسے انگاروں کی لپیٹ میں تھا،، جس کی جلن سے آنکھوں میں نمی بھر رہی تھی،، جس سے اُٹھتا دھواں اُس کا چہرہ جھلسا رہا تھا،، سُرخ چہرہ لئیے وہ بمشکل خود پر قابو کئیے کھڑی ہوئی تھی،، مُقابل شخص نے افسوس سے اُس کی حالت دیکھی،، مگر پھر وہ مُسکرایا تھا،، کیونکہ ابھی تو اصلی کھیل باقی تھا،،

"اتنی جلدی بھی کیا ویسے ماننا پڑے گا عریش کی پسند ایک دم زبردست ہے"

ایک آنکھ دبا کر اپنے دوستوں کی جانب دیکھتا وہ قہقہ لگا کر بولا تھا،، نینا نے اُس کی بات ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا،،

"اپنی بکواس بند کرو چیپسٹر جاہل انسان ورنہ تمہارا منہ توڑ دوں گی تمہاری دُشمنی عریش سے ہے مجھ سے نہیں اسی لیئے اپنی اوقات میں رہ کر بات کرو"

وہ غُرا کر بولی تھی،، دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں سختی سے آپس میں میچیں ہوئی تھیں،، اُس کی بات پر مُقابل کی پیشانی پر شکنیں اُبھریں،،

"بہت غُصہ کرتی ہو تُم سنڈریلا کیا ہے نہ ابھی تُم ہو رات ہے سُنسان علاقہ،،"

اس سے پہلے کے وہ مزید بکواس کرتا نینا نے دماغ کے گھوڑے دروائے،،وہ بغیر کسی کو دیکھے،،، کسی کی بات سُنے بے اختیار دائیں جانب اندھا دھند ابھاگنا شروع ہوگئ تھی،،اس دوران اُس کا بریسلٹ جھاڑیوں میں اٹکنے کے باعث ٹوٹ کر زمین بوس ہوگیا تھا،، پیچھے سے آتی آوازوں پر بھی اُس نے اپنی رفتار میں کمی نہیں کی،،وہ لوگ اُس کے قریب پہنچ رہے تھے،،بہت قریب،، مگر اُس کے دل میں اپنی جان سے زیادہ اپنے خاندان کی عزت کی زیادہ اہمیت تھی،، تبھی وہ مسلسل دل میں اللہ کا ورد کیئیے اپنی پوری وقت سے بھاگ رہی تھی،،اسی دوران تیز دھاڑ بجلی چمکی اور موسلادھاڑ بارش ہونا شروع ہوگئ تھی،،اُس کے پاؤں کیچڑ سے بھر گئے تھے،، جبکہ لباس بھی بھیگ چُکا تھا،،

****

بھاگ بھاگ کر اُس کا سانس پھول چُکا تھا،، بہت وقت سے وہ بغیر پیچھے دیکھے بھاگے جا رہی تھی،، پیچھے قدموں کی آہٹ کو نہ محسوس کرتے ہوئے اُس نے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر گہری سانسیں لے کر حارج کی تھیں،، وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا،، سرد تھر تھراتی ہوائیں اُس کے وجود کے آر پار ہو رہی تھیں جیسے،، وہ اس وقت ایک جنگل نما علاقے میں تھی،، جہاں ہر سو اندھیرا تھا،، بس تیز ہواؤں کے باعث درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ کرتی آواز ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں،، اُس کی دھڑکنیں سوا نیزے پر تھیں،، اور چہرہ سُرخ تھا،، وہ تھکے تھکے سے انداز میں جیسے ہی پیچھے کی جانب مڑی کسی نے سختی سے اُس کے منہ پر ہاتھ جما لیا،، اُس کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا تھا جیسے،، سامنے والے چہرہ ماسک میں ڈھکا ہوا تھا،، اس سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اُن لڑکوں میں سے نہیں تھا،، نینا نے سخت مزخمت کرتی ہوئے اپنے ناخن اُس کی گردن میں گاڑھ دیئے تھے،،

" آؤ چھچھح جنگلی بلی"

مُقابل درد سے بلبلا کر اُس سے دور ہٹا تھا،، یہ آواز،، یہ آواز تو وہ سینکروں میں پہچان سکتی تھی،، مُقال اپنا ماسک ہٹا چُکا تھا،، نینا کے اندر غم و غُصے کا طوفان اُبلا تھا،، اُس کی صورت کو دیکھ کر،،

"تُم تم یہاں کیا کر رہے ہو"

وہ بمشکل اپنے دل میں اُبلنے والے اُس طوفان کو قابو کرتی سُرخ چہرے کے ساتھ سخت لہجے میں بولی تھی،، عریش نے کڑی نظروں سے اُسے گھورا تھا،،

"یہ تو تُم مجھے بتاؤ گی کہ تُم اس وقت اس جنگل میں کیا کر رہی ہو وہ بھی اکیلے
اتنی رات میں"

وہ اُس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں بولا تھا،، اُس کا دل بار بار کھٹک رہا تھا جس کے باعث اُس نے نینا کو کال کی مگر وہ ریسو ہی نہیں کی جا رہی تھی،، اس بات پر اُسے تھوڑی تشویش نے آگھیرا،، جس پر اُس نے نینا کے موبائل کی لوکیشن ٹریس کی تاکہ پتا لگا سکے وہ خیریت سے ہے یا پھر نہیں،، مگر وہاں پر اُس سُنسان سڑک کی لوکیشن دیکھ کر وہ بے تحاشا چونکا تھا،، سڑک کے اُس پار بس نا ختم ہونے والا جنگل تھا،، اور اس وقت نینا کا وہاں موجود ہونا اُس کی چھٹی رگ بُری طرح پھڑکی تھی،، بس پھر وہ بغیر سوچے سمجھے اپنی کار بھگاتا ہوا اُس جگہ پہنچا تھا،، مگر وہاں صرف نینا کی گاڑی موجود تھی جبکہ وہ غائب تھی،، ارد گرد ٹٹولنے اور آوازیں دینے پر اُس کی نظر اُس بریسلٹ پر پری جو زمین بوس تھا،، اور پھر موبائل کی ٹورچ کی مدد سے قدموں کے نشانات کا

حیرت زدہ رہ گیا پیچھا کرتے وہ نینا تک پہنچا تھا،، وہ اُسے اس حال میں دیکھ کر تھا،، جبکہ دوسری طرف نینا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ یہاں پہنچا کیسے،، مگر اُس کا اتنے حق سے سوال پوچھنا اُسے جی جان سے سُلگا گیا تھا،،

تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال جواب کرنے والے ہاں میری مرضی میں "
"مروں یا جیوؤں تمہیں کیا فرق پرتا ہے

وہ اپنا چہرہ جھکائے ایک ایک لفظ پر زور دیتی نہایت کھچے ہوئے لہجے میں بولی تھی،، جبکہ اُس کی بات پر عریش کی آنکھوں میں الجھن اور غُصے کے تاثرات واضح ہوئے تھے،، اُس نے سختی سے اُس کے دونوں بازؤں میں میں اپنی اُنگلیاں گاڑھ کر اپنے مُقابل کیا تھا،، جبکہ اس اچانک افتاد پر نینا کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا تھا،،

"نینا خان اس وقت تُم اپنے حواس میں معلوم نہیں ہو رہی ہو آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ آتا ہوں باقی کی بات ہم بعد میں کریں گے"

عریش کو اُس کی حالت کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوئی تبھی اُس کی بے تُکی بات کو بمشکل نظر انداز کیئے وہ سنجیدگی سے بولا تھا،، اُس کی بات پر نینا کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی،، جبکہ آنکھوں میں نمی سی چمکی تھی،، عریش نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

"آج ہی تو حواس میں لوٹی ہوں میں مسٹر عریش شاہ پہلے تو میں محض ایک خواب میں جی رہی تھی مگر آج حقیقت میں کھڑی ہوں اور جانتے وہ میری حقیقت اتنی تلخ کیوں ہے کیونکہ میری حقیقت تُم ہو"

اُس کا لہجہ نہایت دھیما تھا،، جبکہ الفاظ تیز کی مانند تھے،، جو سید ھا عریش کے دل کے مُقابل پر پیوست ہوئے تھے،، اسی دوران زوردار بجلی کی تیز کڑک دار آواز گونجی تھی،، اُس کی نیلی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرائے تھے،، غیر اختیاری طور پر اُس نے اُس کی جیکٹ کو تھام لیا تھا،، عریش بھی بغیر سوچے سمجھے اُس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا،، اور اپنی وہ گناہ سمجھنے اور سوچنے کی کوشش کر رہا تھا،، جس سے نینا کو تکلیف پہنچی ہو،، مگر اُس کی یاداشت میں ایسی کوئی بات گشت نہیں کر رہی تھی،، بارش کی ننھی ننھی بوندیں آسمان سے پھسلتی ہوئیں اُس کے چہرے پر گری تھیں،، اسی دوران دوبارہ بجلی چمکی،، ہر سو روشنی پھیل گئ،، مگر اس روشنی میں ایک ایسی روشنی بھی تھی جو ان کی زندگیوں میں تباہی کا سبب بننے جارہی تھیں،، وہ روشنی اور روشنی والا تو وہاں سے جا چُکا تھا،، اب بس وہ دونوں کھڑے تھے،، بلکل طرح،، ساکت ایک مورت کی

"کیا تُم ٹھیک ہو"

اُسے بجلی سے ہراساں دیکھ کر وہ نرم لہجے میں گویا ہوا تھا، نینا ہوش میں آتی ایک جھٹکے سے اُس سے الگ ہوئی تھی،، عریش کو اُس کی آنکھوں میں خود کے لئیے نفرت محسوس ہوئی تھی،، اُس کا دل ڈوب کر اُبھرا تھا،،

"نہیں ہوں میں ٹھیک اور تب تک ٹھیک نہیں ہو جاتی جب تک تُم یہاں سے دفع نہیں ہو جاتے بلکہ یہاں سے ہی کیوں میری زندگی سے ہی کیوں نہیں چلے جاتے تُم ہاں "

اُس کی پلکوں سے گرنے والے آنسو بارش کی بوندوں میں جزب ہو کر ملاوٹ زدہ ہو گئے تھے،، اُس کا آگ اُگلتا لہجہ،، اُس کی زہر میں ڈوبی ہوئی

باتیں،، عریش کا چہرہ شدید ضبط سے سُرخ ہوا تھا،، جبکہ آنکھوں میں بے یقینی سی اُتری تھی،،

"اتنی جلدی بے زار ہو گئی تُم مجھ سے نینا خان"

اُس نے سختی سے اُسے دوبارہ بازؤں سے تھاما تھا،، نینا اُس کی بات سُن کر بے تحاشا چونکی مگر پھر اُس کے چہرے پر ایک نہایت تلخ مُسکراہٹ آئی تھی،، جبکہ عریش کا بس نہیں چل رہا تھا،، وہ پوری دُنیا کو آگ لگا دے،، اُسے بلکل اُمید نہیں تھی کہ نینا اُس کی سچی محبت کو اس طرح ٹھکرائے تھی،، اُس کا دل انگاروں کی لپیٹ میں تھا جیسے،،

"بے زار اور وہ بھی میں تُم سے سیریسلی عریش چلو چھوڑا اس بات کو تُم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب مجھ سے بے زار ہونے والے ہو مطلب ایک دن ایک ہفتہ

ایک مہینہ کیونکہ اس سے زائد تُم مجھے وقت کہاں دے سکو گے ٹائم پاس تو محدود مُدت کے لئیے ہوتا ہے نہیں "

اُس کے الفاظ بجلی بن کر عریش پر گرے تھے،، جبکہ نینا کا دل اس قدر لہو لہان تھا یہ سب کہتے ہوئے،، اس بات کے گواہ اُس کی آنکھوں سے نکلنے والی آنسو بخوبی دے رہے تھے،، مگر پھر بھی وہ بولتی گئ،، آخر یہی تو حقیقت تھی،، جیسے سب کو چھوڑا،، ویسے وہ اُسے بھی تو چھوڑ دے گا،، مگر اس سب کے بعد عریش کی سُنہری آنکھوں میں غیض وغضب کا جو طوفان اُبھرا تھا،، اُسے دیکھ کر نینا کا دل ایک لمحے کو کپکپا سا گیا تھا،،

ٹائم پاس مطلب بھی جانتی ہو تُم اس کا،، "

وہ سرسراتے لہجے میں بولا تھا،، نینا نے اپنا حلق تر کیا،، بارش ہنوز اپنی رفتار سے برس رہی تھی،، وہ دونوں تقریباً بھیگ چُکے تھے،،

"بتاؤ نینا خان آخر تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری محبت کو گالی دینے کی کیا کمی رہ گئی تھی میری محبت میں جو تُم اُسے ٹائم پاس کا نام دے رہی ہو پرپوز کیا تھا تمہیں شادی کرنا چاہتا ہوں تُم سے بیوقوف لڑکی،،

اُس کی غُراہٹ پورے جنگل میں قہر بن کر گونجی تھی،، جبکہ نینا کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا،، اُس کی آنکھوں سے پھوٹتی چنگاریاں دیکھ کر،، مگر اُس کی آخری بات پر وہ چونکی،، اور شکوے سے بھرپور آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُسے ایک نظر دیکھا تھا،، اور یہاں عریش کا غُصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا،، وہ اس وقت خود کو شدید بے بس محسوس کر رہا تھا،، یہ لڑکی

مسلسل اُس کے اعصاب کو چٹخا رہی تھی مگر وہ اُس پر ڈھنگ سے غُصہ بھی نہیں کر پا رہا تھا،،

"گھر،،،،، جا،،، نا ہے مجھے"

یکدم بھرائے لہجے میں کہتی دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رہ پڑی تھی،، عریش کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے اُسے روتا دیکھ کر،، اُس نے دھیرے سے اپنے ہڈی والی اپر اُتار کر اُس کے کندھوں پر پھیلا دی تھی،، نینا نے سانس روکے اُس کی حرکت دیکھی تھی،، ایک لمحے کو دل چاہا کہ سب کچھ جھٹک دے تمام حقیقت،، تمام دلائل،، تمام ثبوت،، مگر پھر اگلے ہی لمحے اُس شخص کی باتیں،، الزبتھ کی موت،، اُس کی آنکھوں میں ایک بار پھر نے رُخی اُتری تھی،، وہ بغیر اُسے دیکھے سڑک کی جانب جانے لگی تھی،، عریش خاموشی سے اُس کے پیچھے چلتا رہا،، اُس کا دماغ گہری سوچ میں

گُم تھا، نینا نے ارد گرد دیکھا تھا،، مگر وہ لوگ کہیں نہیں تھے،، شاید وہاں سے چلے گئے ہوں،، وہ سر جھٹکتے ہوئے تیز تیز قدم اُٹھاتی ہوئی اپنی کار تک پہنچی تھی،، کار کا ڈور اوپن کر کے اُس نے بے اختیاری طور پر پیچھے دیکھا بارش میں بھیگتا ہوا اُسی کی جانب نظریں کیئیے کھڑا تھا،، جہاں عریش وہیں تھا،، ایک لمحے کو اُس کا دل دھڑکنا بھوک گیا تھا،، وہ بغیر کچھ سوچے تیزی سے اپنی کار میں بیٹھی تھی،، اور پھر وہ گاڑی دھواں اُڑاتی ہوئی وہاں سے غائب ہو چُکی تھی،، جبکہ عریش بھی تھکے تھکے قدموں سے چلتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا، سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگائے،، وہ اپنی ضبط سے سُرخ ہوتی سُنہری آنکھیں سختی سے میچ گیا تھا،، ایک آنسو اُس کی پلکوں کی بار توڑ کر گالوں پر بہہ نکلا تھا،، جسے اُس نے بر وقت صاف کیا،، سپاٹ چہرہ لیئے وہ اپنی کار اسٹارٹ کر چُکا تھا،، اُس کے تاثرات حد سے زیادہ سرد تھے،، وہ نینا خان کو اپنی محبت کا مذاق بنائے جانے پر کبھی معاف نہیں کرنے والا تھا،، دوسری جانب کچھ نئی سوچیں بھی اُس کے دماغ میں گردش کر رہی تھیں،، آخر وہ اُس

سے اس حد تک بد گُمان کیسے ہو گئی تھی،، دوسری جانب نینا بھی رش ڈرائیو چکی تھی،، وہ دھیرے سے کار کا ڈور اوپن کرتی باہر کرتے اپنے گھر تک پہنچ نکلی،، اور اپنے لب کاٹتے ہوئے دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی ہوئی گھر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی،، گھر ہنوز سُنسان اور ویران معلوم ہو رہا تھا،، سب کچھ اپنی جگہ ساکت تھا،، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو،، وہ تو اُس کا دل تھا جو اس برستی بارش میں خود پر گزرنے والی قیامت کا اعلان چیخ چیخ کر کرنا چاہ رہا تھا،، مگر بعض تکالیف الفاظ کی احتجاج سے کم نہیں کی جا سکتی تھیں،، اُنہیں یا تو برداشت کرنا ہوتا ہے یا پھر اُنہیں فراموش کرنا پڑتا ہے،، وہ بھی خاموش رہ کر،، وہ اپنے روم میں خود کو بند کرتی بیڈ پر تھکے سے انداز میں گر سی گئی تھی،، شاید دماغ بھی خود کو پُر سکون کرنا چاہتا تھا،، تبھی دھیرے دھیرے نیند کی وادیوں میں کھوتا چلا گیا،، مگر کل ایک نیا امتحان اُس کا مُنتظر تھا،، جو اُس کی زندگی کا سب سے بھیانک حصہ ثابت ہونے والا تھا،، یہ اندھیری رات اُبلتے ہوئے سورج کے ساتھ ایک نیا طوفان لانے والی تھی،، محبت تو اُس کی

ریزہ ریزہ ہو کر زمین بوس ہو چُکی تھی،، مگر ابھی کچھ اور تکالیف اُس کی راہ تک رہی تھیں،،

****

"انابیہ کی بچی گاڑی دائیں جانب موڑ رُک کیوں گئی ہے"

وہ لوگ ڈرائیو کرتے کرتے کافی دور نکل آئے تھے کہ انابیہ نے بیچ سڑک میں گاڑی روک ڈالی،، تبھی ءسنا یا پریشانی سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی تھی،،

بہن عقل گھٹنوں میں ہے تیری گاڑی ہمارے ابا کی نہیں ہے چوری کی ہے" وہ بھی پولیس کی ابھی اس کو یہیں چھوڑ باہر سے کوئی رکشہ پکڑ کر جلدی سے گھر چلتے ہیں ورنہ اگلی صُبح تھانے میں ہو گی"

انابیہ ناک چڑھا کر اُسے سُناتی ہوئی کار کا ڈور کھول کر باہر نکلی تھی،، اُس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے آن اور عیشال بھی جلدی سے گاڑی سے باہر نکل آئے تھے،، جبکہ سنایا اپنی بستی پر ہنہہ کرتی ہوئی منہ بنا کر باہر آئی تھی اور گاڑی کا ڈور کلوز کر دیا تھا،،

"یار ویسے تمہیں لگتا ہے ہمیں یہاں سے کوئی رکشہ مل جائے گا"

سُنسان سڑک پر کسی زی رُخ کو بھی نہ گزرتے دیکھ کر انابیہ پیشانی مسل کر بولی تھی،،

یار میں تو کہتی ہوں یہاں سے پیدل نکل پڑتے ہیں دو تین گھنٹے میں گھر پہنچ "
جائیں گے اور کرایہ بھی بچ جائے گا"

آن نے اپنی طرف سے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشورہ دیا
تھا،،سب نے افسوس بھری نظروں سے اُسے گھورا تھا،،

اُففف غریب عورت کچھ اللہ کا خوف کر یہاں سے پیدل گھر جائیں گے "
ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی بلکہ ایسا کر تو نکل جا یہاں سے سیدھا بس گھر پہنچ کر فون
کر دینا باقی ہم سب آجائیں گے کسی رکشے سے"

عیشال اُس کی عقل پر افسوس کرتی ہوئی بے زاری سے بولی تھی،،آن نے
اُس کی بات پر تنک کر اُسے دیکھا تھا،،

"یار تُم لوگ منہ بند نہیں کر سکتے اپنا مجھے تُم لوگوں سے زیادہ جلدی ہے گھر جانے کی تاکہ یہ پہیلی جلدی سے حل ہو جائے"

اُن سب کو کو مسلسل اپنی ہانکتے دیکھ کر انابیہ غُصے سے اُن سب کو گھور کر بولی تھی،، سب نے اُس کی بات پر معصومیت سے سر جھکایا تھا،، دور کہیں سے گاڑی کی روشنی دیکھ کر انابیہ چونکی اور فوراً سے پہلے اُس گاڑی کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑی ہو گئ تھی،، چہرے پر اطمینان پھیل گیا تھا،، اُسے یوں ہڈ ہرمی سے راستے کے بیچ کھڑے ہوتے دیکھ کر اُس گاڑی والے شخص کو مجبوراً بریک لگانی پڑی تھی،، گاڑی میں دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے،، جو اب انابیہ کی وجہ سے غُصے سے گاڑی سے باہر اُتر گئے تھے،،

"اُوئے یہ انابیہ پاگل ہو گئ ہے کیا یہ خودکشی کیوں کر رہی ہے"

اُسے گاڑی کے سامنے یوں کھڑا ہوتا دیکھ کر عیشال پریشانی سے آن سے مخاطب ہو کر بولی تھی،،

یار ہو سکتا ہے وہ اب اس زندگی سے تنگ آ گئ ہو بیچاری پر ہم اس کے چہلم کا" "انتظام کیسے کریں گے ابھی تو میری تنخواہ ملنے میں بھی کافی ٹائم ہے

اپنی بہن کے خودکشی کرنے پر افسوس کرتی آن فاطمہ کو انابیہ کے چہلم کی فکر ستانے لگی تھی،،

کچھ شرم ہوتی ہے کچھ حیا ہوتی ہے بیوقوف عورتوں مرنے نہیں لفٹ" "مانگنے گئ ہے وہ اندھی کہیں کی

اُن کی فضول باتوں کو حیرت سے سُنتے ہوئے سنا یا دانت پیس کر بولی تھی،، آن اور عیشال اُس کی بات پر سر کھجا کر رہ گئے تھے،

اوہیلو مس ایکس وائے زی اگر مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو کسی بڑی ٹریفک" میں جا کر کسی ٹرک کے نیچے آجاؤ یا پھر کسی سمندر میں چھلانگ لگا دو اپنی نس "کاٹ لو یوں ہم معصوم انسانوں کا گناہ گار کیوں بنا رہی ہو

وہ نوجوان غُصے سے اُس چھوٹی سی بلیک آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ کر بولا تھا،، اُس کے ساتھ والے نوجوان نے اُسے گھور کر دیکھا تھا،، جبکہ انابیہ تو اُس کی گز بھر کی زُبان دیکھ کر حیران رہ گئ تھی،،

کول ڈاؤن احمد دیکھ نہیں رہے وہ پریشانی میں ہے ہو سکتا انہیں کوئی ہیلپ" " چاہیئے ہو

حیدر احمد کو یوں غُصے میں دیکھ کر اُسے نرمی سے سمجھاتا ہوا بولا تھا،،احمد اُس کی بات پر سر جھٹک کر رہ گیا اُسے آج گھر جلدی پہنچنا تھا ورنہ ابا میاں سے اُس کی اچھ ءوالی پٹائی ہو جانی تھی مگر سامنے اس لڑکی کو یوں ساکت کھڑا دیکھ کر وہ غُصے سے اُبل کر رہ گیا تھا،، جبکہ انابیہ اب مظلوم شکل بنائے کھڑی تھی،،اپنا کام جو نکلوانا تھا،،

" جی بتائیں مس کوئی ہیلپ چاہیئے آپ کو"

احمد کا غُصے سے پھولا منہ دیکھ کر وہ انابیہ سے مخاطب ہو کر سنجیدگی سے بولا تھا،،

"جی وہ اصل میں ہماری گاڑی میں کچھ مسئلہ ہو گیا ہے شاید انجن میں خرابی آگئی ہے یوں بیچ راستے میں اس طرح سے رُک گئی جس کی وجہ سے میں اور میری بہنیں بے حد پریشان ہیں اور اس سُنسان سڑک پر کسی ٹیکسی یا رکشہ کا ملنا بھی مشکل معلوم ہو رہا ہے اسی لئیے مجھے مجبوراً آپ کی کار کے سامنے رُکنا پڑا جس کے لئیے میں معزرت خواہ ہوں"

انابیہ نے ٹھہر ٹھہر کر بلیک آئیز میں پریشانی بھرے کہا تھا اور آخر میں معزرت بھی کی،، حیدر نے سنجیدگی سے اُس کی بات سُنی،، جبکہ احمد ایکسرے کرتی نظروں سے پیچھے کھڑی اُس کی بہنوں کو دیکھ رہا تھا جو شکل سے زرا بھی پریشان معلوم نہیں ہو رہی تھیں،،

"یار وہ رائٹ والا اتنا پیارا ہے دیکھ کیسے تمیز سے بات کر رہا ہے اپنی انو سے"

آن حیرت بھری نظروں سے حیدر کو دیکھتی ہوئی لبوں پر مُسکان سجائے بولی تھی،،عیشال اور سنایا نے ایک جھٹکے سے اُسے دیکھا تھا،،

"میرا مطلب ہے اچھے گھر کا معلوم ہو رہا ہے"

اُن کی نظروں سے گڑ بڑاتے ہوئے وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بات بناتی ہوئی بولی تھی،،عیشال اور سنایا ہنور سنجید گی سے اُسے دیکھتی رہیں،،تو وہ دانت پیس کر اپنا سُرخ چہرہ جھکا گئ تھی،،اسی دوران حیدر کی نظر پیچھے بڑی سی بلیک چادر میں خود کو چھپائے اُسے سُرخ چہرے والی لڑکی کو دیکھا تھا،،اور وہ ایک لمحے کو ٹھٹھک کر رہ گیا تھا،،

"پر ہم کیسے یقین کرلیں کہ تُم سچ کہہ رہی ہو ہو سکتا ہے تُم کوئی چور ہو اور ہماری گاڑی میں بیٹھ کر ہمیں انجکشن دے کر بے ہوش کردو اور پھر ہماری کڈنی بیچ کر آئی فون خرید لو"

احمد روکھے لہجے میں اُسے سے مخاطب ہو کر بولا تھا،، انابیہ نے بے یقینی سے اُس کی بات سُنی تھی،، جبکہ حیدر تو بس اپنا سر پیٹ کر رہ گیا تھا،،

"اووہیلو مسٹر ہر کسی کو اپنے جیسا سمجھ رکھا ہے تُم نے ایک تو میں کب سے تمہاری ان فضول باتوں کو برداشت کر رہی ہوں اوپر سے تُم میری برداشت کو مزید آزما رہے ہو"

انابیہ تنک کر تمام لحاظ بلائے تاک رکھتے ہوئے غُصے سے اپنے ازلی روپ میں واپس آئی تھی،، احمد نے اُس کی بات پر آبرو اُچکائی،، وہیں معاملہ تھوڑا گھمبیر

ہوتا دیکھ کر آن،،عیشال اور سنایا بھی انابیہ کے ساتھ آکر کھڑے ہو گئے تھے،،اس دوران حیدر اور آن کی نظروں سے تصادم ہوا تھا جس پر آن نے گڑ بڑاتے ہوئے نظروں کا رُخ بدلا تھا،،وہیں حیدر سنجیدگی سے نظریں احمد کی جانب موڑ گیا تھا،،یہ سب عیشال اور سنایا کی نظروں سے پوشیدہ نہ تھا،،اس دوران بہت مُشکلوں سے اُنہوں نے اپنی ہنسی ضبط کی تھی،،

"ہاں تو کس نے کہا ہے برداشت کرنے کو جاؤ اپنے راستے اور ہمیں بھی جانے دو"

وہ بے زاری سے اپنی رسٹ واچ پر ٹائم نوٹ کرتا ہوا بولا تھا،،

"ہو وحد ہوتی ہے بد تمیزی کی اگر تھوڑی سی ہماری مدد کر دو گے تو کیا چلا جائے گا تمہارا کون سا تُم سے تمہاری جائیداد میں حصہ مانگ لیا ہے میں نے

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے انابیہ تنک کر بولی تھی،،

"ہاں تو شوق سے مانگو میں نے کون سا دے دینا ہے"

وہ بھی اُسی کے انداز میں ناک پر غُصہ سجائے بولا تھا،،اُس کی بات کے اختتام پر ایک باریک اور نہایت تمیز دار سُلجھی ہوئی آواز گونجی جس پر انابیہ سمیت سنایا اور عیشال کو ہارٹ اٹیک آتے آتے بچا تھا،،

"انوا گر وہ ہیلپ نہیں کرنا چاہتے تو کوئی بات نہیں ہمیں انہیں یوں پریشان نہیں کرنا چاہیے یہ نہیں تو شاید کوئی اور ہماری ہیلپ کر دے گا آپ لوگ جائیں سوری ہم نے آپ کا ٹائم ویسٹ کر دیا"

آن فاطمہ نہایت سلیقے سے انابیہ کو سمجھاتی ہوئی آخر میں اُن دونوں سے معزرت کرتی ہوئی بولی تھی،، اس دوران حیدر کی نظریں مسلسل اُس کے چہرے پر ٹکی ہوئیں تھیں،، جبکہ احمد حیرت سے اُس کی بات سُن رہا تھا،، یہ لڑکی کو کسی بھی اینگل سے اس بد تمیز لڑکی کہ بہن نہیں معلوم ہوتی تھی،، انابیہ دھیرے سے اُس کی جانب پلٹی،، آنکھوں میں شدید حیرت کا عنصر نمایاں تھا،، اُس کی بہن نہیں یہ اُن کی بہن ہو ہی نہیں سکتی،، اتنی تمیز دار،، اتنی سُلجھی ہوئی،، جبکہ عیشال اور سنایا کا حال بھی اس مختلف نہ تھا،،

"آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے اصل میں میرے دوست احمد کو اپنے گھر پہنچنے کی زرا جلدی تھی محض اسی لئیے وہ زرا روڈ ہو گیا ہم آپ کو چھوڑ آتے ہیں آپ بیٹھ جائیں گاڑی میں"

حیدر سنجید گی سے اُسے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولا تھا،، جبکہ احمد نے ٹیڑھی نظروں سے اُس کے بدلے رنگ ملاخظہ کیئیے تھے،،

" آپ کا یہ احسان ہمارے اوپر قرض ہوگا بہت شُکریہ آپ کا"

وہ چہرے پر دھیمی سی مُسکان سجائے بولتی ہوئی انابیہ،، عیشال اور سنایا کو آنے کا اشارہ کرتی ہوئی آگے بڑھ گئ تھی،، حیدر نے اپنے سر کو خم دیا تھا،، جبکہ بُت بنی اُس کی تینوں بہنیں جو پہلی بار اُسے چہرے پر دھیمی مُسکان دیکھ رہیں تھیں ورنہ وہ جب بِھی ہنستی تقریباً دو گھروں تک اُس کی آواز لازمی جاتی تھی بمشکل اپنی حیرت پر قابو کیئیے وہ اُس کے پیچھے بڑھ گئ تھیں،، مگر انابیہ جاتے جاتے بھی احمد کو گھوری سے نوازنا نہ بھولی تھی، جس پر احمد بھی ہنہہ کر رہ گیا تھا،، وہ دونوں بھی گاڑی میں بیٹھ چُکے تھے،، انابیہ حیدر کو گھر کا ایڈریس سمجھا چُکی تھی،، جسے وہ سنجید گی سے سُنتا ہوا گاڑی پیچھے کی جانب موڑ چُکا تھا،، جبکہ

احمد منہ پھلائے خفگی سے بیٹھا ہوا تھا،، اب اُس کی لازماً اپنے ابا سے پٹائی ہونے والی تھی،،

"سنایا یار اس پوٹلی میں تو کسی کی تصویر ہے"

عیشال سنایا کے کان میں سرگوشی کرتی ہوئی بولی تھی،، اُس نے اُسے پوٹلی کو ہلکہ سا کھول کر دیکھا تھا جس میں اُس کی نظر ایک گرین آنکھوں والی خوبصورت سی لڑکی کی تصویر پر پڑی تھی،،

" تُم لوگوں کا دماغ خراب ہے سکون کرو گھر جا کر کھولیں گے"

اُس کے ہاتھ سے پوٹلی چھینتی ہوئی انابیہ اُسے گھور کر غُصے سے دھیمے لہجے میں بولی تھی،، وہ چاروں پیچھے کافی پھنس کر بیٹھے ہوئے تھے،، وہ عیشال کے دائیں

جانب تھی جبکہ سنایا بائین جانب تبھی عیشال کی یہ حرکت اُس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی تھی،، جبکہ آن فاطمہ نہایت سکون سے بیٹھی ہوئی تھی،، اُن تینوں کو اُس کے شریف بننے کی وجہ سمجھ آ چُکی تھی،، مگر خاموش تھیں،، مگر اس کا انتقام وہ اُس سے گھر جا کر ضرور لینے والی تھیں،، اب وہ تینوں بھی خاموش ہر کر بیٹھ گئ ُتھے،، اس دوران احمد نے بیک مرر سے پیچھے دیکھا تھا اُس کی نظر انابیہ پر پڑی انابیہ کی نظر بھی اُس پر پڑ چُکی تھی،، مگر احمد نے بے نیازی سے اپنی نظروں کا رُخ مورا تھا،، وہیں انابیہ اُس کے اٹیٹیوڈ پر کُڑھ کر رہ گئ ُتھی،، اسی نوک جھوک میں تقریباً پچیس منٹس کی ڈرائیو کے بعد اُن کا گھر آ گیا تھا،، جس پر عیشال اور سنایا فٹ سے اُتری تھیں،، جبکہ انابیہ بھی احمد کو منہ چِڑاتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی تھی،، جس پر وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا،، جبکہ آن فاطمہ شائستگی سے حیدر کا شُکریہ ادا کرتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی تھی،، حیدر نے سر خم دے کر سنجیدگی سے کا شُکریہ قبول کیا تھا،،

"ابے بہت تمیز نہیں انسٹال ہو گئی تیرے سسٹم میں اس لڑکی کو دیکھ کر"

آن کے گاڑی سے باہر نکلتے ہی احمد اُس کے کندھے پر چپت لگاتا اُسے گھورتے ہوئے بولا تھا،،

بکواس نہ کر ایسا کچھ نہیں ہے لڑکیاں اچھے گھر کی معلوم ہو رہی تھیں اسی "لئیے اُن سے تمیز سے بات کر رہا تھا،،

گاڑی دوبارہ سے اسٹارٹ کرتے ہوئے وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے اُسے بتاتے ہوئے بولا تھا،، احمد نے اُس کی بات پر یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو ہوں کچھ زیادہ ہی اچھے گھر کی لڑکیاں ہیں،،

" گھنی میسنی شُکریہ کے منہ والی"

جیسے وہ چاروں گھر میں داخل ہوئیں انابیہ گھر کا دروازہ بند کرتی ہوئی سنجید گی سے آن کے ہاس پہنچی جہاں سنایااور عیشال بھی دونوں ہاتھ کمر پر رکھے سنجید گی سے اُسے دیکھ رہی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن تینوں نے اُس پر حملہ کر دیا،،

اِبے پاگل ہو تُم لوگ جنگلی کہیں کے جیسا تُم لوگ سمجھ رہے ہو ویسا نہیں ہے"

اُن سے بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگتی ہوئی آن فاطمہ گڑبڑاتے ہوئیے وضاحت دیتی ہوئی بولی تھی،،

اچھچ جیسے ہم جانتے نہیں تمھیں کان کھول کر سُن لو سب سے پہلے گھر کی" بڑی بیٹی یعنی میری شادی ہو گی پھر تُم لوگوں کا نمبر آئے گا اچھا اسی لئیے ان "حرکتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہونے والا

سنایا اپنی حیثیت باور کرواتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تھی،، آن نے اُس کی بات پر منہ بنایا،، وہیں عیشال اور انابیہ بھی سر جھٹک کر رہ گئے تھے،،

"چھوڑو ان سب کو اب دیکھتے ہیں ہماری اتنی محنت کا کیا صلہ ملا ہے"

باہر پلنگ پر بیٹھ کر پوٹلی کھلوتی انابیہ ایکسائٹمنٹ سے بولی تھی،، جبکہ سنایا،، آن اور عیشال بھی اُس کے پاس ہی تجسس سے بیٹھ گئے تھے،، اُس پوٹلی کے اندر ایک گرین آنکھوں والی خوبصورت سی لڑکی کی تصویر تھی جس نے سفید اوور کوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ کوئی ڈاکٹر معلوم ہو رہی تھی،، انابیہ

نے وہ پک دیکھنے کے بعد آگے پاس کر دی،، پھر دوبارہ اُس میں ہاتھ مارا تو دو قنچے نکل آئے ایک براؤن رنگ کا اور ایک گرین رنگ کا،، اُس نے وہ بھی اُلجھی نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے پاس کر دیئے،، آن،، سنایا اور عیشال بھی حیرت سے ایک ایک کر کے ان چیزوں کو دیکھ رہے تھے،، اُس نے اندر دوبارہ ہاتھ ڈالا تو ایک خط تھا،، اُس نے سنجیدگی سے وہ خط کھولا اور اُس میں لکھی تحریر بُلند آواز پڑھنے لگی،، آن سنایا اور عیشال سب اُسے غور سے سُن رہے تھے،،

" Green fairy with two little fairies

One is brown other is green

Her two wings have been cutted

She moved away with teary eyes

You have to find her cure

Her mind is in the darkness because of
their Separation
All the riddles get solved
If you find them
The two little fairies
One green one brown"

سبز پری دو ننھی پریوں کے ساتھ)
ایک براؤن دوسری گرین
اُس کے دونوں پنکھ کاٹ دیئے گئے ہیں
وہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ چلی گئی ہے
تمہیں اُس کی دور تلاش کرنی
ہے
اُس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب چُکا ہے اُن کی جُدائی میں

تمام پہلیاں سُلجھ جائیں گی

اگر تُم انہیں ڈھونڈ لو

اُن دو ننھی پریوں کو

"ایک سبز ایک براؤن

اُس تحریر کو پڑھنے کے بعد انابیہ نے بے یقینی سے دوبارہ اُس پوٹلی میں ہاتھ ڈالا اور وہ آخری چیز نکالی،، اب وہ پوٹلی خالی ہو چُکی تھی،، اُس نے لڑکھڑاتے ہاتھوں وہ دوسرا کاغذ کھولا،، جس میں ایک رپوٹ تھی بہت پُرانی،، وہ سب پریشانی سے اس صورتحال پر غور کرنے کی کوشش کر رہی تھیں،، اور اس کا مطلب سمجھنا چاہ رہی تھیں،،

"Haram Aryan shah "

انابیہ وہ نام پڑھ کر چونکی،، چونک تو وہ تینوں بھی گئی تھیں،، یہ نام تو اُس ڈائری پر بھی درج تھا،، جو اُس نقاب پوش نے اُسے دی تھی،، وہ ایک جھٹکے سے اُس رپوٹ کو وہیں رکھتی اندر کی جانب بھاگی تھی تا کہ وہ ڈائری لا سکے،،

"یار اس رپوٹ کے مطابق تو یہ وہی ہاسپٹل ہے جہاں سے ہم ابھی ڈاکہ مار کر آرہے ہیں"

آن حیرت سے اُس رپورٹ پر درج ہاسپٹل کا نام دیکھ کر بولی تھی،، تبھی انابیہ دوبارہ اُن کے درمیان بیٹھ چُکی تھی،، اُس کے ہاتھ میں وہ ڈائری موجود تھی،،

"ہاں اور اس رپوٹ کے مطابق حرم نامی لڑکی دو جڑواں بچوں کو اس دُنیا میں لائی تھی"

انابیہ وہ رپورٹ ایک بار پھر سنجیدگی سے پڑھتی ہوئی اُن سب سے مخاطب ہو کر بولی تھی،،

"یار یہ پک اُسی حرم کی ہے نہ"

وہ پک آگے کرتی سنایا بھی ٹھٹھک کر بولی تھی،،

اور اُس پہیلی یعنی اُس تحریر میں بھی یہی لکھا ہے گرین فیری میرا خیال ہے "وہ گرین فیری حرم کو کہہ رہا ہے

انابیہ چونک کر اُس کی بات پر پوائنٹ بناتی ہوئی بولی تھی،،

"اور میرے خیال سے وہ دونوں چھوٹی فیریز اُس کی جڑواں بیٹیاں ہیں"

آن نے ٹھہر ٹھہر کر آنکھوں میں حیرت بھرے کہا تھا،،

اور وہ دونوں اُس سے جُدا کر دی گئی ہیں تبھی اُس نے لکھا ہے کہ اُس کے "دونوں پنکھ کاٹ دیئے گئے ہیں اور ان کی جُدائی میں اُس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب چُکا ہے"

عیشال اُن آخری مصرعوں کو سُلجھاتی ہوئی بولی تھی،،سب نے ہی اُس کی بات سے اتفاق کیا،،

ہمیں اُن لڑکیوں کو تلاش کرنے کا کہا گیا ہے جب کہ ہم اُن میں سے کسی" کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ہیں ایک لفظ بھی"

سنایا گہری سانس خارج کر کے بولی تھی،،

"ہو سکتا ہے ہمیں اپنے کچھ سوالوں کے جواب اس ڈائری سے مل جائیں"

اُس ڈائری کے پنوں کو دھیرے دھیرے کھولتی ہوئی انابیہ سنجیدگی سے بولی تھی،،اور پھر وہ سب اُس ڈائری کو پڑھنے میں محو ہو گئے تھے،، تجسس اس قدر بڑھ چُکا تھا،، کہ اب پہیلی کو حل کیئے بغیر اُن کو سکون کا سانس نہیں نصیب ہونے والا تھا،،

****

دوپہر کا وقت ہو چُکا تھا،، وہ سُنہری آنکھوں میں بے زاری بھرے کھڑکی کی پُشت سے ٹیک لگائے ان نمونوں کو دیکھ رہی تھی،، بیڈ کی پسٹ سے ٹیک لگائے اپنے لائٹ براؤن بالوں کو کھولے مناہل کانوں میں ہینڈ فری لگائے اپنے فیورٹ کورئین بینڈ "بی ٹی ایس" کے گانے سُن رہی تھی،، جس میں اُس کا پلے ایک بھی لفظ نہیں پڑ رہا تھا مگر پھر بھی وہ پوری دلجعولی کے ساتھ اُسے سُن رہی تھی،، جبکہ بیڈ کے اوپر ہی منال چوکری مار کر بیٹھی اُس کے سر پر تیل کی مالش کر رہی تھی،، جبکہ بریرہ کو اُن کو دیکھ دیکھ کر کوفت ہو رہی تھی،، دوپہر کے تین بجے کا وقت ہو چُکا تھا،،

"تُم کیا ایسے نظر لگا رہی ہو ہمیں اگر تمہیں لگوانا ہے تو تم بھی آسکتی ہو"

منال اُس پر احسان کرنے والے انداز میں بولی تھی،،

" نہیں مجھے ایلر جک ہے اس سے "

وہ اُس تیل کی بوتل کی جانب اشارہ کرتی ناک چڑھا کر بولی تھی،، منال حیرت سے اُسے دیکھتی سر جھٹک کر رہ گئی تھی،،

" چل بلی اُٹھ بڑی ایش کر لی تو نے اب میری باری ہے "

اُس کے سر پر چت لگا کر اپنی جگہ سے اُٹھتی منال دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولی تھی،، تو مناہل سبز آنکھوں میں خفگی بھرے کانوں سے ہینڈ فری نکال کر موبائل سائیڈ پر رکھتی اب منال کی پوزیشن میں بیٹھ گئی تھی،، جبکہ منال مزے سے اپنے ڈارک براؤن بالوں کو کھولے نیچے بیٹھ چکی تھی،،

"تُمھارے یہاں کیا صرف رات کو کھانا کھایا جاتا بھوک سے جان نکل رہی ہے میری اور تُم لوگوں کے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے"

مناہل کو منال کے سر میں تیل ڈالتے دیکھ کر وہ روہانسی ہو کر بولی تھی،،

"ٹینشن نہیں لینے کا میں نے علیزے کو کہہ دیا ہے ابھی گرما گرم ناشتہ لے کر حاضر ہوتی ہو گی تب تک تُم اپنے یہ کپڑے بدل لو اتنے گندے لگ رہے ہیں"

مناہل اُسے اطلاع دیتی ہوئی اُس کے گندے کپڑوں کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی تھی جہاں کالج کے سفید کپڑوں پر جگہ جگہ مٹی لگی ہوئی تھی،،

اممم پر میرے پاس تو اور کپڑے نہیں ہیں مجھے کیا پتہ تھا یہ دو دن کی ٹرپ" "میری ساری زندگی کی ٹرپ بننے والی ہے

وہ بھی اپنے کپڑوں پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے گہری سانس خارج کر کے بولی تھی،،

آہاں کوئی بات نہیں آخر تمہیں غلطی سے اپنا دوست کہہ ہی دیا ہے تو" دوستی بھی نبھانی ہی پڑے گی وہ ہم دونوں کی وارڈروب ہے اُس میں سے جو "پسند ہو پہن لینا

مناہل منال کے سر پر ہلکی ہلکی مالش کرتی اُسے کونے میں پنک اور وائٹ اِمتزاج کی خوبصورت سی وارڈروب کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی تھی،، تو بریرہ متجسس سی اُس وارڈروب کی جانب بڑھی اور اُس کے دروازے کھول

ڈالے تاکہ اپنے لئیے کوئی ڈریس سیلکٹ کر سکے،، مگر وہاں کے کپڑے دیکھ کر اُس کے چہرے پر مایوسی چھائی کیونکہ وہ زیادہ تر جینز اور لونگ شرٹس تھیں،، شلوار قمیض تو نام کی بھی موجود نہیں تھی،،

"اس میں میرے مطلب کا کوئی ڈریس نہیں سب جینز اور شرٹس ہیں جبکہ میں صرف فُل سوٹ پہنتی ہوں"

اُس کا ڈور کلوز کیئیے وہ بے زار لہجے میں بولی تھی،، اسی دوران دروازے پر کسی نے دستک دی،، مناہل جلدی سے منال کے بالوں کو پونی میں بند کرتی ہاتھ جھاڑ کر اپنی جگہ سے اُٹھی اور جلدی سے دروازہ کھولا،،

"اسلام علیکم"

چہرے پر مُسکراہٹ سجائے ناشتے کی ٹرے تھامے علیزے اندر داخل ہوئی،، مناہل نے جلدی سے ڈور لوک کیا،،

"واعلیکم سلام"

کمرے میں تین آوازیں گونجی تھیں،،ایک نیچے زمین سے اُٹھتی منال کی ایک واش روم ہاتھ دھونے کے لئیے جاتی مناہل کی جبکہ وہ تیسری آواز سُن کر علیزے ٹھٹھکی اور دائیں جانب دیکھا جہاں ایک سُنہری آنکھوں والی دوشیزہ سلام کا جواب دے کر دوبارہ کھڑکی میں کھڑی ہو گئ تھی،،اُس دیکھ کر علیزے کو حیرت کا جھٹکا لگا،،

"اب تُم اوور ریکیٹ مت کرنا ناشتہ کر کے تمہیں ساری اسٹوری بتاتے ہیں"

علیزے کے ہاتھوں سے ٹرے تھام کر ٹیبل پر رکھتی منال اُس کا حیرت سے کھلا منہ دیکھ کر ہنسی دباتے ہوئے بولی تھی،،

"بینگین آجاؤ آج تم بھی ہمارے ساتھ ناشتہ کروگی اسی لیئے میں نے اسپیشل ناشتے کا آرڈر دیا تھا اپنی لیزرڈ کو"

صوفے پر بیٹھتی مناہل اُسے پُکارتی ہوئی ناشتہ کے لیئے پلیٹس الگ کرتی ہوئی مُسکراتے ہوئے بولی تھی،، بریرہ سر جھٹک کر اُس کے پاس بیٹھ گیٔ تھی،، جبکہ منال بھی ہینڈ واش کر کے اُن کے ساتھ بیٹھ گیٔ تھی،، علیزے بیڈ پر بیٹھی ایکسرے کرتی نظروں سے اُس نئ لڑکی کو دیکھ رہی تھی،، ناشتے میں تقریباً پانچ پراٹھے اور ساتھ منال اور مناہل کی فیورٹ نیہاری،، ساتھ تھوڑا سا سلیڈ اور ایک پورا جگ لسی کا موجود تھا،، بریرہ کی تو آنکھیں اُبل گیٔ تھی،، اُن کی خوراک دیکھ کر،، اُس جیسی ڈائٹ کونشیس لڑکی کے لیئے یہ

سب کھانا کیا دیکھنا بھی مشکل تھا،، مناہل اُسے اپنے ہاتھوں سے پلیٹ بنا کر دے چکی تھی،، جبکہ وہ دونوں تو بغیر اُس کے تاثرات دیکھتے کھانا بھی شروع کر چکے تھے،، بالآخر اُس نے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کر دیا،، بمشکل آدھا پراٹھا کھانے کے بعد اُس میں کھانے کی مزید گنجائش ختم ہو گئی تھی،، اسی لئیے وہ اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی چہرے پر بے زار تاثرات سجائے ہینڈ واش کرنے چلی گئی تھی،، منال اور مناہل افسوس سے اپنے خلوص سے منگوائے گئے ناشتے کی ناقدری دیکھ کر اُس کا بقیہ پراٹھا بھی آپس میں بانٹتے ہوئے کھا گئے تھے،،

"اب بتا بھی دیں آپ دونوں کون ہے یہ لڑکی اور یہاں کیا کر رہی ہے اور اس کے بارے میں مالکن کو پتہ ہے "

علیزے جو اُن کے ناشتہ ختم کرنے کی مُنتظر تھی اُن کو اپنی جگہ سے اُٹھتے دیکھ کر بے صبری دیکھاتے ہوئے بولی تھی،، منال نے اُسے ایک گہری سانس خارج کر کے ساری داستان سُنائی اُس جنگل کی اُن عجیب جنگلی لوگوں کی اپنا بہادُری کی موزے والی کہانی سُن کر علیزے کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی پھر آخر میں منال نے بریرہ اور اپنے اُس نئے بھائی کے بارے میں بتایا جس کا نام ضامن شاہ تھا،،

"اور اس کے بارے میں مالکن کو پتہ ہے؟"

وہ اپنا آخری سوال ایک بار پھر سنجیدگی سے دہراتے ہوئے بولی تھی،،

ابے پاگل ہے کیا یا ہمیں پاگل سمجھا ہے تیری اُس مالکن کو بتایا نہ تو یہ تو گھر" سے نکلے گی سو نکلے گی ساتھ ہم بھی نکالے جائیں گے تو کیا چاہتی ہے ہم سڑک پر آجائیں"

مناہل اُس پر بھڑکتی ہوئی بولی تھی،، تو علیزے نے منہ بنایا،، یکدم اُس کے فون پر وائبریشن ہوئی،، مناہل نے پٹ سے کال اٹینڈ کر کے فون اسپیکر پر لگایا،،

زحمت کے بچے میں نے کہا بھی تھا اسلام آباد سے واپس آتے ہی کال کرنا" اور وہ چُکندر گھنا میسنا صبح سے اُسے تقریباً سو مس کالز مار چُکی ہوں مجال ہے جو ایک بھی ریسو کی ہو"

مُقابل کے کچھ بولنے سے پہلے ہی مناہل کی زُبان ٹرین کی اسپیڈ سے دوڑی تھی،، فون کے دوسرے پار احمد اور حیدر اپنی عزت ہونے پر ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے،،

"یاران کو اتنا فری کیوں کیا تھا"

حیدر دانت پیس کر احمد کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا تھا، جبکہ احمد اُس کی بات پر بے بسی سے کندھے اُچکا کر رہ گیا،

ہیلو وواب بولو بھی کچھ چُکندر زخمت سُن رہے ہو،،"

منال مناہل کے ہاتھ سے فون پکڑتی بلند آواز بولی تھی،، علیزے تو آرام سے بیٹھی تھی،، کیونکہ احمد اور حیدر کو وہ بھی جانتی تھی، غرض منال اور مناہل کی

ہر سر گرمی سے وہ واقفیت رکھتی تھی،، جبکہ بریرہ بھی اُن کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تو جو کہ کم از کم کسی عام انسان کے سمجھنے والی تو ہر گز بھی نہیں تھیں،،

" ہاں ادھر ہی ہیں یہ تو تُم اپنے اس چُکندر سے پوچھو لڑکی پٹا رہا تھا"

احمد نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا،، اور وہاں منال اور مناہل کو حیرت کا جھٹکا لگا،،

" اوو میرے خُدا چُکندر کے بچے بھابھی ڈھونڈ لی تُم نے وہ بھی اپنی بہنوں کو بتائے بغیر،، بتاؤ کس کالی کلوٹی کو پسند کر لیا تُم نے،،

مناہل کی صدمے سے زیرِ اثر چیخ نکلی،،

اتنے خواب دیکھے تھے میں نے ایسی بھابھی لاتی جو چاند کا ٹکرا ہوتی اور تُم اب" ناجانے کس باندری کو پسند کر آئے ہو،،

منال بھی اُس پر غُصہ کرتی ہوئی بولی تھی،،اور آن کو باندری بول گئ،،اگر اُن کی یہ باتیں انابیہ،،عیشال اور سنا یا سُن لیتیں تو ہنس ہنس کر گھر سر پر اُٹھا لیتی،،

اُففففف پاگل تو نہیں ہو تُم دونوں اس کی تو عادت ہے بکواس کرنے کی اور" ویسے تمہیں کسی کے بارے میں ایسا نہیں کہنا چاہیئے وہ بہت اچھی لڑکی تھی بس جیسا تُم۔لوگ سمجھ رہے ہو ویسا کچھ نہیں ہے،،

حیدر اُس کے ہاتھوں سے موبائل چھینتا اُسے ایک ٹکہ جھڑتا اُن دونوں کو قائل کرتے ہوئے بولا تھا، مگر بے خبری میں وہ نا چاہتے ہوئے بھی آن

فاطمہ کی تعریف کر گیا تھا،، مناال اور مناہل نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آبرو اُچکائی تھی اُس کی بات پر،، جبکہ بریرہ اور علیز ے اُن کی گفتگو اِنجوائے کر رہے تھے،،

"واہ بھائی بہت مرچیں نہیں لگ رہی تمہیں زرا اُس لڑکی کو بُرا کیا کہہ دیا تمہاری تو جان پر بن آئی،،

مناال اُس کے جملے میں سے الفاظ اُچک کر تنک کر بولی تھی،،

"یار مینو اس سچو یُخن پر مجھے ایک گانا یاد آرہا ہے،،"

مناہل دُکھی انداز اپنائے بولی تھی،،

"مجھے بھی"

وہ بھی اُسی انداز میں بولی،،

"چل گاتے ہیں پھر"

مناہل کے بولتے ہی اُن دونوں نے گانا شروع کر دیا،،اُن کا گانا سُنتے ہی جہاں حیدر نے اپنا سر تھاما وہیں احمد،، بریرہ اور علیزے کی ہنسی چھوٹی تھی،،پر وہ اس بات سے ہر گز انکار نہیں کر سکتے تھے،، کہ ان دونوں کی آواز کسی بھی آرٹسٹ یا اسنگر سے ہزار گنا اچھی تھی،،اور اگر وہ سنگنگ کی دُنیا میں کبھی قدم رکھ لیں تو دُنیا اُلٹ کر رکھ سکتے ہیں اپنی آواز کے جادو سے،،

پل بھر میں ایسے بدلتے ہیں رشتے"

اب تو ہر اپنا بے گانہ لگتا ہے

چُکندر کی دُلہن کا سہرا ڈراؤنہ لگتا ہے

"چُکندر کا تو دل دیوانہ لگتا ہے

نہایت دُکھی انداز میں اُن دونوں نے وہ گانا گایا تھا،، جسے سُن کر حیدر کی بھی نا چاہتے ہوئے ہنسی چھوٹ گیٔ تھی،، ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا،،

اچھا چھوڑو اس بات کو تُم سے کہا تھا کار لے کر جہاں کا ہم نے ایڈریس دیا" ہے وہاں انتظار کرنا ہم ابھی نکل رہے ہیں تُم بھی جلدی پہنچو،،

مناہل گھری ہر ٹائم نوٹ کرتی ہوئی چہرے ہر سنجیدگی سجائے بولی تھی،، دوسری جانب سے حیدر نے اُس کی بات پر سر خم کیا،، اور کال بند کر دی،،

"تُم لوگ کہاں جا رہے ہو"

اُس کی آخری بات پر بریرہ ٹھٹک کر بولی تھی،،

صرف ہم دونوں نہیں بینگن تُم بھی جا رہی ہو ہمارے ساتھ ضامن بھائی" کے پاس وہاں جا کر تمہارے اُس لالچی بُڈھے چچا کے خلاف رپورٹ درج کروائیں گے اور ساتھ مل کر تمہیں انصاف دلوائیں گے،،

منال نے اُسے ساری بات سمجھائی،، آخر میں ایک اعظم سے کہا تھا،، بریرہ کی سُنہری آنکھوں میں تعجب اُبھرا،،

پر ان سب کے لئیے تُم نے اُن دونوں مطلب ہم خود بھی تو جا سکتے ہیں ان "
دونوں کی ضرورت نہیں تھی،،

بریرہ سنجیدگی سے اپنا موقف بیان کرتی ہوئی بولی تھی،، منال نے دونوں
ہاتھ کمر پر رکھ کر مناہل کو دیکھا،،

بہن تُم نے کیا ہمیں بہت امیر سمجھ رکھا ہے مہینے کا ایک ہزار ملتا ہے ہم "
دونوں کو اور وہ سب پیسے کرائیے میں خرچ ہو چُکے ہیں اتنا دور ہم پیدل تو
جانے سے رہے اسی لئیے اُنہیں ساری بات بتا کر ہم نے اپنی مدد کرنے کا کہا
تھا جس پر وہ راضی ہو گئے اور ہم آج ہی جائیں گے اور تمہارے اُس فراڈ چچا
" کے خلاف رپورٹ درج کروائیں گے

اپنی غُربت کا رونا رونے کے بعد مناہل گہری سانس خارج کر کے بولی تھی،، منال نے بھی اُس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے سر ہلایا،، بریرہ لب بھینچے اُن کی بات سُن کر آخر میں سر خم دے کر رہ گئی،، اب اُس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا،، اور وہ اپنا حق اتنی آسانی سے اپنے چچا کو نگلنے بھی نہیں دے سکتی تھی،،

"آپ لوگ کب تک واپس آئیں گے مالکن ابھی کمرے میں ہیں کیا پتہ وہ آپ کے کمرے میں چیک کرنے آجائیں،،

علیزے نے جھجک کر پوچھا تھا،،

"ہمیں شاید تھوڑی دیر ہو جائے پر اس کی فکر تُم مت کرو ماما کو اپنے کاموں سے فُرصت ملے گی تو ہی یاد آئے گا کہ اُن کی دو بیٹیاں بھی ہیں اور رہی بات

داجی کی تو وہ پتہ نہیں اپنے کسی کام سے باہر ہیں شاید دو تین دن بعد ہی آئیں
"گے اب

رسی نیچے کی جانب اُچھالتی منال مصروف لہجے میں بولی تھی،، منال اپنے
پیٹ کے گرد رسی باندھ رہی تھی،،

اچھا علیزے تُم ایسا کرو ابھی فٹافٹ اپنا کوئی سوٹ لے کر آجاؤ بینگین نے "
"پہننا ہے

مناہل چونک کر اُس کہتی ہوئی بولی تھی،، علیزے اُس کی بات سُن کر فٹافٹ
وہاں سے بھاگی اور تقریباً پانچ منٹ کے بعد اپنا ایک سوٹ لے آئی
تھی،، بریرہ نے جلدی سے وہ چینج کیا،، منال اور مناہل بھی بیلو لونگ شرٹ
اور بلیک جینز میں ملبوس تھیں،،اور حسبِ معمول سر پر بلیک حجاب موجود

تھا،، منال پیٹ پر رسی باندھے دھیرے دھیرے نیچے اُترنے لگی،، جبکہ مناہل نے بریرہ کو حوصلہ دیا کہ وہ بھی یہ کام کر سکتی ہے،، اگر وہ گری بھی تو وہ دونوں اُسے سنبھال لیں گے،، بریرہ بھی ڈرتے ڈرتے وہ رسی تھام کر نیچے اُترنے کی کوشش کرنے لگی،، ورنہ چار منزل عمارت سے نیچے دیکھ کر ہی انسان کو چکر آنے لگ جاتے تھے،، پر منال اور مناہل ناجانے کس مٹی سے بنے تھے،، جو خطروں کے کھلاڑی بننے میں کچھ زیادہ ہی انٹرسٹ رکھتے تھے،، کافی مُشقت کے بعد وہ دونوں نیچے اُتر کر دیوار ٹاپ کر دوسری جانب پہنچ گئے تھے،، ان سب میں بریرہ کی جان ہلکان ہو گئی تھی،، جبکہ وہ دونوں ہاتھ جھاڑ کر دوبارہ سیدھی کھڑی ہو گئی تھیں،، تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک بلیک گاڑی اُن کے سامنے آرُکی،، منال اور مناہل جلدی سے اُس میں بیٹھے بریرہ بھی جھجکتی ہوئی بیٹھ گئی تھی،،

چلو جوانوں ایک نیا سفر ہمارا منتظر ہے یا تو شہید ہوں گے یا پھر شہید ہی ہوں "
گے "

مناہل گردن اکڑا کر بولی تھی،، جہاں حیدر نے اُس کی بات پر اپنا سر تھاما وہیں احمد سر جھٹک کر گاڑی اسٹارٹ کر گیا تھا،، بریرہ خاموشی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی، جبکہ منال اور مناہل اپنی نا ختم ہونے والی باتوں سے سب کا دماغ کھانے میں مصروف ہو چکی تھیں،،

****

سوچ ہانیہ سوچ یہ لوگ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے یہاں سے نکلنا ہو گا"
"

اپنے کمرے میں چکر پر چکر کاٹتی وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی،، چہرے پر پریشان کن تاثرات تھے،، کیونکہ اُن نیچے بیٹھے انکل کی ایک بھی بات پر اُسے یقین نہیں آیا تھا،، یکدم اُس کا دروازہ کھٹکا،، اُس نے جلدی سے اُسے کھولا،، مگر سامنے والی شخصیت کو دیکھتے ہوئے ڈارک براؤن آئیز میں غم و غُصہ اُتر آیا تھا،، دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ ناراضگی سے رُخ موڑ گئی تھی،، جبکہ زی جو اُس کی فکر میں اُسے حوصلہ دینے آیا تھا اُس کا اٹیٹیوڈ دیکھ کر آبرو اُچکا کر رہ گیا تھا،، وہ ڈیڈ سے ہانیہ کو حقیقت نہ بتانے پر حیران ہوا تھا،، مگر اُن کے مطابق ہانیہ کو حقیقت اسلام آباد جا کر ہی معلوم ہونی چاہیئے ورنہ ابھی وہ پریشانی میں کوئی غلط قدم نہ اُٹھا لے اور آریان اور حرم سے بدگُمان نہ ہو جائے،، اسی لئے فلحال اُسے حقیقت چھپانا بہتر تھا،، اور جو بات اُنہوں نے اُسے بتائی تھی اُس کا تعلق قطعاً حقیقت سے نہیں تھا،،

میں تمہیں بتانے آیا تھا کل اسلام آباد کے لئیے نکل رہے ہیں اسی لئیے "
تمہارے لئیے جو شاپنگ کی ہے اُنہیں اچھی طرح سے سوٹ کیس میں پیک
کر دینا اور تیار رہنا "

اُس کے نکھرے دیکھ کر وہ مُسکراہٹ دبائے سنجید گی کا لبادہ اُوڑھ کر تحکم لہجے میں بولا تھا،، مقصد صرف اُسے چِرانا تھا،،اور وہ چڑ بھی گئ تھی،، یکدم اُس نے رُخ اُس کی جانب کیا،، ہیزل گرے آئیز اُس کی شکووں سے بھری ڈارک براؤن آئیز سے ٹکرائی تھیں،، زی کا دل ایک لمحے کے لئیے دھڑکنا بھول گیا تھا،، کیا غُصے میں وہ واقعی کیوٹ تھی یا پھر صرف اُسے لگتی تھی،، وہ محض سوچ کر رہ گیا،،

"ہاں ہاں آپ کو تو بہت جلدی سے نہ مجھے اس گھر سے نکلوانے کی آپ تو
چاہتے ہی یہیں ہیں ہا نیہ یہاں سے چلی جائے تا کہ آپ کی جان چھوٹ جائے

مجھ سے مگر آپ بھی یاد رکھئے گا اتنی آسانی سے میں چھوڑنے والی نہیں آپ کو،،

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ لڑاکا انداز میں اُسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرتی ہوئی ناراضگی سے بولی تھی،،

ہاں تو میں نے کب کہا ہے چھوڑو، "

وہ سنجیدہ نظروں سے اُسے دیکھتا ہوا مُسکراہٹ دبائے بولا تھا،،اُس کی بات پر ہانیہ کا چہرہ سُرخ ہوا،،

ہنہہ چھوڑو کے کچھ لگتے مجھے پتہ ہے آپ مجھ سے جان چھڑانے کے لئے "
" مجھے اسلام آباد بھیج رہے ہیں سب آپ کی سازش ہے

اب کہ اُس کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی،، جسے دیکھ کر زی کے دل کو کچھ ہوا تھا،، وہ سر جھکائے اپنی اُنگلیاں مڑ ورتے ہوئے کسی ننھے بچے کی طرح شکایت کر رہی تھی،،

" بیوقوف لڑکی کون سی سازش میں بھی تمہارے ساتھ ہی جارہاہوں"

اب کہ وہ زرا نرم لہجے میں بولا تھا،، مگر چہرے پر سنجید گی ہنور برقرار تھی،، ہانیہ نے یکدم سر اُٹھایا،، آنکھوں میں بے یقینی تھی،،

"سچی کھائیں میری قسم"

وہ دباد باسا چیخ کر بولی تھی،،زی حیرت سے اُسے دیکھ کر دھیما سا ہنسا تھا،اُس کی خوبصورت ہنسی دیکھ کر ہانیہ کی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی تھی،،جبکہ چہرے میں سُرخی گھلی،،

"میں قسمیں نہیں کھاتا اب جلدی سے نیچے پہنچو رات کے کھانے کے لئیے سب تمہارے مُنتظر ہیں"

اُس کے سُرخ چہرے پر ایک نظر ڈالتا وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا،اُس کے جانے کے بعد ہانیہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا،،

"کہاں کہاں زلیل کروائے گا دل کے بچے"

اُسے کوستی ہوئی وہ ہینڈ واش کرنے کے لئیے چلی گئ،، جبکہ اب کہیں بھاگنے کا اُس کا پلین اپنے اختتام پر پہنچ چُکا تھا،، کیونکہ اب مسٹر گنڈہ اُس کے ساتھ جا رہے تھے،،اور اس بات پر ہانیہ کا دل اطمینان سے بھر گیا تھا،، مگر آگے کیا ہونے والا تھا،،اس سے تو صرف قُدرت ہی باخبر تھی،،

****

"تُم لوگ کہاں چلی"

انابیہ اور عیشال کو صبح صبح گھر سے باہر نکلتا دیکھ کر کچن میں برتن دھوتی سنایا کھڑکی سے اُن کو دیکھ کر بُلند آواز بولی تھی،،

"ہاں ہم دونوں فلحال تو گروسری کے لئیے جارہے ہیں ہو سکتا راستے میں کسے معجزے سے وہ دوٹوئنز مل جائیں شاید اور ہمیں مزید خوار نہ ہونا پڑے"

بیگ میں موبائل رکھ کر اُسے لوک کرتی انابیہ مصروف لہجے میں بولی تھی،، اُس کے ساتھ ہی عیشال بھی سامان کی لسٹ اپنے بیگ میں اچھے سے چیک کر چُکی تھی،، آن اندر بیٹھی سبزی بنارہی تھی،،

"آہاں اچھا آتے ہوئے پچاس کے تُرتُرے بھی لے کر آنا میرے لئیے"

آخری پلیٹ واش کرتی سنایا نے ساتھ اپنی فرمائش بھی گنواڈالی،، انابیہ اُس کی بات پر بےزاری سے سر جھٹک کر رہ گئ،،

"پینڈو باکسر کُرکُرے کہتے ہیں اُسے تُرتُرے نہیں"

عیشال اُس کی بات پر آنکھیں گُھما کر افسوس کرتے ہوئے بولی تھی،،

"اپنے باپ کو مت سیکھا"

آگے سے سنایا کا دبنگ جواب گونجا،،

تیری تو،،"

اس سے پہلے کہ عیشال بھنا کر سنایا سے بحث کر کے اُس کا اور اپنا وقت ضائع کرتی انابیہ اُسے کھینچتی ہوئی باہر لے آئی اور گیٹ بند کر دیا،،عیشال بھی سر جھٹکتی ہوئی گھر واپس آ کر اُس سے بدلہ لینے کا ارادہ رکھتی ہوئی انابیہ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی،، تھوڑی ہی دور جا کر اُنھوں نے وہاں سے رکشہ لیا اور اُسے ایڈریس بتاتے ہوئے آرام سے اُس میں سوار ہو گئیں،، طویل راستے سے گزرتے ہوئے اُن کا مقصد مارکٹ جانا تھا،، مگر سڑک پر جمی ہوئی

ٹریک اُنہیں رُکنے پر مجبور کر گئ،، انابیہ نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے گھڑی پر نظریں دوڑائیں،، دوپہر کے تین بج چُکے تھے،، جبکہ خاموش بیٹھی عیشال سنجیدگی سے باہر کی جانب جھانک رہی تھی،، کیوں کہ پاکستان کے آدھے سے زیادہ رکشوں کا ایک دروازہ حسبِ معمول غائب ہوتا ہے،، وہ اپنی نظروں کا رُخ بدلنے ہی والی تھی کہ سامنے والے منظر نے اُس چونکا کر رکھ دیا تھا،، ایک لڑکی لاپرواہی سے سڑک کراس کر رہی تھی کہ یکدم ایک ٹیکسی سوار جو شاید پیچھے سے آگے کی جانب آ رہا تھا اُس کی گاڑی کا بونٹ ہلکا سا اُس لڑکی کے ہاتھ پر ٹچ ہوا،، مگر وہ ٹیکسی ڈرائیور اپنی جگہ وقت پر رُک چُکا تھا،، لیکن اُس لڑکی کے تاثرات خاصے غُصیلے تھے،، وہ تقریباً پچاس یا ساٹھ کے قریب ایک بوڑھا ٹیکسی ڈرائیور تھا جو ہڑ بڑاتا ہوا اپنی گاڑی سے باہر نکلا،، کہ اُس کی وجہ سے اُس لڑکی کو چوٹ نہ لگ چُکی ہو،، مگر وہ لڑکی بھناتے ہوئے اُس کے قریب گئ اور موقع نہ دیکھتے ہوئے اُسے تھپڑ جھڑ دیا،، یہ منظر دیکھ کر عیشال کی آنکھوں میں چنگاریاں سی اُبھریں تھیں،، وہ غُصے سے رکشے

سے باہر نکلی اور گاڑیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے اُس کے پاس جانے لگی،،

"ہاااہمت کیسے ہوئی اس لڑکی کی اُس بوڑھے شخص پر ہاتھ اُٹھانے کی"

ساتھ کھڑی گاڑی سے آتی غُصے سے بھری آواز پر انابیہ جو اُس پہیلی کے بارے میں سوچ رہی تھی اپنی سوچوں کے بھنور سے باہر نکلی اور حیرت سے اُس جانب دیکھا جہاں سے ایک ڈارک براؤن آنکھوں والی لڑکی سُرخ چہرے کے ساتھ باہر نکلی تھی،، نظروں کا رُخ دوسری سمت کرنے پر اُسے مزید جھٹکا لگا کیوں کہ عیشال بھی وہاں موجود نہیں تھی،،

"بھائی آپ پانچ منٹ رُکیئے گا یہیں میں ابھی آئی"

رکشہ والے کو اطلاع کرتی وہ ہر بڑاتی ہوئی رکشے سے اُترتی ہوئی وہاں گئی،، جہاں لوگوں کا خاصا حجوم کھڑا ہوا تھا،،اور تماشہ دیکھ رہا تھا،،

ہانیہ رُکو،،"

اُس کے ساتھ ایک اور لڑکی بھی غُصے سے اسی سمت جارہی تھی جبکہ اُس کے ساتھ ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی موجود تھی،، جو اُس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی،، جبکہ ایک ہیزل گرے آنکھوں والا نوجوان بھی پیشانی پر شکنیں سجائے غُصے سے اُس لڑکی سے مخاطب تھا،، جو بغیر اُسے بتائے گاڑی سے باہر نکل آئی تھی،، عیشال وہاں پہنچ چُکی تھی،،،

"ہمت کیسے ہوئی تمہیں مجھے گاڑی مارنے کی ہاں تمہیں جیل میں نہ ڈلوایا تو میرا نام بھی حورین وجدان خان نہیں"

وہ لڑکی بُری طرح اُس پر گرج رہی تھی،،،اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اُسی ٹیکسی سے ایک خوبرو نوجوان باہر نکلااور اُس لڑکی کے مُقابل جا کھڑا ہوا،،وہ سنجید گی سے اُسے دیکھتی ہوئی اُس نوجوان کے ساتھ زرا فاصلے پر جا کھڑی ہوئی،،تاکہ اُس کی اگلی کاروائی ملاخطہ کر سکے اور اُس کے مطابق بات کرے،،

"آپ نے کس حق سے ان پر ہاتھ اُٹھایا ہے بتانا پسند کریں گی"

وہ سخت لہجے میں اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تھا،،حورین جو ابھی تک اُس بوڑھے شخص کو غُصے سے دیکھ رہی تھی اُس نوجوان کی آواز پر چونک کر اُس کی جانب دیکھا،،

"کیوں تُمہیں کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے ہاں"

وہ بے زاری سے اپنی بیلو آئیز گھما کر بولی تھی،،

" ہانیہ تُم پاگل ہو وہ لوگ دیکھ لیں گے ہم چلتے ہیں یہاں سے"

نینا اُسے کھینچتی ہوئی بے بسی سے بولی تھی،، جبکہ زی لب بھینچے اُس ضدی لڑکی کو دیکھ رہا تھا،، وہ اسلام آباد کے لیئے جا رہے تھے،، مگر راستے میں اس شدید ٹریفک کے باعث اُنہیں تھوڑی دیر کے لیئے رُکنا پڑا،، اور پھر جب ہانیہ کی نظر اس حادثے پر پڑی تو وہ غُصے سے بھناتی ہوئی وہاں پہنچ چُکی تھی،، جبکہ نینا مسلسل اُسے اپنے ساتھ لے جانے کی منت کر رہی تھی،، لڑائی جھگڑوں سے ویسے بھی اُس کی جانب جاتی تھی،،

تکلیف مجھے نہیں تکلیف آپ جیسی امیز زادی لڑکیوں کو ہے جنہیں بس" پیسے کے دم پر کسی کی بھی عزت کو دو کوڑی کا کر کے رکھ دینے کی صلاحیت موجود ہے پر کاش آپ کی ماں آپ کو تھوڑی سی تربیت بھی دے سکتیں یا کم از کم بڑوں کی عزت کرنا ہی سیکھا دیتی مگر افسوس صد افسوس،،

اُس کی باتیں حورین کے دل پر خنجر کی طرح پیوست ہوئی تھیں،، جبکہ وہ نوجوان بغیر کسی خوف کے سنجیدگی سے اپنی بات کہہ گیا تھا،،اُس نے غُصے کی زیادتی سے سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اُس پر بھی ہاتھ اُٹھانا چاہا،، مگر اسی دوران ہجوم سے ایک لڑکی باہر آئی اور اُس کا پکڑ کر نیچے کیا اور گھما کر اُس کے منہ پر تھپڑ دے مارا،، سب نے حیرت بھری نظروں سے اُس گرین آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا تھا،، جس کا چہرہ بے تحاشا سُرخ تھا،،عیشال کے ساتھ کھڑی انابیہ جو حیرت سے یہ سب معاملہ دیکھ رہی تھی اُس لڑکی کو دیکھ کر اُس کے چہرے پر شدید حیرت سے بھرے تاثرات اُبھرے،،اُس کی صورت

بہت جانی پہچانی تھی،، جبکہ ہانیہ جو اُس لڑکی کا منہ توڑنے کے لئے آگے بڑھنے لگی تھی اُس لڑکی کو دیکھ کر ٹھٹک کر اپنی جگہ رُک گئ تھی،، نینا بھی حیرت سے اُس لڑکی کی جرآت دیکھ رہی تھی،، جبکہ حمزہ بھی سنجید گی سے اُس لڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا،،

"ہمت کی بات کر رہی تھی نہ تُم لو یہ تھی میری ہمت بُلاؤ جس افسر کو تُم نے بُلانا ہے میں بھی دیکھوں کہ ہمارے ملک کا قانون کتنا اندھا ہے میں بھی دیکھوں کہ دُنیا کا وہ کون سا جیل ہے جو مجھے قید کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ نڈر انداز میں بولی تھی،، وہ نوجوان بھی اپنے سامنے کھڑی اسی لڑکی کی کاروائی کو لب بھینچے دیکھ رہا تھا،،

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے پر ہاتھ اُٹھانے کی ہاں تُم مجھے جانتی نہیں ہو تُم
سب کو جیل میں ڈلوادوں گی"

حورین کو اپنے ساتھ ہوئے اس افتداد پر ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا،،اُس کا
بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑی اس لڑکی کا منہ توڑ دے،،

"کوئی اور ڈائلوگ نہیں آتا تمہیں ہاں تمہاری ہمت کیسے ہوئی تمہاری ہمت
کیسے ہوئی اور کتنی ہمت دیکھنی ہے عجیب لڑکی ہے بھائی"

خوب بہو اُسی لڑکی کی ہمشکل لائٹ براؤن آئیز والی لڑکی چہرے کے زاویے
بگاڑتے ہوئے اپنی ٹوئن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بے زاری سے بولی
تھی،،اُس کی بات پر مناہل نے مُسکراہٹ دبائی،،اُس کی بات پر
ہانیہ،،عیشال،،انابیہ اور نینا کی بھی دبی دبی ہنسی چھوٹی تھی،،وہ دونوں بھی

پولیس اسٹیشن کے لئیے ہی نکلے تھے،، مگر اس ٹریفک جام اور اس جھگڑے نے اُن کے ہاتھ میں کھجلی پیدا کر دی تھی،، جہاں مناک اور مناہل ہو اور کوئی جھگڑا نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا،، تبھی آستینیں چڑھاتے احمد،، حیدر اور بریرہ کو پانچ منٹ انتظار کرنے کا کہتے ہوئے وہ اُس مُقام پر پہنچے تھے،،

"ہاں نہ ایسی لڑکیاں ہمت کی بات کرتی ہیں جن کو بچپن میں نڈو بھی نہیں پلایا جاتا بہت عجیب بات ہے بھائی"

دائیں جانب سے آتی آواز پر منال اور مناہل نے چونک کر وہاں دیکھا جہاں ہانیہ بھی ہنسی دباتے حورین کے شان میں ایک چُٹکلا چھوڑ گئی تھی،، اُس کی بات پر سب کھلکھلا کر ہنس پڑے تھے،، وہیں حورین کا چہرہ ضبط کی شدت سے سُرخ ہو چُکا تھا،،

"ہاں اور ایسی لڑکیاں جب بچپن میں ایسی ٹیڑھی میڑھی شکلیں بنا کر اپنی امی کو نکھرے دیکھاتی ہیں نہ تو آگے سے امی رکھ کر ایک چماٹ مارتی ہیں بلکل ایسے ہی جیسے آپ نے ماری"

مناہل کو مخاطب کرتی انابیہ مُسکراہٹ دبائے بولی تھی،،اُس کی بات پر پھر سے وہاں قہقہوں کا طوفان اُبل آیا تھا،، مناہل نے ہنسی سے سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ انابیہ کی جانب دیکھا تھا،،انابیہ کی نظریں اُس کے چہرے پر جم کر رہ گئ تھیں،،اُس کا اندازہ سو فیصد سچ ہو گیا تھا،،یہ آنکھیں،،یہ نقوش،،وہ دونوں لڑکیاں بلکل وہی تھی،، جس کی اُسے تلاش تھی،، قدرت اتنی جلدی اُس پر مہربان ہو گئ تھی،،اُسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا،،

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ تُم لوگوں کی جرات کیسے ہوئی میرے ذاتیات پر حملہ کرنے کی"

وہ غُصے کی شدت سے سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ چیخ کر بولی تھی،،سب کے چہروں پر دوبارہ سنجیدگی نے ڈیرا جمایا،،

"جیسے تمہاری جرات ہوئی اس شخص پر ہاتھ اُٹھانے کی جو تمہاری باپ کی عُمر کا تھا،،

اُس بوڑھے شخص کو کندھوں سے پکڑ کر آگے کرتے ہوئے مناہل سنجیدگی سے بولی تھی جو ندامت کے احساس کے تحت کسی سے نظریں بھی نہیں ملا رہا تھا،،سب نے افسوس سے اُس کی حالت دیکھی تھی،،

"میرے باپ کو اس شخص سے مت مِلاؤ میرے بابا کا نہ معیار اتنا گرا ہوا ہے اور نہ وہ اس کی طرح کوئی ٹیکسی ڈرائیور ہے،،

وہ غُصے بھری نظروں سے اُس شخص کو گھورتے ہوئے بولی تھی،،

"کسی بھی کام کو حقیر سمجھنے والی تُم ہوتی کون ہو ہاں محنت سے کیا گیا کوئی بھی کام بُرا نہیں ہوتا یہ بات تمہیں سمجھنے کی ضرورت ہے لڑکی،،

اُس کی بات کا جواب عیشال کی جانب سے آیا تھا،،وہ سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اُس لڑکی سے مخاطب ہو کر بولی تھی،،اُس نوجوان نے ٹھٹک کو عیشال کی جانب دیکھا تھا،،عیشال کی نظر بھی اُس کی جانب اُٹھی تھی مگر اُس نے تیزی سے اپنی نظروں کا رُخ موڑ ڈالا تھا،،جبکہ انابیہ کی نظریں بے چینی سے اُن دو ٹوئنز کی جانب تھی،کسی بھی طرح سے یہ جھگڑا ختم ہو اور وہ ان سے بات کر سکے،،

اوئے رُکو رُکو اتنی بھی کیا جلدی ہے معافی مانگو چچا سے اتنی آسانی سے "
" تمہیں جانے نہیں دے گیں ہم

حورین جو غُصے بھری نظروں سے ان سب کو گھورتی ہوئی وہاں سے جانے لگی تھی منال نے جلدی سے دوسری جانب جا کر اُس کا راستہ روکا،، حورین نے بے بسی اس آفت کو دیکھا،، نا جانے کس مُصیبت میں پھنس گئ تھی وہ،،

میں اور وہ بھی اس سے معافی مر کر بھی نہیں مانگوں گی میں اس سے معافی "
البتہ تُم لوگ اپنے کئیے پر ضرور پچھتاؤ گے،،

وہ مغرور لہجے میں بولی تھی،،

ہم پچھتالیں گے فلحال تُم چچا سے معافی مانگو اور پھر یہاں سے دفع ہو جانا اور" آئندہ کسی کے ساتھ اس قدر بُرا سلوک کرنے کی ہمت مت کرنا،،

ہانیہ اُس کے مُقابل کھڑی ہوتی تنک کر بولی تھی،،اس دوران زی بے زاری سے یہ سب تماشا ملاخظہ کر رہا تھا،،

میں معافی نہیں مانگوں گی،،"

وہ ایک بار پھر ضدی لہجے میں بولی تھی،،

تو معافی مانگتی ہے کہ لگاؤں ایک اور تھپڑ،،"

اپنے ہاتھ مکا بناتی مناہل غُصے سے ایک بار پھر آگے بڑھی ہی تھی کہ حورین ہڑ بڑا کر پیچھے ہوئی،،

"رُکو مانگتی ہوں میں معافی،،"

آگے پہلا تھپڑ بھی زور کا تھا جبھی دوسرا پڑنے کے ڈر. سے وہ لڑکھڑاتے لہجے میں غُصہ ضبط کرتی ہوئی بولی تھی،،اُس کی بات پر سب نے دوبارہ سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھا،،

"آئی ایم سوری،،"

وہ رُوکھے لہجے میں دوسری سمت دیکھتے ہوئے بولی تھی،،اُس کی بات پر جہاں اُس بوڑھے شخص نے سر اُٹھایا وہیں ایک بار پھر اُس کی ڈھیٹائی دیکھ کر مناہل سمیت سب کو غُصہ آیا،،

کوئی بات نہیں بیٹی،،"

وہ شخص زبردستی مُسکراہٹ سجائے بولا تھا،،حورین کو ایک پل کو اپنے کیئے پر پچھتاوا ہوا،، مگر وہ پھر سے بے زاری والے تاثرات سجائے وہاں سے جا چُکی تھی،،اس بار کسی نے اُسے نہیں روکا،،

آپ سب کا بھی بہت شُکریہ آپ نے میری اور ڈرائیور انکل کی جو ہیلپ" کی،،

وہ نوجوان چہرے پر ہلکی سی مُسکان سجائے ان سب کو مخاطب کرتا ہوا بولا تھا،، پر نظریں اُس کی عیشال کی جانب تھیں،، جو لاپرواہی سے ارد گرد دیکھ رہی تھی اب،، مگر اُس کی بات پر چونک کر اُس کی سمت دیکھا تھا،،

آہاں کوئی بات نہیں علی بھائی ویسے بھی جہاں ظُلم ہوتا ہے وہاں ظلم کو" روکنے والے ہم جیسے سپاہی بھی موجود ہوتے ہیں،،

مناہل فخریہ انداز میں اُس سے مخاطب ہو کر بولی تھی،، اُس کی بات پر اُس کی آنکھوں میں حیرت اُبھری،،

آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا،، "

وہ حیرت سے پوچھتے ہوئے بولا تھا،،

آپ کی فائل سے،،"

اُس کے ہاتھ میں پکڑی فائل کی جانب اشارہ کرتی وہ مُسکراہٹ دبائے بولی تھی،،اس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا،،عیشال نے چوری چوری نظروں سے اُس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا،،اور یہ چوری یقیناً انابیہ کی آنکھوں سے محفوظ نہ رہی تھی،،وہ سر تھام کر رہ گئ تھی،،آن کم تھی جواب عیشال بھی اپنے کام لگ گئ،،وہ محض سوچ کر رہ گئ تھی،،

اوکے گائز پھر لڑائی لڑائی معاف کرو اور اپنے اپنے گھر جا کر کام کرو،،"

منال اُن سب سے مخاطب ہو کر ہنسی دباتے ہوئے بولی تھی،،

اب چلیں ہانیہ میڈم،،"

نینا عزت سے ہانیہ سے مخاطب ہو کر بولی تھی،، جو نا جانے کیوں منال اور مناہل کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی،، نا جانے کون سی کشش تھی جو بار بار اُسے اُس کی جانب کھینچ رہی تھی،، جیسے کوئی بہت گہرا تعلق تھا،، اُس کا ان لڑکیوں سے،،

ہاں چلو،،"

وہ اپنا سر جھٹکتی ہوئی اُس کے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی،، شاید یہ محض اتفاق ہو،، وہ لوگ وہاں سے چلے گئے تھے،، وہ ٹیکسی بھی وہاں سے جا چکی تھی،،

سُنیں،،"

اس سے پہلے کے منال اور مناہل بھی وہاں سے رفو چکر ہوتے انابیہ نے تیزی سے اُنہیں پُکارا،،

جی،،"

منال نے تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کا جواب دیا تھا،، مناہل بھی حیرت بھرے تاثرات کے ساتھ ان لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی،،عیشال بھی اب تھوڑی چوکنی ہو گئ تھی،، جس بات کو انابیہ نے ایک نظر میں ہی سمجھ لیا تھا اُسے بھی تھوڑی سمجھ میں آنے لگی تھی،،

کیا میں آپ سے پانچ منٹ بات کر سکتی ہوں،،"

اُس نے جلدی سے اپنا موقف بیان کیا،، منال اور مناہل نے آبرو اُچکا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا،، اسی دوران ٹریفک سگنل گرین ہوا،،

ہمیں زرا جلدی ہے،،"

مناہل چلتی ٹریفک کو دیکھ کر مناہل ہاتھ مسلتے بولی تھی،،

اوکے اوکے یہ میرا نمبر ہے آپ پلیز مجھے کال کریئے گا بہت ضروری بات" کرنی ہے آپ سے،،

اُس کے ہاتھ میں جلدی سے اپنے بیگ سے ایک پرچی نکال کر پکڑاتی ہوئی وہ لحاجت بھرے انداز میں بولی تھی،، مناہل نے حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے

وہ پرچی اپنی مُٹھی میں تھام لی تھی،،وہ دونوں پھر وہاں سے جلدی سے چلے گئے تھے،،انابیہ نے گہری سانس خارج کی،،

چل باقی باتیں گھر جا کر کرتے ہیں،،"

عیشال سنجیدگی سے بولی تھی،،انابیہ اُس کی بات پر سر ہلایا تھا،،پھر وہ دونوں بھی وہاں سے اپنی راہ پکڑتی ہوئی جا چُکی تھیں،،قسمت نے دھیرے دھیرے اُن پر اپنی حقیقت واضح کرنا شروع کر دی تھی،،

****

ایک منظر ہے ایک پولیس اسٹیشن کا،، جہاں ایک پولیس والا خشمگین نظروں سے سامنے بیٹھی اُن معصومیت سے سر جھکائی لڑکیوں دیکھ رہا تھا،، جو اتنی آسانی سے اُسے بیوقوف بناگئی تھیں،، اُس کے ساتھ ہی ایک اور سُنہری آنکھوں والی لڑکی شعلہ باز نظروں سے ان چھوٹے فتنوں کو دیکھ رہی تھی،، جو بیٹھے بٹھائے اُسے دماغی مریض قرار دے چُکی تھیں،، جبکہ دو اوت نفوس سر جھکائے اُن کے کارنامے پر ہنسی ضبط کیئے کھڑے تھے،،

کیا یار ضامن بھائی اتنا تو چلتا ہے میرا مطلب ہے تب معاملہ کچھ اور تھا تب آپ اجنبی تھے تو ہم نے آپ کو حقیقت نہیں بتائی پھر بعد میں ہم نے آپ کو اپنا بھائی بنالیا اسی لیئے آپ سے مدد لینے آئے ہیں"

مناہل نے رسانیت سے مسکین شکل بنا کر کہا تھا،، ضامن کے چہرے کے تاثرات تنے ہوئے تھے،، کیونکہ منال اور مناہل اُسے بریرہ کے متعلق

حقیقت بیان کر چُکی تھیں،،اور اپنے معصوم سے جھوٹ بقول اُن کے معافی بھی طلب کر رہی تھیں،،

"یار اب آپ خود دیکھیں ہم اتنی جلدی کیسے بھروسہ کر لیتے مطلب مانا کہ بینگن میرا مطلب بریرہ دماغی مریض نہیں ہے پر حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے سمجھداری والا کام کیا اگر آپ کی جگہ کوئی غلط بندہ ہوتا تو وہ ہم سب کو تھانے میں بند کر دیتا اور اس کے اُس بُڈھے میرا مطلب چچا سے رشوت لے لیتا"

اب کہ منال نے بھی معصوم شکل بنا کر ضامن کو قائل کرنے کی کوششیں جاری کیں،، بریرہ تو اُن کی جانب سے نظریں پھیر چُکی تھی،، شدید ناراضگی کے باعث،،اب اُسے سمجھ لگی کہ وہ کھڑوس ایک دم اتنی نرمی کیوں برت رہا تھا،، کیونکہ وہ اُسے دماغی مریض سمجھ رہا تھا،،

"بھروسے کی بات تو تُم لوگ نہ ہی کرو اگر بھروسہ نہیں تھا تو بھائی کیوں بنایا،،

وہ سنجیدگی سے اُن کی جانب دیکھتا ٹھہرے لہجے میں بولا تھا،، منال اور مناہل نے مسکینیت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا،، کیونکہ ناچاہتے ہوئے بھی اُنہیں شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی تھی،، بلکہ جس مشکل سے اُنہوں نے اپنی ہنسی ضبط کی ہوئی تھی یا تو وہ جانتی تھیں یا اُن کا خُدا،،

"یار آپ معاف کر دیں ایسی ہی بھلکڑ اور نمونیاں ہیں جھوٹی تو ایک نمبر کی ہیں شاید ہی انہوں نے زندگی میں کبھی سچ بولا ہو مگر یہ دونوں دل کی اچھی ہیں"

حیدر نے اُن کے فیور میں بولنا چاہا مگر نا چاہتے ہوئے بھی اُن کی تعریف ڈھنگ سے نہ کر سکا،، اُدھر منال اور مناہل کا دل چاہا اس چُکندر کا جوس بنا کر پی لیں،، ضامن نے سنجیدگی سے اُس کی بات سُنی،،

"اب بس کر دیں آپ جب معافی مانگ لی ہے اُنہوں نے تو بلاوجہ ناراضگی کا چولھا نہ اوڑھیں اور میرا مسئلہ حل کر دیں اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو ورنہ شہر میں پولیس اسٹیشنز کی کمی نہیں ہے"

اُس کا بلاوجہ کا ایٹیوڈ بریرہ سے ہضم نہیں ہو رہا تھا تبھی منہ بنا کر وہ اُس کی جانب دیکھتی ہوئی بولی تھی،، اُس کی بات پر جہاں ضامن کی آبرو تنی وہیں منال اور مناہل نے منہ نیچے کر کے کھی کھی کی،،

"یہ میرا اور میری بہنوں کا معاملہ ہے آپ خاموش رہیں تو بہتر ہے رہی بات آپ کے مسئلہ کی تو فکر مت کریں اس کیس کی تحقیقات میں بذاتِ خود کروں گا اور اُس کے لئیے ابھی آپ کو میرے ساتھ اپنے گھر جانا ہو گا تاکہ آپ کے چچا کو گرفتار کیا جا سکے"

سخت نظروں سے اُسے گھورتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا تھا،، بریرہ نا چاہتے ہوئے بھی تھوڑی مُطمئن ہوئی تھی،،

"اچھا تو پھر ہم معافی سمجھیں"

مناہل نے معصومیت سے پوچھا،، ضامن نے پُرسوچ انداز میں تھوڑی تلے اُنگلی ٹکائی،،

"معاف کر دیں نہ ضامن بھائی دیکھیں آپ پہلے انسان ہیں جس کا ہم نے نام نہیں بگاڑا اور نہ مناہل اور میں نے تو آپ کا نام صابن رکھ دیا تھا پر ہم نے کہا کہ نہیں ہمارے یہ والے بھائی بڑے اچھے اور پولیس میں بھی ہیں تو اُن سے پنگا لینا اچھا نہیں ہو گا "

منال نے معصوم صورت بنائے مظلومیت کی آخری حدود کو چھوتے ہوئے اپنی بات کہی تھی،، لفظ صابن پر جہاں ضامن کی آنکھیں صدمے سے پھیلیں وہیں بریرہ،، احمد اور حیدر کو اپنی ہنسی ضبط کرنا دُنیا کا سب سے مشکل کام لگا تھا،،

"کر دیں نہ معاف دیکھیں ایک دن ہم سب نے مر ہی جانا ہے تو فائدہ ناراضگی کا "

مناہل نے آخری تیر پھینکا،، سب کی نظریں مظلومیت اور معصومیت کی تصویر بنی منال اور مناہل پر تھیں اور اُن کے سامنے بیٹھے غُصے سے سُرخ چہرہ لئے اُن کے بھائی پر،، نا جانے اب کیا فیصلہ ہونے والا تھا،،

"ٹھیک ہے"

گہری سانس خارج کرتے ہوئے اُس نے اُن کے حق میں فیصلہ سُنایا،، منال اور مناہل کے چہرے کے تاثرات ڈھیلے ہوئے،، اُنہوں نے ریلکس انداز میں کرسی کی پُشت سے ٹیک لگائے پاؤں جوتوں سے آزاد کر کے ٹیبل پر ٹکا دیئے،، جہاں احمد اور حیدر کو اُن کی جُرات پر حیرت ہوئی،، وہیں بریرہ اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئ،، جبکہ ضامن نے سخت گھوری سے اُن کو نوازا،، جس کو دیکھتے ہوئے منال اور مناہل نے پیاری سے مُسکراہٹ اُچھالی،، وہ دونوں تھی ہی ایسی،، نہ کسی سے ڈرنے والی،، نہ کبھی رونے والی،، بلکہ رُلانے والوں میں اور

دوسروں کو پاگل بنانے میں وہ ہمیشہ اول نمبر پر رہیں تھیں،، لوگوں کے دلوں میں گڑھ کرنا اور اُن کے دل جیتنا اس ہنر سے وہ بخوبی واقف تھیں،،

"چلو اب جاؤ تُم دونوں یہاں سے اپنے گھر اپنے بھائیوں کے ساتھ اور اپنی دوست کی فکر مت کرنا اس کے ساتھ اب میں ہوں میرا مطلب اس کا کیس میں خود دیکھ رہا ہوں "

اُن سب کی حیرانگی سے بھرپور نظریں محسوس کر کے ضامن نے تیزی سے اپنی بات بدلی تھی،، بریرہ نے اُس کی بات کے مکمل ہونے پر گہری سانس خارج کی،،

"وہ تو ہم چلے ہی جائیں گے کچھ حرچا پانی میرا مطلب کوئی چائے بسکٹ پیزا وغیرہ بھی کھلا دیتے اگر تو بھلا ہو جاتا ہمارا "

مناہل نے معصومیت سے کہا تھا،،اُس کی بات پر منال نے بھی زوروں سے اپنا سر ہلایا،،

"میں جارہاہوں اشفاق سے کہہ دیناوہ لادے گا تمہیں جو چاہیے"

کار کی کیز پکڑ کی اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا وہ تاسف بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے وہ سنجید گی سے بولا تھا،، منال اور مناہل نے اشفاق کو دیکھا جو خفگی سے اُن دونوں کو دیکھارہا تھا،،جی ہاں یہ وہی شخص تھا جو منال اور مناہل کے خطرناک ہتھیار عُرف موزے کااول سے شکار ہوا تھا،،

"چلیں میڈم"

اُسے کے پاس سے گزرتا طنزیہ لہجے میں بولتا ہوا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا تھا،،

"بائے منال مناہل بہت جلد مُلاقات ہو گی تم لوگوں کے ساتھ بھول مت جانا مجھے"

اُس کی پُشت کو گھورتی ہوئی منال اور مناہل کو مخاطب کرتی ہوئی وہ سنجیدگی سے بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئ تھی،،اُس کی بات ہر منال اور مناہل نے اپنا سر خم کیا تھا،،

"تُم لوگ کھڑے کیوں ہو بیٹھو نہ اور بھائی اشفاق زرا کڑک چائے اور سموسے تو لیتے آئیں"

احمد اور حیدر کو ہنور کھڑا دیکھ کر منال مُسکراہٹ دبائے اُن کو کہتی ہوئی آخر میں اشفاق سے مخاطب ہو کر بولی تھی،، اُس کی بات پر احمد اور حیدر بھی پیچھے رکھی چیرز کو کھینچتے ہوئے اُن دونوں کے مُقابل بیٹھ گئے تھے،، اشفاق منہ بناتا ہوا ان کی فرمائشیں پوری کرنے کے لئیے چلا گیا تھا،، جبکہ دیگر افیسر بھی حیرت سے ان کو دیکھ رہے تھے،، جنہوں نے اپنے اتنے سخت سر کو اتنی آسانی سے اپنا بھائی بنا لیا تھا،،

"بلی وہ پرچی کہاں ہے جو اپنے ساتھ لائے تھے اُس لڑکی نے دی تھی جو"

یکدم دماغ میں کچھ کھٹکنے پر منال تجسس سے منال سے مخاطب ہو کر بولی تھی،، اُس کی بات پر مناہل نے چونک کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ پرچی نکال کر اُس کے ہاتھ تھمائی،،

"اب یہ کیا کرنے لگی ہے تو"

مناہل اُسے پولیس اسٹیشن کے ٹیلی فون پر نمبر ڈائل کرتا دیکھ کر بولی تھی،، منال نے اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کیا،، احمد اور حیدر بھی اُلجھتے ہوئے اُن دونوں کی کاروائی دیکھ رہے تھے،،

اسلام علیکم کون،، "

آگے سے کسی کی غُصیلی آواز کانوں میں ٹکرائی،، منال اور مناہل نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر آبرو اُچکائی،،

"اُوئے کون ہے"

اُس لڑکی کی آواز کے پیچھے ایک اور بے چین آواز اُن کے کانوں سے ٹکرائی،،

پتہ نہیں وہی پوچھ رہی ہوں آگے سے کوئی جواب ہی نہیں دے رہا ہے،،"

انابیہ کی بات کا جواب دیتی سنایا اُلجھتے ہوئے بولی تھی،اُس کی بات پر انابیہ نے جلدی سے اُس کے ہاتھ سے فون چھینا،،کب سے وہ اس کال کا انتظار کر رہی تھی،،

ہیلو ہیلو آپ کون ہیں،،"

منال اور مناہل نے فون اسپیکر پر رکھا اور ریلکس سی ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں،،

جی واعلیکم سلام ہم وہی ہیں جنہیں آپ نے بیچ سڑک میں اپنا نمبر دیا تھا،،"

مناہل نے پُرسکون انداز میں اپنی بات کہی،،اور وہاں انابیہ نے خوشی سے چیخ دبائی،،

"جی جی مجھے یاد ہے آپ نہیں جانتے میں اتنی عرصے سے آپ لوگوں کو تلاش کررہی تھی"

انابیہ بھی فون اسپیکر پر رکھتی اُن تینوں کو اشارے سے بُلاتی ہوئی پُرجوش لہجے میں سفید جھوٹ بولی تھی،،سنایا،،آن،،عیشال سب متجسس سی اُس کے ساتھ کھڑی ہوگئ تھیں،،

"لیکن آپ ہیں کون اور ہمیں کیسے جانتی ہیں،،"

منال حیرت سے بولی تھی،، وہ چاروں بھی متجسس سے بیٹھے ہوئے تھے،،

"دیکھیں بہت لمبی کہانی ہے ویسے مگر مختصراً میں اپنا تعارف بیان کر دیتی ہوں آپ کو دراصل ہم پہلے اسلام آباد میں رہتے تھے ہمارے بابا نہیں تھے اور جب تھوڑے بڑے ہوئے تو والدہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور پھر کچھ وجوہات کی بنا پر ہمیں لاہور شفٹ ہونا پڑا،، یہاں پر ایک گھر رینٹ پر لیا،، اپنی پڑھائی کی اور ساتھ ساتھ جاب بھی،، اصل بات یہ ہے کہ پچھلے کچھ مہینوں سے ہمیں کچھ عجیب عجیب سی پہلیاں ملنی موصول ہوئی وہ کوئی نقاب پوش تھا شاید مگر نا جانے اُس کا کیا مقصد ہے اپنے تجسس کی بنا پر ہم نے اُن کے بارے میں تحقیق کی تا کہ جان سکیں کہ آخر اُس کا مقصد کیا ہے مگر جو چیز سامنے آئی وہ کافی حیرت زدہ تھی اُس شخص نے ہمیں ایک چیز کا سُراغ دیا اور اُسے ڈھونڈنے کا کہا جیسے بھی کر کے ہم نے وہ پہیلی کھوج ڈالی مگر ہم خود بھی

بُری طرح اُلجھ چُکے تھے اُس سُراغ میں ہمیں ایک رپورٹ ملی جہاں آپ دونوں کے بارے میں لکھا گیا تھا وہ آپ کی ماما کی رپورٹ ہے شاید،،

منال اور مناہل جو دم سادھے فون کے اسپیکر سے اُبھرتی انابیہ کی آواز سُن رہے تھے اُس کی آخری بات پر بے تحاشا چونکے،، احمد اور حیدر بھی حیرت کے عالم میں وہ سب سُن رہے تھے،، جبکہ احمد کو وہ آواز کافی جانی پہچانی معلوم ہو رہی تھی،،

"آپ کی ان سب باتوں کا مقصد کیا ہے آخر وہ شخص جو کوئی بھی ہے اور آپ جو بھی ہیں نہ ہم آپ کو جانتے ہیں نہ آپ ہمیں تو یہ رپورٹ یہ پہیلی میرے خیال سے کوئی آپ کے ساتھ نہایت بے ہودہ مزاق کر رہا ہے،،

مناہل سنجیدگی سے اُس کی باتوں کا مقصد اخذ کرتے ہوئے بولی تھی،،

"آپ سمجھ نہیں رہیں یہ مزاق نہیں ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ہم سے کچھ کہنا چاہ رہا ہو آپ پلیز میری بات تحمل سے سُنیں اور مجھے بولنے دیں،

اُس کی بات کی نفی کرتی انابیہ رسانیت سے بولی تھی،،اُس کی بات پر منال اور مناہل کندھے اُچکا کر ایک بار پھر غور سے اُس کی بات سُننے لگے تھے،،

"دراصل اس بار جو ہمیں سُراغ ملا ہے وہ واقعی بیت عجیب وہ رپورٹس اس بات کی توسیع کرتی ہیں کہ حرم ملک دو جڑوا بچوں کو دُنیا میں لائی تھی اُس سُراغ کے ساتھ اُس میں دو قنیچے موجود تھے جس میں ایک کا رنگ گرین تھا اور دوسرے کا رنگ لائٹ براؤن تھا اور اُس کے ساتھ ہی ایک عزل تھی جس میں وضح لکھا گیا تھا کہ حرم ملک کے جڑوا بچے اُس سے چھین لئیے گئے ہیں اور وہ بلکل تنہا ہو کر تاریکوں میں ڈوب گئ ہے یعنی وہ یاداشت کھو بیٹھی

ہیں شاید اُس کے ساتھ ہی ہمیں کہا گیا تھا کہ اگر ہم ان جڑوا بچوں کو تلاش کر لیں تو ہمیں ہمارے سوالوں کے تمام جوابات مل جائیں گے،،

بات کے اختتام پر انابیہ نے آن کے ہاتھ سے پانی کا گلاس چھین کر منہ لو لگایا،، اتنی لمبی تقریر کر کے اُس کا گلا خُشک ہو گیا تھا،، دوسری جانب منال اور مناہل شدید حیرت سے اُن کی باتیں سُن رہے تھے اور اُس کا مطلب اخظ کرنے کی کوشش کر رہے تھے،،

یار آپ میرا نمبر نوٹ کریں اور اُس پر اپنا ایڈریس بھیجیں یقین کریں ہمیں" آپ کے کہے گئے ایک بھی لفظ کی سمجھ نہیں آئی نہ ہی اُس کا مقصد معلوم ہوا ہے آپ اپنا ایڈریس بھیجیں ہم پہنچ رہے ہیں بس،،

مناہل یکدم اپنی جگہ سے اُٹھ کر فون پکڑ کر کان سے لگاتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تھی،، یہ پہیلی اب انابیہ،،عیشال سنایا اور آن کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی بُری طرح اُلجھا گئی تھی،، مناہل نے اُسے اپنا نمبر نوٹ کروایا اور کال بند کر دی،، دوسری جانب اُس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے انابیہ نے اُس کے لکھوائے گئے نمبر پر جلدی سے اپنا ایڈریس بھیجا،،

چلو اُٹھو اب دیکھتے ہیں یہ کون سا نیا کھیل ہے ویسے بھی مجھے نہیں لگتا ہماری" زندگی سکون سے گزرنے والی ہے کبھی،،

ایک زوردار انگڑائی لیتی منال اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی بے زار لہجے میں بولی تھی،،اُس کی بات پر مناہل نے بھی مظلوم شکل بنا کر اتفاق کیا تھا،، پھر وہ لوگ پولیس اسٹیشن سے باہر نکل آئے تھے،،

یہ سموسے خود ٹھوس لینا اب تُم گھنٹہ لگا دیا،،"

سامنے سے سموسے اور چائے لاتے اشفاق پر جُملہ کستی منال منہ بنا کر گاڑی میں سوار ہو گئی تھی،،اشفاق بھی ہنہہ کرتا ہوا اندر کی جانب بڑھ گیا،،وہ لوگ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اُس ایڈریس پر جا رہے تھے،،تاکہ معاملہ کی اصل حقیقت معلوم ہو سکے،،وہ لوگ تقریباً آدھا سفر طے کر چُکے تھے،،منال اور مناہل پیچھے بیٹھے تھے جبکہ احمد اور حیدر آگے،،یکدم پیچھے سے اُن پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تھی،،حیدر نے ہڑبڑاتے ہوئے گاڑی روکی،،منال،،مناہل اور احمد بھی اپنی جگہ ہل کر رہ گئے تھے،،اُن کے گاڑی روکنے پر اُن کے پیچھے آتی گاڑی بھی فوراً رُکی،،اُس میں سے کچھ لوگ باہر نکلے چہرے پر ماسک پہنا ہوا تھا،،وہ بھاگتے ہوئے اُن کی گاڑی کے پاس پہنچے،،

حیدر شیشہ مت کھولیں مجھے تو یہ ڈاکو لگ رہے ہیں،،"

احمد اُن کو شیشہ کھٹکھاتا دیکھ کر حلق تر کرتا حیدر سے بولا تھا،، جبکہ منال اور مناہل خوفزدہ تو نہیں مگر حیرت زدہ لازمی تھیں،،

چُپ کر جان زیادہ پیاری ہے کہ چیزیں ان کو جو چاہیئے ہے وہ دے دینا"

اوکے،،

اُن سب کو سنجیدگی سے ہدایت کرتا ہوا حیدر شیشہ نیچے کر گیا تھا،،

سُنو لڑکے ہماری تُم سے کوئی دُشمنی نہیں ہے ہمیں وہ ہری آنکھوں والی" لڑکی چاہیئے ابھی کے ابھی،،

وہ پسٹل سے پیچھے کی جانب بیٹھی مناہل کو اشارہ کرتا ہوا تحکم لہجے میں بولا تھا،،اُس کی بات پر منال ناموس انداز میں مناہل کے قریب ہوئی تھی،،اور مناہل تو منہ کھولے اُسے دیکھ رہی تھی،،

دیکھو تمہیں پیسہ چاہیئے یا موبائل یا پھر گاڑی تُم جو چاہو ہو لے سکتے ہو مگر" ہم اس لڑکی کو تمہیں ہر گز نہیں دیں گے،،

حیدر سنجیدگی سے اُن کو کہتا ہوا بولا تھا،،احمد بھی لب بھینچے اُسے دیکھ رہا تھا،،

"اُٹھالو اسے"

اُسے معلوم تھا کہ وہ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مانیں گے تبھی بُلند آواز اپنے ساتھیوں سے بولا تھا،، یکدم کار کا پچھلا دروازہ کھلا وہ ایک شخص مناہل کو کھینچتا ہوا باہر کی جانب نکال گیا تھا،،

مناہل،،"

منال دہشت زدہ سی ہو کر چیخ کر باہر نکلنے ہی والے تھی کہ اُس شخص نے ایک بار پھر اُس کا دل ٹکروں میں بٹور دیا،،

اے لڑکی اگر ایک قدم بھی گاڑی سے باہر نکالا یا کوئی ہوشیاری کی تو" تمہارے ان دونوں بھائیوں کو مار دوں گا میں،،

حیدر کے سر پر پسٹل رکھتا وہ سخت لہجے میں بولا تھا،، جو پریشانی سے اس صورتحال کو دیکھ رہا تھا،، منال نے نفرت سے اُس شخص کو دیکھا تھا،،

مینووووووو"

مناہل کے چیخنے کی آوازیں مسلسل گونج رہی تھیں،، شاید وہ لوگ اُسے گاڑے میں بیٹھا رہے تھے،، منال کا پورا وجود کانپ رہا تھا،، وہ صرف ٹوئن نہیں جان تھی اُس کی،،

دیکھ پلیز تُم میری بہن کو چھوڑ دو اُس کے بدلے تُم مجھے لے جاؤ پلیز مناہل کو" جانے دو،،

وہ اُس کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی تھی،، آنسو روانی سے آنکھوں سے بہہ رہے تھے،، احمد اور حیدر نے دم سادھے اُسے روتا ہوا دیکھا تھا،، اُن دونوں کے دل پر گھونسا سا لگا تھا ایک،، یکدم حیدر نے اُس شخص کے ہاتھ سے پسٹل چھیننی چاہی،، اور پھر ایک دھماکے کی آواز گونجی،، وہ شخص وہاں سے بھاگتا ہوا اپنی کار میں جا بیٹھا،، خون کا فوارا حیدر کی سفید شرٹ کو رنگ گیا تھا،، گولی اُس کے بازو پر لگی تھی،، منال وحشت زدہ سی باہر نکلی،،

مناہللللل،،"

دور جاتی گاڑی کو دیکھ کر وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ چیخی تھی،، پورا آسمان اُس کی آواز کے شور سے،، اُس کی تڑپ دیکھتے ہوئے سناٹے میں آگیا تھا،،

"مناہل جلدی اُٹھو حیدر کا بہت خون بہہ رہا ہے ہمیں اُسے ہاسپٹل لے جانا ہو گا ابھی،،

احمد بازو سے پکڑ کر اُسے کھڑا کرتا ہوا چیخ کر بولا تھا،، منال نے چونک کر خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا،،

وہہ،، وہ،، مناہل،،،، میری،،، بلی،، لے گئے،،"

اُس کی آواز اُس کے حلق میں دب گئی تھی جیسے،، آنکھوں میں پانی جمع تھا،، دل انگاروں میں جل رہا تھا،،

"منال پلیز حوصلہ کرو ہم مناہل کو ڈھونڈ لیں گے اپنے بھائی پر بھروسہ رکھو اور پلیز ابھی چلو حیدر کو ہاسپٹل لے جانا بہت ضروری ہے،،

شفقت سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھتا وہ بے بسی سے اُسے حوصلہ دیتا ہوا بولا تھا،، مگر اُسے یونہی ساکت کھڑا دیکھ کر اُسے کھینچ کر اپنے ساتھ لے جا کر گاڑی میں بٹھایا،، جیدر کو بمشکل وہ دوسری سیٹ ہر مُنتقل کرتا گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا،، منال ساکت نظروں سے خون کے سُرخ دھبے دیکھ رہی تھی،، اتنے سے وقت میں ایک قیامت سی گزر گئ تھی اُن کے اوپر،، نا جانے یہ جُدائی کون کون سی آزمائشیں لانے والی تھی،،

****

تین گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ اسلام آباد پہنچ چُکے تھے،، اس دوران ہانیہ بے حد خاموش تھی،، اور اُس کی یہ خاموشی زری اور نینا کو بے حد کھٹک رہی

تھی،، ورنہ ہانیہ اور دو منٹ چُپ ہو جائے ناممکن،، دوسری جانب ہانیہ کا دل نا جانے کیوں ایک عجیب سی اُداسی کا شکار تھا،، جیسے کوئی بہت قیمتی چیز پیچھے چھوٹ گئی ہو،، وہ دو چھوٹی چھوٹی خوبصورت سی لڑکیاں بار بار اُس کے ذہن میں ایک ہوا کے جھونکے کی طرح نقش ہو رہی تھیں،، کھڑکی سے باہر والے منظر اور خوبصورت پہاڑوں کو دیکھتے ہوئے وہ گہری سوچ میں مبتلا تھی،، اُس کی زندگی ایک پہیلی کی مانند ہو گئی تھی،، جو سُلجھنے کے بجائے مزید اُلجھ رہی تھی،، یا پھر چیزیں اتنی سادہ نہیں تھیں جیسا وہ محسوس کر رہی تھی،، ان تمام سوچوں میں گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی تھی،، ہانیہ نے چونک کر دائیں جانب دیکھا،، سفید مرمر کی ٹائلز سے مزین یہ ایک بہت خوبصورت گھر تھا،، بلکل ایک حویلی کی طرح،، اُس کی آنکھوں میں تجسس اور ستائش اُتری تھی،، کچھ وقت کے لئیے ہی سہی وہ پچھلا واقعہ فراموش کر بیٹھی تھی،،

" ہانیہ باہر آجاؤ تمہارا ہی گھر ہے "

نینا اُسے گھر کو ٹکر ٹکر کرتے دیکھ کر مُسکراہٹ دبائے بولی تھی،،

"کیوں یہ مجھے جہیز میں ملا تھا یا پھر میرے باپ کی وراثت میں شامل ہے"

ہانیہ اُس کی بات پر ادائے بے نیازی سے بولی تھی،،اُس کی بات پر نینا سر نفی میں ہلا کر رہ گئی،، کیونکہ اُس کی دوسری بات سچ تھی

"کیوں بہت جلدی ہے تمہیں شادی کی"

اُس نے جیسے اُس کی جہیز والی بات پر چوٹ کی تھی،،

"جی نہیں ابھی ایسا کوئی میری ٹکر کا ملا ہی نہیں جو ہانیہ شفیق احمد کے ساتھ جچے بھی"

وہ آنکھیں پٹپٹائے مُسکراہٹ دبائے بولی تھی،، نینا نے کن اکھیوں سے ہنسی ضبط کرتے ہوئے زی کو دیکھا تھا،،

"لگتا ہے تمہیں کسی شوہر کی نہیں کسی کُشتی لڑنے والے یا پھر کسی شوپیس کی ضرورت ہے جو تمہارے ساتھ جچے بھی یہی بات ہے نہ"

وہ سنجیدگی بیک مرر میں اُس کی گہری براؤن آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا،، جو اُس کی بات پر حیرت سے کھل گئی تھیں،، نینا نے رُخ موڑا کر ہنسی روکی،،

"ہنہہ ایسی بات بھی نہیں ہے بس اچھا وہ پیارا ہو ہر وقت سڑا ہوا نہ رہتا ہوا امیر ہو نرم دل ہو خوش اخلاق ہو تھوڑا معصوم تھوڑے سے زیادہ کیوٹ مگر اُس کی یہ سب خوبیاں مجھ سے کم ہوں بس یہی چاہیئے مجھے"

اب کہ اُس نے زرا تفصیل سے اپنی ریکوائر منٹس بتائیں تھیں،، جس پر نینا نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا،، زی سنجیدگی سے اُس کی فضول گوئی پر افسوس سے سر نفی میں ہلاتا گہری سانس خارج کرتا گاڑی اندر کی جانب لے گیا کیونکہ چوکیدار گیٹ کھول چُکا تھا،، ہانیہ پٹ سے کار کا ڈور کھولتی باہر نکلی اور آنکھوں میں اشتیاق بھرے اُس خوبصورت سے گھر کو دیکھنے لگی،، نینا بھی گاڑی کی ڈکی سے اپنا اور ہانیہ کا سوٹ کیس نکال کر باہر رکھتی ہوئی اُس کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئ تھی،، جبکہ زی دوسرے مُلازم اور سامان اندر لے جانے کا آرڈر دے کر اُن دونوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا،، مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ لوگ لیوونگ روم پہنچے تھے،،

"اسلام علیکم خالہ"

نینا بھاگتی ہوئی فائقہ کے گلے لگی جوان کی اچانک آمد سے خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئی تھیں،،

"وا علیکم سلام کیسی ہو"

اُس کے سر پر ہاتھ رکھتی وہ چہرے پر مُسکراہٹ سجائے بولی تھیں،،زی نے بھی آگے بڑھ کر مُسکراتے ہوئے اُنہیں سلام کیا اور اپنے سر پر پیار لیا،،

"میں ٹھیک آپ بتائیں میں نے سُنا تھا خالو آئے تھے کل ہمیں ملے بغیر ہی چلے گئے بہت بُری بات ہے ویسے"

دونوں ہاتھ کمر پر رکھتی نینا منہ بنا کر بولی تھی،، کل ہی اُسے شہر یار خالو کی یہاں آمد کی خبر ملی تھی،، مگر اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی واپس بھی چلے جائیں گے،، اسی لئیے وہ تھوڑا اُداس ہو کر بولی تھی،، جبکہ فائقہ کی نظر اُس گھبرائی سی خوبصورت چاکلیٹی آنکھوں والی لڑکی پر تھی،، اُن کی نظروں کی تعاقب میں دیکھ کر زی اور نینا نے بمشکل اپنی ہنسی روکی،، وہ آنے والے لمحات کے لئے بے حد پُر جوش تھے،، خاص کر حرم کے ریکشن کے لئیے کتنا خوش ہو گی وہ اپنی بیٹی سے مل کر،، اس سے پہلے کے وہ کوئی سوال کرتی لئیوونگ روم میں ایک اور آواز گونجی تھی،،

"فائقہ کی بچی کوئی کام تُم ڈھنگ سے کر لو تُم اگر میں نہ دیکھتی تو سالن جل جاتا نیچے سے اسی سال کی ہونے والی ہو پر عقل گھٹنوں میں ہے تمہاری تُم سے اچھا کھانا تو جیل میں کام کرنے والی آپا جی بنا لیتی ہے،،،

مایا جو کچن سے فائقہ کا کارنامہ دیکھ کر اُسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچ کر بے دھڑک ارد گرد کا ہوش کیئے شروع ہو گئی تھی دبی دبی ہنسی کی آوازوں پر چونک کر دائیں سمت دیکھا جہاں زی خود کو موبائل میں مصروف ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا تو دوسری جانب نینا بھی اپنی مُسکراہٹ دبانے کی بے کوشش کر رہی تھی، مگر ہانیہ کی تو اُن کے آخری جُملے پر ضبط کی ڈوری ٹوٹی اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی،، فائقہ سمیت مایا بھی حیرت سے اُس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھ رہے تھے،، فائقہ کو نا جانے کیوں اُس میں کسی بہت اپنے کی مشابہت محسوس ہو رہی تھی،، اُن کا دل عجیب کیفیت میں مبتلا تھا،، دوسری جانب مایا بھی خود کو لاجواب سی محسوس کر رہی تھیں،،

"حمزہ بیٹا کون ہے یہ گڑیا"

مایا نے بمشکل ماحول میں چھایا سکوت توڑا تھا،، نینا نے گلا کھنکھارا،، وہیں ہانیہ بھی متجسس سی اُس کی جانب دیکھنے لگی،، نا جانے اب کون سا جھوٹ بولنے والے تھے وہ دونوں،،

" ماما حرم خالہ کہاں ہیں"

نینا نے سنجیدگی سے سوال کیا،،

"وہ تو اوپر روم میں ہیں ریسٹ کر رہی ہیں"

اُس کی بات کا جواب فائقہ کی جانب سے آیا تھا،،

اچھا تو آپ سب جاننا چاہتے ہیں نہ کہ یہ لڑکی جو آپ کو بہت اپنی اپنی بہت" شناسا سی اور دل کے قریب لگ رہی ہے یہ کون ہے اور دوسری جانب ہانیہ یقیناً تمہارے دل میں بھی اس وقت کچھ ایسی ہی فیلینگز ہوں گی سو آپ دونوں کو اپنے سوالوں کے جوابات حرم خالہ کے روم میں ملیں گے آجائیں میرے پیچھیں اور سمجھیں آج سے ہمارے اچھے دن شروع"

اُس سب کو ایک ایک کر کے اطلاع دیتی وہ آخر میں مُسکراتے ہوئے ہانیہ کا ہاتھ پکڑے آگے کی جانب بڑھ گئی تھی،، ہانیہ حیرت سے اُسے دیکھتی ہوئی اُس کے ہم قدم چل رہی تھی،، جبکہ مایا اور فائقہ بھی ایک دوسرے کو حیرانگی کی سی کیفیت میں دیکھتی ہوئیں اُس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھیں،، جلدی جلدی زینے طے کرتے وہ لوگ حرم کے روم کے باہر پہنچے،، نینا نے آگے بڑھ کر حلق تر کر کے روم پر نوک کیا،،

آجائیں،،"

اندر سے ایک خوبصورت سی آواز میں اجازت دی گئی تھی،،وہ آواز،،ہانیہ کا دل ناجانے کیوں یکدم تیزی سے دھڑکا تھا،،

ریلکس ہانیہ میں تمہارے ساتھ ہوں،،"

اُس کی کیفیت سمجھتی ہوئی نینا نرمی سے اُس کے کان میں سرگوشی کرتی ہوئی بولی تھی اور دروازہ دھکیل کر اُسے لئیے اندر کی جانب داخل ہوگئی تھی،،اُس کے پیچھے حرم اور فائقہ بھی متجسس سی اندر کی جانب آگئی تھیں،،جبکہ زی دروازے سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا،،یہ ایک سفید رنگ کا خوبصورت سا کمرہ تھا،،جہاں وہ بلیک ڈوپٹہ سر پر حجاب کی طرح لئیے بلیک لباس میں گُم سُم بیڈ کی سلوٹیں درست کر رہی تھی،،جبکہ اُس کے عین

سامنے ایک خوبصورت سی چھوٹی سی بچی کی تصویر تھی،، حرم نے پلکیں اُٹھا کر آنے والے کی جانب دیکھا تھا،، اور اُس کی نظریں جیسے پتھرا گئ تھیں،، دوسری جانب ہانیہ کے وجود میں جیسے کپکپی سی طاری ہو گئ تھی،، وہ خوبصورت سی گرین آنکھوں والی خاتون نا جانے کون سی کشش تھی اُن میں،، وہ اپنی جگہ بلکل ساکت رہ گئ تھی،، نینا اور زی کا سُرخ چہرہ اُن کی خوشی کی انتہا کا گواہ تھا،، جبکہ فائقہ اور مایا ہنوز انجان تھے،،

ہا،،ن،،ہا،،"

اُس کے لبوں سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے جیسے،، گرین آنکھوں میں تیزی سے آنسو گرنے لگے تھے،، ہانیہ کا دل عجیب سی بے چینی کا شکار ہوا تھا،، اُن کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر،، حرم تو ٹُکر ٹُکر اُسے دیکھ رہی تھی،، کیا انتظار ختم ہو چُکا تھا،، یا یہ کوئی خواب تھا،، اگر خواب تھا تو اُس کی تعبیر کب

ہونی تھی؟؟ نہیں یہ خواب نہیں ہو سکتا اُس کا دھڑکتا دل اور آنکھ سے نکلنے والے یہ آنسو خواب اور حقیقت کے درمیان واضح فرق چیخ چیخ کر بیان کر رہا تھا،، وہ لاجواب تھی،، اُس یاد تھا تو بس اتنا کہ اُس کی ایک گڑیا لاپتہ تھی،، اُس کی گڑیا اُس سے چھین لی گئ تھی،، بس اتنا کہ اب اُس کی زندگی خالی تھی،، بلکل ویران،، حرم نے اُسے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا،، ہانیہ کے قدم لڑکھڑائے تھے مگر وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اُن کے سامنے کھڑی ہو آنکھوں گئ تھی،، نینا نے آگے بڑھ کر اُسے اُن کے مُقابل بیٹھا دیا،، ہانیہ نے میں نمی لئے اُسے دیکھا تو اُس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے تسلی دی تھی،،

ہانیہ،،"

اب کہ بار اُس کے الفاظ نہیں لڑکھڑائے تھے،، ہونٹوں پر ایک بھٹکی سی مُسکان واپس لوٹی تھی،، نینا سمیت زی،، فائقہ اور مایا حیرت اور خوشی کی ملی جُلی کیفیت میں وہ مُسکراہٹ دیکھ رہے تھے،، کتنے سالوں بعد وہ حقیقی اور خوبصورت مُسکراہٹ دیکھنی نصیب ہوئی تھی اُنہیں،،

"آپ،، نام،،، میرا مطلب آپ میرا نام کیسے جانتی ہیں"

ہانیہ نے حلق تر کے اپنی اُلجھن بیان کی تھی،، اب یہ سب اُس کی سمجھ سے بالاتر تھا،،

"تُم ہانیہ ہو میری بیٹی،، میری گڑیا،، تمہاری آنکھیں،، وہی چاکلیٹی آنکھیں،، میری ہانیہ تُم ہو،،

حرم نے جیسے ہی اُس کا ہاتھ پکڑا وہ کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی،، وہ الفاظ بجلی کی مانند اُس کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ گئے تھے جیسے،، حرم بھی بمشکل اپنے قدموں پر زور دیتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی،، فائقہ اور مایا نے بھی بے یقینی سے حرم کی جانب دیکھا تھا،، ہانیہ،، کیا وہ لڑکی،، وہ چھوٹی سی بچی،، وہ ہانیہ تھی،، ان کی ہانیہ،، وہ توتلی سی معصوم چُلبلی ہانیہ،،

"دیکھیں،،،، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں اور میری ماما اس دُنیا میں نہیں ہیں"

ہانیہ کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا،، وہ التجائیہ نظروں سے نینا اور زی کی جانب دیکھ کر بولی تھی،،

"تمہاری ماں میں ہوں ہانیہ،،، میں،،، حرم آریان ملک،،، تُم میری بیٹی ہو،،، یہ دیکھ یہ دل تمہاری آمد پر کیسے دھڑک رہا ہے،، یہ احساس،،، تُم نے آ کر جگایا،، ہے تم میری ہانیہ ہو،،، میری ہانی،،، میری گڑیا،،،

وہ اُس کے گلے لگ گئی تھی تھیں،، اُن کی آنکھوں سے اشک رواں تھے،، ہانیہ پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا،، اُس نے اُنہیں پیچھے نہیں جھٹکا تھا،، جبکہ باقی سب کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر نم ہو گئی تھیں،، اسی دوران ہانیہ کی آنکھوں سے بھی ایک آنسو کا قطرہ پھسل کر گالوں پر بہہ نکلا تھا،، زی کی نظر اُس پر پڑی تھی اور وہ محض لب بھینچ کر رہ گیا تھا،،

"جی خالہ یہ ہانیہ ہے آپ کی بیٹی یہ ہانیہ ہے آریان خالو کی بیٹی فائقہ خالہ اور ماما کی بھانجی اور میری اور بھیو کی کزن یہ ہماری ہانیہ ہے،، ڈیڈ نے ہانیہ کو ڈھونڈ لیا تھا،، بے حد کوششوں کے باوجود اور آپ سب کو سرپرائز کرنے

کے لئیے ہم نے یہ سب پلان کیا اور ہانیہ کو ڈھونڈ کر لے کر یہاں پہنچ گئے،، اور آپ کی خوشی اور وہی مُسکراہٹ واپس دیکھ کر ہمیں احساس ہو رہا ہے کہ یہ ہماری زندگی کا سب سے بہترین سرپرائز تھا جو ہماری طرف سے آپ کو ملا ہے،،

نینا نے مُسکراتے ہوئے وہ حقیقت سب پر عیاں کی تھی،، ہانیہ نے دھیرے سے اپنی پلکیں جھپکائیں تھیں،، کیا یہ سب جو بول رہے تھے،، وہ سچ تھا،، کیا وہ ان کی بیٹی ہے،، کیا وہ ان کی کزن ہے،، کیا یہ سب جھوٹ تھا،، مگر کیسے یہ لمس محبت بھرا،، یہ کیسے جھوٹ ہو سکتا ہے،، مگر کیسے،، کیوں،، یہ سوچ سوچ کر اُس کا دماغ سُن ہو رہا تھا جیسے،،

میرے اللہ پاک کا شُکر ہے میری ہانیہ کو بھیج دیا میری ہانیہ کو،،"

اُس کے گالوں پر اپنے ہونٹ رکھتی وہ فقط جزبات سے کانپ رہی تھیں جیسے،، رواں رواں شکر کا کلمہ ادا کر رہا تھا،، ہانیہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اُن کو تھاما تھا،، اُسے تو ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی تھی،، یہ سب ہو کیا رہا ہے آخر،،

مجھے لگتا ہے ہمیں انہیں اکیلا چھوڑ دینا چاہیئے کچھ دیر کے لئیے بہت سی باتیں "کرنی ہوں گی ان دونوں نے"

نینا مُسکراہٹ دبائے ہوئے فائقہ اور مایا کے ہاتھ تھام کر اُن کا باہر لے گئ تھی،، روم کا ڈور دوبارہ بند ہو چُکا تھا،، اب محض وہ دونوں موجود تھے،، حرم ہانیہ کو لے کر دوبارہ بیٹھ گئ تھی بیڈ پر،، اُس نے دھیرے سے اپنے آنسو صاف کر سائیڈ ڈرار کھولا اور اُس میں سے ایک ایلبم نکالی تھی،، وہ بولتی جا رہی تھی اور ہانیہ سُنتی جا رہی تھی اور سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اپنی

حقیقت کو اپنے سچ کو اپنی زندگی کو،، یہ سب کچھ بہت خوبصورت تھا،، آج حرم کا برسوں کے صبر کا پھل مل گیا تھا،، مگر ابھی تو کچھ پہیلیاں باقی تھیں،، دوسری جانب نینا فائقہ اور مایا اور سب تفصیل سے آگاہ کر چکی تھی،، اور وہ دونوں بھی بے حد خوش تھی،، جبکہ فائقہ کے دل میں بھی اب اُمید کی ایک کرن جاگی تھی،، اپنی اولاد کے لئے،، اپنی آن اور انابیہ کے لئیے،،، اپنی بیٹیوں کے لئیے،، جو اُس سے بہت دور تھیں،،

****

یہ ایک نہایت تاریک کمرے کا منظر ہے،، جہاں ایک لڑکی کو رسیوں کی مدد سے سختی سے باندھا گیا تھا،، جبکہ اُس کے چہرے کے تاثُرات کافی تھکاوٹ زدہ معلوم ہو رہے تھے،، اُس کا حلق بلکل خُشک ہو چُکا تھا،، جیسے کافی دیر سے

چیختی چلاتی رہی ہو،، گرین آئیز میں اُلجھن بھرے وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ان تاریک دیواروں میں کچھ کھوج رہی تھی،،

"اللہ کرے تُم لوگوں کے واش روم پانی نہ آئے مجھے قید کرنے والوں سانپوں پیٹھ پیچھے وار کرنے والوں چھچھوندروں اگر کوئی مرد کا بچہ ہے تو سامنے آئے،،

ایک بار پھر وہ پوری شدت سے چیخ کر بولی تھی،، ہاتھ کھولنے کی وہ بے حد کوشش کر چکی تھی مگر وہ اس قدر سختی سے باندھے گئے تھے کہ اُن کا اپنی جگہ سے ہلنا بھی مشکل تھا،، جبکہ پاؤں میں بھی رسیاں یوں باندھی گئی تھی کہ وہ کھڑی نہیں ہو سکتی تھی،، اُس نے گہری سانس خارج کر کے اپنی پُشت دیوار سے لگا دی تھی،، جب اُسے ہوش آیا تو اُس نے اپنے آپ کو اس تاریک زندان میں ہی پایا تھا،، یکدم دروازہ کھلا،، تاریک کمرہ باہر سے آتی روشنی کے

باعث تھوڑا روشن ہوا تھا،، مناہل کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے چُندھیا گئ تھیں،، اُس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بڑے کرتے ہوئے اندر آنے والی شخصیت کو دیکھا تھا،، بلیک شرٹ میں اُس کے کسرتی بازو نظر آرہے تھے جن میں اُس کی نیلی رنگ کی اُبھرتی ہوئی نسیں واضح تھیں،، جبکہ اُس نے منہ پر ایک بلیک کلر کا ماسک پہنا ہوا تھا،، جس سے اُس کی سنجیدہ سی بلیک آئیز آنکھوں میں اس قدر سرد پن تھا کہ دیکھنے والا اپنی واخص تھیں،، جبکہ اُن جگہ ساکت رہ جاتا،، مگر مُقابل بھی مناہل تھی گرین آنکھوں میں غُصہ بھرے وہ کھا جانے والی نظروں سے اُسے گھور رہی تھی جیسے نظروں کے رستے ہی اُس کا قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہو،، وہ سنجیدگی سے چئیر گھسیٹتا ہوا اُس کے مُقابل تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھ گیا تھا،، مناہل نے نامحسوس انداز میں اپنی ٹانگیں سمیٹی تھیں،،

کون ہو تُم مسٹر ہاں کیا سمجھتے ہو شیر کو قید کرنا اتنا آسان نہیں تمہیں نا کوں" "چنے نہ چبوا دیئے تو میرا نام بھی مناہل نہیں سمجھے

چہرے پر غُصیلے تاثرات سجائے وہ دانت پیس کر اُس شخص سے مخاطب ہو کر بولی تھی،، مُقابل ہنور سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا،،

اوو ہیلو گونگے ہو کیا تُم یا بہرے ہو ہاں،، اگر بات ہی نہیں کرنی تھی تو کیوں" کیڈنیپ کر کے میرا وقت ضائع کیا تُم لوگوں کو تو اور کوئی کام نہیں جبکہ میں تُم لوگوں کی طرح فارغ نہیں ہوں سمجھ رہے ہو نہ،،

اُسے ہنور اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر وہ جھنجھلائے لہجے میں بولی تھی،، یہ چخص مسلسل اپنی خاموشی سے اُس کا ضبط آزما رہا تھا،،

ہو گیا،،"

اُس کا لہجہ کافی حد تک پُر سکون تھا،، جبکہ آنکھوں میں اُس کے لیے بے حد غُصہ تھا،، مناہل نے صدمے سے اُس کی جانب دیکھا تھا،، اتنا کچھ سُنانے کے بعد وہ پوچھ رہا ہو گیا؟؟ کیا وہ پاگل تھی جو اتنی دیر سے بول رہی تھی،،

"مناہل ملک سرینہ ملک کی بیٹی"

اُس کا لہجہ جیسے پُر یقین تھا،، سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے وہ جیسے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے بولا تھا،،

"بھائی بہت ہی کوئی کچے کڈنیپر ہو تُم مطلب اغوا کرنے کے بعد کنفرم کر رہے ہو کہ تُم وہی ہو نہ مناہل ملک سرینہ ملک کی صاحبزادی"

اُس کی بات پر مناہل اُسے مشورہ دیتی ہوئی آخر میں اُس کی نقل اُتارتے ہوئے سنجیدگی سے بولی تھی،،اُس کی بات پر مُقابل کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں تھیں جیسے اُسے اس لڑکی کی یہ بات خاصی ناگوار گزری ہو،،پر وہ بھی کسی سے اُلجھ رہا تھا سامنے کوئی عام لڑکی نہیں مناہل ملک تھی،،آریان ملک اور حرم ملک کی بیٹی،،اور منال کی ٹوئن تھی،،خطروں سے کھیلنے والی،،اگلے کو تگنی کا ناچ نچانے والی،،

"اے لڑکی تُم سے جو پوچھا جائے محض اُس کا جواب دینا یہی تمہارے حق میں بہتر ہے"

اُس کا لہجہ سخت تھا،،جبکہ بلیک آنکھوں میں دبا دبا تپش نظر آرہا تھا،،مناہل نے اُس کی بات پر آبرو اُچکائی،،

"کیوں بھائی میں یہاں پرچہ ہل کرنے آئی ہوں کیا یا پھر تُم سے اپنی قسمت لکھوانے جو میرے حق میں بہتر ہو گا،، ویسے ہو کون تُم پہلے کبھی دیکھا نہیں نہ کوئی دشمنی ہے "

اُس کو باتیں سُناتی ہوئی وہ آخر میں متجسس لہجے میں پوچھتے ہوئے بولی تھی،، مُقابل نے دو اُنگلیوں کی مدد سے اپنی پیشانی مسلی تھی،، یہ لڑکی یقیناً آگے جا کر اُس کا بہت دماغ خراب کرنے والی تھی،،

" پاشا کہاں چھپا ہے مناہل ملک "

اُس کا لہجہ کافی سخت تھا،، مناہل اُس کی بات پر بے تحاشا چونکی،،

"کون پاشا"

وہ حیرت سے اپنی گرین آئیز میں اُلجھن بھرے بولی تھی،،

چلو یہ کھیل ختم کرتے ہیں مناہل ملک اب تُم مزید اپنی شناخت نہیں چھپا" سکتی اسی لئیے یہ ایکٹنگ بند کر کے تُم مجھے پاشا کے ٹھکانے کے بارے میں بتاؤ گی اور بلیک گینگ کے سب رازوں سے پردا اُٹھاؤ گی اور پھر میں سوچوں گا کہ تمہارا ساتھ کیا کیا جائے،،

سنجیدہ بلیک آنکھوں میں تنبیہ بھرے اُس کا لہجہ اٹل تھا،، جبکہ مناہل حیرت سے منہ کھولے اُس کی باتیں سُن رہی تھی جو اُس کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھیں،،

"اووہیلو کون پاشا کون بلیک گینگ کون سی شناخت مجھے لگتا ہے تم لوگوں نے کسی غلط بندی کو پکڑ لیا ہے میں کسی کو نہیں جانتی ان میں سے،،

اُس کی باتوں پر وہ اُکتائے لہجے میں اپنی گردن کو دائیں بائیں حرکت دیتی ہوئی بولی تھی،،

"میں تُم سے عزت سے پیش آرہا ہوں اس بات کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ تُم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اُٹھاؤ لڑکی،،،

اپنے لب سختی سے آپس میں پیوست کیئیے وہ ایک لمحے کے بعد ٹھہرے ہوئے سخت لہجے میں بولا تھا،، مناہل کا دل چاہا اُس شخص کی گردن اپنے دونوں ہاتھوں سے مروڑ دے،،

یہ نرمی ہے یہ عزت دے رہے ہو تُم مجھے ایسے رسیوں سے تو انسان کسی" جانور کو بھی نہیں باندھتا اور تُم نے جیتے جاگتے معصوم انسان کو باندھا اور اُس پر ایسے فضول قسم کے الزام لگا کر اُس کے ساتھ ساتھ اپنا بھی دماغ خراب کر رہے ہو،،

اُن رسیوں کی جانب اشارہ کرتی وہ آخر میں غُصیلے لہجے میں اُسے باور کرواتی ہوئی بولی تھی،،

شاہ صاحب حورین بی بی آئی ہیں،،"

یکدم کوئی شخص بھاگتا ہوا اُس کے قریب آیا اور اُس کے کان میں آنے والی شخصیت کی آمد کی خبر دیتا ہوا سیدھا کھڑا ہو گیا تھا،، مناہل کے تیز کانوں سے وہ آواز چھپی نہ رہی تھی،، مگر چہرے پر انجان تاثرات سجائے وہ اُسے دیکھ

رہی تھی،،وہ خبر سُننے کے بعد اُس کی تیز نظروں نے مناہل کی جانب دیکھا تھا،،

"فلحال تو میں جارہا ہوں لیکن بہت جلد میں واپس آؤں گا اور اگر تب بھی تمہاری یہی رٹ رہی اور تُم مسلسل اپنی پہچان ماننے سے انکار کرتی رہی تو میں تمام لحاظ بالاتر رکھتے ہوئے تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کروں گا جو یہاں آئے ہوئے مجرموں کے ساتھ کیا جاتا ہے بیلو وہیں تُم یہاں زندہ تو آ گئی ہو مگر تمہاری واپسی کا مقدر تمہاری زبان پر منحصر کرتا ہے سوچ لو مناہل ملک بلیک گینگ زیادہ ضروری ہے یا پھر تمہاری جان"

ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتا وہ مناہل کے اوسان خطا کر گیا تھا،،وہ تو سنجیدگی سے اُس کے رنگ اُڑے چہرے پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر وہاں سے جا چُکا تھا،،جبکہ مناہل پر تو گویا سکتہ طاری ہو گیا تھا،،

اوئے رُکوان کا پورا نام کیا ہے،،"

اُس ملازم کو باہر جاتا دیکھ کر وہ یکدم اُس سے بولی تھی،، آنکھوں میں بے چینی اور چہرے پر اُلجھن اور پریشانی واضح تھی،،

"شاہ ویز خانزادہ"

وہ ملازم سنجیدگی سے بولتا ہوا وہاں سے جا چُکا تھا،، کمرہ ایک بار پھر تاریکوں میں ڈوب چُکا تھا،، مگر مناہل کے ذہن میں سوچوں کے کئی دروازے کھول کر جا چُکا تھا،،

شاہ ویز خانزادہ،،"

اُس نے زیرِلب وہ نام دہرایا تھا،،اُسے یہ نام کافی مانوس لگا تھا جیسے یہ نام وہ پہلے بھی کہیں سُن چکی ہو،، مگر کہاں؟؟،،اُس کا ذہن یہ یاد کرنے کی بھرپور کوشش کررہا تھا،، مگراتنے گھنٹوں کی تھکن اور پریشانی نے اُس کی سوچ کو ایسا مفلوج کردیا تھا کہ اس تاریکی کے ساتھ وہ بھی غنودگی میں جاتی ہوئی نیند کی وادیوں میں اُتر گئ تھی،، چہرے پر تھکاوٹ زدہ تاثرات چھائے ہوئے تھے،،ناجانے قسمت اُس کا کون سا امتحان لے رہی تھی،،

****

منال پلیز چُپ کر جاؤ میں نے وعدہ کیا ہے نہ تُم سے مناہل کو ڈھونڈ لیں" گے ہم انشاءاللہ وہ سہی سلامت ہو گی پلیز تُم خود کو سنبھالو،،

یہ منظر ہے ایک چھوٹے سے صحن کا جہاں وہ لائٹ براؤن والی لڑکی مسلسل سُرخ آنکھوں کے ساتھ اپنے آنسوؤں کے بن کر قابو پانے میں کوشاں تھی مگر وہ آنسو بغیر کسی اجازت کے اُس کے سُرخ گالوں پر ایک کے بعد ایک کر کے بہہ رہے تھے،، اُس کا دل انگاروں کی لپیٹ میں تھا،، جبکہ اُس کے ہاتھ میں ایک فون تھا جسے وہ کان سے لگائے مُقابل کی آواز سُن رہی تھی،، احمد حیدر کے ساتھ ہاسپٹل میں تھا،، حید کو بہت تشویش ناک حالت میں ہاسپٹل لے جایا گیا تھا،، مگر اللہ کے کرم سے اُس کی جانب بچ گئ تھی،، جبکہ اُسے اب انڈر ابزویشن رکھا گیا تھا،، جبکہ احمد کے لئیے حیدر کے ساتھ ساتھ بکھرتی منال کو سنبھالنا بے حد مشکل تھا جبھی مناہل کے موبائل میں سے انابیہ کا پتہ دیکھتا ہوا وہ منال کو اُن کے گھر تھوڑی دیر کے لئیے چھوڑ آیا تھا،، انابیہ،، آن اور عیشال کو جب ان کے ساتھ ہوئے حادثے کا معلوم ہوا تو وہ دنگ رہ گئے تھے،، مگر وہ مسلسل منال کو حوصلہ دے رہے تھے،، جو اپنے لبوں کا قفل

توڑنے کے لئے تیار نہیں تھی،، جبکہ اُس کی سُرخ آنکھیں اُس کے دل کی حالت بیان کر رہی تھی،،

"کون ڈھونڈے گا مناہل کو بھائی تُم وہاں ہو حیدر بھائی ہاسپٹل کے بیڈ پر ہیں اور میں یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوں اتنی بے بسی میں نے زندگی میں کبھی محسوس نہیں کی وہ میرے سامنے میری آنکھوں کے سامنے اُسے لے گئے اور میں احتجاج تک نہ کر سکی،، پتہ نہیں وہ میری بلی کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہوں گے،،، وہ ٹھیک بھی ہو گی کہ نہیں،،

اُس کی باتوں پر سب کے دل کٹ کر رہ گئے تھے،، ہاسپٹل میں کھڑا احمد اُس کی بات پر لب بھینچ کر پیشانی مسل کر رہ گیا تھا،، جبکہ منال کی ہمت ٹوٹتی دیکھ کر وہ سب خاصی تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے،،

"یا ساتھ تمہارے کی اُن یقیناً تھے بھی کوئی جو لوگ وہ دیکھو منال سُنو ہے
تمہارے والدین کے ساتھ لازمی کوئی دُشمنی رہی ہو گی تُم یاد کرنے کی کوشش کرو کوئی ایسی بات کوئی ایسا جھگڑا یا ایسے لوگ جن پر تمہیں شک ہو کہ وہ یہ کام کر سکتے ہیں،،

احمد اُس سے سنجیدگی سے ایک کے بعد ایک نرمی سے سوال کر رہا تھا،، تاکہ معاملے کی تہہ تک پہنچ کر مناہل کو بچایا جا سکے،، اُس کی بات پر منال چونکی،، ذہن پر بے تحاشا زور ڈالنے کے باوجود اُس کے دماغ میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو اُن کی جان کا دُشمن ہو،، چھوٹے موٹے جھگڑے تو اُن کے بے حد ہو چکے تھے،، مگر اس کی بنا کر کوئی اتنی بڑی حرکت قطعاً نہیں کر سکتا،،

ایسا نہیں ہے کوئی بھی،،"

اضطرابی کیفیت میں اپنے حجاب کو کھینچتی ہوئی وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی ،،انابیہ جو لب بھینچے اُس کی بکھری حالت دیکھ رہی تھی،،اُس نے دھیرے سے اُس کے ہاتھوں سے موبائل پکڑ کر اپنے کان سے لگایا تھا،،عیشال جو پانی کا گلاس تھامے منال کے قریب کھڑی تھی اُس نے کوئی پانچویں دفع اُس کے سامنے دوبارہ پانی پیش کیا مگر منال نے دھیرے سے دوبارہ نفی میں سر ہلا کر اُسے منع کر دیا تھا،،اُس کے حلق میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں اُترے گا جب تک مناہل سہی سلامت واپس نہیں آجاتی،،اور یہ بات وہاں کھڑے تمام لوگ جانتے تھے،، مگر وہ بھی مجبور تھے،،

"ہیلو میں انابیہ بات کر رہی ہوں میں نے پوچھنا تھا جہاں یہ سب واردات ہوئی وہاں کوئی کیمرہ لگا ہوا تھا مطلب جس سے ہمیں کوئی سُراغ مل سکے،،

فون میں اُسے مخاطب کرتی ہوئی وہ سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے بولی تھی،،اُس کی بات پر احمد نے گہری سانس خارج کی،،وہ جان چُکے تھے ایک دوسرے کو جب احمد منال کو وہاں چھوڑ کر گیا تھا،، مگر اب معملات اور تھے،،

نہیں میں الریڈی چیک کر چُکا ہوں اُنہوں نے کمال مہارت سے وہاں سے "سی سی ٹی وہ کیمروں کی فوٹیج غائب کر دی ہے شاید مجھے دیر ہو گئی یا پھر اُنہوں نے بہت جلدی اپنی نقش مٹا ڈالے،،

اُس نے دھیمے لہجے میں اُسے بتایا تھا،،وہ منال کو تو اُمید دلا چُکا تھا،، مگر خود بے حد نا اُمید تھا،، مناہل کا اغوا اور اپنے دوست جیسے بھائی کو اس حالت میں دیکھتا اُس کے لئیے آسان نہ تھا،،اُس کی بات پر انابیہ نے پیشانی مسلی،،

"تو پھر ہم کیسے ڈھونڈیں گے مناہل کو،،

وہ بے بس لہجے میں زمین کو گھورتی منال کی جانب دیکھتے ہوئے دھیرے سے بولی تھی،،

میں نہیں جانتا مگر پلیز تُم لوگ اُس کا خیال رکھنا وہ بہت بکھری ہوئی ہے " انشاءاللہ میں مناہل کو ڈھونڈنے اور سہی سلامت واپس لانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا،،

تمام حالات کو سامنے رکھتے ہوئے وہ بغیر کوئی اور اُمید دلائے سنجید گی سے خُدا سے اُمید کرتے ہوئے بولا تھا،،اُس کی بات پر انابیہ گہری سانس خارج کی،،اور کال ڈسکنکٹ کر دی،،ایسے حالات میں وہ منال سے اُس پہیلی اور اُن رپورٹس کے بارے میں بھی بات نہیں کر سکتی تھی،،

منال تمہیں اپنے گھر کال کر کے بھی مناہل کے بارے میں بتا دینا چاہئے "
اپنے ماں باپ کو،،

اُس کے پاس بیٹھ کر وہ اُسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولی تھی،،اُس کی بات
پر منال نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا،،

نہیں،،،میں نہیں کروں،،اور نہ ہی واپس جاؤں گی،،،جب تک مناہل "
نہیں مل جاتی،،

تیزی سے نفی میں سر ہلائے وہ اٹل لہجے میں بولی تھی،،اُس کی بات پر اُن
سب نے حیرانی سے اُسے دیکھا تھا،،

پر مناال وہ تمہارے والدین ہیں پریشان ہو رہے ہوں تمہارے بارے میں،،"

آن بھی اپنی حیرت چھپا نہ پائی تھی،،

"نہیں،،، ہوں گے وہ میرے والدین،،، پر وہ میری ٹوئن،، ہے میری بہن ہے مجھے کسی کی پروا نہیں مجھے بس مناہل چاہیئے مجھے لا دو میری بلی بس اور نہیں چاہیئے مجھے کسی کی ہمدردی،،، کسی کا مشورہ کچھ نہیں،،، بس وہ چاہیئے،،

اُس کا لہجہ دھیمی آنچ کی سی تپش لیئے ہوئے تھا،، انابیہ،، آن عیشال اور سنایا ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئے تھے،، اُسے سمجھانا بلکل ناممکن سا معلوم ہو رہا تھا،، جبکہ مناال دونوں ٹانگیں سمیٹے اپنے تھوڑی گھٹنوں پر ٹکائے مایوسی سے زمین کی جانب دیکھ رہی تھی،،

****

اُس کی زندگی بے حد خوبصورت ہو گئی تھی ان گزرے دنوں،، وہ محبت وہ اُلفت،، وہ پیار،، بلکل الگ تھا،، وہ چوبیس گھنٹے حرم کے ساتھ رہتی اُس سے باتیں کرتی ڈھیر ساری اور حرم خاموشی سے اُس کی معصوم صورت دیکھتی مُسکراتے ہوئے اُسے سُنتی رہتی حتی سے دن سے رات گزر جاتی مگر پھر بھی ہانیہ کی باتوں نکا پینڈارا بند نہیں ہوتا تھا،، اور آریان وہ تو جیسے پتھر کی مورت بن کر رہ گیا تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ اُس کی بیٹی اُس کی گڑیا معصوم سی ہانیہ اُس کے سامنے سہی سلامت کھڑی ہے،، وہ خوشی،، وہ احساسِ تشکر سے بہتے ہوئے اُس کے آنسو،، سب بہت فسوں خیر اور سحر زدہ تھا،، ہانیہ کی حالت بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھی،، اُسے نہیں معلوم تھا کہ کب اُس کے ساتھ

کیا ہوا آخر کون سی وجہ تھی جس کے باعث وہ ان سے جُدا ہوئی مگر یہ جاننے کا اُس کا تجسس ہنوز برقرار تھا،،اور پھر یوں باپ بیٹی کا ملن ہوا،،ہانیہ کو اپنے سینے میں بھینچے آریان زار و قطار رو یا تھا یہ منظر دیکھ کر وہاں موجود سب لوگوں کی آنکھیں اشک بار ہو گی تھیں،،یقیناً آریان کی اُلفت ہانیہ کے لئیے لفظوں میں بیان کرنا مشکل تھی،،اُس کی آنکھوں میں اُسے دیکھ کر جو رونق اور خوشی لوٹی تھی وہ کسی کی آنکھوں سے چھپی نہیں تھی،،اور پھر آخر تک آریان اُسے اپنے اندر چھپائے بلکل ایک قیمتی ہیرے کی طرح اُس کے پاس رہا،،اُس کے لب خاموش تھے،،شکرانے کے باعث زبان لڑکھڑا رہی تھی،،جبکہ ہانیہ کو آج جو احساس،،جو شفقت ملی تھی،،اُسے اپنی زندگی جنت سے بھی زیادہ سکون دہ اور خوبصورت محسوس ہوئی تھی،،یہ پل اُس کی زندگی کے سب سے بہترین پل تھے،،آریان اُس سے کسی ننھے بچے کی طرح باتیں کرتا رہا یوں جیسے ہو وہی توتلی چھوٹی سی معصوم ہانیہ ہو،،ہانیہ کبھی اُن کی باتوں پر کھلکھلا کر ہنس پڑتی کبھی ٹُکر ٹُکر اُن کے چہرے کی جانب دیکھی

جاتی،،اور سب ان باہ بیٹی کا پیار دیکھی جا رہے تھے،، حرم تو بے انتہا جیلس تھی،، بلکہ آریان اور حرم آپس میں اس بات ہر بھی لڑ چُکے تھے کہ ہانیہ حرم کہتی کہ ہانیہ اُس کے ساتھ بیٹھے گی جبکہ آریان کی ضد ہوتی کہ ہانیہ اُس کے ساتھ بیٹھے گی کیونکہ وہ اُس کی بیٹی ہے جبکہ ہانیہ ہنسی دباتی ہوئی اُن کے بیچ میں جگہ بنا کر بیٹھ جاتی تھی،، اُس کے بے انتہا لاڈ اُٹھائے جا رہے تھے،، بلکہ اگر زی اگر اُسے ہلکہ سا ڈانٹ بھی دے تو مایا سمیت آریان تک اُسے گھوریوں سے نواز دیتے کہ وہ بس دانت پیس کر رہ جاتا،، جبکہ ہانیہ تو خود کو آسمان کی بُلندیوں میں محسوس کر رہی تھی اور اُس کی یہی مُسکراہٹ تھی جس پر سب گھر والے جان دینے تک کو تیار تھے،، وہ ننھی سی معصوم سی ہانیہ سب کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی غرض یہ جُدائی بھی اُن کی محبتوں میں کمی نہیں لا سکی بلکہ اُس کی محبت میں بے انتہا اضافہ ہوتا چلا گیا وہ لوگ تو اسے خُدا کی آزمائش سمجھ رہے تھے مگر حقیقت اُس سے بلکل اُلٹ تھی حرم اپنی میموری شاید پوری لوس کر چکی تھی جبکہ ڈاکٹرز کے مطابق ہوئی اُسے فورس بھی

نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایسی حالت میں اُس کی جان کو خطرہ ہو نا تھا اسی لیے سب اللہ کا شکر ادا کرتے پچھلی زندگی کے معاملات کو فراموش کرنے کی کوشش رہے تھے،، فائقہ ہانیہ سے بے حد محبت کرتی تھی اور اُسے دیکھ کر اُسے بھی اپنی اولاد کے ملن اور خُدا کی قدرت پر یقین ہوتا چلا گیا تھا،، کہ کسی دن اللہ پاک انابیہ اور آن کو بھی اُس سے ملا دیں گے تاکہ اُس کی ادھوری اور تاریک زندگی مکمل ہو جائے جبکہ دوسری جانب زی کے تایا فُرقان آفندی لاہور میں اُن کے تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش رہے تھے مگر ابھی تک اُن کے ہاتھ کوئی سُراغ نہیں لگا تھا،، مگر وہ خاصے پُر امید تھے،، اُن کا بیٹا یعنی زی کا اکلوتا تایا زاد کزن ضامن فُرقان آفندی بھی پولیس میں تھا،، اور وہ اس معمالے میں اُن کی خاصی مدد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ وہ زی کا سب سے زیادہ اچھا والا بیسٹ فرینڈ تھا،، مگر وہ لوگ ابھی اپنے ساتھ ہوئی اس قدر بڑی سازش سے بے خبر تھے،، وہ بے خبر تھے کہ ہانیہ نہیں دو اور معصوم بچے بھی اُس سازش کا بُری طرح شکار ہوئے تھے اور وہ تھے منال اور مناہل

جن کا نام و نشان تک اُن کی یاداشات میں نہیں تھا،، اور اُن کی یہی کمی دُشمن کی سب سے بڑی طاقت بننے جا رہی تھی بہت جلد،، آج حسبِ معمول نینا اپنے روم میں اپنا آسائنمنٹ کر رہی تھی جبکہ ہانیہ کو بھی اُس کی یونی میں ایڈمیشن دلوایا جانے والا تھا کہ وہ بھی اپنی تعلیمی سرگرمی کا آغاز کرے جس سے ہانیہ خاصی ناخوش تھی اتنی مشکلٔ سے تو جان چھوٹی تھی پڑھائی سے اب دوبارہ اُسے گلے لگانا پڑے گا مگر زی کے سامنے اور گھر والوں کے سامنے خُود بھرلی،، کو نالائق ثابت بھی نہیں کر سکتی تھی سو چُپ چاپ جانے کی خامی آج ہانیہ کو کافی دنوں سے اس غنڈے بھائی ہیرو پر غصہ چڑھا ہوا تھا جو بلا وجہ ہی اکڑ دکھاتا تھا۔ بندا کبھی پیار سے بھی دیکھ لیتا یا پیار سے بات ہی کر لیتا پر نہیں وہ زی ہی کیا جو ایسا کر جائے،، آج بھی ہانیہ اوپر سیڑھیوں کی ریلنگ کے پاس کھڑی بور ہو رہی تھی کیونکہ وہ زیادہ وقت نینا کے ساتھ رہتی تھی اور اس وقت وہ سو رہی تھی آج ہانیہ جلدی اٹھ گئی تھی اس لیے اب یہاں وہاں بھٹک رہی تھی تبھی اسکی نظر سامنے سے آتے حمزہ پر گئی۔۔۔۔ وہ جو سر

جھکائے موبائل پر کچھ ٹائپ کرتا ابھی واک کر کے لوٹا تھا،، بلیک ٹرائوزر ،،اور بلیک ہاف بازو شرٹ پہنے،، پیشانی پر بکھرے بالوں اور گرے آئیز میں سنجیدگی بھرے ایک بار پھر وہ ہانیہ کو چاروں شانے چت کر گیا تھا تھا،، جبکہ وہ اُس کی موجودگی سے لاپرواہ اب سانس بحال کرنے کے لئیے خود وہیں لاونج میں صوفے پر بیٹھ گیا،، دھیان ہنوز موبائل کی طرف تھا،، پر پر پڑتی کسی کی نظریں وہ باخوبی محسوس کر رہا تھا،، مگر اس لاالبالی لڑکی کو وہ اپنے سر نہیں چڑھا سکتا تھا،، اسی لئیے اُس کے سامنے خاصی سنجیدگی کا مظاہرہ کرتا تھا،، اُس کا یہی ایٹیٹوڈ ہانیہ کا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا،،

ہنہہ کھڑوس کہیں کا ہر وقت سڑا منہ بنائے رکھتا،، جیسے اگر مسکرائے گا تو" آسمان سے بمب گرنا شروع ہو جائیں گے یا ورلڈ وار تھری شروع ہو جائے گی"،،

ہانیہ نے اپنے دوپٹے کے پلو کو مڑوڑتے ہوئے دانت پیستے ہوئے سوچا تھا،،

۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھے تو ایسے بیٹھا جیسے کسی سلطنت کا شہزادہ ہے شوخا کہیں"

"کا

ہانیہ نے اسے دیکھتے مزید غصے سے اُس کی شان میں قصیدے پڑے تھے،، تبھی اسکے دماغ میں ایک خیال آیا،،اور پھر اسکے چہرے پر ایک معصوم اور شرارتی سی مسکراہٹ آئی تھی جسے پیچھے دھکیلتے ہوئے وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھات حمزہ کے سامنے والے صوفے کے پیچھے کھڑی ہوگئی تھی،،پہلے اچھی طرح تسلی کی کہ کسی کے آنے کا امکان تو نہیں پھر گلہ کھنکار کر اُسے اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا،،پر سامنے بھی حمزہ غازان آفندی تھا جو بنا اسکی طرف دیکھے بھی اسکے گزرنے کا نوٹس بھی لے چکا تھا اور اب مزید خود کو

موبائل کی طرف مائل کر چکا تھا ہانیہ کے کھنکارنے پر بھی اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تو وہ دانت پیستے ہوئے اپنی فارم میں آئی اور بس پھر،،

"لاواں عشق دے امبری اڈاریاں۔۔۔

مینو پیار دیاں چڑھیاں خماریاں۔۔۔

مینو پیار دی آں چڑھیاں خماریاں۔"

اپنے پراندے کو ایک ہاتھ سے گھوماتے اور حمزہ کی طرف گھور کر دیکھتے ہوئے ہانیہ نے اپنی خوبصورت آواز میں گانا شروع کیا تو وہ جو موبائل میں مصروف ہونے کی اداکاری کر رہا تھا ہانیہ کی سریلی آواز پر ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اُسے دیکھا،، گہرے آنکھوں میں حیرت واضح تھی،، ہانیہ کو اس وقت وہ بہت ہی زیادہ معصوم لگا تھا،، جیسے ہی حمزہ کی نظر اوپر اٹھی اس سے زیادہ تیزی سے ہانیہ نے اپنا منہ دوسری طرف کیا اور بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ کا گلا

گھونٹا،، حمزہ نے اس کے پاگل پن پر سر جھٹکااور دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہوگیا،، تبھی ایک بار پھر سے آواز گونجی اور اس بار زیادہ اونچی تھی،،

"ہاں میرے پیر نازمین اوتے لگدے۔۔۔ پیر نازمین اوتے لگدے۔۔۔

لکھاں چشمے محبتاں دے وگ دے۔۔۔"

اسکی طرف شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے اُس نے پھر اپنی آواز کا جادو جگایا،،

"راتی میٹھے میٹھے سپنے وی ٹھگ دے۔۔۔"

اس بار حمزہ نے پھر سے سر اٹھایااور حیرت اور تاسُف بھری گہری آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا جیسے ہی حمزہ نے اُس کی جانب دیکھا ہانیہ نے دوبارہ جھٹکے

سے رخ موڑا اور باقاعدہ چلتے پھرتے پراندہ گھوماتے گانے کے بول بولے۔۔۔

"عجیب پاگل ہے کس کو سنا رہی ہے"

اُس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں جبکہ دانت پیس کر اُس نے اُسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچا تھا،،اور دوبارہ کندھے اچکا کر اپنے کام میں مگن ہو گیا،،

"گیا پیر عشقے وچ رکھیا۔۔۔ نا گل میرے وس دی رہی۔۔۔ نا گل میرے وس دی رہی۔۔۔"

ہانیہ نے چاکلیٹی آئیز میں شرارت بھرے شرماتے ہوئے دانتوں تلے انگلی دبائی اور گانا مکمل کیا جیسے ہی ہانیہ نے معصوم نظروں سے اُس کی جانب دیکھا

تو اُسے خود کو غصے سے لب بھینچے گھورتے ہوئے پایا تھا،، اُس کا غُصے سُرخ پیارا چہرہ دیکھ کر اُس نے اپنے موتیوں جیسے دانتوں کی نمائش کی اور ایک ادا سے پراندہ پیچھے کو جھٹکا،،

"ایڈیٹ۔۔۔بے شرم۔۔۔کیسے میرے سامنے دیدہ دلیری سے کسی اور کے عشق میں کھوئی گانے گا رہی۔۔۔حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔۔اور میں پتا نہیں کیا کیا سوچ بیٹھا تھا۔۔۔ایک نمبر کی جاہل ہے یہ۔۔۔"

حمزہ لب بھینچے گرے آئیز میں غُصہ بھرے اُسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچتا ہوا پیر پٹخ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا،، جبکہ اسکے ایکسپریشنز دیکھ کر ہانیہ جو کب سے ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہی تھی اسکے جاتے ہی کھلکھلا کر ہنسی پڑی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی،،

" ہنہہ ،،آیا بڑا اسڑا کریلا ،،افففف مزہ آگیا ،،اتنا کیوٹ لگتا ہے غُصے میں "

ہنسی روکتے مزے سے بولتی ہوئی وہ مُسکراتے ہوئے پلٹی اور پھر جلدی سے نینا کے کمرے کی طرف بھاگی ،،ابھی اپنا کارنامہ اسے بھی تو سنانا تھا ،،آخر اُس نے کیسے ببر شیر کو بھیگی بلی بنادیا ،،آخر نینا خان کو بھی پتہ لگے ہانیہ آریان ملک کی پاور کا ،،

****

"تُم تُم یہاں کیا کر رہے ہو "

سامنے والی شخصیت کو دیکھتے ہوئے اُس کے چودہ طبق روشن ہوئے ،،نیلی آنکھوں میں کئی جذبات بیک وقت اُترے ،،پریشانی ،،خوف ،،غُصہ جبکہ جو

اس سب کا باعث تھا وہ اطمینان سے چلتا ہوا اُس کے مُقابل آ کھڑا ہوا،، سُنہری آنکھیں کسی بھی قسم کے جذات کی عکاسی نہیں کر رہی تھیں،، نینا جو فیس واش کرنے واشروم گئی تھی واپسی پر اپنی راکنگ چیئر پر موجود شخصیت کو دیکھتے شدید حیرت میں آ گئی تھی،، اُسے اپنے مُقابل کھڑا دیکھ کر اُس نے بے اختیار ایک قدم پیچھے لیا تھا،، اُس نے اُس کی اس حرکت پر سختی لب بھینچے تھے،،

نینا عریش خان مجھے نہیں لگتا تُمھیں بار بار ایک سوال کرنے کی ضرورت پیش آنی چاہیئے کیونکہ اب تمہاری منزلیں اور راہیں مجھ سے ہی وابستہ ہیں اسی لئیے اپنی ہر راہ میں تُم مجھے پاؤ گی چاہے مجھ سے جتنا بھی بھاگ لو تُم سمجھی"

اُس کا لہجہ بلکل سپاٹ تھا،، جبکہ سُنہری آنکھوں میں سنجیدگی واضح تھی،، جو اُس کی شخصیت کا خاصا نہیں تھی،، لیکن گزرنے والے عرصے نے اُس کی

شخصیت تباہ کر کے رکھ دی تھی،، اُس کی بات سُن کر نینا کے چہرے پر واضح ناگواری اُتری،،

" مسٹر عریش پہلے تمہیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ میں نینا خان ہوں مجھے عام لڑکی سمجھنے کی جسارت ہر گز نہ کرنا جو تمہاری محبت میں ٹھکرائے جانے کے بعد خودکشی کر لے گی،، جزبات سے کھیلنا اور لوگوِ کی زندگیاں تباہ کرنا تمہاری زندگی کا تو خاصا رہا ہے ہیں نہ تو جاؤ اور کسی اور لڑکی کی زندگی برباد کرو مگر خُدا کے لئیے مجھے بخش دو اور جان چھوڑ دو میری اور خُدا کے لئیے یہاں سے چلے جاؤ میرے گھر والوں سے سامنے میری عزت کا تماشا مت بناؤ یونیورسٹی میں تو کسی قابل چھوڑ نہیں تُم نے مجھے "

اُس کی باتیں عریش کی چہرہ سُرخ کر گئی تھیں،، جبکہ نینا اُس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز برتتے ہوئے دائیں جانب دیکھتی ہوئی اپنے دل کی بھڑاس

نکال گی ٔ تھی،،اپنی بات مکمل کرنے کے بعد اُس نے دھیرے سے اُس کی جانب دیکھا تھا اُس کا سُرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر وہ بے تحاشا چونکی تھی،،

تمہیں نہیں لگتا نینا خان مجھے میرے ناکردہ گناہ یاد دلانے سے پہلے تمہیں" اپنی زات میں موجود خامیوں پر بھی نظر ڈال لینی چاہیئے تھی،،آخر سمجھتی کیا ہو تُم کو،،ہاں بہت مکمل بہت پرفیکٹ،،جب تمہارا دل چاہا کسی کی زات اور اُس کی عزت کو اپنے پیروں تلے روند ڈالو گی،،پر ایک بات یاد رکھنا میں کوئی عام شخص نہیں عریش خان ہوں کسی کی اتنی جرات نہیں کہ میری محبت سے انکار کرے یا پھر میری زات کو دو ٹکے کا کر کے رکھ دے یقین کروا گر تُم میری محبت نہ ہوتی تو اس وقت میرے سامنے مت کھڑی ہوتی بلکہ زمین "میں زفن ہوتی،،

اُس کا لہجہ برف سے بھی زیادہ سرد تھا،، اُس کی شدتِ ضبط سے سُرخ ہوتی سُنہری آنکھوں سے نکلتے شعلے دیکھ کر نینا کا دل تیزی سے دھڑک کر رہ گیا تھا،، اُس کی باتوں پر اُس نے نیلی آنکھوں میں بے یقینی بھرے اُس کی جانب دیکھا تھا،، اس سے پہلے کہ وہ اُس کو اُس کی اصلیت بتاتی اسی دوران کسی نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا،، اور یہاں نینا کے پیروں تلے زمین نکلی،، جبکہ اُس کا اُڑا رنگ دیکھ کر عریش پُر سکون انداز میں بیڈ پر بیٹھ گیا،، جیسے آنے والی شخصیت سے مل کر ہی لوٹے گا،، اور یہاں نینا کے ہاتھ پاؤں پھولنا شروع ہو گئے،،

نین نینا نینا کی بچی دروازہ کھول،،، "

دروازے سے پار نفوس کو اپنے بات کہنے کی خاصی جلدی معلوم ہو رہی تھی،، اور آج نینا کو اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی،، اگر گھر میں سے کسی

نے ان دونوں کو ساتھ دیکھ لیا تو،، وہ کیا سمجھیں گے؟؟ وہ کیا سوچیں گے،،،؟؟

****

آج تین دن ہو گئے تھے اُسے اس قید میں،، تین دن اُس نے کس اذیت سے گزارے تھے یہ یا تو وہ جانتی تھی یا اُس کا خُدا،، ان دنوں میں مناہل اس بات پر تو سو فیصد یقین کر چکی تھی کہ وہ شخص کبھی اپنے کہے ہوئے قول سے نہیں پھرتا،، وہ کھانے پینے کی شوقین لڑکی،، جو آرام سے دو تین لوگوں کا بھی کھانا کھا سکتی تھی وہ تین دن سے بھوکی تھی،، تھی نہ عجیب بات کہ اُسے اپنے قصور تک کا علم نہیں تھا،، زمین پر ایک سائیڈ وہ سمٹی سی تھکن آمیز انداز میں سونے کے انداز میں لیٹی ہوئی تھی،، اُس کے سر میں گھنٹیاں بج رہی

تھیں،، جبکہ اُس کا گلا بھی بے تحاشا خُشک تھا،، اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کی موت قریب ہے شاید،،

میِنو،،"

وہ زیرِ لب بولی تھی،، ایک آنسو ٹوٹ کر اُس کی پلکوں سے گالوں پر بہہ نکلا تھا،، ہر لمحہ،، ہر گھڑی،، اُس کی ٹوئن کی دوری کا احساس زور و شور سے اُسے دلاتی رہی تھی،، وہ جس کے بغیر ایک سیکنڈ نہیں گزرتا تھا،، اُس کے بغیر تین دن،، اتنے گھنٹے،، اتنے لمحے میں وہ کیسے گزار چُکی تھی،، کس بے چینی،، کس تکلیف میں گزار چُکی تھی،، یہ اُس سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا،، نا جانے یہ کیسی آزمائش تھی،، اگر وہ دونوں اکھٹے ہوتے تو ساتھ مرنا بھی قبول کر لیتے مگر یہ دوری رفتہ رفتہ اُن دونوں کو اندر سے ختم کر رہی تھی،، کیونکہ اُن کا رشتہ یوں تھا کہ گویا دو جسم ایک جان ہو،، گویا کیمسٹری میں پڑھے جانے

والے سولڈ پارٹیکلز،، جن کا جُدا ہونا یا اُن میں ذرا سی بھی دوری ہونا ناممکن تھا،، مگر قسمت ان دونوں کو بھی کڑے امتحان میں ڈال چکی تھی،، اور وہ اُسے امتحان تھا، جُدائی کا امتحان،، اُس نے بے حد کوشش کی کہ کسی طرح یاد آجائے کہ اُس شخص کا نام اُس نے کہاں سُنا تھا، اُسے یقین تھا وہ ایک بار اُس کا ذکر سُن چکی ہے،، مگر کہاں،، کب ان سوالات کے جوابات بھی اُسے بہت جلد ملنے والے تھے،، دروازے کی چرررررر کی آواز کے ساتھ وہ چونکی تھی،، کوئی دھیرے دھیرے قدم اُٹھائے اُس کی جانب بڑھ رہا تھا، اُس نے اُٹھنا چاہا اور دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہونے کی کوشش کی مگر اُس کے پاؤں اُس کے وجود کا بوجھ اُٹھانے سے انکاری تھی،، یکدم وہ لڑکھڑائی،، دو مہربان ہاتھوِ نے اُسے گرنے سے بچایا تھا،، مناہل نے دھ ءرے سے اپنی گرین آئیز میں حیرت بھرے اُسے دیکھا تھا،، مغرور نقوش کا حامل وہ شخص اپنا چہرہ ماسک میں چھپائے بلیک آئیز میں سنجید گی بھرے اُسے دیکھ رہا تھا،،

"یقیناً تمھاری عقل ٹھکانے آگئی ہو گی اب مناہل ملک"

اُس کا لہجہ معمولی تھا،، لیکن اُس کے الفاظ مناہل کو آگ لگا گئے تھے،،اُس نے اپنی پوری قوت سے اپنا پاؤں اُس کے پاؤں پر دے مارا،،اُسے نے سختی سے لب بھینچ کر خون آشام نظروں سے اُس کی یہ کاروائی ضبط کی تھی،،

"میرے پاس تُم پر ضائع کرنے کے لئیے مزید فالتو وقت نہیں ہے بہتری اسی میں ہے کہ شرافت سے پاشا کا ٹھکانہ بتا دو ورنہ مجھے مزید سختی برتنی پڑے گی"

سختی سے اُس کے دونوں بازؤں میں اُنگلیاں گاڑھے اُسے اپنے مُقابل کھڑا کرتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں غُراتے ہوئے بولا تھا،، مناہل کا دل ایک پل کے لئیے سہم کر رہ گیا تھا،،اُس کی بلیک آئیز میں موجود قہر دیکھ کر،،اُس نے

اپنا حلق تر کیا،، ابھی بھی وہ اُس کے سہارے ہی کھڑی تھی،، اگر وہ اُسے ہلکا سا بھی چھوڑتا تو ایک لمحہ نہ لگتا اُسے زمین بوس ہونے میں،،

میں،، تمہیں سب بتاؤں گی،،، لیکن اُس سے پہلے تمہیں مجھے اس اندھیری" جگہ سے نکالنا پڑے گا،،، اور کچھ کھلانا بھی پڑے گا،،

ناجانے اُس کے دماغ میں کیا سمائی تھی جو گرین آئیز میں معصومیت بھرے اُسے سب بتانے کا وعدہ کر بیٹھی تھی،، شاہ ویز ایک لمحہ بلکل ساکت سا اُس کے نقوش میں کھو گیا تھا،، لیکن اُس کے مطالبے پر اُس نے آبرو اُچکائی،، دوسری جانب مناہل بے صبری سے اُس کے جواب کی مُنتظر تھی،، کیونکہ وہ اب ایک پل بھی کھانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی تھی،، تبھی تھوڑی سی ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے اُس نے یہ مطالبہ کیا تھا،،

ٹھیک ہے لیکن اگر اس سب کے باوجود تُم اپنی بات سے مکری تو آئی سوئیر" اس زمین میں زندہ گاڑھنے میں ایک لمحہ درکار نہیں ہو گا مجھے سمجھی،،

اُس کی بات ہر مناہل کی سانس اٹکی تھی،، دل نے دو سو کی اسپیڈ سے دوڑنا شروع کیا،، لیکن اُس نے پھر مسکین شکل بنا کر سر اثبات میں ہلایا تھا،، جبکہ شاہ ویز کچھ پل اُسے دیکھتا ہوا سر جھٹک کر اُسے سہارا دیتا ہوا اُس جگہ سے نکال لایا تھا،، اُس جگہ سے باہر آنے پر مناہل نے شُکر کا سانس خارج کیا تھا،، اُس کی گھبراہٹ میں کچھ کمی واقع ہوئی تھی،، زینے طے کرتا ہوا وہ اُسے تہہ خانے سے اوپر کی جانب لے جا رہا تھا،، مناہل کا ہاتھ اُس کے مضبوط ہاتھ میں تھا،، جبکہ اُس نے اُسے چھڑانے کی مزاحمت کی تھی،، مگر مُقابل کی گرفت خاصی سخت تھی،، بمشکل زینے چڑھتے وہ اوپر کی جانب پہنچ چکی تھی،، اس دوران اُس کے چہرے پر خاصی کرختگی چھائی ہوئی تھی،، مناہل نے غور کیا کہ ہر راستے میں مختلف گارڈز کھڑے ہوئے تھے،، اُسے حیرت

ہوئی تھی،، بھلا گھروں میں گارڈز کھڑا کرنے کا کیا مقصد تھا،، مگر شاید وہ یہ کہ وہ کوئی گھر نہیں بلکہ اُن کا خوفیہ ٹھکانہ تھا،، جہاں وہ اپنے نہیں جانتی تھی دُشمنوں کو تباہ و برباد اور زندہ در گور کرنے کے منصوبے بناتے تھے،، اور پھر اُن پر عمل پیرا کرتے تھے،، اُسی ایک منصوبے کے تحت اُسے بھی اس جگہ لایا گیا تھا،، مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ اُسے کچن میں لے آیا تھا،، ڈائیٹنگ ٹیبل کے کرسی کھینچتے ہوئے اُسے نے کسی ننھے بچی کی طرح اُسے وہاں بیٹھایا تھا،، مناہل نے منہ پھلا کر کچن کی جانب دیکھا تھا،، جہاں ایک شیف ٹائپ چالیس سالہ شخص کچھ بنا رہا تھا،، اور اُس کی موجودگی پر اُس نے شاہ ویز کو سلام کیا تھا اور ہاتھ باندھے اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا،، اُس شخص کی پرسنیلٹی ہی اس قدر سحر زدہ اور روعب دار تھی کہ مُقابل کچھ لمحوں لیئے کچھ بولنے کے قابل نہ رہتا تھا،، وہ سنجیدگی سے اُس شیف کو کچھ ہدایات دے رہا تھا،، جبکہ مناہل تھوڑی پر اُنگلی جمائے آنکھیں چھوٹی کا چہرہ دیکھنے کی تنگ ودو میں تھی جو ماسک میں پوشیدہ تھا،، نظروں کیئے اُس

کی تپش محسوس کرتے اُس نے اُس کی جانب دیکھا تھا،، مناہل نے گڑبڑاتے ہوئے نظروں کا رُخ مورا،، گال نامحسوس انداز میں دہک اُٹھے تھے،،

"اُففف مناہل کے بچی پاگل ہے کیا دیکھ نہیں رہی آگے اتنا شوخا ہوا پھر رہا ہے تو اُسے اور سر پر چڑھا رہی ایسا بھی کوئی حور پرا نہیں ہے،،

زیرِلب بڑبڑا کر اُس نے تیزی سے اُس کی جانب ایک نظر ڈال کر دوبارہ نظروں کا رُخ مورا تھا،، اُس کے دل نے اُس کے موقف پر اختلاف اُٹھایا تھا،، وہ اُس شیف کو ہدایت دیتا اُس کے عین سامنے والی کرسی پر خاصے فاصلے پر بیٹھ گیا تھا،، چونکہ وہ شیشے کی میز نہایت خوبصورت اور بڑی تھی،، مناہل نے بے چینی سے اُس شیف کی جانب دیکھا تھا جو اب نا جانے اُس شخص کی بات سُن کر فریج سے نا جانے کون سا سامان نکال رہا تھا،، جبکہ شاہ ویز کی نظر اُس کے ایک ایک عمل پر تھی،، اور اُسے یہ عمل خاصی الجھن میں ڈال رہے

تھے،، کیونکہ اُس کے مطابق بلیک گینگ کے آج تک جتنے بھی ممبر اُن کے ہتھے چڑھے تھے اُنہوں نے موت کو گلے لگالیا تھا مگر اپنی گینگ کا راز افشاں نہیں کیا تھا،، نہ ہی اُس کے سر براہ کا نام بتایا تھا،، بس سب اُسے پاشا کے نام سے جانتے تھے،، شاہ ویز نے کافی محنت کے بعد پاشا کی لیفٹ ہینڈ یعنی سرینہ ملک کے مُتعلق انفارمیشن نکلوائی تھی اور اُس نے اُسے نہایت دلچسپ بات معلوم ہوئی کہ سرینہ ملک کی دو بیٹیاں بھی ہیں،، جو کہ ٹوئنز ہیں،، اور اُسے اس بات پر پے یقین تھا اُس کی بیٹیاں بھی اس موت کے کھیل میں شامل ہوں گی،، وہ تقریباً دو سال سے اس گینگ کے پیچھے تھا،، اور اب جا کر اُسے یقین تھا کہ اُس کی بیٹی یعنی مناہل ملک کی بدولت اپنے مشن میں لازمی کامیاب ہو جائے گا اور بلیک گینگ کا نام اس صفائے ہستی سے مٹا ڈالے گا،، اُس کی بلیک آئیز میں ایک جنون تھا،، ایک نفرت کا طوفان تھا،، اُس کے خلاف،، اُس شیف نے مناہل کے سامنے ایک پلیٹ رکھی،، مناہل جو سمجھی تھی کہ اب کچھ اچھا کھانے کو مل جائے گا سامنے رکھی دال چاول کی پلیٹ پر

اُس نے صدمے والی شکل بنا کر اُس شیف کی جانب دیکھا تھا،،اُس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ایک ہلکی سی مُسکان نے شاہ ویز کے ہونٹوں پر جھلک دھکائی تھی،،

"انکل یہ زیادتی نہ کریں تین دن سے بھوکی ہوں کم از کم کوئی بریانی ہی کھلا دیں یہ دال چاول اتنا بُرا سلوک تو انسان کسی چوچے کے ساتھ بھی نہیں کرتا،،

اُس شیف کی منتیں کرتی شاہ ویز کو ایک چھوٹی سی معصوم بچی معلوم ہو رہی تھی،،اُس نے دھیرے سے سر جھٹکا،،یقیناً یہ سب محض دکھاوا تھا،،

"تُم یہی کھاؤ گی ورنہ بھوکی رہو گی تمہارے نکھرے اُٹھانے کے لیئے ہمارے پاس امداد نہیں بھیجی گئ سمجھی،،،

اُس نے سخت لہجہ اپنایا تھا،، مناہل نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اُسی کی جانب دیکھ رہا تھا،،اُس کی بات پر اُس کی گرین آئیز میں حیرت اُتری تھی،،

"امداد نہیں ہے ہو ووو اتنا جھوٹ بولتے ہیں آپ باہر اتنے زیادہ گارڈز کھڑے ہیں اتنا بڑا گھر بھی ہے اور یہ شیف انکل بھی تو ہیں ان کو بھی تو تنخواہ دیتے ہیں آپ کیا ہو جائے گا اگر اپنے دُشمن کو ڈیڑھ سو کی بریانی کی پلیٹ کھلا دیں گے تاریخ آپ کی اس سخاوت کو سُنہری خروف میں درج کرے گی دیکھ لینا،،

ہاتھ نچا نچا کر معصومیت سے بولتی وہ آخر میں زرا فخریہ انداز اپنائے اُسے تاریخ میں اپنا نام درج کروانے کا موقع دے رہی تھی،، شاہ ویز کی بلیک آئیز

میں ایک لمحے کے لئیے حیرت اُتری تھی،،اُسے جیسے اپنے کانوں پر شبہ ہوا تھا،،اُس نے اچھنبے سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،وہیں وہ شیف بھی اُس کی بات پر سر جھکا کر اپنی مُسکراہٹ کا گلا گھونٹ رہا تھا،،جبکہ مناہل اب معصوم شکل بنائے اپنے دُشمن سے بریانی کی ایک عدد پلیٹ کی مُنتظر تھی،،

یہ کھانا ہے تو کھاؤ ورنہ بھوکی رہو میری بلا سے،،"

اُس کی بات پر مناہل کا دل چاہا اُس شخص کو انار کلی کی طرح کسی دیوار میں چُنوا دے،،مطلب انسان اتنا بھی پتھر دل نہ ہو،،کیا ہو جائے گا اگر اپنی معصوم سی دُشمن کو بریانی کھلا دے گا تو کون سی قیامت آجائے گی،،منہ بناتے ہوئے اُس نے چمچ سائیڈ پر رکھ کر آستین چڑھائی اور زیرِلب بسم اللہ پڑھ کر اُسی دال چاول کو کھانا شروع کر دیا تھا،،کیونکہ شاہ ویز کی بات سے اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ اُسے بریانی تو ہر گز نہیں ملنے والی لیکن اگر اُس نے کچھ دیر اور بحث کی

تو دال چاول سے بھی جائے گی،، جبکہ اُس کا ہاتھ سے کھانا شاہ ویز کے لئیے کسی دوسرے جھٹکے کی مانند تھا،، یہ لڑکی اُسے حیران پر حیران کر رہی تھی،، جبکہ مناہل خاموشی اور معصومیت سے ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی بغیر ارد گرد نظر ڈالے،، اُس کی نظر اختیار سی اُس کے گال پر گئ تھی کہ جہاں بلکل ایک چھوٹے سے چاول کا ایک دانہ لگا ہوا تھا،، دوسرے معنوں میں وہ بچے کی طرح کھانا کھا رہی تھی،، موبائل کی بیپ کی آواز پر وہ چونکا اور فوراً اپنی نظروں کا محور بدل کر فون کان سے لگایا تھا،،

بھائی یار بابا کو سمجھائیں میں نہیں جا رہا آفس آج میرا میچ ہے،،"

دوسری جانب کسی جنجھلاتی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی تھی،، اُس کی بات پر شاہ ویز نے اپنی پیشانی مسلی تھی،،

شاہ زیب خانزادہ خاموشی سے ابھی اور اسی وقت آفس دفع ہو جاؤ ورنہ "
جس دن میں واپس آیا تو تمہاری آنکھ بستر پر نہیں میرے تہہ خانے میں کُھلے
"گی انڈرسٹینڈ

وہ سرسراتے لہجے میں بولا تھا،،اُس کی بات پر مُقابل کا مُنہ اُتر گیا تھا،،

بھائی یار یہ غلط ہے ایسا سلوک تو آفس میں ورکرز کے ساتھ بھی نہیں ہوتا"
جیسا سلوک آپ دونوں باپ بیٹا مل کر میرے ساتھ کرتے ہیں،،

اُس کی دہائیاں عروج پر تھیں،،شاہ ویز نے اُس کی بات پر گہری سانس خارج
کی،،

تم ابھی اور اسی وقت آفس جاؤ گے بس بات ختم اب مجھے دوبارہ تمہاری "
کال نہ آئے بزی ہوں میں،،

اُس نے سنجیدگی سے مناہل کی جانب دیکھ کر اُسے کہا تھا،، جو دونوں ہاتھوں
سے گلاس تھامے اب پانی پی رہی تھی،،

ہنہہ یاد رکھوں گا میں آپ کا یہ سلوک ایک دفع آپ کی شادی ہو جائے اور "
بھابھی آجائے دیکھنا کیسے گن گن کر بدلے لیں گیں ہم دونوں آپ سے
اچھے فریں چلتا ہوں بائے،،،

اُس نے تیزی سے بولتے ہوئے کال کٹ کر دی تھی،،اُس کے چہرہ ہلکا سا
سُرخ ہوا تھا،، جبکہ بلیک آئیز میں تپش اُترا تھا،، شاہ زیب جانتا تھا کہ شاہ ویز
خانزادہ کو لفظ شادی سے کس قدر نفرت ہے،، اسی لئیے اُسے چھیڑتے ہوئے

فوراً کال کاٹ چُکا تھا جبکہ شاہ ویز اُس کی حرکت پر لب بھینچ کر رہ گیا تھا،، بس وہ اپنی زندگی اپنے حساب سے اور کسی مداخلت کے بغیر گزارنا چاہتا تھا،، لیکن اُس کی قسمت اُسے اس بات کی اجازت دے دے گی کیا،، مناہل نے واش بیسن سے اپنے ہاتھ دھوئے اور شیف کا بڑھایا ہوا تشو تھام کر اپنے ہاتھ صاف کیئے،،

اگر اب تمہارا ڈرامہ ختم ہو گیا ہو تو مُدعے پر آئیں مناہل ملک،، "

وہ اپنی جگہ سے اُٹھتا ہوا شیف کو باہر جانے کا اشارہ کرتا ہوا اُس کے مُقابل دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑا ہونا سنجیدگی سے بولا تھا،، وہ شیف تو وہاں سے جا چُکا تھا،، جبکہ اُس کے انداز پر مناہل کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگیں تھیں،، نا جانے اب وہ کون سی کہانی گھڑے گی،، اُس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا،،

****

آریو شور تُم یہ کرنا چاہتی ہو،،"

انابیہ حیرت سے اُس پاگل لڑکی کی جانب دیکھ کر بولی تھی،،اُس کی بات پر منال نے گہری سانس خارج کی تھی،،

"ایک تو مجھے تمہاری لوجک سمجھ نہیں آرہی تین دنوں سے تُم یہاں اور مناہل غائب ہے اور دوسری جانب اب تُم پر جاب کرنے کا بھوت سوار ہو گیا ہے،،

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے سنایا آنکھیں چھوٹی کیئیے اُس کی جانب دیکھتی جھنجھلاتی ہوئی بولی تھی،،

اگر تُم لوگوں پر میں بوجھ ہوں تو ابھی سے بتادو میں کسی ہوسٹل چلی جاؤں گی،،

اُس کا لہجہ خاصا سادہ تھا،،ان دنوں وہ اپنی حقیقت سے بھی واقف ہو چُکی تھی،، کہ وہ کون ہے،، کسی کی بیٹی اور کس کا خون ہے،،وہ حقیقت اُس کی آنکھوں کے سامنے کھل چُکی تھی،،وہ رپورٹس سب ثابت کر چُکی تھیں،، کہ وہ اور مناہل سرینہ ملک کی نہیں بلکہ کسی حرم ملک نامی عورت کی بیٹیاں ہیں،،اب وہ جان گئ تھی سرینہ ملک کا رویہ ہمیشہ اُن دونوں کے ساتھ لیا دیا ہی کیوں ہوتا تھا،،وہ اُن سے کبھی پیار سے بات کیوں نہیں کرتی تھی،، لیکن یہ حقیقت جاننے کے بعد بھی منال کی زندگی پر کچھ خاص اثر نہیں پڑا

تھا،، بلکہ اُسے اپنے سو کالڈ ماں باپ سے نفرت سی محسوس ہوئی تھی جو اُن دونوں کو چھوڑ کر کہیں چلی گئی تھیں،، منال کے نزدیک سرینہ ملک نے اُن دونوں کو پناہ دی تھی تبھی شاید وہ ان دونوں سے بے رُخی سی برتتی تھیں کیونکہ وہ دونوں ان کی سگی اولاد نہیں تھیں،، لیکن یہ بات مناہل کو معلوم اب ہمشیہ کے لئیے اپنے گھر کو چھوڑنے کا فیصلہ نہیں تھی،، جبکہ منال نے کر لیا تھا،، اُس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب مزید اپنی نہ ہونے والی ماں پر بوجھ نہیں بنے گی،، اور اپنا بوجھ خود اُٹھائے گی جاب کر کے،، ویسے تو وہ اور مناہل سیکنڈ ائیر کے اسٹوڈنٹ تھے،، لیکن بلکل کبھی کبھی ہی کالج جاتے تھے،، یعنی کے ابھی تک اُن دونوں کا انٹر بھی کمپلیٹ نہیں ہوا تھا،، مگر اس سب کے باوجود منال نے جاب کرنے کا فیصلہ کیا تھا تا کہ وہ باہر نکل کر مناہل کو بھی ڈھونڈ سکے،، جبکہ انابیہ،، آن،، عیشال اور سنایا اس کے فیصلے سے حاصے حیران و پریشان تھے،،

پاگل مت بنو منال تُم کیوں ہو گی ہم پر بوجھ نہیں مطلب ضرورت کیا ہے" تمہیں جاب کرنے کی ہم ہیں نہ کر تو رہے ہیں جاب پلیز تُم گھر رہو اور سیف رہو ہم نہیں چاہتے کہ مناہل کی طرح تمہیں بھی کچھ ہو جائے،،

آن فاطمہ نے سنجیدگی سے اُس جھلی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا،، تمام حقیقت وہ لوگ واضح تو کر چکے تھے مگر پھر بھی اُنہیں اس سب چیزوں کا مقصد سمجھ نہیں آیا تھا،، غیر محسوس انداز میں وہ سب اُس نقاب پوش کے اگلے خط یا کلیو کے انتظار میں تھے،، لیکن ابھی اُن کے نزدیک منال کا جاب کرنا خطرے سے خالی نہیں تھا،،

"میں جاب کروں گی اور کروں گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے آپ لوگوں نے اسے تسلیم کرنا ہے تو کریں ورنہ میں ابھی اور اسی وقت یہ گھر چھوڑ کر کسی دارالامان میں چلی جاؤں گی،،

اُس کا لہجہ حتمی تھا،،اُن سب نے بے بسی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا،،

لیکن تمہاری کوالیفکیشن کا کیا،،"

انابیہ اُس کی ضد دیکھتی سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے بولی تھی،،

اُس کی آپ فکر نہ کریں یقیناً کہیں نہ کہیں میرے لئیے جگہ موجود ہو گی،،"

وہ ایک عظم سے بولتی ہوئی اپنے بلیک حجاب پر بلیک ہی چادر اوڑھ کر وہاں سے چلی گئ تھی،،دروازہ کھول کر،،اُن سب کی نظروں نے آخر تک اُس کا پیچھا کیا تھا،،

****

"تمہیں یقین ہے نہ اُسے میرے بارے میں اور بلیک گینگ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں،،

اُس کا لہجہ سرسراتا تھا،، سرینہ ملک کا سانس اُس کے حلق میں اٹک گیا تھا جیسے،،

"نہیں پاشا آپ میرا یقین کریں اُن دونوں کو میں نے اس سب معاملات سے دور رکھا تھا قسم لیں لیں آپ مجھ سے،،

پیشانی پر سے پسینہ صاف کرتے وہ لڑکھڑاتے لہجے میں وضاحت دیتی ہوئی بولی تھیں،،

دیکھ لینا سرینہ ملک اگر اُس "ایس کے" کو میرے بارے میں کچھ بھی معلوم ہوا یا پھر تمہاری اُس نقلی بیٹی نے اپنا مُنہ کھولا تو قسم خُدا کی تمہیں تمہارے خاندان سمیت زمین میں گاڑھ دوں گا سمجھی،،

وہ دھیمے لہجے میں غُرا کر بولا تھا،، اُس کی بات پر سرینہ کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا،، گویا وہ پاشا سے اس حد تک خوفزدہ تھی،، جبکہ "ایس کے" ایک نہایت خطرناک ایجنٹ تھا،، جس کا اصلی نام پوشیدہ تھا،، بلکل پاشا کی طرح،، اُن دونوں میں محض ایک چیز کا فرق تھا،، پاشا اندھیری دُنیا کا بادشاہ تھا اور وہ اسی اندھیری دُنیا میں پلتے ان گناہوں کو روکنے اور ان گناہ گاروں کو

انجام تک پہنچانے میں مہارت رکھتا تھا،، بس اب دیکھنا تھا کہ جیت کس کی ہوتی ہے،، اور بازی کس کے ہاتھ میں ہے،،

نہیں،،، پاشا اُسے کچھ بھی معلوم نہیں میں آپ کو بتا رہی ہوں نہ،،،، وہ" ایجنٹ خود ہی اُسے کچھ نہ اُگلنے پر مار دے گا،، کیونکہ وہ واقعی ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتی بلکہ ہم اُس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں،،

پاشا اُس کی بات پر بے تحاشا چونکا تھا،، اُس نے اپنا سیگرٹ ایش ٹرے میں مسلا تھا،، جبکہ اُس کی خاموشی سے سرینہ ملک نے اندازا لگا لیا تھا کہ وہ اُس کی بات پر سوچنے پر مجبور ہوا تھا،، اُس کے چہرے پر ایک شاطرانہ مُسکراہٹ آئی تھی،،

ہم اُس کے ذریعے "ایس کے" کی ساری معلومات لے سکتے ہیں یا پھر ہم "
اُسے ہمیشہ کے لیئے ختم بھی کر سکتے ہیں،،

اُس نے ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات کہی تھی،، پاشا نے سنجیدگی سے اُس کی بات سُنی تھی،، وہ اس وقت ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا،، راکنگ چیر جس پر وہ بیٹھا تھا جھول رہی تھی،، اندھیروں کے بادشاہ کو اندھیرے میں رہنا حاصا پسند تھا،،

اس بات کی کیا گیرنٹی ہے سرینہ ملک،، "

وہ سخت لہجے میں پوچھتے ہوئے بولا تھا،،

وہ بہت خوبصورت اور معصوم ہے مجھے نہیں لگتا کہ "ایس کے "اُس کی" معصومیت اور خوبصورتی کے جال سے بچ سکے گا اور جس دن وہ اس جال میں پھنسے گا وہی دن اُس کی موت کا دن ہو گا،،

جیسے جیسے وہ اپنی بات کہتی گئی پاشا کی پیشانی پر نمدار شکنوں کا جال دھیرے دھیرے ختم ہو گیا تھا،،

ہمممم،،پر جو بھی کرنا جلدی کرنا میں نہیں چاہتا کہ وہ "ایس کے "اب ہمیں" مزید کوئی نقصان پہنچائے،،

سرد لہجے میں اُسے باور کرواتے ہوئے وہ کال کاٹ گیا تھا،،دوسری جانب سرینہ ملک اب حاصی پر سکون ہو گئی تھی،،جب سے اُسے یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ مناہل دشمنوں کے ہاتھ چلی گئی ہے اور منال بھی نا جانے کہاں لاپتہ

ہو گئی ہے،، ویسے تو اُسے اُن دونوں کی کوئی پروا نہیں تھی لیکن مناہل کی وجہ سے وہ خاصی پریشان تھی کیونکہ وہ کسی بھی طرح پاشا پر سے اپنا اعتماد ختم نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئیے اب اُسے مناہل کو ایک ہتھیار کی طرح "ایس کے" کو ختم کرنے کے لئیے استعمال کرنے والی تھی،، لیکن تمام تر شازشوں کے باوجود وہ نہیں جانتی تھی کہ قسمت نے اپنی تحاریر میں کیا درج کیا ہے،، جبکہ دوسری جانب پاشا کی راکنگ چیر مسلسل جھول رہی تھی،، جبکہ اُس کی آنکھیں بند تھیں،، چہرے پر کرختگی چھائی ہوئی تھی،، پاشا کوئی چالیس پچاس سالہ شخص نہیں بلکہ ایک تئیس سالہ نوجوان تھا،، جسے گناہوں کے دُنیا کا بادشاہ کہا جاتا تھا،، ابھی اُسے اس دُنیا میں آئے محض دو سال ہوئے تھے اور ان دو سالوں میں اُس نے اپنے ہر دُشمن کے دل میں اپنے خوف کا ایک ایسا تسلط قائم کیا تھا کہ کوئی بھی اُس سے ٹکر لینے اور اُس کے مُقابل کھڑا ہونے کی طاقت نہیں رکھتا تھا،، مگر "ایس کے" نامی وہ ایجنٹ اُس کے گلے کی ہڈی بن چُکا تھا،، جسے نہ وہ اُگل پا رہا تھا نہ نگل پا رہا تھا مگر وہ بھی پاشا تھا

دشمنوں کے لئیے قہر ثابت ہونے والا پاشا،، لیکن اس وقت وہ بلکل خاموش تھا،، کیونکہ پاشا نے کبھی اپنے دُشمنوں کی پرواہ نہیں کی تھی،،اپنی آنکھیں موندیں کمرے میں موجود وہ شخص اس وقت کوئی ظالم دیو نہیں بلکہ ایک ایسا شخص لگ رہا تھا جو بلکل تنہا اور تکلیف میں ہو،،

"Lia mia vita"

(میری زندگی)

"Dove sei"

(کہاں ہو تُم)

"Non vedi che sono solo?

(کیا تُم نہیں دیکھ رہی میں اکیلا ہوں؟)

"Per favore ritorna"

(خُدارالوٹ آؤ)

ایک آنسو ٹوٹ کواُس کی شیو میں جزب ہوا تھا،، دوہری آنکھوں کا پہرا اُس کے آنکھوں کے پردوں سے گزرا تھا،، اُس کے لب مسلسل حرکت میں تھے،، ایک نا ختم ہونے والی ازیت میں،، کیونکہ جسے وہ تلاش کر رہا تھا وہ تو کب کی اُسے چھوڑ کر جا چکی تھی،، ہمیشہ کے لئیے،، دور اُفق میں،، چمکتے ہوئے ستاروں کے پاس،،

"Ti troverò Non potrai mai lasciarmi"

(میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا تُم کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی،، نہیں جا سکتی)

اُس نے اپنی آنکھیں دھیرے سے کھولیں تھیں،،اُن آنکھوں میں ایسا جنون تھا جو سب کچھ خاک کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا،،

"Ti legherò nelle catene del mio amore"

(باندھ لوں گا تمہیں اپنے عشق کی زنجیروں میں)

اُس کے عنابی لب ہلکے سے مُسکرائے تھے،، لیکن اُن آنکھوں نے اُس مُسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیا تھا،، نا جانے کون سا طوفان تھا جو اُس کے اندر سمایا ہوا تھا،،اُس کا جنون قید تھا،،اور اُس قید کی رہائی بہت جلد ہونے والی تھی،،

****

دیکھو تُم ابھی کے ابھی یہاں سے دفعہ ،،،، میرا مطلب ہے چلے جاؤ یہاں" سے پلیززززز،،،

نینا جو عاجزی سے اُسے وہاں جانے کی درخواست کر رہی تھی کہ معاً اپنی زُبان کے
پھسل جانے پر اُسے کے بگڑے تیور دیکھ کر گڑبڑاتے ہوئے اپنے جُملے کی توسیع کرتی ہوئی آخر میں التجائیہ انداز اپنائے بولی تھی،، عریش نے سوچنے کے انداز میں لب بھینچے تھوڑی پر اُنگلی ٹکائی،،دوسری جانب نینا اُس کا یہ لاپرواہ انداز دیکھ کر سُلگ کر رہ گئ تھی،،

نیننن کی بچی مر جانی درازہ کھول نہیں تو میں توڑ دوں گی،،"

ہانیہ جو کب سے ایکسائٹمنٹ میں اُسے اپنا کارنامہ بتانے کے لئیے پُرجوش کھڑی دروازہ بجا رہی تھی اُس کا ڈھیٹ پن دیکھ کر دانت پیس کر بولی تھی ،، جہاں اُس کی بات پر نینا کے چہرے کی ہوائیاں اُڑیں وہیں عریش نے بمشکل اُس کے تاثُرات پر اپنی مُسکراہٹ دبائی،، آخر وہ اُسے اتنا خوار کروا چکی ہے اب اُس کا بھی فرض بنتا ہے کہ اُس کا جینا حرام کرے تھوڑا سا،،

ہاں تو نینا خان کیا کہہ رہی تھی تُم میں دھوکے باز بے وفا دغا باز اور کیا کہا تھا تُم نے،، اممم کیوں نہ تمہاری ان باتوں کو تھوڑا حقیقت کے ساتھ جوڑتے ہوئے تمہاری اس کزن سے بھی مل لیا جائے کیا کہتی ہو پھر،،

اُس کا لہجہ اطمیان سے بھرا ہوا تھا،، جبکہ نینا نے تیکھی نظروں سے اُس کا جائزہ لیا جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہزادوں کی سی آن بان لئیے جیسے کسی تخت پر سوار تھا،، لیکن ابھی وہ اس بادشاہ سے پنگا

لینے کی طاقت نہیں رکھتی تھی کیونکہ اس وقت وہ لیڈ میں تھا جیسے پاکستان کبھی انڈیا کی ٹیم کو ہراتے وقت لیڈ پر ہوتا ہے،، اُس نے بے بسی سے اُسے گھورا،، لیکن وہ ہنوز اطمینان سے اُس کا خون جلانے کے مشن پر سو فیصد کامیاب ہو رہا تھا،،

دیکھو یہ سب باتیں ہم بعد میں کریں گے ابھی تُم جاؤ یہاں سے میری" مجبوری سمجھو،،

وہ تقریباً اُس کی منت کرتے ہوئے بولی تھی،، عریش نے اُس کی بات پر آبرو اُچکائی تھی،،

آہاں اس کا مطلب تُم مجھے دوبارہ ملنے کی خواہش مند ہو آئی کانٹ بلیو و"
دوسروں کی مجبوری کا فائدہ اُٹھانے والوں کو بھی کسی مجبوری کی راہ دیکھنی
نصیب ہوتی ہے،،

اُس نے ایک بار پھر معصومیت سے طنز کیا تھا، نینا کا دل چاہا اپنا سر دیوار پر
دے مارے،،

نین کی بچی کس سے باتیں کر رہی تو ہیں واٹس ایپ پر آن لائن ہے تو سونے"
کے ڈرامے نہ کر،،

ہانیہ جو دروازے سے کان لگائے اندر سے آتی آوازوں کو سُننے کی کوشش کر
رہی تھی،، کسی غیر شناسا آواز پر چونک کر اُونچی آواز میں بولی تھی،، اُسے لگا
کہ نینا کال پر کسی سے بات کر رہی ہے شاید مگر وہ اُسے جواب تو دے سکتی ہے

نہ،،اُس نے کلس کر سوچا تھا،،ساری خوشی کا ستیاناس ہو چُکا تھا اُس کی نینا کی تاخیر کی بدولت،،

"جب تمہیں پتہ ہے کہ میں کسی سے بات کر رہی ہوں تو شرافت سے اپنی شکل گُم کر کے دفعہ کیوں نہیں ہو جاتی،،

دانت پر دانت جمائے اُس نے چلاتے ہوئے عریش کا غُصہ ہانیہ پر نکالا تھا،،جبکہ عریش اطمینان سے اُس لال بھبھوکا ہوا چہرہ تک رہا تھا،،دوسری جانب ہانیہ کے چہرہ پر حیرت اُتری تھی،،

"ابے وسنگھم کی اولاد تو دروازہ تو کھول ایک مکا مار کر تیرے منہ دوسری سائڈ پر لگا دوں گی میں،،

اپنے آستینیں چڑھائے وہ اپنی چاکلیٹی براؤن آئیز میں غُصہ بھرے بولی تھی
"

اس کی ہمت کیسے ہوئی،،"

عریش طوفان بنادرازے کی جانب بڑھا تھانینا کی جان حلق میں اٹکی اُس نے تیزی سے اُس کا بازو تھام کراُسے روکا اور نیلی آنکھوں میں التجا بھرے اُسے دیکھا تھا،، جبکہ عریش جواُس کی بات پر تیش میں آکر اُس سے سبق سکھانے کاارادہ رکھتا تھا اُس کے بازو تھام کر اس طرح معصومیت سے دیکھنے پر ایک لمحے کو ساکت سارہ گیا تھا،،

پلیز ز ز جاؤ،،"

اُس نے ایک بار پھر دبی آواز میں التجا کی تھی،،

"پہلے بولو کہ نینا عریش خان اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرتی ہے اور اُسے کبھی بھی چھوڑ کر نہیں جائے گی،،

اُس کا ہاتھ بازو سے ہٹا کر اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامتا سنجیدگی سے بولا تھا، نینا نے اس بار باقاعدہ اپنا ماتھا پیٹا تھا،،

"نیناااا میں ایکسٹرا کیز لینے جا رہی ہو بیٹا آج تو دیکھ میرے ہاتھوں سے کیسے بچتی ہے آج اس دُنیا میں تو رہے گی یا پھر ہانیہ آریان ملک،،

ہانیہ نے بھی آج قسم کھالی تھی کہ وہ دروازہ کھلوا کر ہی رہے گی چاہے آندھی آئے یا طوفان،، تن فن کرتی ہوئی وہ تو وہاں سے بھاگتے ہوئے چلی

گئی تھی،،نینا کو عزاب میں ڈال کر،،دوسری جانب ایک بار پھر ہانیہ کی باتوں پر عریش کا چہرہ انتہائی سُرخ ہو چُکا تھا،،جسے نینا نے حلق تر کرتے ہوئے دیکھا تھا،،

تُم کہتی ہو یا پھر میں اس کا دماغ ٹھکانے لگاؤں،،"

اُس کا لہجہ بے لچک تھا،،جبکہ چہرہ سُرخی لئیے ہوئے تھا،،نینا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر اسے غُصہ کس بات کا ہے،،لیکن ہانیہ کی ایسٹرا کیز والی بات یاد آتے ہی اُس نے اس خیال کو جھٹکا،،

تُم جانتے ہو میں یہ نہیں کہہ سکتی،،"

وہ اُس کے غُصے کے پیشِ نظر زرا التجائی لہجہ اپنائے بولی تھی،، عریش نے سُنہری آنکھوں میں سنجیدگی بھرے اُسے دیکھا تھا،، اُس کا ہاتھ اب بھی اُس کی سخت گرفت میں تھا،،

کیوں نہیں کہہ سکتی جب تُم مجھ پر اور میری ذات پر الزام لگانے میں گریز" نہیں کرتی تو اس میں کیسا گریز ہاں،،

اُس کی بات پر نینا کا دل چاہا اُسے منہ توڑ جواب دے ڈالے مگر حالات کے پیشِ نظر اور وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اُس نے خاموشی کا دامن تھاما تھا،، جبکہ عریش اُس کے تاثُرات باخوبی سمجھ رہا تھا،،

کیونکہ وہ الزام نہیں حقیقت ہے اور حقیقت جھٹلائی نہیں جا سکتی،،"

اُس کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا، اُس کی بات پر عریش نے آبرو اُچکائی تھی،،

وہ حقیقت کیا تُم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے تبھی اتنی پُر یقین ہو یقیناً" اُن سب معاملات کی تُم چشم دید گواہ رہ چُکی ہو گی نینا خان ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ میں،،

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ نہایت اطمینان سے اُس سے سوالات کر رہا تھا، نینا سچ جاننے کے باوجود تھوڑی گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی،،

میں نے وہ سب آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن وہ ثبوت تمہارے گناہ کے" گواہ تھے یقیناً وہ تُم بھی نہیں جھٹلا سکو گے،،

اپنی آنکھوں سے نہ دیکھنے کا اعتراف کرنے کے باوجود وہ اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی،،اُس کی بات پر عریش نے لب بھینچے تھے،،

"جھٹلا تو بہت کچھ نہیں سکتا سب سے بڑھ کر وہ یقین جو تُم نے میری بے مول زات پر کر کے مجھ پر ایک احسانِ عظیم کیا تھا اور وہ ثابت قدمی جو تُم نے میرے ساتھ گزارے ہوئے تین ماہ میں میرے کردار کو پرکھتے ہوئے اُن تمام ثبوت کو جھٹلایا تھا واقعی یہ بہت ہمت والا کام تھا،،

"بس کردو عریش تُم اپنی حقیقت سے اپنے ماضی سے آگاہ ہونے کے باوجود مجھے اس طرح شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہو چاہے تُم جو مرضی کہہ دو وہ ثبوت گواہ ہیں تمہارے گناہ کے تمہارے اُس قتل کے سمجھے،،

نینا کی برداشت بس یہیں تک تھی،، جبکہ اُسے یوں غُصے سے سُرخ چہرہ لئے بولتے دیکھنے کے باوجود عریش کا چہرہ اطمینان سے لبریز تھا،، وہ ایک قدم بڑھا کر اُس کے مُقابل کھڑا ہوا تھا،، وہ تھوڑا سا جھک کر اپنا چہرہ اُس کے کان کے قریب لایا،، نینا کا سانس حلق میں اٹکا تھا،، لیکن اُس کے الفاظ اُس کی روح کو جھنجھوڑنے کے لئیے کافی تھے،،،

"نینا خان اگر وہ ثبوت نقلی ہوئے اور وہ صرف میری زات پر ایک بہتان ثابت ہوئے تو کیا تُم خود سے نظریں ملانے کے قابل رہو گی اُس روز تُم مجھے بے بسی کے ساتھ تلاش کرو گی لیکن میں موجود نہیں ہوں گا،،

وہ ٹھہرے لہجے میں بولتا ہوا ایک ایک قدم پیچھے کی جانب لیتا ہوا اُسے تکتا ہوا یکدم کھڑکی سے کودا تھا،، اُس کے چہرے پر آخر میں ایک مسکراہٹ تھی،، نہایت کھوکھلی مُسکراہٹ،، کاش وہ بیان کر سکتا کہ اُس کے الفاظ اُس

کے الزامات کس قدر ازراں تھے اُس کی زات کے لیئے،، کاش وہ کبھی بیان کر پاتا کہ جس پر حد سے زیادہ یقین کریں کہ وہ جو آپ کی زات کو آپ کے مزاج کو آپ کی عادات کو سب سے بہتر سمجھتا تھا وہ سب اُس کا وہم تھا بلکہ وہ تو شاید کبھی اُس سے واقف ہی نہیں ہو پائی شاید وہ سب اُس کی آنکھوں کا دیکھا سراب ثابت ہوا تھا لیکن وہ اُسے مر کر بھی وہ حقیقت نہیں بتانے والا تھا کیونکہ نینا خان نے اُس کا یقین توڑا تھا اور وہ اب دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیسے اور کب تک اُس حقیقت سے نظریں چُرا کر جیتی ہے اور جب حقیقت اُس پر ظاہر ہو گی تو اُس کی کیا کیفیت ہو گی کیا وہ واقعی اُس سے نظریں ملانے کی اہلیت رکھ پائے گی وہ اُسے قاتل کہتی تھی فریبی کہتی تھی کیا وہ یہ الفاظ خود کے لیئے استعال کر پائے گی کہ وہ قاتل ہے اُس کے پختہ یقین کی کہ وہ فریبی ٹھہرے گی عشق کی عدالت میں اور تب اُسے عمر قید ہو گی لیکن تاحیات اُس کے ساتھ اور وہ اُس وقت کا انتظار کر رہا تھا جب نینا خان خود اُس کے پاس آئے گی اور اپنی اُس سراب زدہ حقیقت کا اعتراف کرنے،، اُس کے الفاظ سُن

نینا کے وجود میں سنسنی دوڑ گئے تھے نا چاہنے کے باوجود اُس کے دل کی رفتار بے حد تیز ہوئی تھی،، دھڑکنیں جیسے التعارش پیدا کر رہی تھی اُس کے وجود میں،، اور پھر اُس نے اُسے کھڑکی سے کودتے ہوئے دیکھا تھا،، وہ بھاگتی ہوئی کھڑکی کے قریب گئ تھی،، لیکن وہ تو جیسے ایک ہیولے کی طرح غائب ہو گیا تھا،،

سلگتے رہو اب عمُر بھر "
" مجھے پا کر بھی کھو دیا تُم نے

اسی دوران دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا اور اُسے یوں گُم سُم انداز میں کھڑکی کے پاس کھڑا ہوتے دیکھ کر بے تحاشا چونکا تھا،،

"نینا،،

ہانیہ نے نرمی سے اُسے پکارا تھا،، لیکن وہ تو جیسے وہاں موجود ہی نہیں تھی جیسے وہ جاتے ہوئے اُس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اپنے ساتھ لے گیا تھا،،

نینا تُم ٹھیک ہو،،"

اُس کی حالت ہانیہ کو کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہو رہی تھی،، تبھی نرم سے اُس کے ہاتھ تھام کر ایک بار پھر اُس نے اُسے پُکارا تھا،،اُس نے دھیرے سے اپنی پلکیں اُٹھائیں تھیں،، نیلی آنکھوں میں موجود وہ چمکتے ہوئے موتی دیکھ کر ہانیہ کی روح فنا ہوئی تھی جیسے،،اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اُس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئ تھی،، شاید اپنے اندر کی توڑ پھور سے وہ بے حد پریشان آچُکی تھی،، جبکہ ہانیہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے اُس کی حالت پر،،

نینا،،،،نینا کیا ہوا ہے تمہیں یہاں بیٹھو،،،"

نرمی سے اُسے خود سے جُدا کرتی بیڈ پر بیٹھا کر خود اُس کے قریب بیٹھ چکی تھی،، جبکہ نینا کو اب اپنی غلطی کا شدت سے اندازہ ہو رہا تھا،،

اب بتاؤ ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اندر ہی اندر سے پریشان کر رہی ہے،،"

اُس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لئیے نینا کو وہ پہلی بار ایک مختلف ہانیہ معلوم ہوئی تھی،،

وہ،،،میں بس طبعیت نہیں ٹھیک اسی لئیے،،"

سُرخ چہرہ جھکائے وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی،،ہانیہ نے غور سے اُس کی حالت دیکھی تھی،،

دیکھو نینا میں کوئی غیر نہیں ہوں اگر تُم مجھے اپنی پریشانی نہیں بتانا چاہتی تو" کوئی بات نہیں لیکن اس طرح رونے سے اور پریشان ہونے سے کبھی بھی کسی بھی چیز کا حل نہیں نکل سکتا جب تک ہم اُسے سولو نہ کر لیں،،

اُس کی پریشانی ناجاننے کے باوجود وہ اُسے اپنے الفاظ میں کمفرٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی،،اس وقت نینا نے اضطرابی کیفیت میں اُسے دیکھا تھا،،

ہانیہ میں تُم سے ایک سوال پوچھوں،،"

دھیرے سے اپنے گالوں پر بہتے ہوئے آنسو صاف کر کے وہ جیسے بے چینی سے بولی تھی،، ہانیہ نے سر اثبات میں ہلا کر اُسے مزید بولنے کی اجازت دی تھی،،

مطلب اگر کوئی آپ کے اعتباد کو روندے،،، مطلب جیسا آپ اُس کو" سمجھتے تھے وہ ویسا نہ ہو،،، اور کہیں سے آپ کو اُس کی حقیقت کا علم ہو جائے ،،، اور وہ کہے کہ سب جھوٹ ہے تو کیا کرنا چاہیئے،،، مطلب،،،

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی ہانیہ نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا،، اُس نے اپنے الفاظ کا چُناؤ نہایت سوچ سمجھ کر کیا تھا تاکہ کہیں سے بھی ہانیہ کو اُس پر کوئی شک نہ ہو،، جبکہ دوسری جانب ہانیہ اُس مسئلے کو سمجھنے کی جتن کر رہی تھی،، جو کچھ کچھ ہی سہی لیکن اُس کی سمجھ میں آنے لگا تھا،،

نینا جانتی ہو اعتبار ہوتا کیا ہے ؟؟،،"

اب کہ بار ہانیہ نے اُس سے سوال کیا تھا،،نینا نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا تھا،،ہانیہ نے گہری سانس خارج کی،،

"غلط نینا تُم نہیں جانتی اعتبار کے معانی کیا ہیں،،اعتبار وہ ہے جو آپ کسی شخص پر اُس وقت کرتے ہیں جب وہ آپ کے دل میں ایک خاص مُقام اور مرتبے پر فائز ہو،،اعتبار یہ ہے کہ کسی بھی مشکل یا آزمائش میں اُسے لڑکھڑانے نہ دیا جائے،،اعتبار یہ ہے کہ مخالفوں کی سازشوں کے باوجود کسی کے کردار کی گواہی دینے کے لئیے آخر تک اُس پر ڈٹا رہا جائے،،اعتبار یہ ہے کہ اپنے دل میں کسی بھی وہم کو جگہ نہ دی جائے،،یہ تھے اعتبار کے معانی اب میں تمہاری باتوں کا مطلب واضح کرتی ہوں تُم کہنا چاہتی ہو تُم نے کسی پر ایسا اعتبار کیا تھا؟؟،،

نینا جو ٹُکر ٹُکر اُسے دیکھتے ہوئے اُس کے الفاظوں کو توجہ سے سُن رہی یکدم اُس کے سوال پوچھنے پر گڑ بڑائی تھی،، لیکن پر معصومیت سے سر ہلایا،، ہانیہ دھیما سا مُسکرائی تھی،، اُسے کہانی کے تمام پہلو سمجھ میں آ گئے تھے،،

نینا جیسا کہ تُم نے کہا کہ کہیں سے تمہیں حقیقت کا علم گیا اور اُس حقیقت" میں جو کسی اور نے تُم سے بیان کی تھی اُس کے مطابق تمہارا بنایا گیا عکس اُس کے بارے میں مُختلف معلوم ہوا ایسا ہی نہ،،

اُس نے نہایت احتیاط سے اگلا سوال داغا،، ایک بار پھر نینا نے سر اثبات میں ہلایا تھا،،

یہ تو ہر لو و اسٹوری میں منحوس ولن پتہ نہیں کیوں پنجے گاڑھے بیٹھا ہوتا "

ہے،،

ہانیہ دل ہی دل میں جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی،، لیکن ابھی اُس کا مقصد نینا کا نہایت سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دلدل سے نکالنا تھا،، لفظوں کے تانے بانے بُنتے ہوئے اُس نے دوسری بات کا آغاز کیا تھا،،

سُنو نینا میں مانتی ہوں تُم نے اعتبار کیا لیکن مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑ " رہا ہے کہ تمہارے اعتبار کا ڈھانچا نہایت کمزور ثابت ہوا ہے،، میں نہیں جانتی وہ کون ہے کیا ہے،، لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں وہ تمہاری ذات کے لئیے خاصی اہمیت کا حامل ہے،، دیکھو نینا اگر تُم نے اُس پر اعتبار کیا ہے تو لازماً اُس نے بھی تُم پر اعتبار تو کیا ہو گا کیا خیال ہے تمہارا اس بارے میں،،

اُس کی بات پر نینا کچھ دیر کے لئیے لاجواب ہوئی،، جیسے اس پہلو کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکی تھی،، لیکن کیا اُس کا اعتبار کمزور تھا،، اُس نے جیسے خود سے سوال کیا تھا،، ہاں تھا،، اپنے ضمیر کے جواب پر وہ نظریں چُرا گئی تھی،، لیکن کیا عریش کیا وہ بھی اُس پر اعتبار کرتا تھا جیسے وہ اُس پر کرتی تھی،، اس سوال کا جواب اُس کے پاس موجود تھا،، لیکن وہ دینا نہیں چاہتی تھی،، جبھی خاموشی سی اپنے لب کاٹتی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کی جانب دیکھ رہی تھی،، ہانیہ کو اس وقت کوئی معصوم سی بچی معلوم ہو رہی تھی،، جو اپنے راستے سے بھٹک گئی تھی،،

دیکھو نینا کوشش کرو کہ سب کچھ ٹوٹ جائے مگر وہ مان وہ بھروسہ ہر گز نہ " ٹوٹے جو کسی بہت اپنے نے خود سے زیادہ آپ پر کیا ہو،، کیا تمہیں اُس حقیقت پر یقین ہے جو کسی نے تُم سے بیان کی تھی،، لیکن اُس پر نہیں جو اُس شخص نے تمہیں بتائی تھی،، یعنی کسی غیر کی باتوں میں آکر تُم نے بھی کس

کے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی ہے،، یعنی تُمہیں اُس سے زیادہ کسی غیر کی باتوں کو اہمیت دی تھی،، تو کیا تُم نے سوچا تھا،، کہ اُس کا اعتبار بھی کرچی کرچی ہو کر بکھرا نہیں ہوگا،، میں نہیں جانتی حقیقت کیا ہے،، لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں نینا کہ ہمارا یہ جو دل ہے نہ یہ کبھی بھی ہم سے جھوٹ نہیں بول سکتا چاہے ہم دوسروں کے سامنے لاکھ جھوٹ بول دیں لیکن یہ دل کبھی بھی ہم سے غلط کلامی نہیں کر سکتا تُم ایک بار اپنے دل سے پوچھو ایک بار وہ مناظر یاد کرو کیا وہ سب دہرانے اور یاد کرنے کے باوجود تمہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخالف کی باتوں میں سچائی ہے تو آئندہ اُس شخص کی شکل تک نہ دیکھنا اور اُس سے قطع تعلق کر لینا لیکن اگر تمہارے دل کا جواب ہاں میں ہوا یعنی دل اُس کی بے گناہی کی جانب گواہ بنا تو تمہارے اعتبار کے جو وجود تھا وہ نہایت کمزور تھا نینا تمہیں یہ بات جان لینی چاہیئے کہ تُم اُس کے بعد کسی سے تو کیا خود سے بھی نظریں نہیں ملا پاؤ گی،،

اُس کی آخری بات پر وہ چونکی تھی،، یہ جُملہ تو کافی شناسا تھا،، ہاں اُسے یاد آیا تھا وہ بھی تو یہی کہہ کر گیا تھا،، کیا قُدرت واقعی اُسے تنبیہہ کر رہی تھی،، نفرت میں آگے نہ بڑھنے کی،، کیا وہ سب اُس کا وہم تھا،، لیکن یہ اُس کی باتوں کا ہی اثر تھا کہ وہ اپنے دل کو یکدم خالی خالی سا محسوس کر رہی تھی،، جیسے وہ اپنے ہاتھوں سے خود کا نُقصان کر بیٹھی ہے،، لیکن وہ تصویریں وہ اُس کی عزت کا تماشا،، وہ مرڈر،، وہ لڑکی،، وہ انگریز،، کیا وہ سب اُس کا امتحان تھا،، کیا وہ سب اُس کی محبت کو آزمانے کے لئے تو نہیں تھا،، کیا وہ ناکام ہو چکی تھی،، یا پھر وہ درست سمت میں جا رہی تھی،، اُس کا دل مسلسل نفی کر رہا تھا،، اُس کا ضمیر جیسے اندر ہی اندر اُسے ندامت میں مبتلا کر رہا تھا،، لیکن اُس کی انا اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے،،

"بھروسہ ایک رشتے کی سب سے مہنگی شرط ہے نینا اور ایک بات یاد رکھنا اگر رشتے نبھانے کی اہلیت نہ تو رشتے بنانے سے بھی گریز کرنا چاہیئے،، کسی مضبوط سے مضبوط پہاڑ کا اتنا بوجھ نہیں ہوتا نینا جتنا بوجھ ایک بے گناہ پر تہمت لگانے کا ہوتا ہے اسی لئیے ایسے الفاظ نہیں کہنے چاہیئے جو مستقل میں آپ کے لئیے باعثِ ندامت شمار ہوں بس میں یہی کہوں گی کہ رشتوں کو وقت دو کیونکہ تاج محل دُنیا نے دیکھا ہے ممتاز نے نہیں نینا"

وہ تابوت میں آخری کیل ٹھوک کر اُسے اکیلا چھوڑے وہاں سے چلی گئی تھی،، انسان بھی کتنا عجیب ہے نفرت کے اظہار میں تاخیر نہیں کرتا اور محبت کو چھپاتا پھرتا ہے،، اُس کے آخری الفاظ تو جیسے اُس کا خون خُشک کر گئے تھے،، اُس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں موند لیں تھیں،، وہ پل یاد کرنے کے لئیے،، اس وقت وہ اپنے دل سے ہمکلام تھی،، اُسے نہیں ضرورت تھی

اب کسی وضاحت کی کسی حقیقت کی،، صرف ضرورت تھی اپنے دل کی مخلصی کی،،

لڑنا چاہتی ہوں میں اُس شخص سے""
"پر کہیں جیت گی تو سب ہار جاؤں گی

****

"اب بول کیوں نہیں رہی ہو"

یکدم اُس کا لہجہ سخت ہوا،، مناہل کے ہاتھ پاؤں پھولے،، اب وہ کیا کہے گی،، کوئی نیا جھوٹ بھی دماغ میں نہیں آرہا تھا،،

مناہل بھاگ،،"

معاً اُس نے دل کی آواز پر عمل کرتے ہوئے بغیر اُسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے پیچھے کی جانب مڑ کر تیزی سے کچن سے باہر کی جانب بھاگی،، وہ جو اُس کے تمام ترکاروائیوں کا جائزہ پہلے ہی لے چُکا تھا،، اُسے یوں بھاگتا دیکھ کر لب بھینچ کر بلیک آئیز میں اُلجھن اور سنجیدگی بھرے اُسے دیکھ کر رہ گیا،، جو بچوں والی حرکتیں کر رہی تھی بھلا کسی مُجرم کو قید میں رکھتے ہوئے وہ گارڈز نہیں رکھے گا،، وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھائے کچن کے دروازے سے باہر آیا جہاں سامنے ہی وہ گرین آئیز میں غُصہ بھرے دو گارڈز کی قید میں سُرخ چہرہ لئیے کھڑی تھی،، وہ اُس کے مُقابل آکھڑا ہوا،، مناہل نے اپنا چہرہ اُسے دیکھ کر دوسری سائیڈ کیا تھا،، اُسے اپنی ہی حالت پر غُصہ آرہا تھا،،

بھاگ لیا؟؟ ہو گئی ناکام ؟؟ مل گیا سکون ؟؟ اب جواب دو مناہل ملک "

"میرے سوال کا پاشا کہاں ہے

اُس کا لہجہ نہایت سرد تھا،،

"میری جیب میں ہے نکال لو،"

اُس نے چڑ کر کہا تھا،، نا جانے کون پاشا کہاں کا پاشا دُنیا میں لاکھوں لوگ مر کھپ جاتے ہیں ایک دن میں وہ بھی کہیں دفن ہو گیا ہو گا اور اگر نہ بھی ہوا ہو گا تو اُس کا اُس سے کیا لینا دینا،، دوسری جانب اُس کا جواب سُن کر اُس نے اپنی آنکھیں میچیں تھیں سختی سے،، اُس کے تاثُرات پر مناہل نے اپنے لب دانتوں دبائے تھے،،

ریڈ روم میں لے جا کر اس کی اُنگلیاں ایک ایک کر کے کاٹ دو جب تک یہ " پاشا کا پتہ نہیں بتاتی،،

وہ آنکھوں میں سنجیدگی بھرے سرد لہجے میں گارڈز سے مخاطب ہو کر بولا تھا،،اُس کی بات پر مناہل کی روح فنا ہوئی،،

چھوڑو مجھے چھوڑو،،،"

وہ کسی پرندے کی مانند پھڑپھڑا رہی تھی اُن کی قید میں،، جبکہ ہری آنکھوں میں نمی موتیوں کی طرح چمکی تھی،، سُرخ چہرہ لیئے وہ اُن کی قید سے نکلنے کی جتن میں ہلکان ہو رہی تھی،، جو اُسے سختی سے پکڑے مسلسل ریڈ روم کی جانب لے جا رہے تھے،، شاہ ویز نے اُس کی حالت دیکھ کر اُنہیں اُسے چھوڑنے کا ایک مخصوص اشارہ کیا جس کی بنا پر یکدم اُنہوں نے مناہل کو آزاد

کیا،، اُس نے سہمی ہوئی نظروں سے اُنہیں دیکھا لیکن اُس کا اگلا عمل شاہ ویز کو حیرت کے سمندر میں غرق کر گیا تھا جب وہ بھاگتی ہوئی اُس کے پیچھے آ کر چھپ گئی،، اور اُس کی جیکٹ کو سختی سے مُٹھیوں میں بھینچ لیا،، جیسے اگر ابھی اُسے چھوڑا تو دوبارہ اُسے ریڈ روم میں زبردستی لے جائیں گے،، اُس نے بمشکل اپنی حیرت پر قابو پا کر سنجیدگی سے گارڈز کو جانے کا اشارہ کرتا اُس کی جانب پلٹ کر اپنی جیکٹ اُس کی ننھی سی مُٹھیوں سے آزاد کر کے سنجیدہ بلیک آئیز سے اُس کی جانب دیکھا تھا جو معصومیت سے اپنے ہی دُشمن سے پناہ پانے کے لئیے اُسی کے پیچھے ہی پناہ لے رہی تھی،، جبکہ مناہل کی اس وقت کافی ڈری سہمی کیفیت میں تھی،، اگر واقعی وہ اُس کے ہاتھوں کی اُنگلیاں کاٹ دیں،،، یہ سوچ کر اُس نے جھرجھری لی تھی،، شاہ ویز نے ایک گہری نگاہ اُس کے سُرخ چہرے پر ڈالی تھی،، یہ لڑکی اُس پہلے والی بہادر لڑکی سے قدرے مختلف معلوم ہو رہی تھی جو مُقابل دھڑا دھڑ جواب دیتی ہے لیکن اس وقت وہ محض ایک سہمی سی معصوم سی بچی کی طرح لگ رہی تھی،،

"مجھے نہیں پتہ تھا تُم اس قدر ڈرپوک ہو،،"

اُس کا لہجہ سنجیدہ تھا لیکن مناہل کو وہ اپنا مزاق اُڑاتا محسوس ہوا تھا،،اُس نے شکوہ کناں نظروں سے پلکیں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا،،وہ ایک لمحے کو ساکت سارہ گیا تھا،، لیکن پھر اُس کی دھیمی سی آواز نے اُسے ہوش کی دُنیا میں لا پٹھا،،

مجھے نہیں پتا تھا کوئی اتنا ظالم بھی ہوتا ہے،،"

اُس کے معصوم سے شکوے پر شاہ ویز دنگ رہ گیا تھا،،اُس نے بلیک آئیز میں حیرت بھرے اُس لڑکی جانب دیکھا تھا،،جو اپنے ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں مڑورے سر جھکائے اُس سے مخاطب تھی،،شاہ ویز کو سمجھ نہیں آئی کہ

وہ اس سوال کا جواب کس طرح دی،، اُس نے دھیرے سے گہری سانس حارج کی،،

تُم میرے کام کو مزید اُلجھا رہی ہو لڑکی،،"

وہ اپنا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت نہیں کر پایا تھا،، مناہل نے گرین آئیز میں غُصہ بھرے اُس کی جانب دوبارہ دیکھا تھا،،

اور جو آپ نے میری زندگی کو اُلجھا دیا ہے اُس کا کیا،،"

اُس کے لہجے میں دبا دبا احتجاج تھا،، واقعی اُس کی زندگی اُلجھ کر تو رہ گئ تھی،، جبکہ گرین آئیز میں رقم شکوہ دیکھ کر وہ ایک لمحے کو لاجواب ہوا تھا،،

تُم مجرم ہو،،"

اُس نے اُسے باور کروایا تھا جیسے،، مناہل نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر بند باندھا تھا اُس کی بات پر،،

میں مجرم نہیں ہوں،،"

اُس نے اپنا سُرخ چہرہ جھکائے دھیمے اور اٹل لہجے میں کہا تھا،، شاہ ویز نے لب بھینچے اس ڈھیٹ لڑکی کو دیکھا،، جو اتنے گناہ کرنے کے باوجود خود کو مجرم تصور نہیں کر رہی تھی،،

تُم نے کئی لوگوں کی جانیں لی ہیں تُم نے کئی گھروں کو اُجاڑا ہے کئی ماؤں سے" اُن کی اولادیں چھینیں ہیں،،

ایک کے بعد ایک الزام،، مناہل نے تڑپ کر اُس کی جانب دیکھا تھا،، شاہ ویز کے ہلتے لب ایک لمحے کو پھر خاموشی کا لبادہ اوڑھ گئے تھے،،

"میں شرارتی ہوں،،،،، مناہل ملک ہوں،،،، کوئی قاتل نہیں،،،، میں ہوں،،،،، شیطان نہیں،،،، میں بُری نہیں ہوں،،،، میں قاتل نہیں ہوں،،، میں لوگوں کو تنگ،،،، کرتی ہوں،،،،، مگر اُنہیں نقصان نہیں پہنچاتی،،،،، میں مناہل ملک ہوں،،،، میں مجرم نہیں ہوں،،،،، میں گناہ گار نہیں ہوں،،،، میں قاتل نہیں ہوں،،،،

اُس کی حالت دیکھ کر شاہ ویز سکتے میں آگیا تھا،، وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی،، آنسوؤں کا بند پل بھر میں ٹوٹ کر بکھرا تھا اور ٹپ ٹپ کرتے ایک کے بعد ایک آنسو اُس کے سُرخ گالوں پر بہہ نکلے تھے،، گُزشتہ دنوں کی

پریشانی،،، منال کی جُدائی اُس کا کافی سخت امتحان لے رہی تھی،، ہاں وہ رفتہ رفتہ اپنی برداشت کھو رہی تھی،، جبکہ وہ ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا،، دل و دماغ میں ایک عجیب سی جنگ چھڑ گئی تھی جیسے،،، دماغ اُس کے آنسوؤں کو جھوٹا کہہ کر اُسے ایک شاطر مُجرم تصور کرنے کو دلائل پیش کر رہا تھا جبکہ دوسری جانب دل مسلسل اُس کے دفاع میں ثبوت دیئے جا رہا تھا،، دماغ کہہ رہا تھا کہ یہ محض ایک چال ہے جبکہ دل کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکی معصوم ہے،، وہ زندگی میں پہلی بار ایسی صورتحال کا شکار ہوا تھا،، وہ "ایس کے" جس کا آئی کیو لیول بڑے سے بڑے دشمنوں کو ڈھیر کر کے رکھ دیتا ہے جس کے منصوبے دشمنوں کو نیست و نابود کے کر رکھ دیتے تھے آج وہ ایک چھوٹی سی ہری آنکھوں والی اپنی معصوم سی دُشمن کے سامنے بے بس کھڑا تھا،، تھی نہ عجیب بات،، بد حد عجیب،،

منابل،،"

اُس نے اُس کا نام پُکارا تھا،، لہجہ سخت نہیں تھا تو نرم بھی ہر گز نہیں تھا،، سوں سوں کرتی منال نے چونک کر اُس کی جان. دیکھا تھا،، بلیک آئیز میں اپنا عکس دیکھ کر وہ گُم سم سی ہو گئی تھی،،

میں تمہیں نُقصان نہیں پہنچانا چاہتا،، "

اُس نے مزید کہا،، منال نے متجسس انداز میں گرین آئیز میں اُمید بھرے اُس کے اگلے جُملے کے کہے جانے کا انتظار کیا تھا،، شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ مُجرم نہیں ہے،، شاید وہ اُسے چھوڑ دے گا،، شاید وہ آزاد ہو جائے گی،، شاید وہ منال سے مل پائے گی،،

لیکن تمہیں میرے تمام سوالات کا جواب صیحح طریقے سے دینا ہو گا،، "

وہ جیسے اُسے ایک سحر میں جکڑ رہا تھا،، مناہل نے بمشکل دھیمے سے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا،، جبکہ اُس کی سحر زدہ بلیک آئیز میں دیکھنے سے پرہیز برتا تھا،،

تُم سرینہ ملک کی بیٹی ہو،،"

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا،، مناہل نے بچوں کی طرح تیزی سے اثبات میں سر ہلایا تھا،،

تُم بلیک گینگ کی ممبر ہو،،"

اُس نے اگلے الفاظ دہرائے،، مناہل کی ہری آنکھوں میں اُترتی اُلجھن اُس نے واضح طور پر دیکھی تھی،،

نہیں ہوں میں کسی گینگ کی ممبر،،"

اُس کی آنکھوں میں دیکھے اس بار وہ بغیر کسی خوف کے بولی تھی،، شاہ ویز نے اچھنبے سے اُس کی جانب دیکھا تھا،، سوچ کے کئی پہلو اُس پر کھل گئے تھے،،

سرینہ ملک پاشا کی لیفٹ ہینڈ ڈ کی بیٹی اُسی کی گینگ کی ممبر نہیں یہ کیسے ممکن" ہے،،

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا،، اُس کی بات پر مناہل کی آنکھوں میں شدید حیرت اُتری تھی،،

امی جان کسی گینگ کی ممبر نہیں نہ لیفٹ ہینڈ ہیں آپ اُن پر الزام لگا رہے"
ہیں،،

اس بار اُس کا لہجہ غُصہ سموئے ہوئے تھا،،اور یہاں شاہ ویز کو مزید حیرت نے آن گھیرا،،وہ جو پہلے خود کو مجرم ماننے سے انکار کر چُکی تھی،،اب اپنی ماں کی اصل شناخت سے بھی انکار کر رہی تھی،،شاہ ویز نے گہری نظروں سے اُس کا جائزہ لیا تھا،،اُس نے ایک گارڈ کو اشارہ کیا وہ باادب سا اُس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہوا،،مناہل ڈر کر شاہ ویز کے قریب ہوئی تھی،،اور اُس کی یہی خوف اُس کی حیرت کی وجہ بن رہا تھا،،بلیک گینگ کے ممبر خوف نام کے لفظ سے بھی واقف نہیں تھے،اور یہ لڑکی تو بلکل مختلف معلوم ہو رہی تھی،،یا تو یہ بہت زیادہ شاطر اور چالاک تھی یا پھر انتہائی معصوم اور بے گناہ،،

"انہیں روم نمبر تھری میں چھوڑ آؤ اور روم کے باہر گارڈز کی تعداد زیادہ ہونی چاہیئے اگر کچھ غلط ہوا تو میں کسی بھی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا اور تمہیں جہنم واصل کر دوں گا سمجھے،،

اُس کا لہجہ نہایت سرد تھا،، جبکہ اُس گارڈ نے بمشکل اُس کے خوف کے زیرِ اثر "یس سر" کہا تھا،، جیسے ہی اُس کی جانب بڑھا مناہل بُدک کر دوبارہ اُس کے پیچھے چھپ گئ تھی،، شاہ وہ ویز نے اُس کی حرکت پر گہری سانس خارج کی تھی،،

"میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی اگر اس نے میری اُنگلیاں کاٹ دیں پھر میں کھانا کیسے کھاؤں گی برگر وغیرہ،،

اُس نے حیرت سے پلٹ کر اُسے دیکھا تھا جو اُنگلیاں چٹخاتے رُندھی آواز میں معصومیت سے بولی تھی،، شاہ ویز کا دل چاہا اپنا سر کسی دیوار پر پٹخ دے،، وہ اپنے سب سے خطرناک دُشمن جو اُس کے سامنے کھڑا تھا اُس سے خوفزدہ نہیں تھی جبکہ ایک معمولی سا گارڈ اُسے ڈرانے میں کامیاب تھا،، جبکہ دوسری جانب مناہل کو اُس شخص سے کسی بھی قسم کا ڈر اور خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا،، بلکے اُسے ایک انجانے سے تحفظ کا احساس ہوا تھا،،

"نہیں کاٹا وہ تمہاری اُنگلیاں اگر کاٹ بھی دی تو میں اس کا سر اس کی گردن سے الگ کر دوں گا،،

اُس کا لہجہ سنجیدہ تھا،، جبکہ پیچھے کھڑے گارڈ کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے،، مناہل نے اُس کی بات پر آنکھیں چھوٹی کر کے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

" ایسا ہے تو پھر آپ میرے ساتھ چلیں "

وہ یکدم فیصلہ کن اِنداز میں بولی تھی،، شاہ ویز کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی تھی،، یہ لڑکی مسلسل اُس کا ضبط آزما رہی تھی،،

مناہل ملک خاموشی سے گارڈ کے ساتھ روم میں جاؤ میں اس کے علاوہ " " تمہاری کوئی بات نہیں سُنوں گا

وہ سخت لہجے میں بولا تھا،، مناہل نے بچوں کی طرح منہ بُھلایا،، شاہ ویز نے ٹھٹھک کر اُس کی یہ حرکت دیکھی تھی،،

" ٹھیک ہے پھر میں آپ کے روم میں جاؤں گی "

اُس کا اگلا جُملہ مزید اُس کا دماغ گھما گیا،،

کیا فضول باتیں کر رہی ہو اگر تُم میرے روم میں چلی گئ تو میں کہاں جاؤں "
گا،،

وہ حیرت کے عالم میں بولا تھا،، مناہل نے تیکھی نظروں سے اُسے دیکھا،،

اتنا بڑا گھر ہے لیکن دل وہی چوزے کی طرح ہے کیا ہو جائے گا اگر ایک دو "
"راتیں باہر لاؤنج میں یا کسی ریسٹ روم میں گزار لیں گے

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ بے نیازی سے بولی تھی،،

لیکن تمہیں میرے ہی روم میں کیوں سونا ہے،،"

اب کہ وہ دبے دبے احتجاج میں بولا تھا،، جبکہ گارڈز اپنے خطرناک باس کو بچوں کی طرح لڑتا دیکھ کر اپنی ہسنی دبا کر رہ گیا تھا،،

کیونکہ میرا ڈریم تھا کہ اگر کوئی مجھے کیڈنیپ کرے گا تو میں اُس کی روم میں" ہی سوؤں گی کیونکہ دشمن کے بیڈ پر سب سے اچھی نیند آتی ہے اور بلکل فاتح جیسی فیلنگ آتی ہے،،

اُس کی خوبصورت گرین آئیز میں خوشی کی چمک دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا،،

شاہ ویز،،"

مناہل اُسے ہوں ساکت دیکھ کر چونکی اور اُس کی آنکھوں کے سامنے چُٹکی بجا کر اُسے ہوش دلانا چاہا،، شاہ ویز،،،، اُس کا نام اتنا ہی خوبصورت تھا،، یا آج محسوس ہو رہا تھا،،

اسے میرے روم میں چھوڑ آؤ،،"

وہ جلد سے جلد اس کیفیت سے جان چھڑانا چاہتا تھا تبھی جھنجھلاتے ہوئے گارڈ سے بولا تھا،، مناہل حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے کندھے اُچکاتی ہوئی گارڈ کی پیروی کرتی وہاں سے چلی گئ تھی،،

یہ سبز آنکھوں والی ساحرہ،،"

اپنے ذہن کو بمشکل اُس کے سوچوں سے جھٹکتے ہوئے اُسے نے اُسے ایک نئے انتخاب سے نوازا تھا،، وہ سنجید گی سے لبادہ اوڑھے نیچے بیس منٹ کی جانب بڑھ گیا تھا،، اُس کی تمام ترانفار میشن ر سور سس میں تو کوئی خرابی نہیں ہو سکتی،، پھر وہ لڑکی یا واقعی معصوم اور انجان تھی یا پھر ایک نہایت شاطر گیم پلینر،، اُس کا دماغ سوچوں کے تسلسل میں ایک بار پھر چلا گیا تھا،، حقیقت سے ناواقف وہ اپنے تانے بانے بُننے میں مصروف تھا،، چہرے پر کرختگی سی چھا گئ تھی،،

****

"ابھی تک میٹنگ ختم نہیں ہوئی آپ کے سر کی"

وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے ویٹنگ روم میں بیٹھی تھی،، شاہ گروپ اوف انڈسٹریز کی ویٹنگ روم میں انتظار کرتے ہوئے اُس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا

تھا،، تبھی وہ سنجیدگی سے اُس لڑکی سے مخاطب ہو کر بولی تھی جا شاید یہاں کی ورکر تھی،، اُس کے ساتھ کئ اور لوگ بھی جاب کے لیئے وہاں موجود تھے،،

نہیں میم میٹنگ ابھی تک ختم نہیں ہوئی جب ختم ہو گی آپ کو اندر آفس" میں بُلا دیا جائے گا،،

اُس نے شائستگی سے اُس کی بات کا جواب دیا تھا،، کوئی اور بھی تھا جو دونوں پاؤں شوز سمیت ٹیبل پر رکھے دلچسپی سے رکنگ چیر سے اپنی پشت لگائے اُسے دیکھ رہا تھا،،

کیا میٹنگ میٹنگ لگا رکھی ہے ہاں ؟؟ تمہارے خیال میں ہم ویلے ہیں؟؟" گھر چھوڑ کر یہاں انٹرویو دینے کے لیئے آئے ہیں نہ کہ تمہارے سر کی میٹنگ

کا انتظار کرنے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی جانتی ہو وقت کتنا قیمتی ہوتا ہے اس وقت میں اگر میں کوئی نئی تھیوری ایجاد کر لیتی تو اس ٹائم کڑوروں میں پیسے مل چکے ہوتے اور تمہاری اس بیلڈنگ کو بھی خرید لینا تھا میں نے عجیب پاگل لوگ ہیں،،

منال کا ٹیمپر لوز ہوا،،اور اُس نے سُرخ چہرے کے ساتھ دانت پیستے ہوئے غُصے کے عالم میں بیچاری ورکر کو سُنا ڈالی جو حق دق سی منہ کھولے اُسے دیکھ رہی تھی،، کسی کے عنابی لب مُسکراہٹ میں ڈھلے تھے،،اُس کی سُرخ چہرہ لئیے براؤن آنکھوں والی لڑکی کی باتوں پر،،

میم آپ غُصہ نہ کریں،،"

وہ ورکر بھی عجیب مشکل میں پھنسی تھی،،اُس کا باس لوگوں کو گھنٹوں انتظار کروانے کے بعد اندر بلاتا تھا کیونکہ اُسے لوگوں کو انتظار کروانا بے حد پسند تھا،،اُسے تو خود یہ نوکری چھے گھنٹوں کے انتظار کے بعد ملی تھی،،

کیا غُصہ نہ کروں تو یہاں ریڑھی لگالوں گرم آنڈوں کی یا پھر تمہارے سر" کو سلامی پیش کروں ہاں کیا میں انسان نہیں ہوں میں حیوان نظر آ رہی ہوں تمہیں،،

وہ مزید غُصے سے تیکھے لہجے میں بولی تھی،،اُس کی بات پر سیکریٹری کا دل چاہا یہ جوب ہی چھوڑ دے،، بھلا اُس کا کیا قصور اس معاملے میں،،

جی سر جی او کے شُکریہ،،"

یکدم بلوتُو تھڈ وائیس سے آتی اپنے باس کی آواز پر وہ شُکر کا سانس خارج کرتی ہوئی بولی تھی،، منال نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

"آپ چلی جائیں آفس میں سر بُلا رہے ہیں،،"

وہ خوشی سے اپنی جان چھوٹنے پر بولی تھی،، منال اپنی آستینیں چڑھائے ایک نظر اُسے دیکھتی ہوئی فائل تھامے جلدی جلدی قدم اُٹھاتے روم کے دروزے پر ناک کیا،،

"آجائیں،،"

ایک گھمبیر لہجے میں کسی نے اُسے اندر آنے کی اجازت دی تھی،، وہ سنجیدگی سے اندر داخل ہوئی،، لیکن اُس کے انداز دیکھ ایک بار پھر اُس کی تیوری

چڑھی،، سامنے وہ شہزادوں کی سی آن بان رکھے دونوں پاؤں شوز سمیت ٹیبل پر رکھے چیئر پر دراز تھا اور آنکھوں میں شرارت بھرے اُس کی جانب تک رہا تھا،، اُس کی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے اُس نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے دونوں پاؤں نیچے کر لئے تھے،،

اپنے آنے کا مقصد بیان کریں مس،،"

اُس نے چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا تھا،، اُس کی بات پر منال کا دماغ ایک بار پھر گھوما،، اس بار اُس کے اندر مناہل کی روح گھس آئی تھی بات بات پر غُصہ کرنے کی،،

مسٹر ایک وائی زی پلوٹو ماری سیٹرن تمہیں میں اُلو کی پٹھی نظر آ رہی ہوں" ہاں یہ کیا ہے کیا نہیں مزاق ہو رہا ہے یہ ایک تو آگے اتنا انتظار کروایا اور اب ایسے معصوم بن رہے جیسے ابھی پیدا ہوئے ہو،،

اپنی فائل اُس کی ٹیبل پر پٹختی وہ چنگھاڑتی ہوئی بولی تھی،، جبکہ وہ تو بس اس کے ہلتے لب دیکھ رہا تھا،، لیکن اُس کی باتوں نے اُسے ہوش کی دُنیا میں لا پٹھا،، اب کہ آنکھوں میں حیرانی اُتری تھی،، واقعی یہ لڑکی کسی پٹاخے سے کم نہیں تھی،، اُس کے دل میں گُدگُدی ہوئی تھی کیونکہ وہ غُصہ کرتی ہوئی بے انتہا کیوٹ لگ رہی تھی،،

اچھا اچھا آپ انٹرویو کے لئیے آئیں ہیں،،"

اُس نے جیسے چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تھا،، منال نے ایک بار پھر تیکھی نظروں سے اُسے گھوری سے نوازا تھا،، جیسے آنکھوں کے زریعے ہی قتل کرڈالے گی،،

میرا مطلب تشریف رکھیں،،،"

اُس کے انداز سمجھتے ہوئے وہ مُسکراہٹ ضبط کئیے احترام سے بولا تھا،، منال ناک چڑھاتی ہوئی چیر پر بیٹھ گئ اور اپنی سی وی اُس کے سامنے رکھ دی،، شاہ زیب نے وہ فائل اُٹھائے چوری نظروں سے اُسے دیکھا تھا جو اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی،، شاید وہ بہت تھکی ہوئی تھی،، اُسے اُس پر شدید ترس آیا بھلا پہلے وہ اُسے اندر بلا لیتا،، جبکہ دوسری جانب منال کو سخت نیند آرہی تھی،، کیونکہ یہ جگہ اُن کے ایریا کے بہت دور تھی،، اسی لیے ایک گھنٹے کا سفر کر کے خوار ہو کر وہاں پہنچی تھی اور اُس

آدھے گھنٹے کے مزید انتظار نے اُس کے اندر کے غُصے والے روپ کو جگا دیا تھا،، شاہ زیب نے دوبارہ اپنی نظریں فائل کی جانب مرکوز کی اور وہاں لکھی کوالیفیکیشن دیکھ کر اُسے جھٹکا لگا،، جہاں صرف میٹرک کی ڈگری تھی،، اور فرسٹ ائیر کا رزلٹ اور ساتھ تحریر تھا کہ وہ سیکنڈ ائیر کی طالبہ ہے،،

آپ کو جوب کی ضرورت کیوں ہے،،"

فائل پر دوبارہ ایک سرسری سی نظر ڈال کر اُس نے وہ بند کر دی تھی،، اور اب سنجیدگی سے اُس سے مخاطب تھا،،

تاکہ میں اپنی زمہ داری خود اُٹھا سکوں،،"

اُس کا لہجہ سادہ تھا،، اُس کی بات پر وہ چونکا تھا،،

"آپ کے پیرنٹس نہیں ہیں"

اُس کے سوال پر منال نے سختی سے لب بھینچے تھے،، جبکہ اُس کے بدلتے تاثُرات شاہ زیب کی آنکھوں سگ چھپے ہوئے نہیں تھے،،

"آپ کو اس سے کیا لینا دینا یہ میری سی وی اس پر میرا نمبر درج ہے اگر جاب پر رکھنا ہے تو کال کر دیجیے گا ورنہ میں انکار سمجھوں گی اب میں چلتی ہوں،،

یکدم وہ کہتی ہوئی تیزی سے وہاں سے نکلی تھی،، لیکن اُس کی آنکھوں میں موجود نمی شاہ زیب کی آنکھوں سے اوجھل نہیں تھی،، اُس کا دل کو کچھ ہوا تھا،، اُس کی نظروں سے اوجھل ہونے تک اُس کا پیچھا کیا تھا،،

****

****

چاکلیٹی براؤن آئیز میں ایک خوبصورت سی روشنی بھرے وہ لبوں میں مُسکراہٹ دبائے آج مایا کو ڈرانے کے ارادے سے اُس کے کمرے کے باہر کھڑی ہوگئ تھی،، چونکہ مایا بہت کمزور دل کی مالک تھی اسی لئیے ہانیہ نے اس بات کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے بہت بار اُنہیں ڈرایا تھا،، آج پھر وہ اس ارادے سے اُن کے کمرے کے باہر کھڑی تھی کہ اندر ایک اور نفوس کی موجودگی اور آواز محسوس کر کے وہ پل بھر تو ٹھٹھک کر وہیں رُک گئ تھی،،

حمزہ پھر کیا سوچا ہے تُم نے شادی کا،،"

اندر سے آنے والی سنجیدہ آواز ماما کی تھی،، نامحسوس انداز میں ہانیہ کا دل اُچھل کر حلق میں آیا اور گال نامحسوس انداز میں گُلابی ہوئے،،

زاویار انکل کی شادی کیا؟؟ برداشت کرلیں گی آپ سوتن،،"

اُس کی مصروفیت سے بھری آواز سُن کر ہانیہ نے مُسکراہٹ دبائی،،

میں ٹانگیں نہ توڑ دوں اُن کی اگر غلطی سے خیال آیا بھی تو تمہاری شادی کی" بات کر رہی ہوں میں،،

اُس کے بالوں میں تیل لگاتی ماما اُس کے سر پر ایک چت لگا کر غُصیلے لہجے میں بولی تھی،، موبائل میں غرق زی نے اپنی ہنسی دبائی تھی،، ہانیہ نے دیوار سے ٹیک لگا کر اپنا ڈوپٹہ منہ میں دبایا تھا،،

میری شادی سیریسلی؟؟ابھی میری عمر ہی کیا ہے،،"

اُن کی بات پر وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،اُس کی بات پر مایا نے حیرت سے اُس کی پشت دیکھی،،

گھوڑے جتنے ہوگئے ہو اور کتنی عمر درکار ہے تمہیں شادی کرنے کے " لئیے،،

اپنے پچیس سالہ بیٹے کو دیکھ کر وہ تیکھے لہجے میں استفسار کرتی ہوئی بولی تھیں،،

"اور یار یہ بھی کوئی عمر ہوتی ہے شادی کی کم از کم تیس پینتیس سال کی عمر تو ہونی چاہیئے نہ"

اُس کی پر سکون آواز اور انداز باہر کھڑی ہانیہ کو دانت پیسنے پر مجبور کر گئ تھی،، جبکہ مایا نے تاسف بھری نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"بُڈھے ہو جاؤ گے تو کوئی لڑکی بھی نہیں دے گا مسٹر حمزہ تمہیں،،"

مایا نے جیسے اُسے آنے والے حالات سے آگاہ کرنا چاہا،، اُس کی دلکش ہنسی کی آواز باہر کھڑی ہانیہ کا دل اُتھل پُتھل کر گئ تھی،، نا جانے وہ کھڑوس ہنستے ہوئے کیسا لگتا ہو گا،، وہ محض گہری سانس خارج کر کے رہ گئ تھی،،

"کیا بات کر رہی ہیں آپ ماما ایک زمانہ فدا ہے آپ کے بیٹے پر،،"

اُس کی سنجیدگی سے کہی گئی بات پر ہانیہ نے دل میں ماشاءاللہ کہا تھا وہ الگ بات ہے زبان پر کوئی اور ورد جاری کیا،،

ہنہہ خوش فہمی چیک کرو پرنس حمزہ کی،،"

وہ ناک چڑھاتے ہوئے بڑبڑائی تھی،،

اور تُم کس پر فدا ہو؟؟ بتانا پسند کرو گے،،"

اُن کا اگلا تیز عین نشانے پر لگا تھا،، دو افراد کو تو سانپ سونگھ گیا تھا،، ایک کی چاکلیٹی براؤن آئیز میں نامحسوس سی چمک اُبھری جبکہ دوسرے کی خوبصورت گرے آئیز حیرت سے پھیلی تھیں،،

میں،،،،،،میں نے کس پر فدا ہونا ہے بھلا آپ کا بیٹا ایسا ویسا نہیں ہے اور" کیا آپ مجھ پر شک کر رہی ہیں،،

اُن کی جانب پلٹ کر وہ آبرو اُچکا کر بولا تھا،، کمال مہارت سے وہ اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ چھپا گیا تھا،، لیکن سامنے بھی مایا تھی،، بات کی کھال کھینچنے والی،،

اوہو بیٹا جی میرے ساتھ خوشیاری بہت مہنگی پڑے گی پھر کہیں تمہاری" شادی کروادی نہ میں نے خاندان میں کسی سے بھی تو بعد میں شکوہ نہ کرنا کوئی،،

مایا کا لہجہ پُرسکون تھا،، لیکن جیسے ہی زی نے اپنی گرے آئیز گھمائیں اُسے دروازے کی اوٹ سے ایک گُلابی آنچل نظر آیا،، آنکھوں میں حیرت

اُتری،، لیکن کچھ ہی لمحوں کے بعد ایک شرارتی سی مُسکراہٹ نے اُس کے چہرے پر اپنی چھاپ دیکھائی تھی،، جسے وہ مایا کے دیکھنے سے پہلے ہی اوجھل کر چُکا تھا،، باہر کھڑی ہانیہ ان سب سے بے نیاز اُس کا جواب سُننے کے لئیے متجسس تھی،،

آپ جاننا چاہتی ہیں نہ کون ہے وہ جس پر آپ کا بیٹا فدا ہے،،"

اُس کا لہجہ پُر سکون تھا،، مایا نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا،، ہانیہ کی دھڑکنیں اُتھل پُتھل ہوئیں،، نا محسوس انداز میں اُس نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے،،

اُس کی آنکھوں کا رنگ بلیک ہے پیور بلیک،،"

اُس کی پہلی بات پر اُس کا دل چھن سے ٹوٹا تھا،، جبکہ وہ اپنی رو میں بولتا جا رہا تھا،،

اُس کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہے اور بال گھٹنوں سے بھی نیچے ہیں،، "

مایا کی آنکھوں میں حیرت اُترتی جا رہی تھی،، اُس نے تو کچھ اور ہی تصور کیا تھا،، باہر کھڑی کا ہانیہ کا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا،، چاکلیٹی آنکھیں پانیوں سے لبالب بھر گئی تھیں،، اُس نے سختی سے اپنے ہونٹوں پر دونوں ہاتھوں رکھے تھی،، سسکی روکنے کے لئیے،، چہرہ سُرخ ہو چکا تھا شدتِ ضبط سے،،

وہ بہت خوبصورت ہے،، اور آپ کا بیٹا صرف اُسی کو ہی چاہتا ہے اور چاہے گا،، "

اور وہ آخری الفاظ ادا کر دیئے گئے تھی،، زی نے وہ انچل دروازے کی اوٹ سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا،، لیکن اس بار اُس کی یہ حرکت مایا کی تیز نظروں سے چھپی ہوئی نہیں تھی،، اُسے لمحہ لگا تھا،، اپنے ہونہار بیٹے کا کھیل سمجھنے میں،،

اور کون ہے وہ،،"

اُن کا لہجہ بلا کا سخت تھا،، زی نے چونک کر اُن کی جانب دیکھا تھا،، جو اُس گلابی آنچل والی کے ایکسپریشن سوچ کر ہنسی دبا رہا تھا،،

ارے کوئی نہیں ہے میں تو میں رو کی کی بات کر رہا تھا،،"

اُس نے پُر سکون انداز میں اپنے کتے کی جانب اشارہ کیا جو خاموشی سے اپنا کھانا کھا رہا تھا،، لمبے بالوں والا کالی آنکھوں والا روکی دیکھ کر اور اُس کی بات سُن کی مایا کا دماغ پل بھر میں گھوما تھا،،

حمزہ غازان آفندی تُم پورے جہان کو بیوقوف بنانے کی صلاحیت رکھتے ہو گے لیکن جان لو میں بھی مایاز اویار خان ہوں پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی میری نظروں سے مخفی نہیں رہتی بتاؤ کس کو سُنا رہے تھے تُم یہ سب،،

اُن کی سخت لہجے میں کی گئی بات پر حمزہ کی گرے آئیز میں حیرت بھری تھی،، اپنے بالوں کو جھٹکتے ہوئے وہ مُسکراہٹ دبا کر رہ گیا تھا،،

آپ کی لاڈلی تھی چھپ چھپ کر باتیں سُن رہی تھی،،"

اُس نے لاپرواہی سے کہا تھا،، مایا نے تاسف بھری نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا،،

"یہ کیا کر دیا تُم نے بیوقوف لڑکے کتنا ہرٹ ہوئی ہو گی وہ،،"

اُن کے چہرے پر پریشانی والے تاثرات اُبھرے تھے،،اُن کی بات پر زی چونکا تھا،، لیکن محض کچھ پل کے لئیے،،

"وہ کیوں ہرٹ ہو گی بھلا میری شادی ہے جس سے مرضی کروں،،"

اُس نے بے نیادی کا مظاہرہ کیا تھا،،

"اووہیلو اپنے اس اٹیٹیوڈ کے چکر میں اگر لڑکی تمہارے ہاتھ سے نکل گئی نہ
پھر اپنی ماں کے پاس نہ آنا روتے ہوئے سمجھے،،

اُس کے نخریلے سٹائل دیکھ کر مایا دانت پیس کر اُسے باور کرواتی ہوئی بولی
تھی،،

"میں کیوں رونے لگا اور آپ کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہیں وہ میرے بارے
میں ایسا کیوں سوچے گی بھلا ویسے بھی اُس کی اور میری نیچر میں زمین آسمان کا
فرق ہے،،

وہ جیسے اپنے ہی جزبات سے انکاری تھا،، مایا کی نیلی آنکھوں میں اب کہ بار
افسوس اُترا تھا،،

تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے،،"

اُنہوں نے آبرو اُچکا کر سنجیدگی سے پوچھا،،

جی آخری ہی سمجھیں ویسے بھی میں کسی ایسی لڑکی کے ساتھ زندگی نہیں" گزار سکتا جو اپنی زندگی کو لے کر اتنی غیر سنجیدہ ہو اور ہر وقت بچوں جیسی حرکتیں کرے،،

اُس کا لہجہ حتمی تھا،، مایا نے افسوس سے اپنے فطرتاً کھڑوس بیٹے کی جانب دیکھا تھا،، لیکن اُن کی دوسری بات ہر نا جانے کیوں زی نے سختی سے لب بھینچے تھے،،

"پھر ٹھیک ہے ہانیہ کے لئیے کوئی رشتہ دیکھ کر اُس کی شادی کر دیتے ہیں تُم اپنے معیار کی ہی ڈھونڈ لینا بعد میں،،

اُن کا لجہ پُر سکون تھا،،اُس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں تھیں،،نا جانے کیوں اُسے یہ زکر بُرا لگا تھا،،

"آپ کو اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو وہ اپنے ماں باپ سے ملی ہے اُس نے پڑھنا ہو گا اپنا فیوچر بنانا ہو گا اور آپ اُس کی شادی کروانے چلی ہیں،،

اُس کے انداز مایا کو تشویش میں مبتلا کر رہے تھے،،یا وہ خود کو بیوقوف بنا رہا تھا یا پھر اُسے،،

لیکن تمہیں اس سب سے کیا مطلب بھائی اُس کی شادی جہاں مرضی جب "مرضی کسی سے بھی ہو جائے،،

ہاں تو کیا آپ ایسے ہی کسی ایرے غیرے کے ساتھ اُسے رُخصت کر دیں "گیں،،

ناجانے کیوں اُن کی بات پر وہ جھنجھلایا تھا،،مایا نے گہری سانس حارج کی،،

تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے اتنی تمہارا کیا تعلق اُس سے،،"

کزن ہے وہ میری،،"

وہ اپنی گرے آئیز آنکھیں گھما کر سنجید گی سے بولا تھا،،

کزن ہی ہے تمہاری گھر والی نہیں،،"

دانت پیس کر بولا گیا تھا،،

"ہاں تو میں نے کب کہا کہ وہ میری گھر والی ہے آپ فضول بات کو طول دے رہی ہیں رہی بات شادی کی تو وہ ابھی چھوٹی ہے،،

وہ جھنجھلا کر بولا تھا،،

"بھائی چھوٹی ہو یا بری تمہارے معیار پر پورا نہیں اُترتی تُم جانو اور اب تمہاری وہ نئی گھر والی جو تمہارے معیار پر پورا اُترتی ہو وہ جانے باقی اپنی معصوم ہانیہ کے لئیے میں چاند سا دُولہا لاؤں گی،،

کیا مطلب چاند سا دُولہا مجھ میں کون سی کمی ہے،،"

اُس کی زبان پھسلی،، جس پر احساس ہو جانے پر اُس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی تھی،،مایا نے صدمے سے اپنے باولے بیٹے کی جانب دیکھتے ہوئے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرایا تھا،،زی نے حیرت سے اُنہیں دیکھا تھا،،

ابھی کے ابھی یہاں سے دفع ہو جائو حمزہ غازان آفندی ورنہ شکوہ نہ کرنا کہ " اتنی عمر میں بھی جوتے کیوں مارے مجھے،،

اُن کا لہجہ سرد تھا،، حمزہ گرے آئیز میں حیرت بھرے سر کھجاتا ہوا وہاں سے بھاگا تھا،، کہیں واقعی نہ جوتے پر جائیں اور اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا عزت رہ جائے گی اُس کی شاندار پر سنیلیٹی کی دُنیا کی نظر میں،، چھی چھی،،اُس نے

سوچ کر جھر جھری لی تھی،، چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زینے طے کرتا ہوا ٹیرس کی جانب گیا تھا،، لیکن وہاں کا منظر دیکھ کر وہ دم بخود رہ گیا تھا،، گہرے آئیز میں حیرت اُتری تھی،، سامنے ہی وہ جھولے پر بیٹھی سُرخ چہرہ لئے بچوں کی طرح رو رہی تھی،، وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتا تیزی سے اُس کی جانب بڑھا تھا،،

ہانیہ،،"

اُس نے نرمی سے اُسے پُکارا تھا،، وہ جو اپنے شیش محل کے خوابوں کو زمین بوس ہوتے دیکھ کر خاموشی سے جھولے پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی کسی کے نرم لہجے میں پُکارے پر اُس نے چونک کر اپنا چہرہ اُٹھایا تھا،، پانیوں سے لبالب آنکھیں جب حیرت سموئے گہرے آئیز سے ٹکرائیں تو تمام منظر ایک دم ساکت ہو گئے تھے،، کیا نہیں تھا اُس کی آنکھوں میں

غُصہ،،ناراضگی،،دُکھ،،،ہانیہ نے پٹ سے نظریں بدل کر خاموشی سے وہاں سے جانا چاہا تھا،،

تُم ٹھیک ہو،،"

اُسے یوں جاتا دیکھ کر نا جانے کیوں اُس کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی،،

آپ کو اس سے کیا،،"

اُس کی آواز رُندھی ہوئی تھی،،زی نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی اُس کی روٹھی آواز پر،،وہ سنجیدگی سے اُس کے مُقابل آ کھڑا ہوا تھا،،ہانیہ نے ایک نظر اُس کے چہرے کی جانب دیکھ کر ایک بار پھر اپنی نگاہیں دوسری جانب کر لی تھیں،،

تمھیں پتہ تُم روتی ہوئی بلکل کوہ کاف کی ڈائن لگتی ہو،،"

اُس کی سنجید گی میں ڈوبی آواز پر اُس نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا،، جس کی سحر زدہ نظریں ہنور سنجید گی سے اُس سُرخ چہرے کا طواف کر رہی تھیں،،اُس نے خفگی سے بھرپور گھوری اُسے نوازتے ہوئے سائیڈ سے نکلنا چاہا تھا،، لیکن وہ ایک بار پھر اُس کے راستے کی رُکاوٹ بنا تھا،،

آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے،،"

وہ جھنجھلا کر بولی تھی،،ایک تو آگے وہ صدمے کی سی کیفیت میں تھی،،پوری دُنیا میں ایک شخص سے محبت ہوئی اور وہ بھی خُدا نے کسی اور کے نصیب میں

لکھ دیا،، وہ کوئی شکوہ نہیں کر رہی تھی،، لیکن پھر بھی اُس کا دل کسی بھٹی کی مانند جل رہا تھا،، زی نے غور سے اُس کے تاثرات دیکھے تھے،،

میرا مسئلہ تُم ہو کیوں ہو اتنی معصوم؟؟،، ہے کوئی جواب،،"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ پُر سکون لہجے میں بولا تھا،، ہانیہ نے چاکلیٹی براؤن آئیز میّں۔ حیرت سموئے اُس کی جانب دیکھا تھا جس کے آج رنگ ڈھنگ ہی نرالے تھے،،

آپ کو اس سے کیا میں معصوم ہوں یا شیطان آپ جائیں کسی گوری سے" شادی کریں،،

ناچاہتے ہوئے بھی اُس کی زُبان پھسلی تھی،، یکدم اپنی بے اختیاری کا احساس ہو جانے پر اُس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچیں تھیں،، جبکہ وہ کچھ دیر حیرت سے اُس کی جانب دیکھتا دلکشی سے ہنسا تھا،، اُس کی ہنسی کی جلترنگ سے ہانیہ کا چہرہ مزید سُرخ ہوا تھا،،

سیریسلی ہانیہ تمہیں کس نے کہا میں کسی گوری سے شادی کرنے والا ہوں" کیا تُم نے کچھ سُنا ہے،،

یکدم اُس کے تاثرات بدلے تھے،، دوسری جانب ہانیہ کا دل اُچھل کر حلق میں آیا،، اگر اُسے معلوم ہو جاتا کہ وہ چھپ چھپ کر اُس کی باتیں سُن چُکی ہے تو کیا امپریشن رہتا اُس کا زی پر،، کہ کتنی بدتمیز لڑکی ہے،،

مجھے نہیں پتا میرا اسرمت کھائیں آپ میری بلا سے جس سے مرضی شادی" کریں مجھے کیا بھلا مجھے اپنی بری ٹینشن ہیں ہٹیں میرے راستے سے،،

وہ جھنجھلاتے ہوئے دوسری سائیڈ سے نکلنے ہی والی تھی وہ پھر اپنے پورے قد سے اُس کی راہ میں حائل ہوا تھا،، ہانیہ اُس کی نظروں سے خواہ مخواہ میں ہی پزل ہو رہی تھی،،

"دیکھو ہانیہ میں چاہتا ہوں تُم اپنے والدین کے ساتھ وقت گزارو اُن کے خواب پورے کرو جانتی ہو حرم ماما کا خواب تھا کہ وہ تمہیں ڈاکٹر بنائیں گیں لیکن پھر حالت کی ردوبدل سے اُن کے خواب محض ایک تاریک زندان کا حصہ بن گئے میں چاہتا ہوں تُم پڑھ لکھ کر کسی مُقام پر پہنچو،، میں جانتا تھا تُم باہر کھڑی تھی،، اسی لئیے میں نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے مقصد محض تمہیں یہ باور کروانا تھا کہ زندگی میں سب سے مقدم اور عزیز اپنے

والدین کو رکھو،، خود کو سٹرونگ کرو،، چھوٹی چھوٹی باتوں پر خود کے آنسو بے مول نہ ہونے دو،، اور ایک بات اور کہتا چلو یہ محبت وغیرہ میرے نزدیک اتنی خاص اہمیت نہیں رکھتی تُم ایک اچھی لڑکی ہو اور اچھا ڈیزرو کرتی ہو،، تمہارا مقصد آج سے اپنے ماں باپ کا مقصد ہونا چاہیئے اور جان لو تُم اُن کے مقصد پورا کرو اور اپنی ہر راہ میں مجھے ہمسفر پاؤ گی،، ہر مشکل میں،، ہر مُصیبت میں،، میں تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گا لیکن محض ایک شرط پر کہ تُم توجہ دو گی اپنے ماں باپ کے خوابوں پر اور کامیاب بنو گی تاکہ دُشمن سمجھ سکے کہ اتنے عرصے کی دوری بھی حرم ملک کی بیٹی کی شخصیت کو تباہ و برباد کرنے کے لئیے ناکام رہی ہے،،

وہ دم سادھے اُسے سُن رہی تھی،، کس مُقام پر لا کھڑا کر دیا تھا اُس شخص نے،، کیا محبتیں ایسی بھی ہوتی ہیں،، ایک جانب وہ کہہ رہا تھا کہ یہ جزبہ اُس کے لئیے اہمیت نہیں رکھتا دوسری جانب اُسے کبھی نہ تنہا چھوڑے کا وعدہ کر

رہا تھا،، ایک جانب وہ اُسے اُس زندگی کا اصل مقصد بتا رہا تھا،، اُسے ایک جانب اچھا ڈیزرو کرنے والی اچھی لڑکی کہہ رہا تھا،، لیکن کیا وہ جانتا تھا یا جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا تھا کہ وہ اچھی لڑکی تو صرف اُسے چاہتی ہے،، اتنی عجیب محبت تھی اُس کی وہ اُسے کامیاب مُقام پر دیکھنا چاہتا تھا،، دوسری جانب اُسے زندگی کے ایک نئے رُخ سے متعارف کروا گیا تھا،، اور کہہ رہا تھا کہ محبت اُس کے نزدیک اہمیت نہیں رکھتی تو وہ سراسر خود کو یا پھر اُس کو بیوقوف بنا رہا تھا،، یہ محبت ہی تو تھی،، لیکن وہ اظہار محبت کے لئیے لفظوں جوان سب کے چناؤ کے معاملے میں کافی کنجوس تھا شاید،، ہاں وہ دشمن جدائیوں کے زمہ دار تھے وہ اتنے آزاد اور پُر سکون کیسے گھوم سکتے ہیں بھلا،، اتنے سال اُسے اُس کے سگے والدین سے جُدا کرنے والے آخر کیسے اس قدر مطمئن انداز میں اپنی زندگی گزار سکتے ہیں،، اور یہاں اُس کے دل میں نیا جزبہ روشناس ہوا تھا،، اور وہ تھا انتقام کا جزبہ،،

میں تمہارے ساتھ ہوں ہر راہ میں ہر سفر میں تمہارا ہم قدم ہوں،،"

اُس کے دونوں ہاتھ تھام کر وہ نرم لہجے میں بولا تھا،، وہ نم آنکھوں سمیت مُسکرائی تھی،، جبکہ وہ ساکت سا اُس کے خوبصورت چہرے کے رنگوں میں کھو گیا تھا،، اُس کے ہاتھ جھٹکتی وہ سُرخ چہرے کے ساتھ اندر کی جانب بھاگی تھی،، جبکہ اپنے پیچھے آنے والی اُس کی دلکش ہنسی کی آواز اُس کے دل کو آخر تک سکون دے گئ تھی،،

****

وہ خاموشی سے کمپیوٹر پر اپنا کام کرنے کی کوشش کر رہی تھی،، جو آفس کی کالیگ اُسے بتا کر گئ تھی،، اُسے اُسی دن جاب کنفرم ہونے اور کل سے جوائن کرنے کی کال آ گئ تھی،، جس پر پہلے پہل تو اُسے یقین ہی نہ آیا لیکن

پھر اب تک اُس کے ساتھ جو کچھ ہو چُکا تھا اُس کے باوجود کچھ اچھا ہونا اُس کے لئیے تھوڑا حیرت زدہ تھی،، وہ آج ہی بمشکل رکشے کے زریعے آفس پہنچی تھی،، جہاں لوگوں نے اُسے دیکھ کر تمسخر کا نشانا بنانا چاہا تھا وہیں اُس کا سرد انداز سب کے منہ پر تالے لگا گیا تھا،، اُسے ریسیپشنسٹ کی جاب ملی تھی،، اور وہ صبح سے رکارڈ جمع کر کے اور لوگوں کی کالز سُن سُن کر اُکتا کر رہ گئی تھی،،

بیٹا،، "

کسی نے اُس کی ٹیبل پر ناک کیا تھا،، نا جانے کیوں منال کی کیفیت یکدم بہت عجیب ہوئی تھی،، اُس نے سر اُٹھا کر لائٹ براؤن آئیز میں حیرت سموئے آنے والی شخصیت کو دیکھا تھا،، چاکلیٹی براؤن آئیز والے وہ ہینڈسم انکل بھی

کچھ ساکت سے کھڑے تھے،، ناجانے کیا کشش تھی،، وہ دونوں سمجھنے سے قاصر تھے،،

"ارے آریان انکل آپ آگئے کیں کب سے آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا،،"

یکدم وہ مُسکراتے ہوئے ماحول میں چھائے فسوں کو توڑتے ہوئے آریان ملک کے بغلگیر ہوا تھا،، آریان ملک،،، منال کے کان کھڑے ہوئے تھے،، اُس نے کچھ حیرت اور صدمے کی سی ملی جُلی کیفیت میں اُن کی جانب دیکھا تھا،، جبکہ وہ اب شاہ زیب سے باتوں میں مصروف تھے،، چہرے پر ایک دھیمی سی مُسکراہٹ تھی،، جو اُن کی شاندار پرسنیلیٹی کو چار چاند لگا گئ تھی،،

"تُم نے کب سے آفس جوائن کر لیا جونیر،،"

وہ کچھ حیرت سے استفسار کرتے ہوئے بولے تھے،، نظریں نامحسوس انداز میں اُس لڑکی کی جانب اُٹھی تھیں جو نہایت سرد تاثرات لئے اُن کی جانب دیکھ رہی تھی،، اُنہیں وہ لڑکی کافی شناسا اور پُراسرار سی معلوم ہوئی تھی،، جبکہ منال اُن کے ساتھ کھڑی سکریٹری کے ہاتھ میں پکڑی فائل کے اوپر "ملک گروپ اوف انڈسٹریز

لکھا دیکھ کر ایک عجیب کشمکش کا شکار ہو گئی تھی،، کیا یہ واقعی،، وہ ہیں جو وہ سمجھ رہی تھی،، یا کوئی بہروپیا ہیں،، لیکن اُن کی آواز وہ اُس کے دل پر اتنا اثر کیوں چھوڑ گئی تھی،، اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا دکھائی دیا تھا،، دماغ جیسے سوچ سوچ کر مفلوج ہو رہا تھا،، اُسے پھر ایک بار شدت سے مناہل کی یاد ستائی تھی،،

مس منال آپ میرے اور انکل کے لئیے کافی بنا کر ہمارے آفس میں دی"

جائیے گا،،

یکدم اُس کی جانب مڑتا وہ سنجیدگی سے بولا تھا،،اُس کی بات پر منال اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی ہی تھی کہ اپنا توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے زمین پر گرنے ہی والی تھی کہ شاہ زیب نے تیزی سے اُس کی حالت دیکھ کر اُسے تھاما تھا،،

منال منال،، ہوش کریں،،"

اُس کے چہرے پر ہاتھ مارتے وہ پریشانی سے بولا تھا،، جبکہ آریان کا دل نا جانے کیوں ایک انجانی سی تکلیف میں تڑپ اُٹھا تھا،،

یہ ٹھیک تو ہیں،،"

وہ آگے بڑھ کر اُس کی پیشانی چھوتے اپنے لہجے کی پریشانی بمشکل چھپاتے ہوئے بولے تھے،، وہ اپنے ہوش حواس میں نہ ہوتے ہوئے بھی ایک پُر شفقت ہاتھ اپنی پیشانی پر محسوس کر سکتی تھی،، اُس کا دل چاہا تھا کہ نفرت سے اُس ہاتھ کو جھٹک دے،،، لیکن اُس کا وجود یہ کرنے سے انکاری تھی،، شاہ زیب نے اُس کے بے ہوش وجود کو اپنے مضبوط بازؤں میں بھرتا ہوا باہر کی جانب بھاگا تھا،، نا جانے کیوں اس چھوٹی سی لڑکی کی تکلیف اُسے بے چین کر رہی تھی،، یہاں ایک اور شخص بھی تھا،، جو بے حد بے چین تھا،، اور وہ تھا آریان ملک،، جو ساتھ بھاگے تھے،، شاہ زیب کے،، کسی "انجان لڑکی" کی تکلیف دیکھ کر،، اُسے گاڑی کے اندر بٹھاتے شاہ زیب نے کار تیز رفتار سے ڈرائیو کرتے ہوئی بھگا دی تھی،، جبکہ آریان ملک کی گاڑی اُس کے پیچھے ہی تھی،، جہاں وہ ڈرائیور کو تیز ڈرائیو کرنے کا کہہ رہے تھے،، بے چینی حد سوا تھی،،

****

بھائی یہ ٹماٹر دے دیں،،"

آج پھر انابیہ کی قسمت پھوٹی تھی،، جو اُسے سبزی لینے جانا پڑا تھا،، لیکن آج وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر سبزیاں دیکھ رہی تھی تاکہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی بیوقوف نہ بن جائے،،

جی باجی،،"

ایک منٹ یہ باجی کس کو بولا تُم باجی تمہارا سارا خاندان باجی،،"

وہ غُصے سے پردے کی اوٹ میں بولی تھی،، جو چادر کی مدد سے اُس نے لیا ہوا تھا،،

باجی پھر ہم آپ کو کیا بولے،،"

پٹھان ریڑھی والا حیرت سے اُس لڑکی کو دیکھ کر بولا تھا،،

میڈم بول دو یا بہن کچھ بھی پر یہ باجی مت بولو مجھے عجیب بُڈھوں والی" فیلنگ آتی ہے،،

وہ جھنجھلاتی ہوئی بولی تھی جیسے،، اُس کی بات پر وہ حیرت سے سر ہلا کر رہ گیا،،

اچھا دو کلو ٹماٹر تول اور یہ تو بتاؤ وہاں ایک ریڑھی لگی تھی وہ کہاں گئی بھلا،،"

وہ جو آج اُس ریڑھی والے سے بھی حساب کرنے کا ارادہ رکھتی تھی وہاں کی جگہ خالی دیکھ کر کچھ تشویش سے اُسے دیکھ کر بولی تھی،، شکل اُسے یاد نہیں تھی کیونکہ اُس نے منہ پر رومال باندھا ہوا تھا،،

"ارے وہ باج،،، میرا مطلب میڈم یہاں جو ریڑھی والا تھا نہ وہ ریڑھی نہیں تھا اصلی،،

ٹماٹر تولتے وہ ہاتھ نچا نچا کر انابیہ کو حیران کر گیا تھا،،

کیا مطلب کوئی دہشتگرد تھا کیا وہ،،"

وہ اپنا حلق تر کرتی ہوئی بولی تھی،،

"ارے نہیں نہیں باجی،، میرا مطلب میڈم وہ اپنے شہر کے ڈی ایس پی صاحب کا بیٹا احمد فیضان خان تھا،،

اُس کی بات ہرانابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں،،

ہیں؟؟ وہ غریب ہو کر سبزیاں بیچنا شروع ہو گیا تھا کیا،،"

اُس نے تجسس سے استفسار کیا،،

"ارے نہیں میڈم وہ تو یہاں نظر رکھنے آیا تھا جاسوسی کرنے ہم سب کی پھر ہمیں جرمانہ کیا مہنگی سبزیاں بیچنے پر،،

آخر میں وہ مایوس لہجے میں بولا تھا،، انابیہ نے اُسے گھورا تھا،،

اچھا ہوا تمہارے ساتھ یہ لو سو روپے اور بھلا ہو اُس انسپکٹر کے بیٹے کا جو "
غریب عوام کا خیال کر رہا ہے،،

اُس کے ہاتھ سے شاپر لیتی سو روپیہ تھماتی منہ بنا کر بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی،، جبکہ پیچھے وہ جو پہلے ایک کلو ستر میں بیچتا تھا آج دو کلو ٹماٹر دیتے ہوئے سو روپے کے نوٹ کو گہری سانس خارج کر کے گھور کر رہ گیا تھا،،

******

سر ہمارے انفارمیشن کے مطابق سرینہ ملک کی بیٹی ہی ہے وہ جو اس کے "
"سارے دھندے میں اس کا ساتھ دیتی ہے

وہ ایس کی خطرناک گھوری کے باعث تھوک نگل کر بولا تھا،،

"تُم نے تو کہا تھا اُس کی دو بیٹیاں ہیں،،"

اُس کا لہجہ سخت ہوا،،

جی سر لیکن ہمیں کل ہی ان کی سی سی ٹی وی فوٹیجز ملی ہیں جہاں یہی ہری" آنکھوں والی لڑکی صاف طور پر دیکھی جا سکتی ہے،،

اُس نے لیپ ٹاپ پر ایک کلپ پلے کیا تھا،،ایس کے نے غور سے اُس کا کلپ کا ملاخظہ کیا،، جہاں وہ گرین آئیز والی لڑکی ہی تھی جو دھر ادھر بے خطر فائرنگ کر رہی تھی اور کتنے ہی جوان شہید کر رہی تھی،، لیکن اُس کے

چہرے پر نقاب تھا،، جبکہ محض ہری آنکھیں ہی واضح تھیں،، اُس کا ذہن سہی معنوں میں اُلجھا تھا،، آخر کیا تھی اس بات کی حقیقت،،

اور ثبوت ہیں تمہارے پاس،، "

وہ غور سے اُس فوٹیج کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ نقاب پوش لڑکی ایک پروفیشنل کلر کی طرح بندوں کا صفایا کر رہی تھی،،

جی نہیں سر،، "

اُس نے سر جھکا کر جواب دیا،، شاہ ویز نے وہ کلپ سٹاپ کر کے غور سے دیکھی،، اُسے کہیں سے بھی یہ لڑکی مناہل نہیں لگ رہی تھی،،

ہیلو کون،،،"

فون کے چنگھارنے پر اُس نے سنجید گی سے اُسے کان سے لگا کر مقابل کی کال رسیو کی تھی،،

ارے شاہ ویز صاحب آپ نے ہمیں نہیں پہچانا،، "

مُقابل کی آواز پہچان کر اُس کی پیشانی پر ان گنت شکنیں نمودار ہوئی تھیں،، کیونکہ وہ اور کوئی نہیں سرینہ ملک ہی تھی،، جس نے بزنس کی دُنیا میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہوئی تھی لیکن شاہ ویز اُس کی اصلیت سے واقف تھا،، جبکہ سرینہ ملک ابھی اُس کی شخصیت کا راز نہیں جانتی تھی،، تبھی شاہ ویز کسی بھی طرح اُس کے خلاف ثبوت اکھٹا کر رہا تھا،،تاکہ اُس فساد کی جڑ

کو ختم کر دے،، جس کے نتیجے میں اُس نے مناہل کو بھی اغوا کیا تھا،، لیکن اُس کا اطمینان بھرا لہجہ اُسے کھٹکنے پر مجبور کر رہا تھا،،

جی پہچان لیا کوئی کام تھا،،"

اُس کا کھردار لہجہ سُن کر سرینہ ملک نے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا،،اُسے کسی بھی طرح اُس سے وہ ڈیل چاہیئے تھی جو اُس نے آریان ملک سے فائنل کی تھی،،وہ کسی بھی طرح اُسے نقصان پہنچانا چاہتی تھی،،

جی ہاں شاہ ویز صاحب آپ نے پچھلے ہی دنوں جو ڈیل فائنل کی تھی میں" چاہتی ہوں آپ اُسے کینسل کر کے ہمارے ساتھ معادہ کریں ہم آپ کو بہت سے فائدے دیں گے یقیناً آپ خوش ہو جائیں گے،،

اُس نے خوشامدانہ انداز میں اپنی بات کی تھی،،دوسری جانب شاہ ویز کی بے زاری سوا نیزے پر تھی،،یکدم کسی کے کمرے کے اندر داخل ہونے پر اُس نے تیزی سے فون بند کر کے پیچھے کی جانب رُخ کیا تھا،، گرین آنکھوں میں سُرخ ڈورے لیئے وہ لڑکی مناہل تھی،،دوسری جانب سرینہ ملک اس کی حرکت پر کڑھ کر رہ گئ تھی،،

تُم یہاں کیا کر رہی ہو،،"

اُس نے حیرت بھرے انداز میں کہا تھا،،

"وہ مجھے نیند آ رہی ہے لیکن نہیں آ رہی مطلب میں سونا تو چاہتی ہوں لیکن مجھے عادت ہے میں اپنی بہن سے لوری سُنے بغیر نہیں سوتی چاہے وہ دو تین لائنز کی ہی کیوں نہ ہو،،

بار بار اپنی آنکھیں چھپک کر بے چارگی سے یہ بات کہتی وہ شاہ ویز کو صدمے میں دھکیل گئی تھی،، یہ لڑکی کیسے کسی بلیک گینگ کی ممبر ہو سکتی ہے جو رات میں لوری سُن کر سوتی ہو،، اُس کا دماغ گھوم کر رہا گیا تھا،،

تُم یہاں پہنچی کیسے گارڈز کہاں گئے،، "

یکدم یہ سوال اُس کے دماغ میں تیزی سے کوندا تھا،، جبکہ منال نے چونک کر بمشکل اپنی آنکھیں کھلی رکھتے ہوئے اُس کی یہ بات سُنی تھی،،

اووا چھا وہہہ وہ تو میں نے موزے سے بے ہوش کر دیئے،، "

اُس نے فخریہ انداز میں اپنا کارنامہ بتایا تھا،،

"واٹ ! ! ،،

وہ حیرت سے بڑبڑایا تھا،،

"موزے سے بے ہوش وہ کیسے،،"

مناہل نے بمشکل اُس کی بڑبڑاہٹ سُنی تھی،،

"اوہو کیا یار آپ اتنے برے گنڈے ٹائپ انسان ہونے کے باوجود اتنی مُفید ٹَرک سے ناواقف ہیں افسوس ہے آپ کی عقل پر،،

اُس نے سر دائیں بائیں ہلا کر جیسے افسوس کیا تھا،،اُس کی بات پر شاہ ویز کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی تھیں،،

سُنو لڑکی،،"

مناہل نام ہے میرا،،"

وہ اُس کی بات کاٹ کر بے زاری سے بولی تھی،،

جو بھی ہو مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں تمہاری بھلائی اسی میں ہے دوبارہ" کمرے میں چلی جاؤ یہاں تمہیں قید میں رکھا ہوا ہے ہوٹل میں نہیں جو تمہیں لوڑیاں سُناتے پھریں ہم،،

وہ سخت لہجے میں اُس چھوٹی سی لڑکی کی چھوٹی عقل میں بات ڈالتے ہوئے بولا تھا،،

اچھا مجھے تو جیسے پتہ ہی نہیں تھا شکریہ بتانے کا،،"

سر دائیں بائیں جھلا کر بے زاری سے بولتی ہوئی وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی جبکہ وہ اُس کی جرات پر گنگ رہ گیا تھا،، کمرے میں ایک اور شخص بھی موجود تھا،، جو منہ نیچے کر کے اپنے سر کی بے عزتی پر ہنسی ضبط کر رہا تھا،،

تُم۔ یہاں کیا کر رہے ہو دفعہ ہو جاؤ تُم بھی،،"

اُس کے تاثرات دیکھا وہ گرج دار لہجے میں بولا تھا،، جبکہ وہ اُس کی دھاڑ پر گدھے سے سر. سے سینگ کی طرح وہاں سے فائب ہوا تھا،، شاہ ویز نے گہری سانس خارج کی تھی،،

مناہل ملک اگر یہ سب اداکاری کر کے تُم خود کو معصوم ثابت کرنا چاہتی ہو " تو تمہارا یہ وار خالی جائے گا کیونکہ میں ہرگز کسی قاتل کی بیٹی پر اعتبار کرنے والا نہیں ہوں وہی بات ثبوت کی تو وہ جلد یا بدیر میرے پاس ہو گے اور تُم لاؤ گی میرے لئیے وہ ثبوت میں تمہیں مجبور کر دوں گا،،

ہاتھ کی مُٹھی بنائے وہ پُر سوچ انداز میں سنجیدہ تاثرات سجائے اُس فوٹیج کی جانب دیکھ رہا تھا،، جبکہ دماغ نے ایک بہت ہی حسین منصوبہ تشکیل دے دیا تھا،، مناہل ملک کو چاروں شانے چت کرنے کا،، ایسا جال جس کے آگے ہیر رانجھا تک نہ ٹک سکے،، ہاں وہ جال تھا محبت کا جال،، لیکن وہ لاپرواہ سا شخص

شاید قسمت کے کھیل اور انصاف سے ناواقف تھا،، ورنہ ہرگز ایسی حماقت کرنے کا نہ سوچتا،،

****

ہیلو،،،"

مُقابل کی کال پر سرینہ ملک نے اپنا حلق تر کر کے ایک سیکنڈ سے پہلے کال اٹینڈ کر کے کان پر لگائی تھی،،

سرینہ ملک مجھے ابھی تک "ایس کے "کی موت کی خبر نہیں سُنائی دی کیا" وجہ ہے،،

اُس کا لہجہ سرد تھا،،

پا۔۔۔پشا پاشاوہ میں کوشش کر رہی ہوں مناہل سے کسی طرح رابطہ ہو جائے لیکن اُس ایس کے نے بہت سخت اسکیورٹی رکھی ہے اور ہم ممکن حد تک یقین بھی کر سکتے کہ مناہل کو اُسی جگہ رکھا گیا ہے شاید وہ مخض ہمارے لئیے جال ہو،،

اُس نے گڑبڑاتے ہوئے ساری سچائی سے اُسے روشناس کیا،، جسے سُن کر پاشا نے اپنی مُٹھی کو سختی سے آپس میں بھینچا تھا جس کے نتیجے میں وہ سُلگتا سگھار اُس کی ہتھیلی کو جلا کر رکھ گیا تھا،، ٹھیک اُسی طرح اُس کا دل سرینہ ملک کو جلانے کا کر رہا تھا،، جواب اُس کے لئیے کسی کام کی نہیں رہی تھی،،

مجھے انتظار نہیں پسند سرینہ ملک اگر تُم یہ کام نہیں کر سکتی تو تُم میرے کسی" کام کی نہیں رہی اور اگر تُم میرے کام کی نہیں رہی تو تمہیں دُنیا کے کاموں کے لئیے بھی نہیں رہنا چاہیے سمجھی،،

ٹھہر ٹھہر کر سرد لہجے میں بولتا ہوا وہ سرینہ ملک کی روح فنا کر گیا تھا،،

پاشا بس مجھے بس دو گھنٹے کی مہلت دے دیں میں کسی بھی طرح مناہل سے" رابطہ کروں گی اور یقین دہانی کے لئیے آپ سے بھی بات کرواں گی تا کہ آپ کو مجھے پر کسی بھی قسم کا شک نہ رہے میں وعدہ کرتی ہو،،

وہ کسی بھی طرح پاشا کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتی تھی تبھی اُس نے دماغ نے نہایت ہوشیاری سے ایک منصوبہ تشکیل دے چُکا تھا،،اُس کی بات سُن کر پاشا نے لب بھینچے کال کاٹ دی تھی،،بغیر کوئی جواب دیئے،،وہ ابھی اُس

منصوبے پر عمل ہی کرنے والی تھی کہ کسی اناؤن نمبر سے آتی ہوئی کال پر چونک کر فون کی جانب دیکھا تھا،،

ہیلو،،،"

اُس نے محتاط انداز میں مقابل کو پہچاننا چاہا تھا،،

ہیلو ماما میں مناہل بات کر رہی ہو،،"

مُقابل کی ہلکی سی آواز تو سرینہ ملک کو صدمے میں دھکیل گئی تھی،،"ایس کے" کے اڈے میں ہوتے ہوئے وہ لڑکی کیسے فون تک پہنچ گئی تھی،،

مناہل بیٹا تُم کہاں چلی گئی تھی میں تمہیں اتنا ڈھونڈا منال تمہیں یاد کر کر" کے گھنٹوں روتی ہے بیٹا کہاں ہو تُم،،

اُس نے روتے ہوئے ہوئے اپنی بات کہی تھی،، اُس منال کا حوالہ لیتے ہوئے جس کی خیر خبر سے بھی وہ ناواقف تھیں،، جبکہ دوسری جانب مناہل جس نے گارڈ کی پوکٹ سے اُسے بے ہوش کرنے کے بعد موبائل نکال لیا تھا اور اس وقت واش روم میں کھڑی کسی طرح سے سرینہ ملک سے رابطہ کرنا چاہتی تھی جلدی سے اُس کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا تھا،، اُس نے اپنی آواز دھیمی رکھی تھی تاکہ اُس نے فرشتوں کو بھی اس چیز کی خبر نہ ہو سکے،، منال کا زکر سُن کر بے اختیار تو آنسو اُس کی آنکھوں سے گالوں پر بہہ نکلے تھے،،

"ماما میں نہیں جانتی یہ کون لوگ ہیں کیوں اغوا کیا ہے انہوں نے مجھے وہ آپ کو اور مجھے کسی بلیک گینگ کا ممبر کہہ رہے ہیں پتہ نہیں کیوں پلیز ماما مجھے یہاں سے نکال دیں مجھے یہاں گھٹن ہو رہی ہے مجھے منال سے ملنا ہے،،

اُس نے تیزی سے اپنی بات کہی تھی،، گرین آئیز میں نمی بھرے وہ تو جیسے اُس آخری اُمید کے سہارے تھی جو اُسے یہاں سے باہر نکال سکتی ہے،، سرینہ ملک نے غور سے اُس کی بات سُنی اور اپنا اگلا پتہ پھینکا تھا،،

"نہیں بیٹا ہم کسی بلیک گینگ کے ممبر نہیں ہیں نا ہی اُن کو جانتے ہیں بیٹا یہ شخص وہی ہے جس نے تمہارے باپ کا قتل کیا تھا اُن سے نفرت میں میں نے اتنے سالوں سے تُم لوگوں سے یہ بات پوشیدہ رکھی اور خود ہی اندر ہی اندر گھلتی رہی لیکن ابھی تک اُس شخص کی نفرت ختم نہیں ہوئی اور اُس نے

مجھے تکلیف دینے کے لئے تمہیں بھی اغوا کر لیا ہے،،، وہ کسی بھی طرح ہمیں برباد کرنا چاہتا ہے مناہل،، وہ شخص تمہارے باپ کا قاتل ہے،،

وہ رفتہ رفتہ اُس کی سماعتوں میں سور پھونک رہی تھی اور مناہل تو پتھر کی مورت بن گئی تھی جیسے،، آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئی تھی جیسے،، اور دل جزبات سے خالی،،

وہ شخص تمہارے باپ کا قاتل ہے،،"

اُس کے ذہن پر کسی ہتھورے کی طرح یہ جملہ لگا تھا،، دماغ جیسے ماؤف ہو رہا تھا،،

اُس،،، اُس نے ایسا،،، کیوں کیا،،، کیا بگاڑا تھا،،، اُس کا،،، ہم نے،،،"

اُس کے لبوں نے سرگوشی کی تھی،،دل پر جیسی کاری ضرب لگی تھی،،ایک آنسو گالوں پر بہہ کر بے مول ہوا تھا،، سرینہ نے ملک نے بمشکل اُس کی سرگوشی سُنی تھی،،

"بیٹا وہ شخص ہماری ساری جائیداد ہتھیانا چاہتا ہے اور اپنی انا کی تسکین کے لئیے تمہیں مجھے ہمارے پورے خاندان کو تباہ کرنا چاہتا ہے مناہل لیکن تُم ہی ہو جو اُسے ایسا کرنے سے روک سکتی ہو،،

"آپ جھوٹ بول رہی ہیں بابا نہیں مرے ویسے بھی کوئی دولت کے لئے کیسے کسی کا بھی قتل کر سکتا ہے بابا زندہ ہیں مجھے یقین ہے،،

یکدم اُس نے سخت لہجے میں کہا تھا،، دوسری جانب سرینہ ملک اُس کی معصومیت پر سر پٹھک کر رہ گئ تھی،، دُنیا میں کیا کچھ نہیں ہوتا تو دولت کے لئیے کسی کا قتل کرنا کون سی بری بات تھی،،

مناہل ہوش کرو تمہارے بابا اس دُنیا میں نہیں رہے تمہیں اُس کا انتقام لینا" ہے،، اپنے بابا، کا،، مناہل وہ تُم سے بہت پیار کرتے تھے،،، سُن رہی ہوں نہ تُم،،،

مناہل کو اپنے دل میں ایک وحشت زدہ خاموشی محسوس ہوئی تھی،، اُس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں اس وقت کسی اور کے قبضے میں تھیں،،

کیا کرنا ہوگا مجھے،،"

اُس کی آنکھوں میں نفرت اور انتقام کا ایک طوفان اُبھرا تھا،، اور دل تو جیسے کسی نے چیر دیا تھا،، وہ شخص جس کی نفرت کے باعث اُس نے اپنے بابا کو کھو دیا،، وہ شخص جس کی انا کے باعث وہ باپ کی شفقت سے محروم رہی،، وہ شخص جس کی وجہ سے اُس کے بابا اُس سے دور رہے وہ ابھی تک زندہ تھا،، خوش تھا،، اور اُس کے خاندان کو مزید برباد کرنے کے منصوبے تشکیل دے رہا تھا،، اُس کے رگ و خون میں ایک قہر ڈھاتی ہوئی لہر گزری تھی،، وہ لہر تھی انتقام،، نفرت،، غم و غُصے کہ لہر،، دوسری جانب سرینہ ملک اپنے منصوبے کے عین مطابق اُسے ساری باتیں بتاتی گئی،، جسے وہ نہایت باریک بینی سے سُنتی گئی تھی،، اور تب مناہل نے اپنی معصومیت کا لبادہ اُتار کر ایک مختلف شخصیت کا لبادہ اوڑھا تھا،، وہ جو شاید آج تک کسی مکھی کو بھی مار نہ سکی اب ایک ایسے شخص کو مارے چلی تھی جو اُس کے بابا کا قاتل تھا،، نا جانے والی تھی اُس کی یہ انجان نفرت "ایس کے" کے کون سا طوفان لانے لئیے،،

****

اسلام علیکم،،وہ مجھے پوچھنا تھا آپ کی طبیعت کیس ہے اب،،، مطلب مجھے" نہیں وہ اصل میں منال پوچھ رہی تھی آپ کی حالت کے بارے میں،،،

جبکہ دوسری جانب مُقابل اُس کی لڑکھڑاتی اور وضاحت دیتی آواز پر مُسکراہٹ دبا کر رہ گیا تھا،،اُسے کہیں بھی سکون نہیں مل رہا تھا،،دماغ پر وہی پیارا سا شخص سوار تھا،،اور جب سے اُس کو گولی لگنے کا معلوم ہوا تھا تب سے آن فاطمہ بولائی بولائی سی گھوم رہی تھی،، تبھی آج ہمت کر کے اُسے کال ملائی تھی،، لیکن پھر بھی وہ اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ اور دھڑکنوں کے شور پر قابو نہ رکھ سکی،،

پہلے تو نہیں تھا میں ٹھیک لیکن آپ کی آواز سُن کر ہو گیا ہوں،،"

مُقابل کا جواب سُن کر موبائل اُس کے ہاتھوں سے چھوٹتے چھوٹے بچا تھا،،اُس نے حیرت سے ایک بار موبائل کو دیکھ کر کان سے لگایا تھا،،

کیوں میری آواز میں کوئی منتر تھا کیا،،"

اُس نے حیرت سے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا تھا،،اُس کی بات پر حیدر کے چہرے پر مُسکراہٹ آئی تھی،،

"منتر تو نہیں لیکن آپ کی آواز میرے لیئے وہ کام کرتی جو یہ ڈاکٹرز اتنی اتنی ڈگریاں لے کر بھی مجھے یعنی ایک مریض کو فراہم نہیں کر سکیں،، جانتی ہیں وہ کیا چیز ہے،،

یکدم اُس نے اُس سے سوال کیا تھا،، آن فاطمہ جو دم سادھے اُس کی باتوں کے سحر میں مبتلا تھی،، یکدم اُس کے سوال پوچھنے پر بوکھلائی تھی،،

مجھے کیا معلوم،،"

اُس نے لب کاٹتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا تھا،، گال نا محسوس انداز میں دہک اُٹھے تھے،،

سکون،،"

اُس نے دھیرے سے آنکھیں بند کر کے گھمبیر لہجے میں کہا تھا،، دوسری جانب اُس نے فوراً سے پہلے فون کاٹ کر بیڈ پر اُچھلا تھا،، دوسری جانب حیدر

اُس کے فون کاٹنے پر مُسکراہٹ دبا کر. رہ گیا تھا،، ہاں سچ تھا وہ لڑکی اب اُس کے دل کے بہت قریب ہو گئی تھی،،

ابے تجھے کیا ہوا ہے،،"

سنایا جو اُسے کھانے کے لئیے بُلانے آ رہی تھی اُس کا ٹماٹر کی طرح سُرخ چہرہ دیکھے حیرت سے بولی تھی،،

اوہ،، کچھ نہیں وہ آج گرمی بہت ہے نہ،،"

خود کو ہاتھ سے ہوا دیتی وہ اُسے مُطمئن کرتی ہوئی بولی تھی،، اُس کا سُرخ چہرہ بیڈ پر بے سُدھ پڑا موبائل،، سنایا کی چھٹی حس بُری طرح پھڑ کی تھی،، اُس نے بجلی کی تیزی سے فون اُٹھایا تھا،، اور وہاں لکھا نمبر اُسے غوطہ

حیرت میں مبتلا کر گیا تھا،، آن فاطمہ جو اُس کے یکدم حملہ پر منہ کھولے اُسے دیکھ رہی تھی اُس کی حیرت زدہ شکل دیکھ کر اُس نے چپکے سے وہاں سے کھسکنا چاہا لیکن سنایا کی چیل جیسی نظریں اُس بھاگنے کا ارادہ کرتے ہوئے دیکھ چُکی تھیں،،

کمینی عورت یہ توحید ر کا نمبر ہے اُس سے بات کر کے تیرا منہ تربوز جیسا بنا ہوا ہے نہ،،

ارے نہیں یار سنایا تیری قسم ایسی ویسی کوئی بات نہیں ہے میں نے تو بس" خیریت پوچھنے کے لئیے فون کیا تھا،،

اُس نے گڑ بڑاتے ہوئے قدم پیچھے کی جانب لینے شروع کئے تھے اُس کی خطرناک گھوریوں کو دیکھتے ہوئے،،

جھوٹی عورت میرے پاس ثبوت ہیں بلکہ تو رُک جا ایک منٹ ٹھہر زرا،،"

غُصے سے اُس کی جانب بڑھتی ہوئی وہ ایک پل کو رُکی اور آنکھ جھپکتے ہوئے دوبارہ اُسی نمبر پر کال ملا ڈالی،، آن فاطمہ اُنگلیاں اپنے منہ میں دبا کر رہ گئی تھی،،

خیریت کتنی بار میرا حال پوچھیں گی آپ اگر زیادہ فکر مند تو یہاں آجائیں" میں احمد کو بھیج دیتا ہوں آپ کو لینے،،

اُس کی کال دوبارہ دیکھ وہ تھوڑا حیرت زدہ ہو کر سنجیدگی سے بولا تھا،، لیکن آنکھیں مُسکرا رہی تھیں،، جہاں آن فاطمہ کے ہاتھ پاؤں پھولے وہیں سنایا کا غُصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا،، اُس نے کال کٹ کی اور سنجیدگی سے اُس کی

جانب پلٹی،، آن فاطمہ چوری نظروں سے اُسے دیکھتی ہوئی سر جھکا کر رہ گئی تھی،، کسی مجرم کی طرح،، لیکن جیسے ہی سنایا نے اپنا ہاتھ جوتے کی طرف بڑھایا اُس نے دھک سے اُسے دیکھتے ہوئے سرپٹ وہاں سے دوڑ لگا دی پیچھے دیکھے بغیر،،

آن کی بچی رُک جا تو تیری ہمت کیسے ہوئے مجھ سے پہلے چکر چلانے کی،،"

اُس کے پیچھے بھاگتی ہوئی وہ گرج دار لہجے میں بول رہی تھی،، جیسے ہی آن نے مین گیٹ کھولا اور یکدم مُقابل کو دیکھ کر سائیڈ ہوئی وہیں سنایا اندھا دھند بھاگتی ہوئی اپنی رفتار پر قابو نہ رکھ سکتے ہوئے اُس سے ٹکرائی تھی،، جبکہ وہ شخص بھی اس سچوئشن پر دم بخود رہ گیا تھا،، اُس نے بمشکل اُس لڑکی کو گرے سے بچاتے ہوئیے سہارا دیا تھا،،

جیسجو،،"

آن زیرِ لب بے اختیاری میں بولی تھی،، سنایا پٹ سے اُس سے پیچھے ہوئی تھی،، دل چاہا تھا کہ آن کی گردن مڑور دے،، جس نے ایک انجان شخص کے سامنے شرمندہ کروا کر رکھ دیا تھا اُسے،، جیسے اُس نے نظریں اُٹھا کر مُقابل کو دیکھا اُس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق اُبھری تھی،، جبکہ مُقابل کی کیفیت بھی اُس کے جیسے ہی تھی،، یہ تو وہی بدتمیز لڑکی تھی جو اُس دن بیچ راستے میں اُس سے کرائے کے معاملے میں بحث کر رہی تھی،، جبکہ سنایا کو بھی وہ شخص یاد آ گیا تھا،، نامحسوس انداز میں اُسے شرمندگی سی محسوس ہوئی تھی دل میں،،

اسلام علیکم جی جیج،، آپی مین بھائی آپ کو کوئی کام تھا،،"

اُن دونوں کو یوں ساکت دیکھ کر آن نے بولنے میں پہل کی تھی،،اُس کی بات پر اُس شخص نے سنا یا پر سے اپنی نظریں پھیر کر آن کی جانب دیکھا تھا،،

جی آپ نے باہر بورڈ لگایا ہے ایک روم رینٹ پر دینے کے لئیے تو اُسی سلسلے" میں آیا ہوں میں،،

اُس نے احترام سے اپنی بات کہی تھی،،اُس کی بات پر آن فاطمہ نے چونک کر سر اثبات میں ہلایا تھا،، گزشتہ دنوں ہی اُنہوں نے اپنا اوپر والا پورشن کرائے پر دینے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ وہ کسی بھی طرح منال کی جاب چھڑوا سکیں،،

"آپ اندر آئیں باقی کے معاملات اندر طے کرتے ہیں،،

اُسے اندر آنے کا راستہ دیتی وہ مُسکراہٹ دبائے بولی تھی،، جبکہ وہ شخص سنایا کو نظرانداز کرے آن کی پیروی کرتے اُس کے پیچھے بڑھ گیا تھا،،

ہنہہ اٹیٹیوڈ کس کو دیکھا رہا یہ مانا کہ غلطی ہو گی مجھ سے اس کا مطلب یہ" نہیں کہ بلاوجہ کے نکھرے دیکھوں میں بھاڑ میں جائے میری بلا سے،،

اُس کی بے رُخی دیکھتی وہ دل ہی دل میں کڑھتی ہوئی اُسے بھاڑ میں بھیج کر کچن میں چلی گئ تھی تاکہ چائے وغیرہ کا انتظام کر سکے،،

****

عیشال جو اکیلی ہی ویران سڑک پر چلتی ہوئی گھر کی جانب جا رہی تھی سامنے کا منظر دیکھ کر چونکی تھی،، آج چونکہ اُسے بس نہیں ملی تھی ڈرائیورز کی ہرتال

کے باعث تواُسے مجبوراً پیدل ہی سفر طے کرنا پڑا لیکن سامنے والا منظر دیکھ کر بے اختیار ہی اُس نے اپنے حجاب کی پن ٹھیک کی تھی،، جبکہ چادر کو مضبوطی سے خود کے گرد لپیٹے وہ اُن لڑکوں سے انجان بنتی وہاں سے جانے ہی والی تھی کہ ایک نوجوان اُس کے سامنے جا کھڑا ہوا،، عیشال نے حیرت بھری نظروں سے اُس بد تمیز کو دیکھا تھا،،

ارے آپ کہاں چلی ہم کب سے آپ کا ہی تو انتظار کر رہے تھے،،"

عیشال نے گھبراتے ہوئے اُس کے منہ لگے بغیر اپنا راستہ بدلنا چاہا تھا لیکن اُس شخص کا دوسرا دوست اُس کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا،،

دیکھو میرا کوئی ارادہ نہیں ہے تُم میں سے کسی کے بھی منہ لگنے کا شرافت" اِسی میں ہے کہ میرا راستہ چھوڑ واس سے پہلے کہ میں تمہاری دھلائی کر دوں،،

اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نڈر ہو کر بولی تھی،، وہ الگ بات ہے کہ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا،، لاکھ وہ بہنیں بہادر تھیں،، لیکن تھی تو لڑکیاں ہی نہ،، جنہیں اپنی عزت اپنی جان سے عزیز ہوتی ہے،،

ہم تو ڈر گئے،،"

اُس کی بات پر اُن چاروں کا قہقہ گونجا تھا،، عیشال نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا تھا،، کہ وہ کسی کو مدد کے لیئے پکار سکے لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا،، جیسے ہی اُس نے اُس کی کلائی پکڑنے کے لیئے ہاتھ آگے بڑھایا،،

چٹاخ،،"

اُس نے بغیر سوچے سمجھے ایک زوردار تھپڑ اُس کے منہ پر دے مارا تھا،،

تمہاری ہمت کیسے ہوئی،،"

جیسے اُس نے اُس پر دوبارہ ہاتھ اُٹھانا چاہا عیشال نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ کر دونوں ہاتھ ڈر کر سامنے کر دیئے،،اُس نے کچھ بھی محسوس نہ ہونے پر حیرت سے آنکھیں کھولیں جہاں ایک نوجوان اُس شخص کا ہاتھ تھام چُکا تھا، جبکہ اُس کے چہرے پر کرختگی چھائی ہوئی تھی،،

آپ پیچھے چلی جائیں،،"

اُس نے سنجیدگی سے اُس کی جانب دیکھے بغیر اُس لڑکے کا ہاتھ تھامے ہوئے کہا تھا،،اُس کی بات پر عیشال نم آنکھوں سے اُسے دیکھتے ہوئے اُس کی بائیک کے پاس جا کر کھڑی ہو گئ تھی،،

"اے تُمہاری بھلائی اسی میں کے کہ ہیرو بننے کے بجائے یہاں سے چلتے بنو ورنہ تمہاری ہڈیاں توڑ دیں گے ہم،،

وہ بدتمیز لڑکا اُسے دھمکی دیتا ہوا بولا تھا،،

"میری ہڈیاں توڑنے والے ابھی تک اس دُنیا میں پیدا نہیں ہوئے ہیں،،"

سنجیدگی سے بولتے ہوئے اُس نے اُس کا ہاتھ مڑور کر اس قدر سختی سے جھٹکا تھا کہ اُس شخص کی فلک شگاف چیخ آسمان کو دہلا کر رکھ گئ تھی،، جیسے کوئی ہڈی ٹوٹ گئ ہو،، اپنے دوست کی حالت دیکھ کر اُن تینوں نے بھی اُس پر حملہ کرنا چاہا جس پر کمام مہارت سے اُس۔ نے اُن سب کو بغیر سرف ایکسل کے دھو ڈالا تھا،، جبکہ عیشال گھبراہٹ سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر رہ گئ تھی،، اُس کے ساتھ ہی وہاں ایک گاڑی آ کر رُکی جہاں سے ایک سُنہری آنکھوں والی لڑکی اور پولیس وردی میں ملبوس ایک نوجوان اُترا تھا،، جس میں وہ پولیس کی وردی میں ملبوس نوجوان تیزی سے آگے بڑھا اور اُن سب کو آپس میں چھڑوایا تھا،،

آپ ٹھیک ہیں،،"

بریرہ نے نرمی سے اُس سہمی ہوئی لڑکی سے پوچھا تھا،، جو آج ہی واپس لوٹے تھے،، وہ منال اور مناہل کو ملنے کے لئے کافی پُرجوش تھی تاکہ اُن کو بتا سکے اُسے اُس کے حصے کی پڑاپرٹی واپس مل گئی ہے،، اور وہ اب لاہور میں ہی ایک اپارٹمنٹ خرید کر وہ اُن کے ساتھ اُن کے شہر میں رہے گی،، اور یہ سب کچھ جس کی بدولت ممکن ہوا تھا اُس کا شکریہ وہ پہلے ہی ادا کر چکی تھی،، لیکن راستے میں یہ لڑائی دیکھ کر اُنہیں رُکنا پڑا تھا،،

"جی میں ٹھیک ہوں اب،،"

اپنی پیشانی پر سے ننھے ننھے قطرے پونچھتے ہوئے بولی تھی،، ضامن اُن کی لڑائی چھڑوا چُکا تھا،، لیکن جیسے ہی اُسے معلوم ہوا کہ وہ چار لڑکے اُس لڑکی کو چھیڑ رہے تھے اُس نے اُس نوجوان کے ساتھ دوبارہ اُن کی دھلائی شروع کر دی تھی،، جبکہ وہ لوگ اب پولیس والے کے سامنے بلکل بے بس ہوئے

پڑے مار کھا رہے تھے،،عیشال نے غور سے اُس نوجوان کو دیکھا تھا یہ وہی تھا جو اُس دن اُن چچا کی گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا جس کی مدد کی تھی اُنہوں نے ایک بد تمیز لڑکی کی بد تمیزی روکنے کے لئے،،

آپ نے بہت اچھا کام کیا ان کو ان کی اوقات یاد دلا کر یقیناً جہاں ہم قانون کو نافذ کرنے والے لوگ موجود نہ ہوں وہاں آپ جیسے لوگ ہی مدد کرتے ہیں،،

اُن سب کو وہیں باندھے پولیس وین کو کال ملائے ضامن نے سنجیدگی سے اُس نوجوان کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تھا،،

جی بلکل یہ میرا فرض تھا ویسے بھی ان جیسوں کو بہت بار ان کی اوقات یاد دلا چکا ہوں آج انہیں مُصیبت میں دیکھا تو ان کی مدد کرنے آگیا،،

وہ نوجوان دھیمی مُسکراہٹ کے ساتھ ایک نظر اُس حجاب میں ملبوس لڑکی پر ڈال کر بولا تھا،، جو لب بھینچے اُسی کا جانب آنکھیں جھپک جھپک کر دیکھ رہی تھی،،

"آپ کا بہت شکریہ مدد کرنے کا اب آپ جا سکتے ہیں یہ اب ہماری زمہ داری ہیں،،

ایک بار پھر اُس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ضامن سنجیدگی سے بولا تھا،، تو وہ ایک نظر دوبارہ اُس لڑکی کا جانب ڈالے اپنی ہیوی بائیک اسٹارٹ کرتا ہوا وہاں سے جا چُکا تھا،، جبکہ عیشال کی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا،،

"علی،،

مزید دماغ پر زور دینے سے اُسے اُس شخص کا نام بھی یاد آ گیا تھا جو مناہل نے اُس کی فائل دیکھ کر بولا تھا،،

آئیں آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دیتے ہیں،،"

بریرہ اُسے اپنے ساتھ گاڑی میں لے گئ تھی،، کیونکہ پولیس وین وہاں آ گئ تھی اور اُن لڑکوں کو اندر ڈال کر لے کر جا رہی تھی،، جبکہ ضامن اُن کو ہدایات دیتا ہوا گاڑی کے اندر بیٹھ کر اُس سے ایڈریس پوچھتے ہوئے اسٹارٹ کر چُکا تھا،،

*****

"ڈاکٹر کیا وہ ٹھیک ہے"

ڈاکٹر نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا جو ایک ساتھ ایک ہی وقت پر ایک ہی جیسی بے چینی آنکھوں میں بھرے بولے تھے،، وہ دونوں بھی یکدم ساتھ بولنے پر حجل سے ہو کر رہ گئے تھے،،

جی وہ ٹھیک ہیں زیادہ سٹریس لینے کی باعث اُن کی یہ حالت ہوئی ہے" کوشش کریئے گا اُنہیں ہر قسم کی پریشانی یا ڈپریشن سے محفوظ رکھیں غالباً آپ اُن کے بھائی معلوم ہو رہے ہیں،،

منال کی حالت بتاتے ہوئے یکدم وہ شاہ زیب کی جانب اشارہ کر کے بولا تھا،، وہ جو غور سے اُس کی بات سُن رہا تھا اُس کے بھائی کہنے پر اُس کے سر پر لگی تلوؤں پر بجھی تھی،،

ڈاکٹر صاحب آپ سے جتنا پوچھا جائے مہربانی اُتنا ہی جواب دیں کوئی بھائی" وائی نہیں ہوں میں ان کا میری ایک ہی بہن ہے جو میرے گھر پر رہتی ہے،،

اُس کا لہجہ سخت تھا،، جہاں ڈاکٹر اُس کی بات پر بوکھلا یا تھا وہیں آریان صاحب نے اُسے دیکھ کر آبرو اُچکائی تھی،،اُن کے اس طرح دیکھنے پر وہ سر کھجا کر رہ گیا تھا،،

ہم کب تک اُنہیں گھر لے جا سکتے ہیں،،"

اب کہ آریان صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا تھا،،

فلحال تو وہ بے ہوش ہیں جیسے ہی اُن کو ہوش آیے آپ اُنہیں لے جا سکتے " ہیں اور آپ جو بھی ہیں اُن کے آپ میرے ساتھ چلیں اور ہاسپٹل کی کاروائی مکمل کریں،،

آریان کو تفصیل سے آگاہ کر کے وہ شاہ زیب سے مخاطب ہو کر بولا تو وہ سنجید گی سے سر ہلاتا ہوا اُس کے پیچھے چلا گیا تھا،، آریان صاحب کے قدم خود بخود اُس وارڈ کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں وہ اجنبی لڑکی موجود تھی،، اُنہوں نے گلاس سے اندر جھانکا تھا،، بڑی بڑی لائٹ براؤن آنکھوں پر ایک اس وقت پلکوں کا جال تھا،، سُرخ و سفید چہرہ زرد سا معلوم ہو رہا تھا،، لیکن کچھ تھا جو بہت پر اسرار ہے،، وہ بے ہوش وجود نا جانے کیوں خود میں بے حد کشش سموئے ہوئے تھا،، ایسے جیسے کوئی بہت گہرا تعلق ہو،، وہ دروازہ کھول کر اندر کی جانب بڑھا تھا،، اسی دوران اُس کی پلکوں میں ہلکی ہلکی جنبش شروع ہوئی تھی،، دکھتے سر کو تھامتے ہوئے اُسے نے دھیرے سے اپنی

آنکھیں کھول کر اُٹھنا چاہا لیکن سامنے والی شخصیت کو دیکھ کر ایک بار پھر اُس کی رگ رگ میں نفرت اُبھر آئی تھی،، آریان صاحب نے نہایت غور سے تھے،، اُس کے بدلتے تاثرات دیکھے

بیٹا اب کیسی ہیں آپ،،"

اُس نے نرم لہجے میں استفسار کیا تھا،،

"سوری انکل بیٹا کہنے کا حق صرف میرے باپ کو تھا جو کہ میرے بچپن میں ہی انتقال فرما گئے تھے براہِ مہربانی مجھے میرے نام سے بُلائیں آپ،،

اُس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جزبات سے پاک تھا،،اُس کے جواب پر اُس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا، جسے دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی وہ نظریں پھیر کر رہ گئی تھی،،

افسوس ہوا آپ کے بابا کا سُن کر،،"

اُس کا لہجہ اب کہ دھیما تھا،،

لیکن مجھے افسوس نہیں میرے بابا اُن سے بہتر ہیں جو خود اپنی اولاد کو کسی" غیر ضروری چیز سمجھ کر جہاں چاہے پھینک دیتے ہیں اور پھر وہ صرف اللہ کے کرم سے بچ جائیں تو ٹھیک ورنہ جانوروں کی خوراک بننے میں کافی مُفید ہیں،،

اُس کا لہجہ کافی تلخ تھا،،اُس کی باتیں آریان کے دل پر ضرب کی طرح لگ رہی تھیں،،ناجانے کیوں،،

اللہ پر بھروسہ رکھیں آپ اور لوگ اتنے بُرے نہیں ہوتے جتنا ہم سمجھتے "ہیں،،

"بلکل وہ ہماری سوچ سے زیادہ بُرے ہوتے ہیں"

اُس نے سر جھٹک کر سنجیدگی سے زمین کی جانب نظریں کر کے کہا تھا،،وہ اُس شخص کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی جو اُس کا باپ تھا،،اُس کی حالت بے حد عجیب تر ہوتی جارہی تھی،،اُسے گھٹن ہورہی تھی اس بند کمرے سے،،آریان صاحب اُس کی بات پر لب بھینچ کر گئے تھے،،

آریان انکل آپ یہاں ہیں میں کب سے آپ کو تلاش کر رہا ہوں،،"

یکدم ایک نئے نفوس کی آواز نے ماحول میں چھایا ہوا سکوت توڑا تھا،، منال نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا،، وہ شاہ ویز خانزادہ تھا،، جو آریان سے مختصر سی بات کرتے ہوئے اُس کی جانب مڑا تھا،، اُس کی آنکھوں میں چھائی فکر اور پریشانی دیکھ کر وہ کچھ لمحوں کو ٹھٹھکی تھی،،

منال کیسی ہیں آپ اب،،"

اُس کے لہجے میں بے چینی واضح تھی،، آریان صاحب اس وقت ایک خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے تھے،، اُن کا دل نا محسوس انداز میں اُس چھوٹی سی لڑکی کی تلخ باتوں اور اُس کی باتوں میں چھپی تلخ حقیقت پر نا جانے

کیوں فکر مند ہو گیا تھا،، وہ لڑکی اُنہیں بہت شناسا اور بہت اپنی اپنی سی معلوم ہوئی تھی،،

"ٹھیک ہوں میں،، "

وہ اکھڑ لہجے میں بولتی ہوئی کھڑے ہونے کی کوشش کرنے لگی جس کے نتیجے میں سر میں یکدم اُٹھنے والی ٹیس پر چکرا کر گرتی کہ شاہ ویز اور آریان صاحب یکدم آگے بڑھے تھے،، اُس کا ایک ہاتھ شاہ ویز کے ہاتھ پر تھا اور دوسرا آریان صاحب نے پکڑا تھا،، منال نے حیرت سے دونوں کو دیکھتے ہوئے بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے اپنے ہاتھ کھینچے تھے،، جبکہ وہ دونوں اپنی بے اختیاری پر سر کھجا کر رہ گئے تھے،،

" میں گھر جانا چاہوں گی اب آپ لوگ اپنی اپنی منزلوں پر جا سکتے ہیں

اب،،

وہ اس وقت اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ آفس جا کر اُن فائلز میں اپنا سر کھپا

سکے،،

" میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں منال آپ کا یوں اکیلے جانا مُناسب نہیں ہے،،

اب کی بار منال نے ٹھٹھک کر اُس کی جانب دیکھا تھا جس کا لہجہ تحکم اور

سنجیدہ تھا،،

میرے لئیے کیا مناسب ہے کیا نہیں میں اچھی طرح سے سمجھتی ہوں مسٹر" شاہ زیب آپ اپنے کام سے کام رکھیں تو بہتر ہیں باس ہیں باس ہی رہیں یہی آپ کے لئیے بہتر ہے،،

ایک ہی جُملے میں وہ بہت کچھ باور کرواتی ہوئی اپنا بیگ پکڑے وہاں سے چلی گئی تھی،، جبکہ اُس کی بات پر شاہ ویز لب بھینچ کر رہ گیا تھا،، نا جانے ایسی کون سی حقیقت تھی جس نے اس معصوم لڑکی کو اتنا تلخ بنا دیا تھا،، وہ دونوں خاموشی سے وہاں سے چلے گئے تھے،، اپنی اپنی سوچوں اور الجھنوں میں پھنسے ہوئے،،

****

تُم یہ بات مجھے پہلے نہیں بتا سکتی تھی،،"

اُس نے بے یقین نظروں سے نینا کو دیکھا تھا،، جو اتنی بڑی حقیقت سے پردہ اُٹھا چکی تھی،، آج بہت ہمت جٹا کر آخر نینا کو احساس ہوا تھا کہ سچ وہ نہیں جو وہ سمجھ رہی ہے عریش کی باتیں اُس کے دماغ میں گردش کرتی رہی تھی اور بالاخر اُس کے دل نے اُس کے حق میں فیصلہ سُنا دیا تھا،، لیکن اُس دن کے بعد عریش کی طرف سے اُسے کوئی پیغام یا کوئی اشارہ نہیں ملا تھا،، جس کی وجہ سے وہ بے حد بے چین تھی،، اور دونوں کی بے چینی کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُس نے رو رو کر اپنے دل کا سارا حال ہانیہ کے سامنے بیان کر دیا،، جو اُس کی باتیں سُن کر سکتے کی سی حالت میں تھی،، اتنا کچھ ہو گیا تھا اور یہ لڑکی اپنے دل میں اتنے راز دبائے بیٹھی تھی،،

مطلب نکاح بھی ہو گیا تمہارا اور میں نے اتنا کچھ سوچا تھا بھنگڑے ڈالوں گی" اور بریانی رائیتہ فروٹ سیلڈ گاجر کا حلوہ اتنا کچھ ہو گیا تمہاری شادی پر سارے

اپنے کھانے پینے کے ارمان پورے کروں گی لیکن تُم نے تو میرے ارمانوں کا قتل کر دیا،،

روہانسی لہجے میں بولا گیا اُس کا دُکھ اسُن کر سوں سوں کرتی نینا نے نیلی آنکھوں میں حیرت بھرے اُس دُنیا کے آٹھویں عجوبے کو دیکھا تھا،،

کمینی میری مرضی سے کون سا ہوا ہے نکاح میرے خود اتنے ارمان تھے" شادی پر ڈانس کروں گی یہ کروں گی وہ کروں گی،،

ٹشو سے ناک پونچھتے اُس نے معصومیت سے کہا تھا،،

اتنی تو معصوم رہتی نہیں قبول ہے قبول ہے تو جیسے میں بول کر آئی ہوں" نہ،،

دونوں ہاتھ کمر پر باندھے وہ غُصے بھرے لہجے میں بولی تھی،،

اب تو مجھے کوسنا بند کر اور یہ بتا اب کس دیوار میں جا کر اپنا سر ماروں،،"

دونوں دانت پیستے ہوئے نینا نے بے بسی سے کہا تھا،،ہانیہ نے گہری سانس خارج کی،،اُسے تو نکاح والی بات ابھی تک ہضم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی،،

"یار سُن سب سے پہلے بہت بڑی اُلو کی پٹھی ہے تو جو ایک بات پر یقین کر کے تو اپنی طرح سے ساری حقیقت اخذ کر لی اگر میں تیری جگہ ہوتی جو کہ اللہ نہ کرے کہ کبھی ہوں ویسے اگر ہوتی بھی تو مزہ آجاتا کیسا فلمی سین ہوتا ہانیہ ولد آریان ملک آپ کا نکاں جمز،،،

یکدم اُس کی زبان کو بریک لگی،، نینا جو بےزاری سے اُس کی بونگیاں سُن رہی تھی اُس کی آخری بات اور آخری لفظ پر حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھتی کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی،، جبکہ ہانیہ اپنی بےاختیاری پر خفت سے سُرخ ہو کر رہ گئی تھی،،

اہمم اہمم بہت جلدی ہو رہی ہے دُلہنیا بننے کی بھائی کی،، "

اُس کی شرارتی لہجہ میں کہی گئی بات سُن کر وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی،،

میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تیری سوچ ہی اتنی لو ہے ابھی میں نے ایم ڈی کیٹ " کی تیاری کرنی پھر ایم بی بی ایس کرنا ڈاکٹر بن کر ماما بابا کا نام روشن کرنا پھر

اپنے دُشمنوں کو اُن کی سرنگوں سے نکال کر باریک باریک ادرک کی طرح کٹ دینا پھر سوچوں گی شادی کا فلحال میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں،،

اُس کا پڑھایا گیا بسق جیسے اُس کے دل و دماغ پر نقش ہو کر رہ گیا تھا،،

یہ سب تُم سے بھائی نے کہا ہے نہ،،"

نینا کا لہجہ پر یقین تھا کیونکہ وہ جانتی تھی ایسے غظیم خیالات ہانیہ کے دماغ میں نہیں آسکتے،،اُس کی بات پر ہانیہ نے معصوم شکل بنا کر سر ہلایا تھا،،نینا اُس کی بات نفی میں سر ہلا کر رہ گئی تھی،،

بیسٹ اوف لک فرا گر حمزہ بھائی کے دل میں جگہ بنانی ہے تو بیٹا یہ سب تو" کرنا ہی ہو گا تجھے،،

دونوں ہاتھ جھاڑتے اُس نے بے نیازی سے کہا تھا،،

"میرا چھوڑ تو مجھے جیجو کا نمبر دے تیرا مسلہ سیدھے طریقے سے حل کروں اور اپنا مسلہ بھی بیان کروں،،

"تیرا کون سا مسلہ،،"

اُس کی بات پر نروس ہوتی وہ چونک کر بولی تھی،،

"وہ تو میں جیجو کو ہی بتاؤں گی،،"

اُس کے ہاتھ سے فون لیتی وہ کال ملا چکی تھی،، نینا کی دھڑکنیں اُس موبائل کی ٹوئن کے ساتھ تیز ہوتی جا رہی تھیں،،

****

اس کا چہرہ غصے سے لال تھا جب کہ آنکھیں شعلہ آگ لگ رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ چھوٹی سی لڑکی اُسے چکمہ دے گی جبکہ اس کے سامنے اس کے گارڈز ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے سامنے ہی ایک گارڈ زمین پر خون میں لت پت پڑا تھا رات تک تو سب کچھ ٹھیک تھا لیکن صبح ہوتے ہی وہاں ایک

قیامت کا کا سا منظر تھا اس کے ایک گارڈ کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا تھا جب کہ قاتل اپنی جگہ سے غائب تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھے تا کہ وہ قاتل کوئی اور ہی نہیں وہی لڑکی ہے جسے وہ رات تک بہت معصوم سمجھنے لگا تھا اس کی دلی کیفیات بدل رہی تھی لیکن صبح ہوتے ہی اس کے سارے احساس

زمین بوس ہو گئے تھے اس واقعے کی سی سی ٹی وی فوٹیج بھی اپنی جگہ سے غائب تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ لڑکی اس قدر چالاک ہو سکتی ہے اُس نے اپنی پیشانی مسلی تھی،،اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اکیلی لڑکی کیسے تن تنہا ایک قتل کر کے فرار ہو سکتی ہے اور سی ٹی وی فوٹیجز بھی غائب کر سکتی ہے،،،

مناہل ملک بھول تھی شاید میری کہ تُم ویسی نہیں ہو جیسا تمھیں پیش کیا جا" رہا تھا لیکن یہ سب کیا ہے پھر کس بات کی نشاندہی کر رہی ہے یہ سب چیزیں،،

اُس کا دل جل رہا تھا،،آنکھوں کو سختی سے میچتے اُسے لب بھینچے ہوئے دل میں کہا تھا،،یکدم اُس کی آنکھوں میں وہ منظر کوندا جب وہ معصومیت سے کھانا کھا رہی تھی دوسرے منظر میں وہ اُسے اپنی ہری آنکھیں پھیلائے اُسے لوڑی

سُنانے کا کہہ رہی تھی تیسرے منظر میں وہ اُس سے لڑ رہی تھی،،اُس کا دل بے اختیار ہو کر دھڑک اُٹھا تھا،،

گاڑی نکالو رفیق ہم سرینہ ملک کو گرفتار کرنے جا رہے ہیں،،"

یکدم دھڑکنوں کے اشتعال سے گھبراتا ہوا وہ سخت لہجے میں رفیق سے بولتا ہوا باہر کی جانب گیا تھا،،

لیکن سر ابھی ہمارے پاس اُس کے خلاف اتنے ثبوت نہیں ہیں جتنے " ہونے چاہیئے،،

اُس کے قدموں سے بمشکل قدم ملائے رفیق نے تیزی سے کہا تھا،،

مجھے پرواہ نہیں جنگ چھڑ چکی ہے اگر ہم نے اُن کا خوف رکھتے ہوئے اگلا" قدم نہ اُٹھایا تو بہت بھاری نُقصان کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے ہم بلکل متحمل نہیں ہوسکتے ہیں،،

اُس کا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا،، جبکہ رفیق اُس کی بات پر سر ہلا کر رہ گیا تھا،،

****

لے آئے تُم اُس لڑکی کو،،، "

سگیریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے اُس نے سرسری انداز میں ایک نظر اُس کی جانب دیکھ کر سپاٹ لہجے میں بولا تھا،،

جی پاشا بہت مشکل سے میں اُس لڑکی کو وہاں سے نکالنے میں کامیاب رہا تھا"
وہاں سے سیکیورٹی سسٹم بے حد سخت تھا،،

ابھی کہاں ہے وہ،،"

بیسمنٹ میں اُسے باندھا ہوا ہے بہت شور مچا رہی تھی لیکن اُسے انجیکشن لگا"
دیا ہے اب وہ بے ہوش ہے،،

اُس شخص نے اُسے خوبرو نوجوان کو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے شاہانہ انداز
سے بیٹھتے ہوئے دیکھ کر دبے لہجے میں کہا تھا،،

پاشا اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک سوال پوچھوں،،"

پاشا نے سنجیدہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے دھیرے سے سر ہلایا تھا،، گویا اجازت دی ہو،،

"آپ نے اُس لڑکی کو کیوں اغوا کیا وہ تو ہماری مدد کر رہی تھی اور ہو سکتا وہ اُس ایس کے کو اس دُنیا سے ختم کے کے ہمارے پاس آتی لیکن یہ سب کرنے سے پہلے ہی آپ نے اُسے باہر نکلوا دیا،،

اُس نے سوچ سمجھ کر اپنے لفظوں سے انتخاب کرتے ہوئے اپنے زہن میں اُبلتے ہوئے سوال کو بیان کیا تھا،، اُس کی بات پر پاشا کے عنابی ہونٹوں کو ایک دھیمی مگر سرد مُسکراہٹ نے چھوا تھا،، اُس کے جسم میں کپکپی سی طاری ہو گئ تھی اُس کے تاثرات دیکھ کر،،

مجھے سرینہ ملک پر اعتبار نہیں رہا وہ بابا کی پُرانی ساتھی تھی لیفٹ ہنیڈڈ لیکن" وہ آج تک اُس کی فطرت کو نہیں پہچان سکے لیکن میں جان گیا ہوں اُس کا مقصد اول سے میرے بابا کی جگہ پر آنا تھا لیکن اُس کا خواب ہی رہا اور اب اُس کے مُقابل میں ہوں جانتے ہو پچھلے دو ایکسیڈنٹس میں میں کیسے زندہ بچ گیا کیونکہ مجھے اُس کے پل پل کی خبر ہے ان سب حادثات کے پیچھے اول دن سے وہی تھی لیکن وہ جانتی نہیں کہ اب بار اُس کا پالا کسی عام شخص سے نہیں ابراہیم پاشا سے پڑا ہے،،

اُس کی باتیں سُن کر وہ شخص حیرت زدہ سارہ گیا تھا،، پاشا نے ایک نظر اُس کے فق ہوتے چہرے کو دیکھا اور سر جھٹک کر رہ گیا تھا،،

"تو پاشا آپ نے اُسے ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور وہ لڑکی وہ لڑکی تو آپ کے دشمن ایس کے کو مارنے والی تھی آپ نے اُسے بھی وہاں سے اغوا کروالیا،،

اُس نے ایک بار پھر اپنے ذہن میں کلبلاتے سوال دہرائے تھے،،اُس کی بات پر پاشا کے عنابی ہونٹوں کو مُسکراہٹ نے چھوا تھا،،

"وہ لڑکی سرینہ ملک کا خون نہیں ہے اتنا تو میں جانتا ہوں لیکن اُسے دل و دماغ میں زہر بھر کر وہ اپنا کام نکلوا سکتی ہے لیکن میں ابھی اُس کے کسی پلین پر بھروسہ نہیں کر سکتا کیا پتہ وہ اُس لڑکی کی مدد سے ایس_کے کے ساتھ مل کر ہمیں ہی تباہ کرنے کے منصوبے بنا رہی ہو کیونکہ اُس کا واحد مقصد طاقت حاصل کرنا چاہے جیسے بھی،،اب تُم جا سکتے ہو،،اور اُس لڑکی سے میں بات کر کے سرینہ ملک کی خُفیہ معلومات حاصل کروں گا،،اور سرینہ ملک کو زندہ

رکھنا فلحال کے لئیے میری مجبوری ہے کیوں کہ میں نہیں جانتا اُس نے میرے کتنے ہی راز اپنے اندر دفن کئیے ہیں اسی لئیے اُسے اُن رازوں کو مشہور کرنے سے پہلے اُسے نہایت دردناک موت ماروں گا،،

پاشا کی بات پر وہ شخص اُس کی عقل سے مُتاثر ہو کر سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا،، واقعی دُشمنی نبھانے کے لئیے دُشمن کے چال چلن کا پتہ ہونا چاہئیے اور اس کام میں پاشا ماہر تھا،، اپنی پیشانی دو اُنگلیوں سے مسلتا ہوا وہ اپنی بلیک شرٹ کا اوپری بٹن کھولتا ہوا باہر کی جانب گیا تھا،، اُس کے چہرے کے تاثرات پہلے کے مُقابلے اب کافی سنجیدہ معلوم ہو رہے تھے،،

****

"آپ اپنے ہوش میں نہیں لگ رہے مسٹر شاہ ویز خانزداہ کیا سمجھتے ہیں مجھے جاب پر رکھ کر آپ نے مجھے خرید لیا ہے ؟؟ کیا سوچ کر یہ بات کہی آپ نے جرآت کیسے ہوئی آپ کی ایسا سوچنے کی بھی ! !

لیکن میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا،،"

شاہ ویز نے حیرت سے اُس غُصے سے لال پیلی ہوتی لڑکی کو دیکھا تھا جو اُس کے ایک مطالبے پر سیخ پا ہو گئی تھی،، منال نے بمشکل اپنے اشتعال پر قابو رکھ کر اُسے گھورا جو معصومیت کا ڈرامہ کر رہا تھا اب،، ایک تو کل اُس سنایا وغیرہ سے آگے اتنی باتیں سُننے کو ملیں کہ وہ کتنی کمزور لگ رہی ہے اور پھر زبردستی اُسے اتنا کچھ ٹھسوایا گیا اور اُس نیئے کرایہ دار سے بھی اُس نے سرسری سی سلام دُعا لی تھی لیکن جیسے ہی وہ اپنے کیبن پر پہنچی وہ بے نیازی سے اُس کے سر پر مُسلط ہو کر اُس کے چودہ طبق روشن کر گیا،،

"کیا مطلب ہے کیا کہا ہے آپ نے آپ کو اندازہ بھی ہے اس بات کا کہ نہیں،،

زور سے ڈیسک پر ہاتھ مارتے اُس نے سُرخ چہرے کے ساتھ وہ دانت پیستے ہوئے بولی تھی،،

ہاں تو مجھے اندازہ ہے بس شادی کے لئیے پرپوز ہی تو کیا ہے،،"

اُس نے حیرت بھری بے نیازی برتتے ہوئے کہا تھا،، منال نے حیرت سے اُس شخص کی لاپرواہی ملاخظہ کی تھی،،

"واٹ ربش ایوں منہ اُٹھا کر مجھے پروز کرنے والے آپ ہوتے کون ہیں !
! ،،

"انسان،،

"اپنی لمٹ میں رہیں مسٹر ! ! یہ نہ ہو کہ آپ میرے ہاتھوں شہادت نوش فرما جائیں،،

"لمٹ میں رہ کر ہی بات کر رہا ہوں میں مس منال ورنہ اس وقت آپ میرے نکاح میں میرے گھر میں میرے لئیے کافی بنا رہی ہوتیں اور رہی بات شہادت کی تو اگر دشمن آپ جیسا حسین ہو تو اس غلام کو یہ بھی منظور ہے،،

اُس نے دلچسپی سے اُس کے سُرخ دہکتے ہوئے گال دیکھے تھے،، لیکن اُس کی بات پر اُس نے تعجب سے اُسے دیکھتا دو قدم چل کر اُس کے مُقابل کھڑا ہوا گہری سنجیدگی سے بولتا ہوا آخر میں ہلکی سی مُسکان کے ساتھ جھکا تھا،، جبکہ وہ ایک لمحے کو ساکت رہ گئی تھی،، لیکن اُس کی باتوں پر وہ کانوں کی لوؤں تک سُرخ ہوتی غضب ناک تاثرات لئیے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کر کے اُس کے منہ پر مار دیتی اس سے پہلے ہی شاہ ویز نے اپنے مضبوط ہاتھ میں اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا،،

ہاتھ چھوڑو میرا،،"

اُس نے دانت پیس کر اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تھا،، شاہ ویز تاسف بھری نظروں سے اُسے دیکھ کر رہ گیا تھا،،

تُم اتنا غُصہ کیوں کر رہی ہو،،"

منال نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اُسے گھورا تھا،،

تو اور کیا چاہتے ہیں آپ پھولوں کے ہار چڑھاؤں آپ پر،،"

نہیں بس دو بول بول دو،،"

دیکھیں مسٹر مجھے اس شادی جیسے کسی قصے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے،،"

اُس کی بات پر وہ اُسے ایک طرح سے سمجھاتی ہوئی بولی تھی،،اس وقت وہ منال تھی لیکن اگر مناہل ہوتی تو مُقابل کو گنجا کر دیتی،،

وہ قصہ نہیں زندگی کا خوبصورت حصہ اور میں چاہتا ہوں آپ میری ہمسفر" اور حصہ دار بنیں،،

اُس نے سنجیدگی سے کہہ کر اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا،،

جب تک میرا کھویا ہوا حصہ نہیں ملتا میں کسی کا حصہ مکمل نہیں کر سکتی،،"

اُس کا لہجہ ہلکا تھا،، جبکہ وہ اُس کی آنکھوں میں چمکنے والی نمی پر ایک لمحہ ساکت رہ گیا تھا،، اُس کی دھڑکن کچھ پل کو تھمی تھی،، وہ کس حصے کی بات کر رہی تھے؟؟ کیا اُس کی زندگی میں کوئی اور تھا؟؟

کون ہے وہ،،"

اُس نے بمشکل اپنے لہجے پر قابو رکھ کر پوچھا تھا،،

"میری آدھی زندگی میری آدھی روح میرا آدھا نصیب میری آدھی قسمت
اُس کے بغیر میرا سب کچھ آدھا آدھا ہے،،

کون ہے وہ،، منال"

اُس نے نرم لہجے میں پوچھا تھا، منال نے پلکیں جھپکیں تھیں،، دو آنسو
ٹوٹ کر اُس کے گالوں پر بہہ نکلے تھے،،

میری ٹوئن میری بہن میری کائنات،،"

آنکھوں میں نمی لئیے سُرخ چہرے کے ساتھ ضبط کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے اُس نے نظر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا،،دوسری جانب شاہ ویز کو محسوس ہوا گویا زندگی پر سے آدھا بوجھ اُتر گیا ہو،،،

کہاں ہے وہ،،"

اُس کی بات پر اُس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے تیزی سے نفی میں سر ہلایا تھا،،اُس کی حالت پر شاہ ویز کے دل پر گھونسا پڑا تھا،،اُس دن ہاسپٹل کے بعد اُس نے قسم کھالی تھی کہ اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو کا ایک قطرہ نہیں آنے دے گا،،اُس نے اُسے بازو سے پکڑتے ہوئے چیر پر بٹھایا تھا اور پھر اُسے ٹیبل پر سے پانی کا گلاس اُٹھا کر دیا تھا،،منال نے سوں سوں کرتے ہوئے وہ گلاس تھام کر ایک گھونٹ پی کر سائیڈ پر رکھ دیا تھا،،

اب بتاؤ کہاں ہے وہ،،"

اُس نے اُس کی کرسی کے مُقابل کرسی رکھ کر اُس پر بیٹھتے سنجید گی سے پوچھا تھا،،

نہیں پتہ مجھے وہ اُسے چھین کر لے گئے ہم سے،،"

نظریں زمین کی جانب کیئیے وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی،،

وہ کون،،"

میں نہیں جانتی،،"

اُس کے دوبارہ وہی جواب دینے پر شاہ ویز نے گہری سانس خارج کی تھی،،

کیا کسی کے ساتھ کوئی دشمنی تھی،،"

اُس نے سوال کیا،،

دُشمن تو بہت ہیں کہ اگر گننا بھی شروع کر دیں تو اُن کا شمار نہیں کر سکتے،،"

اُس نے حیرت سے اُس کی معصوم شکل دیکھی تھی،،

ایسا کیوں،،"

اُس نے اپنی حیرانگی واضح کی،،

کیونکہ ہم اپنے ارد گرد کسی کو سکون کا سانس لینے نہیں دیتے تھے اور سب "
کا جینا حرام کر کے رکھتے تھے،،

اُس نے گالوں پر سے آنسو پونچتے معصومیت سے کہا تھا،،اُس کی بات پر وہ نفی
میں سر ہلا کر رہ گیا،،

لیکن کوئی اتنی سی بات پر کسی کو اغوا نہیں کر سکتا کیا کوئی اور وجہ تھی،،"

اُس کی بات پر منال نے دماغ پر زور ڈالنے کی کوشش کی لیکن کوئی بات ذہن
میں نہ آئی،،

"ہاں ایک بار مناہل نے رکھ کر چپیر مروائی تھی ایک لڑکے کو ایک لڑکی سے،،

یکدم وہ پُرجوش ہوتی بولی تھی،، شاہ ویز نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا،،

"وہ کیوں،،

"ارے وہ ایک نمبر کا آوارہ تھا لڑکی کو لے کر بیٹھا باتیں کر رہا تھا بس ہم دونوں نے جا کر اُن کا بریک اپ کروایا پھر لڑکی نے غُصے میں آ کر اُسے تھپڑ دے مارا اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا ویسے ہم نے تو نیکی کا کام کیا تھا،،

اُس نے سر کھجاتے ہوئے معصوم شکل بنا کر کہا تھا،، دوسری جانب وہ دنگ رہ گیا تھا،، دونوں کی عقل پر،،

بہت زیادہ،، شاباش،،"

اُس نے بمشکل اپنی مُسکراہٹ روکتے ہوئے کہا تھا،، منال نے سر خم کر کے تعریف قبول کی تھی،،

اگر میں اُسے تمہارے لئیے ڈھونڈ دوں تمہارے ساتھ مل کر پھر،،"

اُس کی بات پر اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر دیکھا تھا،، لیکن اُس کے چہرے سے پھوٹتی خوشی دیکھ کر شاہ ویز ساکت رہ گیا تھا،،

کیا ! ! سچی؟؟ سچ کہہ رہے ہیں آپ ڈھونڈیں گے اُسے میرے" ساتھ،،

اُس نے بمشکل اپنی چیخ کنڑول کی تھی،،اور یکدم اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے پرجوش لہجے میں کہا تھا،،اُس کا ریکشن دیکھ کر وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا گیا تھا،،

ہاں بلکل لیکن میری ایک شرط ہے،،"

اُس کی اگلی بات پر منال کا منہ چند لمحوں میں اُترا تھا،،

کیسی شرط کوئی انسانی ہمدردی کے تہت بھی مدد کر دیتا ہے انسان،،"

شاہ ویز اُس کی بات سُنتا ہنس دیا تھا،،منال نے فٹ سے نظر پھیری تھی،،

میں نے کیا ٹھیکا لے رکھا ہے انسانی ہمدردی نبھانے کا اب بتاؤ میری شرط" منظور ہے کہ نہیں،،

اُس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا،، منال نے اُسے گھورا،،

! ! محترم شرط بھی بتا دیں اب،،"

میں جو سوال کروں گا تُم نے آگے سے ہاں کہنا ہے اور وہ کوئی بھی بات ہو" تمہیں ماننی پڑے گی اور تمہیں مناہل کی قسم مان کر بولنا ہو گا،،

اُس کی بات پر منال نے صدمے سے اُسے دیکھا تھا،،

ایسی کون سی بات ہے،،"

نہیں منظور تو میں جاتا ہوں،، "

وہ بے نیازی برتتے ہوئے وہاں سے جانے ہی لگ تھا کہ منال نے یکدم اُس کا بازو پکڑ لیا،، شاہ ویز نے مُسکراہٹ دبائی. تھی،،

مجھے منظور ہے،، اگر مناہل کے لئیے مجھے اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو" میں کروں گی،،

اُس نے ایک اعظم سے کہا تھا،،

ٹھیک ہے پھر جو میں بولوں میرے ساتھ دہرانا لفظ بہ لفظ،، "

"اوکے،،

منال نے اچھے بچوں کی طرح سر ہلایا تھا،،

"میں منال مناہل کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ،،

اُس نے لفظ بالفظ اُس کا بولا گیا جملہ دہرایا تھا،،

"اپنی اب کی کہی ہوئی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گی اور نہ مکروں گی جب مناہل مجھے مل جائے گی تب بھی نہیں،،

اُس کی اگلی بات پر اُس نے گھوری سے نوازتے ہوئے یہ جملہ دہرایا،،

میں شاہ ویز کی شریکِ حیات بنوں گی،،"

اُس نے صدمے سے اگلا جُملہ غیر ارادی طور پر دہرا دیا تھا،

واٹ دی ہیل میں نہیں مانتی اس کو،،"

اُس نے غُصے سے اُس کے بازو پر تھپر جھڑتے ہوئے کہا تھا جو کہ اب ہنس رہا تھا،

تُم نے قسم کھائی ہے مناہل کی میری پیاری سالی کی،،"

اُس نے معصومت سے کہا تھا، منال نے دانت پیستے ہوئے دونوں پاؤں زمین پر پٹخے تھے،،

"آپ نے روندی کی ہے میرے ساتھ ایسا نہیں ہوتا،،

اُس نے بچوں کے سے انداز میں غُصہ کرتے ہوئے کہا تھا،،

" اب تو ہو گیا منال اب بس تیاری کرو میری شریکِ حیات بننے کی کیونکہ ہم آج سے ہی مناہل کو ڈھونڈنے جائیں گے،،

اُس کے دونوں گال کھینچتے ہوئے اُس نے مُسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا،،

" نہیں میں کیوں ایک ہی زندگی ہے اُس میں بھی اپنی مرضی کا بندہ نہ ملے اتنی غلط بات ہے،،

اوئے اب تُم میری توہین کر رہی ہو کس چیز کی کمی ہے مجھ میں بھلا،"

اب کی بار دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے وہ بھی لڑاکا انداز میں بولا تھا،،

مجھے نہیں پتہ بھائی،،"

ہوئی کمی نہ ملنے پر وہ جھنجھلاتی ہوئی بولی تھی،،

بھائی نہیں ہوں میں تمہارا فیچور ہسبنڈ ہوں،،"

اُس نے دانت پیس کر کہا تھا،،

ہنہہ فیچور ہسبنڈ جیسی شکل ہے آپ کی،،"

اُس نے چیخ کر کہا تھا،،

جی الحمدللہ اب جانا ہے کہ اکیلے جاؤں میں،،"

بے نیازی سے بولتا ہوا وہ باہر کی جانب قدم بڑھانے لگا،، تو منال بھی بھاگ کر اُس کے ساتھ ہولی اور اپنی قسم پر لعنت بھیج کر رہ گئ تھی،، لیکن اب اُس کے دل میں امید بندھ گئ تھی کہ مناہل اُسے مل جائے گی،، باقی آریان صاحب کے متعلق اُس نے اُس دن کے بعد خود کو سوچنے سے پابند کر لیا تھا،،

لعنت ہے تجھ پر منال پتہ نہیں کس کے ساتھ شادی کی قسم کھالی تو نے،،"

اُس نے آخر پر خود پر بھی لعنت بھیجی تھی،،

****

"اے سُنو،،

اُس نے حیرت سے پلٹ کر پُکارنے والے کو دیکھا تھا وہ سنایا تھی،،اُس کے تاثرات بدلے،،جسے سنایا نے بھی نوٹ کیا لیکن انجان بن گئی،،

"نام کیا ہے تمہارا،،

اُس نے تحکم انداز میں پوچھا،اُس نے اُس کے سوال پر آبرو اُچکائی،،

"تمہیں کیوں بتاؤں،،

وہ لاپرواہی سے بولا،،،سنایا نے آنکھیں گھمائیں،،

نہیں بتانا تو مت بتاؤ،،"

تیمور نام ہے میرا اب میں جاؤں،،"

اُس کے اُداس تاثرات دیکھتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی بتا گیا تھا،،سنایا نے حیرت سے اُس کا بدلتا رویہ دیکھا تھا،،اُس نے تو محض ڈرامہ کیا تھا اُداس ہونے کا،،

ہاں ٹھیک ہے دیکھو تیمور پہلے جو کچھ بھی ہوا اس میں میرا قصور نہیں تھا" مطلب تھا پر میں مانوں گی نہیں تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تُم بھی میرا قصور جو تھا لیکن نہیں تھا اُسے بھول جاؤ اور میری سوری جو کہ میں نے کبھی

کرنی نہیں اُسے بھی ایسپٹ کر لو میرا دل بہت بڑا ہے اسی لئیے کہہ رہی ہوں،،

تیمور نے صدمے سے اُس دُنیا کے آٹھویں عجوبے کو دیکھا تھا جسے شاید خود نہیں پتہ تھا کہ کیا بول رہی ہے،،

سمجھ گئے نہ،،"

اُس کے سامنے چٹکی بجاتے سنایا نے پلکیں چھپکا کر کہا تھا،، تیمور کچھ لمحے ساکت سا اُسے دیکھتا سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا تھا،،

اسے کیا ہوا بھلا ایک تو میں نے دل بڑا کر کے معافی مانگی اوپر سے نخرے ختم" نہیں ہو رہے صاحب کے خیر سانو کی میرے تو ایک گناہ کم۔ لو گیا ہونا اعمال نامہ میں،،

اُس کو کوستی اور خود کو اطمینان دلاتی وہ اندر کی جانب بڑھ گئ تھی،، کیونکہ رات کو حیدر کے گھر والے آرہے تھے آن فاطمہ کو انگھوٹی پہنانے،، بہت اختلافات کے بعد اور بیت منتوں کے بعد سنایا کو آن کی شادی پہلے کرنے پر راضی کیا گیا تھا کیونکہ حیدر کے ماما بابا باہر جانے والے تھے یعنی دوسرے ملک تو وہ پہلے ہی اُس کے پسند کی لڑکی سے شادی کروا کر جانا چاہتے تھے،، اس بات پر سب نے آن فاطمہ کو خوب سُنائی اور اُسے گھنی میسنی اور پتہ نہیں کن کن القاب سے نوازا گیا،، لیکن اُس نے اُن پر کان نہ دھرے،، اور اپنی خوشی سے اچھل کر رہ گیٔ تھی،،

****

THE END